انقلابِ وقت

اِنِ الحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہ

بے شک حاکمیت اللہ کے لئے ہے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرّسول

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو

عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

حمد باری تعالیٰ

تو عقل و خرد سے ہے ماورا، تو زمان و مکاں میں ہے جا بجا
تو ذات و صفات میں ہے یکتا، تو ہر عیب سے ہے منزہ
تو بحر و بر میں ہے ہر جگہ، نہ کوئی حدود ہے نہ انتہا
تیری صورتیں تیرے نقش و نگار، تیرا معمار خانہ ہے لا جواب
تیرے اسمائے حسنہ کی بات کیا، یہ خوب سے ہیں خوب بجا
جو ذکر و فکر میں ڈھل گیا، اسے موت سے ہے کیا واسطہ
تیری تسبیح چرند پرند کریں، تیرے سامنے تسلیم و خم کریں
مجھے حمد و ثنا کا ساز دے، میرے ہمنوا میرا ساتھ دے
تجھے جس نام سے بھی پکار لوں، تو منور ہے ہر صفات میں
مجھے احسن تقویم کی خیرات دے، مجھے عظیم و قدیم کی بات دے
مجھے رحم و کرم کی بھیک دے، مجھے حسن عمل کی توفیق دے
مجھے ادب جہاں کا نور دے، مجھے الفت نبی کریم دے
میرے دکھ سے ہے تو آشنا، میرے درد کو کر عطا شفا

تو عظیم ہے اور عظیم تر۔ تیری ذات جل جلال ھو
تو لا شریک ہے با خدا۔ تیری ذات جل جلال ھو
تو کیسے ہو منکشف اے خدا، تیری ذات جل جلال ھو
اے مصور با کمال، تیری ذات جل جلال ھو
تو جمیل ہے اے حسن جمال، تیری ذات جل جلال ھو
تیری ذات عالی ہے بر ملا، تیری ذات جل جلال ھو
اے صورت گر اے سیرت نواز، تیری ذات جل جلال ھو
مجھے قلب و نظر بیدار دے، تیری ذات جل جلال ھو
تو جلال و جمال سے ہے آراستہ، تیری ذات جل جلال ھو
مجھے کون و مکاں سے نواز دے، تیری ذات جل جلال ھو
میرے غمکدے کو ثبات دے، تیری ذات جل جلال ھو
مجھے ورد آل درود دے، تیری ذات جل جلال ھو
تو ورد عنایت عام کر، تیری ذات جل جلال ھو

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

تمام پیغمبران کے نام

نام کتاب	انقلاب وقت
مصنف	عنایت اللہ
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	نومبر ۲۰۰۶ء
قیمت	۲۰۰ روپے

منگوانے کا پتہ: مقدم ہاؤس، شمس کالونی روڈ، گولڑہ موڑ پوسٹ آفس کوہ نور ملز راولپنڈی

فون: 051-5460142, 0336-0111165

ویب سائیٹ: babageeinayatullah.blogspot.com

انقلابِ وقت | جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے! | عرض مصنف

الفاظ کی حرمت اور انکی پاسداری خالق کونین کا عطیہ ہے۔ الفاظ خیال کا لباس ہے۔ خیال کی دلہن کو انہی سے سجایا اور سنوارا جاتا ہے۔ دلنوازی کا پیغام انہی الفاظ سے انسانی قلب و روح تک پہنچایا جاتا ہے۔ خیر کی دنیا انہی سے تابندہ اور پائندہ ہوتی ہے۔ خیر اور شر، نیکی اور بدی کی پہچان الفاظ کے دم سے ہی قائم ہے۔ گلستان حیات کا حسن، الفاظ سے ہی جلوہ آرا ہوتا ہے۔ الفاظ جمال کی روشنی اور نوع انسانی کے روح کا خامہ، دلنواز ہوتے ہیں۔ دلنوازی، دلسوزی اور دلربائی کے میخانے کا مست، مستی کے جام ہمہ دم اور دمادم جاری کرنے والا کسی صحرا و بیاباں میں تنہائی کی چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ الفاظ کے میخانے میں مستی ءکردار کی ستار خاموش کسی صاحب اعجاز کی منتظر بیٹھی ہے کہ وہ آئے اور خوابیدہ ملت کو جگائے۔ وہ عظیم ملت بے بس، غمگین، اداس، پریشان حال اذیتوں سے لاچار، تڑپتی، سسکتی، دم توڑتی، دین محمدی ﷺ کی دوری کی سزا میں مبتلا کر دی گئی ہے، ملت جمہوریت، بادشاہت اور آمریت اور دین محمدی ﷺ کے نظریاتی تضاد کا شکار ہو چکی ہے۔ کاروان ملت کو حرم سے بدگماں کیا جا رہا ہے، پاکستان میں سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو نان کرپچن جمہوریت کے پنجرے میں بند، اسکے نظام حیات اور ضابطہ حیات کا قیدی بنا رکھا ہے۔ ملت ایک دردناک المیہ کی شکار ہو چکی ہے۔ وہ حیات و ممات کی کشمکش کی اذیتوں میں دم توڑے جا رہی ہے۔ جب دین محمدی ﷺ کا دامن ہی ہاتھ میں نہ ہوگا تو ملت کہاں سے تیار ہوگی۔ دین محمدی ﷺ کی سرفرازی اور بالادستی ہی ملت کی فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اس وقت ملت درد سے چور، سانس لینے پر مجبور، حیات و ممات کی کشمکش میں بیجان ہوئی پڑی ہے۔ اسکی حالت دگرگوں ہوتی جا رہی ہے، اسکی حیات جاوداں جمہوریت، بادشاہت آمریت کی نجات اور دین محمدی ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے۔ چشم ملت اس منظر کو دیکھنے کیلئے بڑی دیر سے منتظر کھڑی ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

عنایت اللہ صاحب مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے تناظر میں پاکستان کے سیاسی وتمدنی حالات وواقعات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔پاکستان میں رائج الوقت مغربی جمہوریت اور اسکے تباہ کن اسرار ورموز اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اس ساتویں کتاب (انقلاب وقت) میں مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے تضادی حقائق کے بارے میں ایک بار پھر قلم اٹھایا ہے۔انکی گفتگو اور تحریر دونوں مجسم ہوکر اس امر کا پتہ دیتی ہیں کہ موصوف کی اجتماعی ملی تصورات کے بارے میں سوچ، عطائے الٰہی ہے۔اس سوچ وبچار کی روح کو کتب کی صورت میں منظر عام پر لاکر مسلم امہ اور اہل پاکستان کی خدمت میں پیش کردیتے ہیں۔موصوف پاکستان کے عظیم صوفی واصف علی واصفؒ کے ہمنشین اور ہم مشرب ہیں۔انکی زندگی انتہائی سادہ اور فقیرانہ ہے۔عنایت اللہ صاحب جناب واصف علی واصف صاحبؒ سے ایک طویل رفاقت اور ان سے استفادہ کی بنا پر انہی کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔(انکی زیر نظر کتاب ملت کی سوچ کے بارے میں باقاعدہ ایک منشور ہے)۔

موصوف نے مغربی جمہوریت پر قلم اٹھایا، اسکے بارے میں اپنے شدید ردعمل کا دین محمدی ﷺ کی روشنی میں مدلل صورت میں اظہار کیا ہے، چنانچہ آپ انکے منشور کو anti thesis کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ہمارے موجودہ دور میں جمہوریت پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔علامہ اقبال صاحبؒ اسے طرز جمہوریت کہتے ہیں۔علامہ مشرقی صاحب طبقاتی جمہوریت کا تصور کہتے ہیں۔علیٰ ہذالقیاس بہت سے دانشوروں نے جمہوریت اور عدم جمہوریت کے بارے میں عمل اور ردعمل کی صورت میں اسے کلچر کے حوالے سے دیکھا ہے۔ اس ضمن میں جناب عنایت اللہ صاحب نے جمہوریت کے اثرات پر گفتگو کی ہے۔انکا خیال ہے کہ نان کرسچن جمہوریت نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے کلچر پر غیر کلیسائی اثرات مرتب کئے ہیں۔جس نے اقوام عالم کی تشکیل میں زندگی کے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔جناب عنایت اللہ صاحب اپنا ایک واضح موقف رکھتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ مسلمان ایک قدیمی مذہبی کلچر سے وابستہ ہیں۔جس نے ملت کے فطری خصائص میں ایک نئے قسم کا تصور حیات پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں انکے سوالات کا جواب دینا مشکل ہے۔دنیائے اسلام میں شورائی جمہوریت نے فروغ کیوں نہیں پایا۔میرے نزدیک جمہوریت، کلچر ہی کا حصہ ہے۔آجکل کسی نہ کسی اعتبار سے، اسے غیر کلیسائی تصور دستیاب ہے۔مثلاً مغربی جمہوریت کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریت فروغ پارہی ہے۔مسلمان بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔لہٰذا سیکولر جمہوریت پر تقریباً سب کے سب متفق ہیں۔

البتہ عنایت اللہ صاحب کا سوال نہایت دقیق ہے۔سیکولر جمہوریت شہروں اور بستیوں، رسوم ورواج اور ذہن وفکر کی تجلیات سب کی سب ایک فانی نوعیت رکھتی ہیں۔راقم جمہوریت اور فکری آزادی کو ایک حقیقت کے دوزخ کی مانند سمجھتا ہے۔تاہم اسلامی کلچر دین محمدی ﷺ کے جمہوری روح میں ایک مستقل حیثیت کی طرح موجود رہنا چاہئے۔یہی مسلک عنایت اللہ صاحب کا ہے۔تاہم عمل پسند ملت کی صورت میں انکا (ازل اور ابد) سب سے جدا اور خوشی کی بات یہ ہے کہ انکے ذہن میں کوئی الجھن نہیں ہے۔

جناب عنایت اللہ صاحب نہ صرف **ملک** وملت بلکہ تمام بنی نوع انسان سے محبت اپنے لئے درجہ ایمانی سمجھتے ہیں۔وہ کرب انسانی کو اپنے سینے میں محسوس کرتے ہیں اور نہائیت جذبہء ایمانی اور خلوص کے ساتھ اسلامی فلاحی مملکت میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔وہ جمہوریت کے تحت وجود میں آنے والے معاشرے کے غاصبانہ نظام حیات کی آگاہی بخشتے ہیں۔نہ صرف مسلم امہ بلکہ تمام مذاہب پرست امم کا مذہبی شعور بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔زیر نظر کتاب (انقلاب وقت) میں اینٹی کرسچن جمہوریت کو اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش اور المیہ قرار دیتے ہیں۔کیونکہ ایک سازش دوسری سازش کو جنم دیتی ہے اور ایک نہ ختم ہونے والا ظلم واستبداد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو انسانیت کی تذلیل ورسوائی کا باعث بنتا ہے لہٰذا موصوف بحالی ءحرمت انسان کے فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ومستغرق رہتے ہیں۔وہ فقیر منش انسان اور نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے پرستار ہیں۔موصوف کی نگاہ میں مغربی جمہوریت بنی نوع انسان کے معاشی اور معاشرتی قتال اور دنیا کی بدامنی کا سبب ہے۔اگر اس کتاب کو بنظر غائت دیکھا جائے تو یقین ہوتا ہے کہ یہ کتاب جمہور کیلئے شعورِ آگہی کو بیدار کرنے کا سرچشمہ اور سسکتی انسانیت کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا عندیہ ہے۔جناب عنائیت اللہ صاحب کی بیبا کی اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ مروجہ نظام جمہوریت دراصل قتل جمہوریت ہے۔جس میں حکمران ہر قسم کی اخلاقی ،سماجی اور قانونی حدود وقیود سے آزاد، ہر قانون انہی کے تحفظ کا ضامن، **ملک** انکی جاگیر،قومی خزانہ انکی پاکٹ منی اور عوام انکے غلام بن چکے ہیں۔جناب عنائیت اللہ صاحب اس کتاب میں کرب مستور سے پردہ چاک کرتے ہیں کہ اس رائج الوقت جمہوریت نے مذہب پرست امتوں سے انکے پیغمبران علیہ السلام کے بنیادی نظریات، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف، امانت ودیانت ،شرم وحیا، ازدواجی زندگی کا نظام ،عفوو درگذر ،صبر وتحمل اور احسان کے روشن ضابطہ حیات کو چھین لیا ہے۔ با ایں ہمہ حقائق جبکہ مادیت کا دور دورہ ہے،موصوف اس دور کو عوامی بیداری کا دور تصور کرتے ہیں۔وہ پرامید ہیں کہ عوام کے ساتھ دغا بازیوں نے عوامی شعور کو بین الاقوامی سطح پر مزید آگاہی بخشی ہے۔اب یہ چنگاری شعلہ زن ہو کر انسانی اقدار اور حقائق کی نفی کرنے والے نظام اور اسکے پجاریوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر ہی رہے گی۔اللہ تعالی ان کی اس کاوش کو باثمر کرے۔امین

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پروفیسر احسان اکبر | انقلابِ وقت

راقم ہی سزا وار سوال ہے؟

سلسلہ واصفیہ کے رکن اعظم عنایت اللہ ! صاحب قلم بھی ہیں صاحب نظر بھی۔ دردمند بھی اور ملی حوالے سے دردمند۔ جب بھی لکھا ملی سلسلہ پر لکھا۔ عاجز ایسے کہ نام سے کام نہیں رکھا۔ صرف کام کیا اور مسلسل کام کیا۔ واصف صاحبؒ قبلہ نے تو عنایت اللہ صاحب کے یہ مضامین نہیں دیکھے مگر اشفاق احمد صاحب نے تو ان تحریروں کو ضرور دیکھا، پسند کیا اور ان پر قلم تحسین اٹھایا۔ مگر سب سے پہلے جسے ان مضامین کو دیکھنے کا شرف ملا وہ راقم ہی تھا۔ بلکہ مان لینا چاہئے کہ راقم ہی سزا وار سوال ہے۔ جس نے عنایت اللہ صاحب سے نثر میں لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ اجمال تفصیل یوں ہے کہ آپ نے اس سے قبل کے اپنے ملی خیالات شاعری میں باندھے تھے جس پر میں نے مشاورت نذر کی۔ ان خیالات کو نثر ہی میں راہ درکار ہے۔ آپ کی شاعری ان خیالات کی متحمل نہیں۔ میری جانب سے ایسے مشورے ماضی میں جتنے شعر گوؤں کو دیئے گئے اکثر ان میں سے بدک گئے یا برا مان گئے۔ ان کی طرف سے نثر میں طبع آزمائی کی مثال خال خال ہی ملی۔ سب سے نمایاں خال عنایت اللہ صاحب ہی کا ہے۔ انہوں نے لکھا اور چھاپا، لکھا اور بانٹا۔ کسی سے حوصلہ افزائی نہ چاہی۔ کسی ناشر سے رابطے کے لئے نہ رکے۔ پیشن موجود تھی کتابیں آتی گئیں۔ یہ تحریریں جن کو اوپر مضامین کہہ کر میں گذر گیا۔ مضامین نہیں سلسلے ہیں۔ سلسلے مضامین کے۔ بلکہ سلسلے کتابوں کے۔ ان کتابوں کو وقتی سلسلہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر کتاب میں قافیہ وقت کا لگتا ہے۔ آئینہ وقت، صدائے وقت، ندائے وقت، آواز وقت، نادوقت، چراغ وقت اور اب انقلاب وقت آخری مراحل میں ہے۔ عنایت اللہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے وقتی سلسلہ کی تحریریں لکھ رہے ہیں۔ ملکی سیاست اور جمہوریت پر۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ طبع رواں ہے سو رکے نہیں۔ چلتے رہے اور چلتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر موصوف نے لکھا تو ایک اور جہت پر لکھ مارا۔ مستقل لکھا اور بڑا لکھا۔ میں کہتا رہ گیا کہ یہ جمہوریت نہیں جسکی آپ مثالیں دے رہے ہیں۔ جس کی جانب میرا اشارہ ہے۔ مگر وہ قرون اولیٰ کی مثالیں دیکھے ہوئے ہیں۔ اسلام کا عہد زریں انہیں ازبر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مثالی قربانی، حضرت عمرؓ کی قمیض، حضرت عثمان کی آدھے اسلامی لشکر کی کفالت، حضرت علیؓ کی نان جویں انہیں کچھ بھی بھولا نہ تھا۔ میں کہتا رہ گیا کہ عوام کے آگے جوابدہی کی بھی شکل بڑی بات ہوتی ہے۔ مگر نہ انکا حافظہ کمزور تھا نہ قلم۔

راقم ہی سزاوار سوال ہے؟

پروفیسر احسان اکبر

انہوں نے لکھا اور ڈٹ کے بچہ جمورا کے خلاف لکھا۔ مجھے اپنا قصور تسلیم کرنا چاہئے کہ جس مسودہ کو بھی انہوں نے مکمل کیا، مجھے دکھا کر چاہا کہ میں بھی اپنی رائے لکھ دوں۔ مگر میں نے کبھی انہیں دو حرف لکھ کر نہ بھیجے۔ اسکے باوجود انکی محبت کبھی کم نہ ہوئی۔ آنچ کبھی دھیمی نہ ہوئی۔ میں نے جتنا غصہ ظاہر کیا، انہوں نے اسے جھیلا، خندہ پیشانی سے جھیلا۔ مگر قلم کا پرنالہ وہیں رکھا۔ میں نے نہ لکھا مگر اشفاق احمد صاحب، جنرل حمید گل صاحب،، ریاض حسین نقوی صاحب، **ملک فتح محمد** صاحب، ڈاکٹر رشید نثار صاحب، کرنل غلام سرور صاحب، ڈاکٹر تصدق حسین صاحب، علامہ یوسف جبریلؒ صاحب اور آپا بانو قدسیہ صاحبہ نے لکھ دیا اور محبت سے لکھ کر دادوی۔ اب یہ کہ کر مسودہ چھوڑ گئے ہیں کہ انکی اس تحریر کی بات ہی اور ہے۔ مجھے بھی یہی کہنا چاہئے کہ اس تحریر کی بات ہی اور ہے۔ تاہم جمہوریت ہی انکا ہدف ہے۔ البتہ اینٹی کرپشن جمہوریت کا ذکر اضافی ہو گیا ہے۔ عنایت اللہ صاحب کا طرز تحریر سادہ ہے مگر جملے طویل ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ انکے پاس خیالات کا جہان ہے۔ وقت کی مہلت کم ہے۔ جو تحریر ہے عجلتاً لکھی گئی اور اسے شاید دیکھنا بھی نہیں ملا۔ جن جمہوری علامات یا نتائج سے نفرت کرتے ہیں انکی فہرست بڑی طویل دیں گے۔ شاید ایسا بار بار دیکھنے کو ملے مگر انکا خیال۔ اس ذمہ دار، دردمند کا کہنا ہے کہ جسے گھر میں آگ لگی نظر آ رہی ہو اور جس کو کوئی اور دیکھتا نہ ہو سو وہ تو اپنے لہجے اور اپنی پکار کو رنگین بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اخلاص اور سادگی انکی تحریر کے جوہر ہیں جو قدم قدم پر دکھائی دیتے رہتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ جسے جمہوریت کہتے ہیں عوام میں سے لوگ ان انتخابات میں امیدوار ہو ہی نہیں سکتے۔ چہ جائیکہ وہ جیت بھی سکیں۔ موجودہ زمانے میں جتنی زیادہ سطحوں پر اسمبلیوں کی نشستوں اور اراکین کے حقوق و مراعات میں اضافہ اپنی جگہ بے حد بڑی عیاشی اور ملی المیہ ہے۔ عنایت اللہ صاحب نے ان سب کا ذکر بہت تفصیل سے بار بار کیا ہے۔ میں عنایت اللہ صاحب سے جو تعلق خاطر رکھتا ہوں اسکے پیش نظر مجھے امید رہتی ہے کہ انکے قلم سے انکے اخلاص قلبی، انکی فطری قلندری اور اس بے درا قافلہ امت کو لحہ موجود میں کوئی رہنمائی ضرور نصیب ہو گی۔ مگر وہ وقت کی گھنٹی کی آواز بھی تو سنیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

ڈاکٹر تصدق حسین راجہ

یوم حساب قریب ہے

زیر نظر کتاب ''نسخہ انقلاب وقت'' عنایت اللہ صاحب کی ساتویں کتاب ہے۔ اس سے قبل انکی شائع ہونے والی کتابوں میں درج ذیل کتب شامل ہیں:۔

۱۔آئینہ وقت ۔۲۔صدائے وقت ۔۳۔ندائے وقت ۔۴۔آوازوقت ۔۵۔ناد وقت ۔۶۔چراغ وقت ہیں۔مصنف نے اس کتاب میں بہت سے سوال اٹھائے ہیں، ان میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ جمہوری نظام حکومت نے اس خطے میں بسنے والوں کو وہ پاکستان دیا ہے جو پاکستان کا مطلب کیا! لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر حاصل کیا تھا۔ عنایت اللہ صاحب اس مغربی جمہوریت کو وہ ان کرپشن جمہوریت کہتے ہیں۔انہوں نے اس سے قبل اپنی کم وبیش ساری کتابوں میں مغربی جمہوریت اور اسکی خرابیوں کی بات کی ہے۔ لیکن نسخہ انقلاب وقت میں اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے انہوں نے کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس پر مدلل بات نہ کی ہو۔کتاب میں شامل دیگر موضوعات میں سودی معاشی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام مخلوط تعلیمی نظام، ٹیکس کلچر، ہارس ٹریڈنگ کی باطل سیاست، محتسبوں کے شاہی اخراجات، عدلیہ اور انتظامیہ میں پائی جانی والی خرابیوں کی نشان دہی اس خوبصورتی سے کی ہے کہ خود ان خرابیوں کے پیدا کرنے والے ان سے انکار کرنا چاہیں تو انکار کی گنجائش نہ نکلے اور اعتراف کے بغیر نہ بن آئے۔نسخہ انقلاب وقت کو ادبی پیانے پر پرکھنا اسلئے ضروری نہیں کہ یہ ادبی کتاب نہیں ہے ۔مگر کہیں کہیں خوبصورت اسلوب بیان اور رواں عبارت کی دلکشی قاری کے دامن ذوق کو کھینچ لیتی ہے۔اک اقتباس ملاحظہ فرمایئے اور سر دھنیے۔''الفاظ کی حرمت اور انکی پاسدار خالق کونین کا عطیہ ہے، الفاظ خیال کا لباس ہے۔خیال کی دلہن کو انہی سے سجایا اور سنوارا جاتا ہے۔دلنوازی کا پیغام انہی الفاظ سے انسانی قلب و روح تک پہنچایا جاتا ہے، خیر کی دنیا انہی الفاظ سے تابندہ وپائندہ ہوتی ہے۔خیر اور شر، نیکی اور بدی کی پہچان الفاظ کے دم سے ہی قائم ہوتی ہے۔گلستان حیات کا حسن الفاظ سے ہی جلوہ آرا ہوتا ہے۔الفاظ جمال کی روشنی اور نوع انسانی کے دل و دماغ کا خامہ دلنواز ہوتے ہیں۔دلنوازی، دلسوزی اور دلربائی کے میخانہ کا مست، مستی کے جام، ہمہ دم اور دمہ دم جاری کرنے والا کسی صحرا و بیاباں میں تنہائی کی چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔وہ دیکھ رہا ہے کہ الفاظ کے میخانہ میں مستی کردار کی ستار خاموش کسی صاحب اعجاز کی منتظر بیٹھی ہے۔کہ وہ آئے اور خوابیدہ ملت کو بیدار کردے۔چشم ملت اس منظر کو دیکھنے کے لئے بڑی دیر سے منتظر ہے''۔اس کتاب کا وہ حصہ دل میں اتر جاتا ہے جہاں عنایت اللہ صاحب نے مغربی جمہوریت کی خرابیوں پر مفصل بحث کرتے ہوئے اسلامی شورائی نظام سے اسکا تقابلی جائزہ بے حد دلنشین انداز میں کیا ہے۔چند ایک مقامات تو ایسے بھی آتے ہیں جہاں مصنف کی بصیرت قاری کو جھنجوڑ کر رکھ دیتی ہے۔مسلم امہ کے ۱۶ کروڑ فرزندان کا مقدمہ بنا کر ان کرپشن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے خلاف حضور نبی کریم ﷺ کی کچہری میں آج مورخہ ۲۰۰۵-۱۲-۲۱ کو بوقت دو بجکر بارہ منٹ پر پیش کر دیا ہے۔

زیر کتاب کے ہر باب کا اختتام دعائیہ جملوں سے ہوا ہے اور مصنف نے اپنی آواز کو ایک ایسے فقیر کی صدا کہا ہے جو صبح کے بھولے ہوئے حکمرانوں کو شام گھر واپس لوٹ آنے کی آواز دے رہا ہے۔عنایت اللہ صاحب ایک انسان دوست محب وطن پاکستانی ہیں جو اس ملک کو ترقی کی جانب بڑھتا دیکھنے کے آرزو مند ہیں جس میں ملک میں بسنے والے ہر شخص کو احترام انسانیت، عدل و انصاف بلا کسی امتیاز کے مل سکے اور حکومتی ایوانوں، عدلیہ اور انتظامیہ کے زیر نگرانی چلنے والے اداروں کو اس کرپشن بد دیانتی رشوت، لوٹ کھسوٹ سے نکالنا چاہتے ہیں جن سے مادر وطن کا پورا جسم زخمی ہو چکا ہے، وہ کسی معالج و مسیحا کے انتظار میں ہیں کہ وہ آگے بڑھے اور مسیحائی کا فریضہ انجام دے۔اللہ کرے عنایت اللہ صاحب جیسے لکھاریوں کی تحریروں کی قبولیت کا وقت جلد آئے اور نبی پاک ﷺ کے صدقے میں پاکستان اور اہل پاکستان پر اس رب کائنات کا فضل و کرم ہو جائے جو بڑا رحیم و کریم ہے۔آمین۔
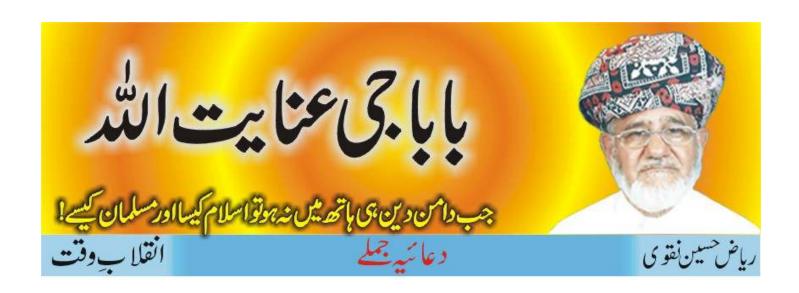
زیرِ نظر کتاب ''انقلاب وقت'' کتابوں کے اس سلسلے کی ساتویں پیشکش ہے جو کہ از راہ عنایت ہم تک پہنچی ہے۔ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ عنائیت اللہ صاحب بقول مولانائے روم۔

''اندھوں کے شہر میں آئینے فروخت کرنے کی لاحاصل کوشش میں مصروف ہیں''۔

مجھے ان سے اختلاف ہے۔ اہل نظر دیکھ رہے ہیں کہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب پاکستان میں رائج الوقت نظریاتی کج روی کو ختم کر کے حضرت علامہ اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کے خوابوں کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ قوم پاکستان کی اس متوقع تشکیل نو کے مرحلے میں عنائیت اللہ صاحب کے افکار سے بھرپور استفادہ کر سکے گی۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

انقلابِ وقت | پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی وجوہات ومحرکات | باب 1 پیرا 1-2

۱۔ اہل ہند کے مسلمانوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان منظور کی۔ ۲۳ مارچ کا دن پاکستان کے مقدر سے وابستہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اسی دن ایک ملک پاکستان کا تصور پیش کیا۔ جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نظریات، ان کا ضابطہ حیات، طرز حیات، عبادات کا طریقہ، انکی ازدواجی زندگی کا نظام، انکے اسوہ حسنہ کی روشنی میں تیار کیئے ہوئے اخلاقیات، انکا گوروکفن کا سلیقہ، ہندوؤں کے نظریات انکے ضابطہ حیات اور طرز حیات سے مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد ہے۔ ہندوؤں کا نظریہ حیات ان کے پیروکاروں کو اپنا طرز حیات یعنی بت پرستی، برہمن اور شودر کے طبقات کا علم وشعور اور کردار سکھاتا ہے۔ وہ گائے کی پوجا کرتے ہیں اور اسکا گوشت نہیں کھاتے جبکہ مسلمانوں کا مذہب جس میں توحید، نماز، روزہ، حج، اور زکوۃ شامل ہیں۔ ایک مختلف ضابطہ حیات، طرز حیات کی تربیت کرتا ہے۔ دین اسلام مسلمانوں کو اپنے مخصوص قوانین اور ضوابط کی روشنی میں انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی گزارنے تک کے تمام آداب سکھاتا ہے۔ مسلم امہ کا دین اور اسکے نظریات اور ہندوازم کے بنیادی اصولوں کا اختصاری موازنہ درج ذیل ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے مذہب اور ہندوؤں کے نظریات، طرز عبادت اور طرز حیات میں بھی بہت بڑا بنیادی فرق ہے۔ اس لئے دو مختلف نظریات کی بنا پر مسلمانوں نے ایک الگ ریاست (پاکستان) کا نظریہ پیش کیا۔ جہاں مسلمان اپنی دینی کتاب قرآن پاک کی روشنی میں تعلیمی نصاب کا تعین کریں گے۔ اسلامی ضابطہ حیات کے مطابق اسلامی جمہوری نظام حکومت قائم کریں گے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کے تحت تعلیمی نصاب اور قانون سازی کرینگے۔ دینی اصول وضوابط اور قوانین کے مطابق مسلمانوں کے کردار کی تشکیل ہوگی۔ ان کی تربیت گاہیں انکی آنیوالی نسلوں کے طرز حیات اور کردار کو دین کی روشنی میں سنواریں گی۔ اس طرح مسلم امہ اقوام عالم کے سامنے اپنے ملی تشخص کا ایک حسین وجمیل اسلامی نمونہ پیش کر سکے گی جو انسانیت کیلئے باعث کشش ہوگا۔ ہندو اپنے دھرم، نظریہ اور عقیدے کی روشنی میں اپنے نظام حیات کے تحت اپنا کردار و تشخص تیار کر کے زندگی گذار سکیں گے۔ اس طرح دوقومی نظریات کی بنیاد اور دلائل پر مسلمانوں نے ایک الگ ملک پاکستان کو حاصل کرنے کی دل وجان سے کوشش کی۔ انگریز نے مسلمانوں کے دوقومی نظریات کو تسلیم کرلیا۔ آخر کار ۱۹۴۷ء کو پاکستان دوقومی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آ گیا۔ پاکستان دنیا کی تاریخ میں پہلا ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔

۳۔ ہندوستان کے مسلمان اس نظریاتی ریاست (پاکستان) کو حاصل کرنے کے لئے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد کی روشنی میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے۔ بالآخر ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں نے ایک الگ اسلامی ریاست یعنی پاکستان حاصل کرلیا۔ جس کیلئے مسلمانانِ ہند ایک ایسے دردناک، اذیت ناک المیہ سے گذر گئے، جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہندوستان میں ہندوؤں، سکھوں نے مل کر مسلمانوں کا قتال شروع کردیا۔ ان کو ترکِ وطن اور ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور ان کو پاکستان آنا پڑا۔

۱۔ انہوں نے اسلام کے نام پر اپنے گھر، اپنے کاروبار، اپنے مال و جان، اپنی زمینیں اور اپنے کھیت کھلیان حتیٰ کہ اپنے وطن کو بھی خیرباد کہا۔

۲۔ اپنی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی عزتوں اور عصمتوں کی قربانیاں دیں، قافلوں کی شکل میں ہجرت کے دوران لاتعداد مرد و زن قتل ہوئے۔

۳۔ انہوں نے ہر قسم کے دکھ، طرح طرح کی اذیتیں، بھوک اور فاقے، سفر کی طویل صعوبتیں، جانی اور مالی تکلیفیں عزیز و اقارب کے قتال کے صدمات برداشت کئے۔ وہ پاکستان کی حدود میں داخل ہوتے اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔

۴۔ انہوں نے یہ سب کچھ اسلام کے نام پر قربان کیا، کہ پاکستان میں قرآن حکیم اور دین محمدی ﷺ کے دستور کی بالادستی اور سرفرازی قائم ہوگی۔

۵۔ دین کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب رائج ہوگا۔ اعتدال و مساوات اخوت و محبت، عدل و انصاف کا راج ہوگا۔ اسلامی تعلیمات اور طرزِ حیات سے ملی تشخص تیار ہوگا۔ رحمت اللعالمین ﷺ کا اعلیٰ و افضل اخلاق و کردار کا علم اور عمل جاری ہوگا۔

۶۔ معاشرے کی معاشی عمارت دینی اصول و ضوابط اور نظریات کے مطابق پروان چڑھے گی۔ اعتدال و مساوات اس کا بنیادی عنصر ہوگا۔

۷۔ لیکن بدقسمتی سے ملک میں انگریز کا رائج کیا ہوا نان کرسچن جمہوریت کا سامراجی ظالم اور غاصب نظامِ حکومت اور اسکو چلانے والے تمام اعلیٰ سے ادنیٰ سرکاری مشینری کے اہل کار جن کو انہوں نے ایک مفتوحہ قوم کو محکوم اور غلام بنانے کیلئے ایک مخصوص تعلیمی نصاب اور اسکی تعلیم و تربیت کے بعد اپنے مقاصد کے حصول کیلئے سرکاری عہدوں پر متعین کرتے، آپنے احکام کی پیروی کرواتے۔ وہ تمام نظام و سسٹم اور حکومتی مشینری جوں کی توں حکمران طبقہ کے حوالے کر گئے۔ اپنا اقتدار، اپنا نظام حکومت، اپنے انگلش میڈیم طبقاتی تعلیمی ادارے، اور ان اداروں کے فارغ التحصیل انتظامیہ، عدلیہ کے اعلیٰ سرکاری سکالر، انکا عملہ جو انگریزی زبان سے آشنا تھا اور کار سرکار چلاتا تھے انکے حوالے کر گئے۔ اسکے علاوہ اپنے طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب، سرکاری انگریزی زبان، سودی معاشی نظام، طبقاتی معاشرتی نظام، طبقاتی طرز حیات کو تیار کرنے والے تمام ادارے انکے سپرد ہو گئے۔ انکا غاصب انتظامی سسٹم اور باطل نظام عدل بھی انکے حوالے کر گئے۔ انکے احکام کو بجالانے والی مجبور و محبوس انتظامیہ اور عدلیہ کا چارج انگریز کے نان کرسچن جمہوریت کے حکومتی شاہی طبقہ کے حوالے کر گئے، انگریز چلا گیا، نوزائیدہ پاکستان، اسکی محکوم غلام عوام کے تمام وسائل دولت خزانہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے تمام مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے بے دین ادارے اور ملک کا اقتدار، اپنے اسی حکومتی ٹولہ، طبقاتی سرکاری مشینری کے حوالے کر گیا، اسطرح ملک و ملت اور اسکی آنے والی نسلیں ایک غیر اسلامی کلچر کے نظام حکومت اور نظام حیات کے عبرتناک المیہ میں مبتلا ہو گئی۔

۸۔ اس طرح آج تک ملک کا اقتدار، ملک کی دولت، ملک کے وسائل اور ملکی خزانہ جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے کنٹرول اور تصرف میں چلا آ رہا ہے۔ اسلامی ضابطہ حیات، اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی تعلیمی ادارے، اسلامی تعلیمات، اسلامی نظریات، اسلامی معاشی نظام، اسلامی معاشرتی نظام اور طرز حیات کی بجائے انہوں نے وہی مغربی نان کرسچن جمہوریت کا ضابطہ حیات، طرز حیات، سودی معاشی نظام، وہی طبقاتی معاشی تقسیم، وہی طبقاتی تعلیمی نظام اور تعلیمی ادارے، وہی تھانے کچہریاں، وہی انتظامیہ اور عدلیہ، وہی نظام وسسٹم، وہی انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی کا نظام مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ نفوس پر مسلط کر رکھا ہے۔ جسکی وجہ سے پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ دین کی دوری کے عذاب اور نان کرسچن جمہوریت کے کینسر میں تڑپتی، سسکتی، دم توڑتی اور تضاد کی زندگی کے دوزخ میں جلتی، سلگتی بے بسی کا ایندھن بنتی چلی جا رہی ہے۔ ملت کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تعلیم و تربیت، علم وعمل کردار و تشخص تابع فرمان نان کرسچن جمہوریت پنپتا چلا جا رہا ہے۔ پاکستان میں نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں، اسمبلیوں کے ممبران نے دینی نظام اور قدریں، دینی ضابطہ حیات اور مسلم امہ کے دینی تہذیبی ورثہ کو جمہوریت کے باطل نظام وسسٹم کے ذریعہ ختم اور روند کر رکھ دیا ہے، جسکی خاطر یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔ ان حالات وواقعات کی روشنی میں نظریاتی ریاست اور مسلم امہ کی تباہی کے اسباب کو کیسے روکا اور ختم کیا جا سکتا ہے۔

۹۔ اہل بصیرت اہل وطن کو غور کرنا اور سوچنا ہوگا۔

(ا)۔ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے۔(ب)۔ جس میں مختلف اقوام اور نسلوں کے لوگ بستے ہیں۔

پ۔ دنیا میں تقریباً ۱۸۷ ممالک موجود ہیں۔ ان میں مختلف عقیدوں، مختلف نظریات اور مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔

ت۔ ہر ملک اپنے مخصوص نظریات اور انداز فکر کی روشنی میں ملک کا نظم ونسق چلاتا ہے۔

ث۔ ہر ملک، ہر قوم، ہر عقیدے اور نظریات کے لوگوں کی یہ تمنا اور دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کو اقوام عالم کے مقابلے میں اعلیٰ، بہترین، پرکشش معاشی معاشرتی نظام اور بہترین انتظامیہ، عدلیہ مہیا کریں جو عدل قائم کر سکے، جس سے اہل وطن پرسکون اور باعزت طریقہ سے زندگی بسر کر سکیں۔

ج۔ انتظامیہ اور عدلیہ کے ادارے ایسے ہوں جو انتظامی امور اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔

چ۔ تاکہ اس کے عوام پرسکون زندگی گذار سکیں اور اقوام عالم میں عدل و انصاف، عمدہ اخلاق کی اچھی شہرت اور اعلیٰ معیار پیش کر سکیں۔

ح۔ بڑے بڑے نظریات جو اس وقت دنیا میں رائج ہیں۔ ان میں کیمونزم، سوشلزم، ہندو ازم بدھ ازم، مذہب پرست امتیں موجود ہیں لیکن سب کا حکومتی طریقہ انتخاب نان کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات اور اصولوں کے مطابق ہے جو سرکاری سطح پر اپنے اپنے ممالک میں انکو ذریعہ حکمرانی بنا چکے ہیں، جبکہ مسلم امہ کا اسلامی دستور مقدس کا اسلامی جمہوری نظام ازلی اور ابدی ہے۔ جس کا طریقہ انتخاب اور الہامی ضابطہ حیات موجود ہے۔ یہ نظام حیات ابھی تک کسی بھی اسلامی ملک میں سرکاری سطح پر نافذ العمل نہیں ہے۔ مسلم امہ اور دنیا کے کم وبیش تمام ممالک کے عوام جمہوریت، آمریت، بادشاہت کے حکمرانوں کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسلامی ممالک کا حکومتی ٹولہ پوری مسلم امہ اور انکی نسلیں کو قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد اور متصادم نظام حکومت مسلط کر کے دین محمدی ﷺ کی دوری کی سزا میں مبتلا اور رسوائے زمانہ کرتا جا رہا ہے۔

خ۔ ہر ملک میں حکومت ٹولہ اور انکے اسمبلی ممبران اپنی ذات کی ضرورت اور خواہش کے مطابق قانون سازی کر کے حکومتی کاروبار چلاتے ہیں۔

د۔ عوامی رائے صرف ممبران کے انتخاب کے وقت عوام سے حاصل کی جاتی ہے، اس کے بعد وہ اسمبلیوں میں پہنچ کر انکے نظریات اور مذہب کے نظریات، ضابطہ حیات کے خلاف قانون سازی کرتے۔ جمہوریت، آمریت اور بادشاہت کے آئین کے سانچے میں ڈھالتے، ملکی سطح پر عوام کی مرضی کے خلاف اعتدال و مساوات کو کچلتے، متاع ارضی کو اپنی ملکیتوں میں بدلتے اور بین الاقوامی سطح پر کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کا معاشی اور معاشرتی استحصال کرتے اور اسکی بیگناہ، معصوم عوام پر جنگیں مسلط کرتے انسانی قتال کرتے، انکے وسائل اور ممالک پر قبضہ کرتے، ایک غاصب آمر کی طرح حکمرانی کرتے آرہے ہیں۔ پاکستان میں بھی مسلم امہ کے یہ نان کرسچن جمہوریت کے حکمران قرآن حکیم، دین محمدی ﷺ کی افادیت سے خود بھی محروم ہیں اور ۱۸ کروڑ مسلمانوں کی نسلوں کو بھی محروم کئے جا رہے ہیں۔ پورے ملک کا خزانہ وسائل تجارت اور ہر قسم کے ذرائع آمدن جو ۱۸ کروڑ اہل وطن کی ملکیت ہیں نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے صدر پاکستان، وزیر اعظم، چاروں صوبوں کے گورنروں، وزیر اعلیٰ، وزیروں، سفیروں، مشیروں، سینیٹروں، ایم این اے، ایم پی اے، ناظموں کے سرکاری شاہی محلوں، ذاتی سرے محلوں، رائیونڈ ہاؤسوں، شاہی پیلسوں، بنی گالا ہاؤسوں اور ذاتی خزانہ میں بدلتے آرہے ہیں۔

ڈ۔ مغرب میں اینٹی کرسچن جمہوریت، چین میں سوشلزم، روس میں کیمونزم اور اسلامی ممالک میں دین محمدی ﷺ کے اسلامی نظام کے خلاف بادشاہت، آمریت، جمہوریت کا نظام اور سسٹم قائم ہے۔ ہر ممالک میں ان نظریات کی روشنی میں معاشرتی اور معاشی نظام کی تشکیل اور تکمیل کرتے ہیں۔

ذ۔ کہیں ماں کے نام سے اولاد کی پہچان ہے، باپ کی نشاندہی ضروری نہیں۔

ر۔ کسی ملک میں نوجوان اور بوڑھے جوڑے بغیر شادی کے دوستی کی زندگی بسر کرتے اور بچے پیدا کرتے رہتے ہیں۔

ڑ۔ کہیں ہم جنس سے جنسی فعل کی آزادی ہے۔ کہیں کتے، کتیا سے جنسی فعل کی پابندی ختم۔

س۔ اسلام ازدواجی زندگی کا راستہ بتاتا ہے۔ آفرینش نسل اور جنسی تعلق کی حیا پرور راہ دکھاتا ہے۔ رشتوں کی لڑی اور انکے تقدس کا درس دیتا ہے، پاکیزہ اور مطہر زندگی کے ادب و آداب سکھاتا ہے۔

ش۔ رشتوں کا احترام، اخوت ومحبت اور ادب کے چراغ دلوں میں روشن کرتا ہے۔

ص۔ دنیا کے تمام نظریات پر مشتمل معاشرتی معاشی نظامِ عدل وانصاف کے تقاضے حسب ضرورت قانونی حیثیت دیکر اپنے ملک کو چلا رہے ہیں۔

ض۔ اسلام ایک مکمل معاشی معاشرتی ضابطہ حیات اپنے پیروکاروں کو مہیا کرتا ہے۔اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کے ضابطے بتاتا ہے، نظام مملکت کے نظام وسسٹم کی راہ دکھاتا ہے۔جس کے مطابق حکمران اور ملت کے فرزندان معاشرے کی عمارت کو تیار کرتے ہیں۔

ط۔ دین کی صداقت کا تیار کیا ہوا ملی تشخص، دنیا میں ملت اسلامیہ کی نمائندگی کرتا ہے۔وہ انسانیت کیلئے بے ضرر، مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہوتا ہے، وہ اخوت ومحبت کی داستاں وہ حسن خلق کا پاسباں وہ امانت ودیانت کا نگہباں، وہ اعتدال ومساوات کی کہکشاں، وہ عدل وانصاف کا بحر بیکراں، وہ عفوودرگذر کا ترجماں، وہ ایثار وشار کا ہدی خواں، وہ دنیا کی بے ثباتی کا راز داں، وہ ہمت وجرات کا روشن نشاں، وہ خلوتوں میں محو فغاں، وہ قصہ ء جاوداں، وہ خوف خدا کا پاسباں، وہ ذکر حبیب ﷺ کی کہکشاں، وہ اسی کے نور کی روشنیاں، وہ دلوں کی راحت کا ساماں، کیا پاکستان پر مسلط کی ہوئی اینٹی کرسچن جمہوریت کا طبقاتی ضابطہ حیات، تعلیمی نصاب، مخلوط تعلیم اور مخلوط تعلیمی اداروں کے پاس ایسی صداقتوں کے چراغ ہیں جو اس جہان فانی کو روشن ومنور کر سکیں۔

ظ۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک ۱۸ کروڑ مسلمانوں پر مشتمل ملت کا تشخص بے دین بنیادوں پر استوار ہوتا چلا آ رہا ہے، پاکستان میں چند مغربی تہذیب کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے میخانہ کے جان نشین حکمرانوں کے مسلط کئے ہوئے طبقاتی مخلوط تعلیمی اداروں، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی معاشی نظام، طبقاتی مخلوط معاشرتی نظام، طبقاتی مخلوط سیاسی نظام، طبقاتی مخلوط حکومتی نظام کے باطل کدہ کے دین کش نظریات میں ڈھالتے چلے جا رہے ہیں۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے نفاذ اور اسکی سرکاری بالا دستی نے مسلم امہ کی نسلوں کا دین، ملی کردار اور ملی تشخص روند کر رکھ دیا ہے۔پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا عمل جاری ہے۔

ع۔ کیا دینی جماعتیں جو سیاست میں حصہ لے رہی ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام، سسٹم کو فالو کرتی چلی نہیں آ رہی ہیں۔ایم پی اے، ایم این اے، سینٹر، وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ، گورنر بھی بنتی ہیں۔ اسمبلیوں میں دین کے خلاف قانون سازی میں حصہ لیتی ہیں۔ دین محمدی ﷺ کے خلاف مخلوط معاشرہ تیار کرنے کو قبول کرتی ہیں۔ سودی معاشی نظام کی قانون سازی میں شریک ہوتی ہیں۔ جمہوریت کے نظام حکومت میں حصہ لینے، اعلیٰ سرکاری عہدے حاصل کرنے اور ہر قسم کی باطل سہولتوں، غیر عادلانہ تنخواہوں، سرکاری شاہی رہائشوں، سرکاری شاہی ایوانوں اور شاہی آسائشوں جیسی افادیت، رائج الوقت تمام مراعات حاصل کرنے کے بعد انکو کس نام سے پکارا جائے۔ کیا وہ دینی اسلامی جماعتیں ہیں، کیا وہ مسلمان ہیں۔ کیا وہ ملت اور دین محمدی ﷺ کے ساتھ ایک منافق کا رول ادا کر رہی یا ملت و دین محمدی ﷺ کی خدمت کر رہی ہیں! کیا وہ دین محمدی ﷺ کی منکر ہیں یا منافق! سیاسی دینی جماعتوں کے رہنما اپنے فیصلہ سے ملت کو آگاہ فرماویں۔ ان کا اور ان کے ورکروں کا اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی پیروی کرنے کے بعد دین کے ساتھ کیا تعلق اور رشتہ باقی رہ جاتا ہے۔ ان کو کس نام سے پکارا جائے۔ مسلمان، منکر، کافر یا منافق اہل وطن مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو اپنے فیصلہ سے مطلع کریں۔

غ۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن کا طریقہ کار اور اسلام کے اسلامی جمہوریت کے نظام یا طریقہ کار میں کوئی فرق ہے۔ ملت اسکی وضاحت چاہتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم سے قائم کی جا سکتی ہے۔ اسلامی جماعتوں کے رہبر ملت کو آگاہ کریں۔

ف ۔ کیا رہبر اور رہزن کا ووٹ، کیا ظالم اور مظلوم کا ووٹ، کیا جھوٹے اور سچے کا ووٹ، کیا زانی، شرابی اور صالح اور نیک کا ووٹ، جاہل اور دانشور کا ووٹ، خیر اور شر کا ووٹ، دیندار اور بے دین کا ووٹ برابر ہو سکتے ہیں ۔ ہر گز نہیں ! ۔ پاکستان میں تو الیکشن کا نظام ہی قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم مجرمانہ بنیاد پر قائم ہے ۔ انگریز کا پروردہ ملک کا غدار، ملک دشمن، ملکی آئین توڑنے والا مجرم، معاشی، معاشرتی قاتل جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کی مغربی جمہوریت کے الیکشنوں پر اجارہ داری اور پاکستان پر حکمرانی مسلط ہے ۔ ان مجرموں، رہزنوں، لٹیروں ملکی غداروں کو ووٹ ڈالنا عوام کی مجبوری بنا دیا گیا ہے ۔ ان کے سوا کسی اہل وطن کے پاس نہ اتنے اخراجات، نہ مین پاور، نہ ہی حکومتی ایوانوں میں رسائی ہوتی ہے ۔ ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے تمام ملک دشمن مجرم اسی وجہ سے بار بار حکومتی ایوانوں پر مسلط ہوتے آ رہے ہیں ۔ یہ کیسا مجرمانہ مغربی جمہوریت کا نظام حکومت ہے ! ۔ فرض کرو ایک حلقہ انتخاب میں ایک لاکھ ووٹ کیلئے مختلف اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کی سیاسی جماعتوں کے چودہ امیدوار کھڑے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک بارہ ہزار ووٹ لیکر کامیاب ہو جاتا ہے، کیا وہ بقایا ۸۸ ہزار مختلف جماعتوں کے ووٹر کا نمائندہ تسلیم کیا جا سکتا ہے جو دوسری جماعتوں کے ووٹر ہیں ۔ ۔ مغربی جمہوریت ایک غاصب آمروں کے حکومتی ٹولہ کا نام ہے جو دین و دنیا کا رہزن اور ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ اسی ٹولہ کی ملکیت اور ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلیں ان مجرموں کی قیدی، غلام، محکوم بن کر رہ گئی ہے ۔ انکے پیدہ کردہ زمینی وسائل اور صنعتی مصنوعات انکی ملکیت بن چکی ہیں ۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں غریبی، تنگ دستی، بیروزگاری کی چتا کا ایندھن اور خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے پر مجبور بنا دی گئی ہیں ۔

ک۔ مغربی جمہوریت کے برعکس اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت کے ممبران کا چناؤ یونین کونسل کی سطح سے کیا جاتا ہے۔جہاں کم وبیش ہر فرد ایک دوسرے فرد کے کردار و تشخص سے آشنا ہوتا ہے۔تمام یونین کونسل کے عوام اس چناؤ کا حصہ ہوتے ہیں۔انہوں نے از خود ایسے افراد کا چناؤ کرنا ہوتا ہے جو ان میں سے دوسرے افراد سے بہتر ہو۔حلقہ انتخاب کا ہر فرد خاموش امیدوار اور سلیکشن کے حقوق کا حقدار رہوتا ہے۔اپنی مرضی، منشا اور ضمیر کے مطابق ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے جو نیک بھی ہو اور صالح بھی، دیانتدار بھی ہو اور امین بھی، پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی،، سادہ بھی ہو اور اعتدال پسند بھی، عادل بھی ہو اور عدل پسند بھی، روشن خیال بھی ہو اور روشن ضمیر بھی،، اہل دل بھی ہو اہل درد بھی، اسلامی کردار و تشخص کا خوگر بھی ہو اور پرستار بھی، انسانیت کیلئے بے ضرر بھی ہو اور منفعت بخش بھی، انکے چناؤ کا بہترین معیار قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔اسکا آسان سا کلیہ یہ ہے کہ جس فرد یا شخص کی زندگی جتنی سادہ، سلیس نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ، حسن خلق کے قریب ہوگی، اخوت و محبت، عفو و درگذر، ایثار و نثار، صبر و تحمل، ادب و خدمت،، اعتدال و مساوات، امانت و دیانت، عدل و انصاف، اعلیٰ صلاحیت اور نظام مملکت چلانے کی اعلیٰ اہلیت رکھنے والے انسان کو چننا ہر فرد کا فرض ہوتا ہے۔ایسے افراد جو اعلیٰ خوبیوں، عمدہ اوصاف اور انمول کردار کے مالک ہوں انکا چناؤ عمل میں لانا، انکے سپرد نظام مملکت کرنا عین اطاعت رسول ﷺ ہے۔مسجد شریف عوام الناس اور نظام مملکت چلانے والوں کی تربیت گاہ کا فریضہ ادا کرتی ہے۔اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت میں مغربی جمہوریت کی طرح نہ کوئی سیاسی جماعت، نہ کوئی سیاسی فرقہ، نہ کوئی سیاسی رہنما ہوتا ہے۔نہ ہی مسلم امہ کی جمعیت سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔مادی طاقت اور انفرادی قوت ذریعہ اقتدار و حکومت نہیں بلکہ دینی خوبیاں، دینی اعلیٰ اہلیت، عمدہ کردار، اسلامی نظام مملکت کے ممبران کے چناؤ کا محور ہوتا ہے۔یہی کلیہ یونین کونسل سے تحصیل، ضلع، صوبہ، وفاق تک ایک یونین کونسل کے ممبر سے لے کر صدر مملکت یعنی امیر المومنین تک بجالایا جاتا ہے۔قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں نظام حیات کا تعین کیا جاتا ہے۔انکے گھر کے افراد کے مطابق ایک عام کسان، ایک مزدور، محنت کش، ہنر مند، ایک سپاہی، ایک اردلی، ایک گن مین، ایک معمار، ایک معلم، ایک خاموش قلم کار کے معیار حیات کے مطابق انکو بنیادی ضروریات حیات مہیا کی جاتی ہیں۔نظام مملکت چلانے کیلئے انمول شاہی ایوان نہیں، رہائشی شاہی محل نہیں ایک سادہ لوح کسان، مزدور کی کٹیا کی طرح سادہ سی جھونپڑی انکی رہائش گاہ بیت المال سے مہیا کی جاتی ہے۔اسلامی نظام مملکت اعتدال و مساوات کا حسین منظر پیش کرتا، معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرتا ہے۔قرآن حکیم کی روشنی میں مستورات کے حقوق کا تحفظ ایسا ہے کہ اسکے متبادل کوئی اور نظریہ انکی عزت و حرمت، عصمت و عفت، ادب و احترام، پیار و شفقت کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ماں کے پاؤں کے نیچے جنت کا تصور اسلام نے مہیا کیا ہے۔ماں کی محبت کا لامتناہی چشمہ، بیٹی کا دلکش روپ، بہن کے رشتہ کا تقدس،، بیوی کی حسین سنگت کی دلربا خوشبو جیسے انعامات کون گنوا سکتا ہے۔

ق۔ دین کے نام پر اسلامی سیاسی جماعتیں بنانا، جمہوریت کے دین کش متضاد نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات میں شمولیت کرنا، جمہوریت کے نظام نو کے کفر کے مذہب کی سیاستوں، وزارتوں، مشاورتوں میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا، جمہوریت کے باطل نظریات اور غاصب نظامِ حیات کی نشو نما کرنا، اسمبلیوں کے ذریعہ دین کے نظریات کے خلاف روشن خیال اسلام کی قانون سازی میں شمولیت کرنا، اینٹی کرسچن جمہوریت کے حکمرانوں سے ملکر مادہ پرستی، اقتدار پرستی کے غیر اسلامی نظام کی پوجا کرنا، حکومتوں سے ہر قسم کا تعاون اور سودا بازی کرنا، ہارس ٹریڈنگ سے حکومتیں تیار کرنا، اسکے عوض مادیت اور اقتدار میں برابر کا حصہ لینا، دینی مدرسے بھی قائم کرنا، کبھی ان طالبعلموں کو امریکہ کے کہنے پر جہاد کا راستہ دکھا کر روس کے خلاف جنگ کا ایندھن بنانا، کبھی امریکہ سے انکو دہشت گرد قرار دلوا کر ان کا حشر نشر اور قتل عام کروانا، خود اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست کی ممبر شپ، وزارت، مشاورت، حکومت جیسی نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام حکومت اور اسکی شاہی طرز حیات سے لطف اندوز ہونا، دین کے نظام کے خلاف قانون سازی اور بغاوت کر کے دولت اور اقتدار کی ہوس بجھانے کی خاطر حقوق نسواں کا قانون پاس کرنا۔ اپنی بہو، بیٹیوں کو انگلی لگا کر اسمبلیوں کے مادر پدر آزاد مے خانہ میں پہنچ جانا، ہارس ٹریڈنگ سے لوٹ مار میں حصہ لینا، این آر او کا مجرمانہ قانون پاس کرنا، ملکی غداروں، ملک دشمن مجرموں کو بار بار حکومتیں مہیا کرنا، ان تمام عالم دین کا نبی کریم ﷺ، انکے دین اور انکی امت کے ساتھ ایک بدترین منافقت کے گھناؤنے اعمال نہیں ہیں۔ اہل وطن گواہ رہیں۔ انکو اس جہان فانی سے کوچ کرنے سے قبل مطلع کیا جا رہا ہے کہ انسانیت کی فلاح احکام خداوندی کی بالا دستی اور پیروی میں مضمر ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کی پیروی میں نہیں۔ اس کھلی آگاہی کے بعد اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

ل۔ مسلم امہ کی وساطت سے انکو عاجزانہ سلام پیش کرتا ہوں! انکو یاد دلانا چاہتاہوں عالم دین، دین کے سپاہی اور مجاہد ہوتے ہیں۔وہ دین محمدی ﷺ کیساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔انکے پاس دینِ محمدی ﷺ کے نظریات کی پاکیزہ لائبریری موجود ہوتی ہے۔وہ خیال اور عمل کی غیر پاکیزہ کتاب اپنی لائبریری میں نہیں رکھتے۔وہ بھولے بھٹکوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔وہ عدل قائم کرتے ہیں۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے عدل نے پیغمبر خدا کی امت کا نظریاتی راستہ روک رکھاہے۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام عدل نے دین محمدی ﷺ کے الہامی اعتدال ومساوات کے نظام کو کچل کررکھ دیا،عدل مذہب کا نور ہے جوجمہوریت کے ظلمات میں ڈوبتا چلا جارہاہے۔عدل فطرت کے طیب اصولوں کی نگہبانی اور دین کے ضابطوں کی حفاظت کرتا ہے،عدل معاشرے میں اعتدال قائم کرتا ہے۔اعتدال سے ایک فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔عدل ایک جیسی زندگی کوعروج بخشتاہے۔عدل صداقت کے چراغوں کو منور کرتا ہے۔عدل انسانی زندگی اور معاشرے میں توازن قائم رکھتاہے،عدل کش، غاصب انسان عالیشان سرکاری اور ذاتی محلوں میں عذاب کی تصرفانہ زندگی بسر کرتا ہے۔یادرکھو!عادل اور منصف ایسانہیں کیا کرتے ا۔اے دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤ!۔پنے ہم پیشہ سیاستدانوں سے مشورہ کریں۔انکو سمجھائیں،انکی رہنمائی فرمائیں،انکوراہ راست کی منزل کی نشان دہی فرمائیں۔بنی نوع انسان دین محمدی ﷺ کے اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت اوراسکی افادیت سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔اس فناہ کے دیس میں غیرفانی چراغ روشن کرنا چاہتے ہیں۔

م۔ انکو اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی افادیت سے آگاہی بخشیں، حضرت محمد مصطفی ﷺ پوری کائنات کیلئے رحمت اللعالمین ہیں۔ان کا دین، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکے اعتدال و مساوات، انکے عدل وانصاف، انکے خوف خدا، انکا اس دنیا کی بے ثباتی اور فانی ہونے کا شعور، انکی خدمت خلق کی عبادت سے آشنائی، انکی اخوت ومحبت کے سلیقہ سے آگاہی پر مشتمل تعلیمی نصاب سے تیار کیا ہوا اسلامی تشخص، اسکا حسن خلق، اسکا حسن کردار بنی نوع انسان کیلئے باعث رحمت اور انسانی دکھوں کا مداوا، انسانی زخموں کا علاج۔انسانی وباؤں، آفات اور بلاؤں کا تدارک، انسانی حقوق کا محافظ، دنیائے عالم میں انسانی روح کی لطافتوں کا مخزن بن کر ابھرتا اور انسانی زندگی کو راحت وسکون کی روحانی دولت، روحوں کو سحر انگیز یون مہیا کرتا ہے۔

ن۔ ایسی صفات اور صداقتوں سے سینچے ہوئے کرداروں پر مشتمل اسلامی جمہوریت کے ممبران۔ان ممبران میں سے حکومتی نظام کو چلانے والے اعلیٰ صلاحیتوں اور عمدہ اہلیت کے وارث خلیفۂ وقت کا چناؤ، جو عدل قائم کر سکے۔جسکو ایک عام انسان، ایک عام شہری، ایک عام امتی کی بنیادی ضروریات کے مطابق اسکو اور اسکے لواحقین کو ضروریات حیات اور سادہ سی کٹیا میسر ہو۔وہی اس دین اور ملت کے کردار کا ترجماں، وہی اس ملت اور پوری انسانیت کے حقوق کا محافظ، وہی کردار خلیفۂ وقت کے فرائض ادا کرنے کا وارث ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت انکے ان ضابطہ حیات کی صداقتوں کو رائج الوقت کر کے قائم کرتا ہے۔وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات کی اطاعت کرتا ہے۔مخلوق خدا اور ملک وملت پر اسکی بالادستی قائم کرتا ہے۔

و۔ فقیر باب العلم اور مدینۃ العلم ﷺ کی گلیوں کے گدا کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل وطن اور بنی نوع انسان کو یہ دن دکھائے۔آمین۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب، قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

۱۔ مسلمانوں کو اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات عطا کرتا ہے۔ جس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے، وہ ازلی اور ابدی ہے۔ قرآن حکیم کا دستور مقدس کسی انسان، کسی فلسفی، کسی دانشور کسی سکالر یا کسی قومی اسمبلی کے ممبران کی اختراع نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک ایسا جامع الہامی ضابطہ حیات پر مشتمل نظام حیات ہے۔ جو انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یہ آفاقیت کا مظہر ہے۔

۲۔ اس دستور کے مطابق ریاست کے حاکم اعلیٰ اللہ تبارک تعالیٰ ہیں، اس نظام کی روشنی میں ایک مجلس شوریٰ چنی جاتی ہے، اس کے بعد یہ مجلس شوریٰ اپنا ایک امیر نامزد کرتی یا چن لیتی ہے، جس کو امیر المومنین کہتے ہیں، امیر ہو یا مجلس شوریٰ کا کوئی رکن وہ خود بھی اس دستور مقدس کی من وعن اطاعت کرتا ہے۔

۳۔ اسی طرح وہ عوام یا رعایا سے بھی اسلام کے اصولوں کی اطاعت کروانے کا پابند ہوتا ہے۔ اس دستور مقدس کے ضابطہ حیات کی روشنی میں حکومتی نظام چلایا جاتا ہے۔ مجلس شوریٰ کا ممبر ہو یا امیر المومنین اس کی بنیادی خوبیاں اور اہلیت اس کا دیندار اور پرہیزگار، متقی، صالح، منصف مزاج، امین، ایثار و نثار، امانت و دیانت کا محافظ، اخوت و محبت کا پیکر، احسان کے جذبہ سے سرشار اور نظام مملکت کو چلانے کی اعلیٰ اہلیت کا ہونا لازم ہوتا ہے۔

۴۔ وہ دنیاوی غرض اور لالچ سے پاک، سادہ زندگی اور ضروریات قلیل رکھتا ہے، وہ اخوت و محبت کا پیکر، ادب انسانیت، خدمت انسانیت کی عبادت سے آشنا، خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی اہمیت سے آگاہ یعنی جتنا کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی کے قریب ہوگا وہ اتنا ہی دین کے قریب ہوگا۔

۵۔ کوئی بھی شخص شورائی جمہوری نظام کے مطابق اپنا نام سیلیکشن یا الیکشن کے لئے از خود پیش نہیں کرسکتا۔ بلکہ لوگ اسکی ذاتی اہلیت، شرافت، اعلیٰ، عمدہ صلاحیت اور نبی کریم ﷺ کے قریب ترین سادہ سلیس کی زندگی گذارنے والے افراد کو مدنظر رکھ کر اس کا نام تجویز کرتے ہیں۔ اور خفیہ رائے عامہ کی منظوری سے منتخب کر لیتے یا چن لیتے ہیں۔ اس طریقہ کار سے شورائی جمہوری نظام کے نمائندے کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

۶۔ ان نمائندوں کا چناؤ صرف اور صرف انہی دینی بنیادوں پر کرنا ہوتا ہے۔ مادی قوت نہیں دینی صلاحیتوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ مجلس شوریٰ کے نمائندے ہوں یا امیر المومنین جب انکے چناؤ کے بعد ملکی ذمہ داریاں انکو سونپی جاتی ہیں تو دستورِ مقدس کے نظریات کے مطابق ہر فرد پر کھنے کا حق رکھتا ہے

۷۔ وہ خلیفہء وقت سے پوچھ سکتے ہیں، کہ کرتہ ایک چادر سے تو بن نہیں سکتا، آپ نے کیسے بنایا ہے۔ خلیفہ وقت اس کا جواب وہ ہوتا ہے۔

۸۔ جہاں معاشی نظام عدل پر قائم ہوتا ہے، وہاں معاشرتی نظام بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ اگر غلام آدھا سفر اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل چلتا ہے تو آدھا سفر میر کارواں بھی اونٹ کی مہار پکڑ کر پیدل طے کرتا ہے۔ عدل انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۹۔ اگر خلیفہ وقت کا بیٹا حدود کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اس کو بھی اسی دستور کی روشنی میں دروں کی سزا دی جاتی ہے۔ غرض یہ کہ وہ عدل وانصاف قائم رکھنے کے پابند ہوتے ہیں۔ عدل معاشرے میں خیر اور شر کی حد بندی قائم کرتا اور خیر کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۱۰۔ دستورِ مقدس ایک ایسا ضابطہ حیات ہے۔ جس میں معاشی معاشرتی اور اخلاقی، قدروں کے پنپنے کے لئے پوری انسانیت کو ایک جیسا ماحول ایک جیسے واقعات اعلیٰ ترین فطرتی صفات ہر ادنیٰ اعلیٰ کیلئے یکساں مواقع مہیا کرتا ہے۔ معاشی عدل اور معاشرے میں طبقاتی نظام حیات کی کونپل پھوٹنے ہی نہیں دیتا

۱۱۔ قرآن حکیم کا تعلیمی نصاب پورے معاشرے کی تشکیل اس انداز سے کرتا ہے۔ جہاں انسانوں کے حقوق اور فرائض کا پورا تحفظ میسر ہوتا ہے۔ اخلاقی اور روحانی رویوں میں اخوت ومحبت، ایثار وشار، عفو ودرگذر، صبر وتحمل، بردباری وبرداشت، عدل وانصاف، انسانیت کے لئے بے ضرر اور پھر منفعت بخش کرداروں کی تشکیل اس دلکش دینی تعلیمی نصاب کی روشنی میں ایک خوبصورت۔ دلکش انداز سے کی جاتی ہے۔ جو دلوں میں اترتی جاتی ہے۔

۱۲۔ دستورِ مقدس کے علاوہ کوئی دوسرا نظام اس جیسا کارکن یا نمائندہ تیار کر نہیں سکتا، صرف دین محمدی ﷺ ہی یہ منازل طے کرواتا اور جلا بخشتا ہے اور معاشرہ عدل وانصاف اور حسن خلق کی درس گاہ بن جاتا ہے۔ آقا اور غلام ایک جیسا لباس پہنتے اور ایک ہی برتن میں اکٹھے مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ قرآن حکیم کی روشن ومنور تعلیمات ہی خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا شعور دیتی ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب، قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

۱۳۔ قرآن حکیم کا نظام عدل پوری انسانیت کو معاشی اور معاشرتی اقدار کے پنپنے کے لئے مکمل اور ایک جیسا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک دستور مقدس کو پاکستان میں رائج نہ ہونے دیا گیا۔ وہ نصب العین، وہ تصور، وہ دستور حیات، وہ ضابطہ حیات، وہ نظریات، اخوت ومحبت، امانت ودیانت، حسن خلق، ادب انسانیت، وخدمت انسانیت وہ الہامی درس وتدریس جس کی خاطر یہ سب قربانیاں دی گئیں۔ ایک الگ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ مغربی جمہوریت کے بے دین حکمرانوں نے عملی طور پر ملت کو دین محمدی ﷺ سے الگ کر رکھا ہے۔ پاکستان میں سیکولر نظام کو فروغ دیا جارہا ہے۔

۱۴۔ قرآن حکیم کے دستور مقدس اور ضابطہ حیات کو صرف پڑھنے اور سننے تک محدود کر دیا گیا۔ اسلامی نظریات، اسلامی تعلیمات، اسلامی ادارے جن سے اسلامی سماج اور ملی تشخص تیار ہوتا ہے اسکو عملی طور پر سماج سے الگ کر کے صرف کتابی چیز بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ انسانی تخلیق کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کے نظریات کی تعلیمات، اسکے تعلیمی اداروں کی بالادستی نے تمام پیغمبران کی امتوں کا نظریاتی، تعلیمی، اخلاقی الہامی، روحانی راستہ روک دیا ہے، تمام پیغمبران کی امتوں کا نظریاتی ارتقا اور بقائے حیات انکے نظریات، انکے تعلیمی نصاب اور طرز حیات کی سرکاری بالادستی میں مضمر ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت میں نہیں! ہرگز نہیں!

۱۵۔ جن دوقومی نظریات کی بنا پر پاکستان حاصل کیا گیا۔ تو قرآن حکیم کے الہامی نظریات، اس کا دستور حیات، اس کے تعلیمی نصاب کے منافی، متضاد مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے طریقہ کار کے تحت حکومتیں قائم اور ختم ہوتی چلی آرہی ہیں۔ ملکی سیاستدان اور حکمران اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات کی باطل تہذیب تیار کرتے جارہے ہیں۔ پاکستان کی دینی ریاست کو مغربی جمہوریت کے سیکولر کلچر کی کفر نگری بنا کر رکھ دیا ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

۱۶۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے صاحبانِ اقتدار، مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کی آڑ میں ملکی خزانہ اور وسائل پر شب خون مارتے، شاہی اخراجات اور تصرفانہ زندگی سے ملی خزانہ بڑی بیدردی سے نگلتے جارہے ہیں۔ انتظامیہ اور عدلیہ کو عوامی حقوق غصب کرنے، ذاتی اقتدار اور روسائل پر قبضہ قائم رکھنے اور ملکی سطح پر ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اور اپوزیشن سیاسی جماعتوں کو کرش کرنے کیلئے استعمال کرتے آرہے ہیں۔ اس طرح انتظامیہ، عدلیہ کی سول افواج کو فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈروں، مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، دوسری اتحادی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اپنے زیر کمانڈ رکھا۔ نو لاکھ فوجی سپاہ کی گن پوائنٹ پر مارشل لا کی حکومت ملک پر مسلط کی۔ ۱۸ کروڑ اہل وطن مسلم امہ کے فرزندان فوجی سپاہ کے والدین، بیوی بچوں، خاندان کے دوسرے افراد اور تمام اہل وطن کو غلامی کا طوق پہنا کر قیدی، بے بس اور محکوم بنالیا۔ انتظامیہ اور عدلیہ کو فوجی ڈکٹیٹر کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو دہشت گرد بناتے، انکو کیسوں میں ملوث کرتے، علاوہ ازیں ظلم وتشدد کے ذریعے عتدال ومساوات، عدل وانصاف کو کچلتے، ظلم وجبر جسمانی تشدد کرتے، انسانی قتال، معاشی قتال کرتے، عدم مساوات کا نظام حکومت مسلط کرتے، جھوٹے کیس، جھوٹی ایف آئی آر درج کرتے، صداقتوں کو جرائم، جرائم کو صداقتوں کو قانونی سانچوں میں ڈھالتے ۱۸ کروڑ عوام کو ملکی وسائل اور خزانہ سے محروم کرتے، اسکے عوض انتظامیہ، عدلیہ کو شاہی تنخواہیں اور بے شمار شاہی مراعات عطا کرتے، انکو شاہانہ زندگی کا نظام حیات مہیا کرتے، ان لعنتی استحصالی اداروں سے مجرمانہ استحصالی نظام حکومت چلانا مارشل لا کے حکومتی ٹولہ کا وطیرہ بن چکا ہے۔ مارشل لا کے چار جرنیلوں نے ۱۹۵۸ کے مارشل لا سے لیکر آج تک مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان پر مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت مسلط کرتے، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی بالادستی کے ذریعے ملکی وسائل اور خزانہ لوٹتے، قرآن حکیم کے نظریات، اخلاقیات اور تعلیمات کو روندتے آرہے ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۱۷۔ قرآن حکیم کے متضاد اور متصادم مجرمانہ استحصالی نظریات پر مشتمل اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست، اسکے الیکشن اور حکومت ایک فوجی ڈکٹیٹر، اسکے چند کور کمانڈروں اور چھ، سات ہزار جاگیر دار سرمایہ دار ٹولہ کا نصیب بن چکا ہے۔مغربی پاکستان کے ایم این اے کی تعداد صرف سوڈیڑھ سو کے قریب تھی، آٹھ دس وزیر و مشیر، ایک گورنر، آدھا وزیر اعظم، آدھا صدر پاکستان پر مشتمل حکومتی ٹولہ ہوتا تھا۔ملت پر انکے شاہی اخراجات کا بجٹ بھی سخت ناگوار تھا۔ملکی آئین توڑنے والے غدار ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں کی حکومتی عدل کشیوں، خود غرضیوں۔حقوق شکنیوں اور اقتدار پر مجرمانہ قبضہ کی وجہ سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے فوجی سیاسی حکومتی مجرم ٹولہ اور دوسرے مارشل لا کے مخالف سیاستدانوں کی اقتدار کی چپقلش نے مشرقی پاکستان کو نگل لیا۔ان بدنصیب نااہل، خودغرض ملکی غدار سیاستدانوں اور نااہل فوجی ڈکٹیٹروں نے ۹۳ ہزار پاکستانی بہادر اور جری جوانوں پر مشتمل انمول سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنا دیا۔مسلمانوں کی عسکری تاریخ کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ان بدبخت ذمہ دار ملکی غدار، ملک دشمن سیاستدانوں فوجی ڈکٹیٹروں کو کسی قسم کی سزا نہ دی گئی۔ بلکہ ان ملک دشمن سیاسی فوجی غدار حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کو ملکی اقتدار اور حکومت حوالے کر دی گئی۔انکے حوصلے بڑھ گئے کیونکہ ملک میں کوئی انکو پوچھنے والا نہیں تھا۔یہی سلسلہ آج تک جاری ہے۔تمام ٹی وی اینکرز، کالم نگار، تجزیہ نگار، تمام سیاسی جماعتوں کے حکومتی ٹولہ اور انکے دانشور فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ عوام کو بتائے کہ ملک دشمن غدار، ملک لوٹنے والا، ملک دولخت کرنے والا، ملکی خزانہ لوٹنے والا، عوام کو بھوک ننگ سے دوچار کرنے والا، سوا تین سو ارب ڈالر آئی ایم، ایف کا قرضہ ہضم کرنا والا، ۱۸ کروڑ عوام کو ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت محروم کرنے والا، ملکی خزانہ کو اپنے ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی پاکٹ منی بنانے والا، اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت کا مجرمانہ استحصالی نظام حکومت ملک و ملت پر مسلط کرنے والا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ، مغربی جمہوریت کا رشوت، کمیشن، کرپشن کا نظام حکومت چلانے والا حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملکی غدار، ملک کا سوا تین سو ارب ڈالر آئی ایم ایف کا قرضہ، ملکی وسائل، اور خزانہ لوٹنے والا حکومتی ٹولہ اور طبقہ طالبان، دہشت گرد، رہزن،، بھتہ خور، عوامی قاتل، معاشی معاشرتی قاتل اور مجرم ہیں یا ۱۸ کروڑ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے قیدی، غلام، محکوم، بے بس، مجبور، تنگ دست، غریب ، بیروزگار، ضروریات حیات سے محروم خود کشیاں، خود سوزیاں کرنے والے ملکی غدار، طالبان، دہشت گرد، رہزن، بھتہ خور، عوامی قاتل، معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں۔ان مجرموں کی حکومتی رٹ قائم کرنے والے ملک کے مجرم دانشور اسکا جواب ۱۸ کروڑ عوام کو دیں

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر جو ملک میں غداری اور ملک دشمنی کے مرتکب تھے، انکا غدار مجرم سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور اسکی تمام اتحادی حکومتی سیاسی جماعتیں اور ملک بدر تمام ملکی غدار، رہزن، ملک دشمن سیاستدان اکٹھے ہوئے۔ باہمی مشاورت سے این آر او کا قانون پاس کیا۔ فوجی سیاسی ملکی غدار، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈر، مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکے اتحادی مجرموں نے نو سال تک پاکستان کی ۱۸ کروڑ عوام کو یرغمال بنائے رکھا۔ ملکی وسائل، ملکیتیں، خزانہ لوٹنے والے مجرموں نے چاروں فوجی ڈکٹیٹروں کے تمام مجرموں کو ملک لوٹنے ملکی قرضے ہڑپ کرنے، انکے تمام قتال اور جرائم کے کیس ایک دوسرے مجرم کو معاف کرنے کا این آر او کا کالا قانون باہمی مشاورت سے تیار کیا۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی فوجی سیاسی مجرم اسمبلیوں کے ممبران نے اس مجرمانہ قانون کو پاس کیا اور ملک پر مسلط کر دیا۔ تمام ملکی غدار، ملک دشمن، انسانی قاتل، ملک لوٹنے والے معاشی رہزن، تمام ملکی ملی مجرموں کے تمام گھناؤنے جرائم کو ختم کر کے ان مجرموں کو این آر او کے مجرمانہ قانون کا غسل دیا۔ اس پر طرہ یہ کہ پھر سے انکو حکومتی ایوان بھی مہیا کر دیئے گئے۔ پاکستان کو مجرم کدہ میں بدل بدیا گیا۔ جہاں ہر جرم کو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کا قانون اور ہر سچائی کو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کیلئے جرم بنا دیا گیا۔ انکے ان جرائم سے ہی پہلے ملک دولخت ہوا تھا۔ اب پھر اس فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈروں اور اسکے سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور دوسری سیاسی اتحادی جماعتیں ملک کو خانہ جنگی کی چتا میں دھکیل چکی ہیں۔ ان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے ملکی غداروں، ملکی آئین توڑنے والے ملک دشمن عناصر نے مشرقی پاکستان کی طرح عوام اور فوجی سپاہ کو ایک دوسرے کے قتال کے عمل سے دوچار کر دیا ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والے ۱۸ کروڑ عوام کو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اوران کی فوجی سپاہ، انکی انتظامیہ عدلیہ کی سول افواج نے بری طرح عوام اورانکی تحریک کو ختم کرنا شروع کررکھا ہے۔ انکو طالبان اور دہشت گرد کا نام دیا اورانکا قتال جاری کررکھا ہے۔فوجی ڈکٹیٹروں اورانکے جاگیردار، سرمایا دار مجرم سیاسی حکومتی ٹولہ اپنی غیر قانونی ملک دشمن، اسلام دشمن، عوام دشمن حکومتیں مسلط رکھنے کیلئے انتظامیہ، عدلیہ کے بدکردار اداروں اوترانکو چلانے والے مجرموں کو حکومتی سطح پر اپنی لوٹ مار میں شامل کررکھا ہے، انکی شاہی تنخواہوں، شاہی ایوانوں، شاہی محلوں، شاہی بودوباش، انمول سرکاری گاڑیوں، پروٹوکول نظام کے شاہی اخراجات اور شاہانہ زندگی کے اخراجات مہیا کررکھے ہیں۔فوجی ڈکٹیٹروں، انکے سیاسی حکومتی ٹولہ نے اپنی غیر قانونی، عوام دشمن مجرم حکومتیں مسلط رکھنے کیلئے انتظامیہ، عدلیہ کے اداروں کے مجرموں کو حکومتی سطح پر اپنی لوٹ مار میں شامل کررکھا ہے۔تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں اورانکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی سے تمام شاہی مراعات واپس لینا اوراس مجرمانہ نظام حکومت اوراسکو چلانے والے ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا ایک عظیم عبادت ہے۔ پاکستان لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر یعنی اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا فوجی ڈکٹیٹروں اورانکے غاصب فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اورانکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مجرموں کیلئے نہیں۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مجرموں نے قرآن حکیم کے آئین کے نفاذ کا نام لینے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کرانکی شہرت کو خراب کرنے اور ۱۸ کروڑ عوام سے حقائق چھپانے، دینی درسگاہوں کے طالبعلموں کو طالبان اور دہشت گرد ثابت کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔مغربی جمہوریت کے مجرموں نے ملک کی سینٹ، وفاق، صوبائی اسمبلیوں کے اسمبلی ممبران، ان پر مشتمل حکومتی ٹولہ انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ، انکے ذرائع ابلاغ کے اداروں، ٹی وی اینکرز، قلم کاروں، تجزیہ نگاروں، کالم نویسوں کے چند زرخرید دانشوروں کے ذریعے انکو ملک دشمن، ملکی غدار، ملکی باغی اور ملکی آئین کو توڑنے والے مجرم بنانے کیلئے کوشاں ہیں فوجی ڈکٹیٹروں کی حکومتی مشینری ۱۹۵۸ سے لے کرآج تک یہی گھناؤنا رول ادا کرتی آرہی ہے۔ اسکا تدارک وقت کی ضرورت ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

مشرقی پاکستان کے المیہ کے فوری بعد فوجی ڈکٹیٹر یحیٰی خان اور مسٹر بھٹو کی ملی بھگت سے مغربی پاکستان کے چار صوبے الگ بنا دئے ، وفاقی حکومتی ادارہ کے ممبران کی تعداد بڑھادی گئی ۔ انکے علاوہ ایک سینٹ کا حکومتی سپر ادارہ معرض وجود میں لایا گیا۔ ان صوبوں میں بیشمار ایم پی اے، چار گورنر، چار وزیر اعلیٰ، بیشمار وزیر و مشیر، بیشمار انکے نظام حکومت کو چلانے والی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، انکا انتظامیہ اور عدلیہ کا عملہ۔ وفاقی حکومت کا شاہی حکومتی ٹولہ، سینٹ کے شہنشاہوں کا بادشاہ گر ٹولہ، بیشمار وزیر و مشیر وزیر اعظم ،صدر پاکستان، انکا شاہی انتظامیہ کا سرکاری عہدیداروں کا عملہ، انکا اقتدار پر قبضہ انکے لئے ملک ٹوٹنا انکی ترقی کے اسباب بن چکے ہیں۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی انکو راس آ گئی ۔ بیشمار محکمہ جات، انکی اولادوں کیلئے بیشمار سرکاری اعلیٰ عہدے اور بے شمار سرکاری ملازمتیں، انکی اعلیٰ تنخواہیں، سرکاری شاہی رہائشیں، سرکاری سہولتیں، شاہی سرکاری گاڑیاں اور پٹرول کے اخراجات، تصرفانہ زندگی کا نظام حکومت ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے حکومتی مجرموں کی لوٹ مار کا سلسلہ جاری کر دیا گیا۔ چاروں صوبوں کے چار وزرائے اعلیٰ، چار گورنرز، چار سپیکرز، چار اسمبلی ہالز کے شاہی ایوان اور انکے شاہی اخراجات ان مجرموں کیلئے وقف ہو گئے ۔ انکی تعمیرات پر کتنے اخراجات آئے انکی بات نہ پوچھو۔ حکومتی ٹولہ کے ساتھ انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ بھی اسی لحاظ سے پھیلتا گیا۔ روٹی کپڑا مکان دینے والے رہنما مسٹر بھٹو نے اس صوبائی، وفاقی، سینٹ کے اسمبلی ممبران کے اضافے اور انکے حکومتی ٹولہ کے نظام حکومت کو روکا نہیں بلکہ خوب پھیلایا ۔ انکے شاہی اخراجات کا بوجھ ۱۸ کروڑ عوام الناس کو برداشت کرنے کا قانونی طور پر پابند بنا دیا۔ غریبوں سے روٹی کپڑا، مکان چھین کر مسٹر بھٹو تو نے انکو بے یار و مددگار، ننگا، بے بس بنا کر کے کھلے آسمان کی چھت کے نیچے بھوک ننگ سے سسکتے بلکتے، خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے کی اذیتناک زندگی میں مبتلا کر دیا۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

اے مسٹر بھٹو! عوام نے تجھے تاج پہنایا اور تو نے عوام کو جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا قیدی، غلام اور محکوم بنادیا۔ اے دھوکہ باز ظالم تو نے چاروں صوبوں کے ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں کو ان جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ کو وفاقی حکومت کے علاوہ سینٹ کے ممبران، چاروں صوبوں کی صوبائی حکومتی ٹولہ کے شاہی اخراجات مہیا کرنے کا پابند بنادیا۔ تیری اس بداعمالی سے رشوت، کمیشن، کرپشن کا مافیہ بتدریج پروان چڑھتا گیا اور آج تیرا پروان چڑھا ہوا حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا مافیہ ملک وملت کو ایک کینسر بن کر چمٹ چکا ہے۔ تمام سیاسی جماعتیں اس مجرمانہ پالیسی سے استفادہ کررہی ہیں پیپلز پارٹی اور تمام سیاسی جماعتوں کے تمام رہبر ورہزن ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، مال ودولت، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی غیر ملکی قرضوں کو چمٹ چکے ہیں۔ آئی ایم ایف کے پاس ملک وملت گروی رکھ کر بھی انکی ہوس زر کی خواہشات تشنہ لب ہیں۔ سندھ میں پیپلز پارٹی، پنجاب میں مسلم لیگ نون، سرحد میں اسفندیار ولی نیشنل عوامی پارٹی، مولانا فضل الرحمان، بلوچستان میں بلوچوں اور فوجی کی پسندیدہ بلوچ پارٹیوں کے شاہی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ارکان ملک پر مسلط ہوں تو کون انکے خلاف آواز سکتا ہے۔ اب ملک کے تمام حکومتی سکالروں، ملکی دانشوروں، اہل قلم لکھاریوں، کالم نویسوں، ٹی وی اینکرز، ذہین وفطین تجزیہ نگاروں سے ملتجی ہوں کہ وہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کی رہنمائی فرماویں کہ رہبر اور رہزن کون ہیں۔ ظالم اور غاصب کون ہیں، طالبان اور دہشت گرد کون ہیں۔ ان حالات سے آگاہ کرنا، اپنی رائے پیش کرنا، ملک کو بدترین حالات سے نجات دلانا ہر اہل وطن کا طیب فریضہ ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی یا انکا استحصالی اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت یا جنہوں نے اس نظام حکومت کے ذریعے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا استحصال کر رکھا ہے۔ جنہوں نے ملک کے تمام وسائل، خزانہ پر اجارہ دری مسلط کر رکھی ہے، جنہوں نے قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی معاشی، معاشرتی استحصالی نظام حکومت مخلوط تعلیمی نظام مخلوط معاشرہ، مخلوط حکومتی نظام، انگریز کا ایک مفتوحہ ملک کی عوام پر مسلط کیا ہوا جابرانہ، غاصبانہ استحصالی نظام حکومت، اسکے چھ ہزار جاگیردار، سرمایا دار، بھتہ خور، سگلروں، بلیکیوں زمین مافیہ، تاوان مافیہ کے معززین کی حکومت پر اجارہ داری، نولاکھ قیدی، غلام، محکوم فوجی سپاہ پر چار فوجی ڈکیٹروں کی حکومتی بالادستی پاکستان پر مسلط ہے۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کے مغربی کلچر کے طبقاتی طبقہ کی ملکی وسائل، ملکی خزانہ پر اجارہ داری۔ پاکستان میں رائج الوقت رشوت، کمیشن، کرپشن پر انکی اجارہ داری۔ نولاکھ فوجی سپاہ، انکے والدین، انکے خاندان کے افرا، انکی بیوی بچے اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے افراد کی ملکی وراثت، ملکی ملکیتوں، ملکی وسائل، ملکی ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی خزانہ پر انکی اجارہ داری سے، قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف، تعلیمی اداروں، تعلیمی نصاب اور اس سے تیار ہونے والے فرد سے لے کر افراد تک یعنی پورے معاشرے کی تعلیم وتربیت کو ختم کرنے پر انکی اجارہ داری۔ قومی زبان اردو پر انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی رائج کرنے پر انکی اجارہ داری۔ عدلیہ، انتظامیہ کے طبقاتی تعلیمی اداروں پر انکی اجارہ داری۔ انکے تیار کیے ہوئے مغربی کلچر کے انتظامیہ، عدلیہ کے حکومتی سکالرز۔ تھانے، کچہریوں اور حکومتی ایوانوں اور استحصالی نظا حکومت پر انکی اجاری داری مسلط ہے وہ طالبان اور دہشت گرد ہیں یا نولاکھ فوجی سپاہ اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں جنکو خانہ جنگی میں جھونک رکھا ہے وہ طالبان یا دہشت گرد ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈروں، مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکے حکومتی اتحادیوں کے مارشل لا کے حکومتی ٹولہ کے سامنے ۱۸ کروڑ مقید محکوم ملت ہاتھ جوڑے کھڑی رہی خدارا ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر ہماری دینی خاندگی زندگی کے حیا کے نظام کو چند ملک دشمن اسمبلیوں کے غدار، اسمبلی ممبران کی عددی برتری سے نہ کچلو۔ ملت پر، انکے نظریات پر، انکی طیب تہذیب پر رحم کرو! لیکن ملکی غدار، ملکی آئین توڑنے والے مجرم فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکا فوجی سیاسی مادر پدر آزاد روشن خیال حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مغربی کلچر اہل پاکستان پر مسلط کرنے میں کامیاب ہوا۔ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات اور ملکی خزانہ پر اپنی ہی ۵۱ فیصد مستورات کے ذریعے ملکی حکومت ملکی وسائل، ملکی خزانہ کی حکومتی لوٹ مار میں شامل کرلیا۔ طالبان اور دہشت گرد کون ہیں۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈر، اسکا مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، اسکا سیاسی اتحادی حکومتی ٹولہ یعنی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ طالبان اور دہشت گرد تھے یا نو لاکھ سپاہ اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اور انکی نسلیں طالبان، دہشت گرد، ملکی غدار، ملک دشمن ملک لوٹنے والے دہشت گرد، مجرم ہیں۔ سرکاری مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے سکالرو، دانشورو، قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکے مجرم حکومتی ٹولہ کے مبلغو باز آجاؤ۔ کہیں وہ تمہارا، تمہارے کبوتروں اور چڑیوں سے خفیہ خبر لانے والے خیالی پرندے تمہیں اور تمہارے استحصالی نظام حکومت کی کوئی غیبی خبر تم تک پہنچا نہ دیں۔ غافل کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب موت کی نینداس پر طاری ہو جاتی ہے۔ خدارا اپنی زندگی کو حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور انکے دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں داخل کرلو، اپنی ضمیر کو توبہ کا غسل دے دو، تمہاری رہنمائی مکمل ہو جائیگی۔ ایک بار، رحم کرنے والے کو رحمان کہتے ہیں بابار، رحم کرنے والے کو رحیم کہتے ہیں۔ رحم کی دنیا میں شامل ہو جاؤ، رحم کی خوشبو پوری کائنات کو معطر کردے گی۔ اہل بصیرت، اہل ایمان، اہل دل صاحب عوام کو آگاہ کریں کہ دہشت گرد کون ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کاانسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کانظام حکومت جاری ہے

پاکستان میں قرآن حکیم کے الہامی حقوق نسواں کاقرآنی نظام نا عوذباللہ جومغربی فلاسفر کے مغربی جمہوریت کے دانشوروں کے اورفوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے نزدیک ناقص اور غیر معیاری تھا اسکوختم کر دیا۔ اسکی جگہ مغربی جمہوریت کاحقوق نسواں کا قانون پاس کیا اور پاکستان کی عوام پر مسلط کر دیا۔ یعنی ۵۱ فیصد حکومتی ٹولہ کی مستورات کوصوبائی، وفاقی اورسینیٹ کے حکومتی ٹولہ اورانکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی ایوانوں پر مارشل لا کی گن پوائنٹ پرلا بٹھایا۔ ملکی عوام ۴۹ فیصد حکومتی ٹولہ کے اخراجات تو برداشت کرنے کے قابل نہ تھے۔ اس حقوق نسواں کے قانون کے بعد انکی ۵۱ فیصد مستورات کوحکومتی ایوان مہیا کرنے شروع کر دیئے۔ حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ممبران کی تعداد بڑھا کر ملکی معیشت اور دین محمدی ﷺ کی شرم وحیا کی مقدس دیوی کی عزت وعصمت کونوچ اور ملکی وسائل اورخزانہ کولوٹ لیا! فوجی سیاسی اینٹی کرسچن جمہوریت کا کتنا ظالم اور غاصب نظام حکومت ہے کہ ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں کوحکومتی نظام کے پنجرے میں بند کر کے انکو قیدی، غلام محکوم بنا کر انکی نمائندگی صوبائی، وفاقی، اورسینٹ کے ممبران کے غاصب آمروں کی ملکیت بنا دی جاتی ہے، اس سے قبل ایک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اورمسٹر بھٹو نے مارشل لا کی گن پوائنٹ پر پاکستان کا ایک حصہ مشرقی پاکستان اقتدار کے حصول کی نظر کر دیا۔ قوم اس صدمہ سے دوچار اور خون کے آنسو بہارہی تھی۔ فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اورانکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے مغربی پاکستان کوچار صوبوں میں تقسیم کر کے چار صوبائی حکومتیں مسلط کرنے، ملکی معیشت کولوٹنے، خزانہ پر شب خون مارنے، انکے بے پناہ اخراجات کا بجٹ مہیا کرنے، خوشیاں منانے میں مصروف تھا۔ یہ ظالم وغاصب، معاشی اور معاشرتی قاتل جو جی چاہے کرتے جائیں، جہاں ۱۸ کروڑ عوام کا اظہار خیال جرم بن جائے، جہاں قرآن حکیم کے نظریات کے نفاذ کی بات کرنے والوں کو بلاجواز دہشت گرد بنا دیا جائے، جہاں حقوق نسواں کے نام پر فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کے نظام کے خلاف بات کرنے والوں کا قتال جاری کر دیا جائے، جہاں حقوق نسواں کے نام پر ملکی وسائل، خزانہ لوٹنے کی نشاندہی کرنے والوں کو مجرم بنا دیا جائے، جہاں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے خلاف آوا اٹھانے والوں کوخفیہ ایجنسیاں اٹھا کر لے جائیں، انکا قتال کرتی جائیں، جہاں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کانام لینے والے دینی علما اورانکی درسگاہوں کے معصوم، بیگناہ، بچے بچیوں، طلبا طالبات اورانکے اساتذہ کودہشت گرد کانام دے کر ایک عرصہ تک ٹی وی، اخبارات اور ذرائع ابلاغ سے جھوٹے، بے بنیاد، بوگس اورغیر مصدقہ الزامات سے پوری دنیا کے سامنے اسلام کے نام لیواؤں اوراسلام کے نفاذ کیلئے سراٹھانے والوں اورانکے دینی جذبوں، دین شہرت کودہشت گرد کانام دیکر مسخ اور رسوائے زمانہ کر دیا جائے۔ ملکی دینی مدارس اورمساجد کوامریکہ کے مطلوب دہشت گردوں کا ہیڈ کواٹر ثابت کرنے کیلئے ملک کے تمام ابلاغ کے ادارے دنیائے عالم کوحقائق سے متضاد واقعات بتارہے ہوں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب، قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

حکومتی ٹولہ کے اخبارات اور انکے کالم نویسوں،، ٹی وی اینکرز اور انکے تجزیہ نگاروں کا کمال تو دیکھو! ۔ لال مسجد اور حفصہ کا دینی ادارہ اسلام آباد کے بین الاقوامی شہر میں دہشت گردوں کا ٹریننگ سنٹر کھلا ہوا دکھا دیا جائے، کئی ماہ تک مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انکی دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی تحریک کو کچلنے کیلئے فوجی ڈکٹیٹر اور ملک دشمن سیاسی حکومتی ٹولہ جھوٹے الزامات اور مختلف نوعیت کا مہلک پراپیگنڈا کرتا رہے، جہاں ملک کو دولخت کرنے والے اور ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنانے والے غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں کو حکومت مہیا کردی جائے، جہاں ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اس کے چند کور کمانڈروں، مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور اتحادی سیاسی جماعتوں جیسے ملک دشمن غداروں کو ۹ سال تک ملک لوٹنے کا کوئی حساب نہ لیا جائے۔ جہاں لال مسجد کے مدرسہ حفصہ کی طالبات کے قتال کے مجرموں کا کوئی احتساب نہ کیا جائے، جہاں ملک دشمن خفیہ معاہدے کرنے والوں کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ جہاں امریکہ اسکے نیٹو ممالک کے ساتھ خفیہ معاہدں کے بعد امریکہ کی سی آئی اے، انڈیا کی را، اسرائیل کی مساد اور نیٹو مما لک کی تمام فوجی خفیہ ایجنسیاں جدید اسلحہ سے ملک میں دہشت گردی اور انسانی قتال اور املاک تباہ کرتی جائیں، جہاں فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ملک میں خانہ جنگی مسلط کردے، جہاں ملک کو فوج اور عوام کے درمیان خانہ جنگی کے ذریعہ فوج اور عوام کا قتال اور ملکی معیشت کو تباہ کردیا جائے۔ جہاں این آر او کا مجرمانہ قانون مسلط کردیا جائے۔ جہاں این آر او کے مجرموں کے تمام قتال کے کیس معاف کردیئے جائیں۔ جہاں این آر او کے مجرموں کے رشوت، کمیشن، کرپشن اور تمام لوٹ مار، اور ملکی قرضے معاف کردیئے جائیں، جہاں سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، بنی گالا ہاؤسوں جیسے جرائم پنپتے رہیں، جہاں سوئس بنکوں کے لوٹے ہوئے اربوں ڈالران حکومتی مجرموں کی ملکیتیں بنادی جائیں، جہاں این آر او کے تمام مجرموں کی حکومتیں بحال کردی جائیں۔

انقلابِ وقت | پاکستان دوقومی نظریات کی روشنی میں معرض وجود میں آیا | باب 2 پیرا 26

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

اے حکومتی ٹولہ کے اخبارات، اسکے کالم نویسو، اے ٹی وی کے حکومتی اینکرو اور تجزیہ نگارو تم کو تمہاری ضمیر نے لعن طعن نہ کی !۔ جہاں ملک دشمن پالیسیوں اور خفیہ معاہدوں کو جاری رکھنے کیلئے فوج کے چند مجرم جرنیلوں اور انکے سیاسی حکومتی ٹولہ کو ملک کی حکومت مہیا کردی جائے۔ ٹی وی اینکرز، دیدہ ور تجزیہ نگار ۱۸ کروڑ عوام کو بتائیں کہ طالبان اور دہشت گرد کون ہیں ایک فوجی ڈکٹیٹر، اسکے ساتھ ملوث چند کور کمانڈر، انکا سیاسی حکومتی این آر او کا ملک دشمن مجرم ٹولہ یا ۱۸ کروڑ عوام ہیں۔ پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام کو بین الاقوامی سطح پر دہشت گرد ملک بنانے والا پاکستان کا حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ یا انکے ذرائع ابلاغ کے تمام کارندے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان انکی نسلیں تمام سیاسی جماعتوں کے کارکن اور ملک کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ انکے ذریعے سیاسی رہنما حکومتی ایوانوں، ملک کے وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، ملکی غیر ملکی قرضے، ملکی خزانہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے کارکن انکے لواحقین غربت، تنگ دستی، بیروزگاری، خودکشیاں خودسوزیاں کرنے پر مجبور، ان تمام سیاسی جماعتوں کے رہنما، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز، اسمبلیوں کے ممبران، سپیکر وزیر مشیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر مملکت کے عہدے سنبھالتے ہیں۔ انہی کی اولادیں، جرنیل، جج، ڈی سی، کمشنر، ایس پی۔ آئی جی بنتی ہیں۔ تمام حکومتی ایوان انکی ملکیت بن جاتے ہیں۔ غریبوں کا ہمدرد مسٹر بھٹو آئے تو ملک کا حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ چاروں صوبوں تک پھیل جاتا ہے۔ تم بہت لٹے اب ہوش کرو !۔ ان تمام مجرموں انکے مغربی جمہوریت کے قرآن حکیم کے متصادم نظام کو سمندروں میں پھینکنا، تمام سیاسی جماعتوں کے سیاسی ورکروں کی ملکی ملی مجبوری بن چکی ہے۔ اب یہ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ جن کو تم کنجر لیگ، کافر لیگ۔ قاتل لیگ کے نام سے منسوب کرتے تھے تم حکومتی ایوانوں میں کس طرح شامل ہو کر ملکی خزانہ وسائل کو لوٹتے رہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں سے سوال کرتا ہوں کہ پاکستان کے جاگیردار سرمایادار حکومتی ٹولہ کے استحصالی دہشت گردوں نے اپنی حکومتی اجارہ داری جاری رکھنے کیلئے مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو پندرہ سیاسی، فوجی حکومتی ٹولہ کی سیاسی جماعتوں کے درج ذیل فرقوں اور انکے مختلف منشوروں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ملت اسلامیہ کی جمیعت کو ۱۵ سیاسی جماعتوں میں بکھیر رکھا ہے۔ نواشریف کی مسلم لیگ نون، چوہدری شجاعت کی مسلم لیگ ق، شیخ رشید کی عوامی لیگ، پیر پگاڑا کی کنونشن مسلم لیگ، شیر پاؤ کی پیپلز پارٹی، زرداری کی پیپلز پارٹی، اصغر خان کی استقلال پارٹی، عمران خان کی انصاف پارٹی، اسفندیار ولی کی نیشنل عوامی پارٹی، الطاف حسین کی ایم کیو ایم پارٹی اور چار مذہبی سیاسی جماعتیں اور مارشل لا کا ایک فوجی ڈکیٹٹر، اسکے چند کور کمانڈروں کی پندرویں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے پاکستان کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دے کر خانہ جنگی کی عالمی شہرت کا سہرا پاکستان اور پاکستانی مسلم امہ کے سر باندھ کر رسوائے زمانہ کر رکھا ہے۔ امریکہ ہو یا برطانیہ، جرمن ہو یا جاپان، فرانس ہو یا نیٹو کے اتحادی ممالک، پاکستان ہو یا بنگلہ دیش، افغانستان ہو یا انڈیا ہو، جہاں جہاں مغربی جمہوریت کا نظام حکومت ہے۔ وہاں پر ہی مادہ پرست، مادی قوت، افرادی قوت کی طاقت اور اسی قوت اور طاقت کے اعلیٰ اہلیت کے وارثوں کی دنیا بھر میں حکومتی سرفرازی قائم ہے۔ اس مادہ پرستی کی قوت اور طاقت کی سرفرازی اور عوام الناس پر قابو پانے کیلئے مغربی جمہوریت کا نظام حکومت دنیا بھر پر مسلط کر رکھا ہے، اس مغربی جمہوریت کے الیکشنوں کا استحصالی نظام پوری دنیا پر مسلط ہے جس پر انکی اجارہ داری مسلط ہے۔۔ جس میں صرف مادی قوت اور عوامی طاقت کے افراد ہی ان الیکشنوں میں حصہ لیکر حکومتی ایوانوں پر رسائی حاصل کرتے ہیں۔ حکومتی ٹولہ کے یہی اسمبلیوں کے ممبران حکومتی بالادستی کے بعد ملکی عوام کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام الیکشن کے ذریعے **ملک** کے کروڑوں عوام کو قیدی، غلام اور محکوم بنا کر انکی معاشی طاقت چھین لی جاتی اور معاشرتی طور پر اپاہج بنا دیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ترقی اور غیر ترقی یافتہ ممالک نے یو این او کا ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ جہاں پر بھی مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے مادی افرادی قوت کے معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں کے حکومتی ٹولہ کے ممبران بین الاقوامی سطح پر دنیا بھر کے ممالک کے عوام پر مسلط ہو کر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں بھی دنیا بھر کے ممالک کے عالمی طالبان اور دہشت گردوں کے حکمرانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان عالمی دہشت گردوں میں اعلیٰ و افضل ممالک کے دہشت گرد بذریعہ الیکشن دنیا کی عالمی طاقتیں بن کر ابھرتی ہیں۔ اس طرح دنیا بھر کے ممالک کے وسائل اور خزانہ پر قابض ہو جاتے ہیں۔

انقلابِ وقت | پاکستان دوقومی نظریات کی روشنی میں معرض وجود میں آیا | باب 2 پیرا 28

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

جس طرح ہر ممالک کا جمہوریت کا حکومتی ٹولہ اپنے ملکی عوام کی دولت وسائل ذرائع آمدن، تجارت اور عوامی خزانہ پر قابض ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مغربی جمہوریت کے یو این او کے بین الاقوامی ممالک کے اداروں کے ممبران کو الیکشن کے ذریعے طاقتور ملک امریکہ کی بالادستی دنیا بھر کے ممالک پر مسلط ہو جاتی ہے۔ یو این او کے ممبران پر بالادستی کے ذریعے وہ کمزور، غیر ترقی یافتہ ۵۷ اسلامی ممالک انکے حکمرانوں اور ان ۵۷ ممالک کی عوام کا معاشی معاشرتی قتال جاری کیئے جا رہا ہے۔ عرب عمارات کی سٹیٹ پر اسرائیل کے یہودیوں کا قبضہ کروا دیا۔ انکے ذریعے عربوں کا قتال اور جینا محال کر رکھا ہے۔ کبھی ایران پر حملہ کبھی عراق پر حملہ، کبھی افغانستان پر حملہ، کبھی پاکستان پر ڈرون حملے امریکہ اور اسکے مغربی ممالک کا معمول بن چکا ہے۔ اسکا تدارک بادشاہت، آمریت، مغربی جمہوریت کا نظام الیکشن اور نظام حکومت کے دہشت گردوں کے پاس نہیں۔ مادہ پرست ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نہ امریکہ سے خود بچ سکتا ہے اور نہ ہی پاکستان کی عوام کو نجات دلا سکتا ہے۔ اپنی غیر آئین حکومت کو بچانے کیلیئے ہزاروں معصوم انسانوں کو دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال اور لاکھوں انسانوں کو ہجرت کی اذیتوں سے دوچار کر چکا ہے۔ ملک کو خانہ جنگی کی چتا میں دھکیل چکا ہے پاکستانی عوام کو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے آئین، اسکی الہامی تعلیمات سے محروم کر کے مغربی مادہ پرست فلاسفرز کے نظریاتی صحرا میں دھکیلتے آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ مادہ پرست حکومتی ٹولہ کا نہیں۔ یہ مسئلہ، اہل دل، دیدہ ور، صاحب بصیرت، شب بیدار، ملت کے غمخواروں، حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے قافلوں کے ہدی خوانوں حضرت علیؓ کے فرزانو حضرت حسینؓ علیہ السلام کے شہدا کے پرستاروں کا ہے۔ ان کو ادب وسلام پیش کرنے کے بعد ملتجی ہوں کہ وہ ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرماویں۔ مغربی جمہوریت کے مجرمانہ نظام حکومت سے نجات دلائیں ۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

فوجی ڈکٹیٹر اور جاگیردار، سرمایہ دار غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو خفیہ ایجنسیاں اٹھا کر لے جائیں، انکا قتال کر دیں، جہاں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کا نام لینے والے دینی علما اور انکی درسگاہوں کے معصوم، بیگناہ، بچے بچیوں، طلبا طالبات، انکے اساتذہ کو دہشت گرد کا نام دے کر ایک عرصہ تک ٹی وی، اخبارات، ذرائع ابلاغ سے جھوٹے، بے بنیاد، بوگس اور غیر مصدقہ الزامات سے پوری دنیا کے سامنے اسلام، اسکے نام لیواؤں کو رسوائے زمانہ کر دیں۔ قرآن حکیم اور ۱۹۷۳ کے آئین کے نفاذ کیلئے سر اٹھانے والوں، انکے دینی جذبوں، دینی شہرت کو دہشت گرد کا نام دیکر مسخ کر دیا جائے۔ دینی مدارس، مساجد کو امریکہ کے مطلوب دہشت گردوں کا ہیڈ کواٹر ثابت کرنے کیلئے ملک کے تمام ابلاغ کے ادارے ریڈیو ٹی وی اخبارات دنیائے عالم کو حقائق سے متضاد واقعات بتا رہے ہوں۔ لال مسجد اور حفصہ کا دینی ادارہ اسلام آباد کے بین الاقوامی شہر میں دہشت گردوں کا ٹریننگ سنٹر کھلا ہوا دکھا رہے ہوں، کئی ماہ تک مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انکی دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی تحریک کو کچلنے کیلئے فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور ملک دشمن مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور اتحادی سیاسی حکومتی ٹولہ جھوٹے الزامات اور مختلف نوعیت کا مہلک پراپیگنڈا کرتا رہا۔ کیا یہ مجرم قابل معافی ہیں جو ملک کو دہشت گرد ثابت کر کے ان کا ملکی سطح پر قتال جار کر چکے ہوں۔ ملک کے دیدہ ور بتائیں کہ ملک دشمن طالبان اور دہشت گرد کون ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

فوجی ڈکٹیٹر اور اسکے فوجی سیاسی مجرم حکومتی ٹولہ نے اسطرح رول ادا کیا جیسے امریکہ نے عراق کو بین الاقوامی سطح پر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایٹم، نائٹروجن بموں کو تیار کرنے کا مجرم بنا دیا تھا، انہوں نے اخبارات، ٹی وی اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ لال مسجد اور حفصہ کی درسگاہ کے طلبا کو دہشت گردوں کا قلعہ بنا دیا۔ ملک کے اس قلعہ کو فتح کرنے کیلئے فوج بلا لی۔ فوجی اپریشن کے احکام جاری کر دیئے۔ فوجی کاروائی نو دن تک جاری رکھی۔ ہزاروں بیگناہ معصوم طالبعلموں، طالبات، بچے بچیوں اور انکے اساتذہ کرام کو جدید اسلحہ سے بڑی بے دردی سے قتل کرتے اور انکی مسخ شدہ لاشوں کو ٹھکانے لگاتے رہے۔ حیرت کن بات یہ ہے کہ ایک دہشت گرد بھی اس ادارے اور مسجد سے حکمرانوں نے نہ قتل کیا اور نہ پکڑ سکے۔ ایک طالبعلم کا کٹا ہوا سر حکومت کو ملا جسکو وہ بیرون ملک کے دہشت گرد کا سر کہتے رہے جو اٹک ضلع کا رہائشی نکلا اور اسکے لواحقین اسکو پہچان کر لے گئے۔ یہ ایک کربلا جیسا بڑا سانحہ تھا جس میں معصوم بچے بچیوں، طالبعلموں طالبات اور انکی اساتذہ پر مشتمل کثیر مستورات کا قتل عام کر دیا، جسکی مثال کربلا کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی۔ ان شہیدوں کا معصوم خون اور روحیں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی آبیاری کیلئے ایک نئی کربلا کا منظر پیش کر گئی ہیں۔ نمرود، فرعون، یزید اور روشن خیال اسلام کے نظریات اور اسکے ضابطہ حیات کی سرکاری بالا دستی کے خلاف ایک روشن ضمیر اسلام کا راستہ متعین کر گئی ہیں۔ ڈکٹیٹر پرویز مشرف انکے چند کور کمانڈروں اور حکومتی سیاسی جماعت مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم کے تمام ایم پی اے، ایم این اے، سینٹرز، وزیروں، مشیروں، وزیر اعلیٰ گورنرز، وزیر اعظم کے خلاف ان معصوم، بیگناہ بچے بچیوں کے والدین اور عوام الناس انکو دلی نفرت سے دیکھنا شروع کر چکے ہیں۔ افواج پاکستان کی سپاہ کے افراد اور پولیس اہلکاروں پر حملے جاری کر چکے ہیں۔ اس حکومت نے عوام اور افواج پاکستان کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنے کے جرم کا ارتکاب کر دیا ہے۔ افواج پاکستان کی نو لاکھ سپاہ ۱۸ کروڑ ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد محنت کشوں اور عوام الناس کا اجتماعی قیمتی اور انمول اثاثہ ہیں۔ قوم نے افواج پاکستان کو پاکستان کا جھنڈا ہاتھ میں دیا تھا، لیکن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے مسلم لیگ ق اور ایم کیو ایم سے منسلک ہو کر افواج پاکستان کو ق لیگ کا حصہ بنا دیا ہے۔ ملت اور فوج کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے، افواج پاکستان اور ملت کیساتھ ظلم کیا ہے۔ اس فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے افواج پاکستان کی جمعیت کو روند کر رکھ دیا ہے، جسکے دور رس نتائج سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں۔ کتنی فوجی سپاہ ہوگی جو مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم کے ساتھ ہوگی اور کتنی افواج ایسی ہوگی جو دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ منسلک ہوگی۔ کتنے فوجی جرنیل جو اسلام کے نظریات سے منسلک ہیں جو ان کو نفرت کرتے ہونگے۔ اسکی دنیا میں بھی تذلیل ہوگی، آخرت بھی خراب ہوگی۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

ملک میں فوجی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اداروں اور دینی ضابطہ حیات کو تباہ کرنے کیلئے اس غدار حکومتی ٹولہ نے ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی بہو بیٹیوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلی ممبران بنا دیا۔ انکو وزارتیں، مشاورتیں انکو سیاسی جہیز میں دے دی گئیں۔ عوام الناس پر ایک نسوانی اسمبلیوں، انکی ممبران، وزیر و مشیر، انکی سفارتوں، انکی وزیر اعلیٰ، انکی گورنرشپوں، انکے سرکاری عملہ کا بوجھ بھی موجودہ اسمبلیوں کے اخراجات کے بجٹ سے ایک فیصد زیادہ ہوگا ۱۸ کروڑ بھوکی ننگی عوام پر ڈال دیا گیا۔ کیا یہ مجرم روشن خیال اسلام اور حقوق نسواں کے نام پر ملکی معیشت کو ہمیشہ کیلئے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں پر ایک معاشی عذاب بنا نہیں دیا گیا۔ کیا یہ فیصلہ عوام سے پوچھ کر کیا گیا ہے۔ کیا ملکی خزانہ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف، اسکے کور کمانڈروں یا مسلم لیگ ق کے ہارس ٹریڈنگ سے اکٹھے کئے ہوئے مجرموں کا ہے جو نو سال تک حکومتی خزانہ مارشل لا کی گن پوائنٹ پر لوٹتے رہے۔ کیا کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام کا استحصال شدہ طبقہ اس اضافی معاشی بوجھ کا متحمل ہے۔ کیا یہ ملکی آئین اور دین محمدی ﷺ کے خلاف روشن خیال اسلام کا نفاذ ملک و ملت پر جائز ہے! ہرگز نہیں۔ یہ ملکی معیشت پر ان بدقماشوں کا دوسرا حملہ ہے۔ اس جرنیل اور روزیر اعظم کے ماضی کی معلومات تو حاصل کرلو، یہ کون لوگ ہیں، انکا دین کونسا تھا، یہ کیسے حکومت تک پہنچے، یہ کن کے ایجنٹ ہیں، انکا مشن کیا ہے، ہارس ٹریڈنگ کا سلسلہ جاری کیسے کیا، سیاسی رشوتیں، وزارتیں، مشاورتیں تقسیم کیسے کیں۔ تمام جماعتوں کے مجرموں اور غداروں کو حکومت میں شامل کیسے کیا، قرضے معاف کیسے کئے، کیا یہ ملی امانتوں کو معاف کرنے کے مجاز ہیں، اسمبلیوں کے مجرم ممبران کی عددی برتری کیسے قائم کی، اس عددی برتری سے قرآن حکیم کے آئین کو بدل کر رکھ دیا، ملکی خزانہ کو اسمبلی ممبروں اور انکی اولادوں میں تقسیم کرلیا!۔ انقلاب وقت انکے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ان حقائق کو جاننے کے بعد کوئی پولیس مین، کوئی فوجی سپاہی، کوئی رینجر کا اہلکار، کوئی پولیس مین اب کسی معصوم، بیگناہ، مسلم امہ کے کسی فرد م پر گولی نہیں چلائیگا۔ بلکہ ان مجرموں کا ہاتھ روکے گا۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ کے حکومتی سکالر مسلم امہ کے غیض وغضب سے بچ نکلیں تو انکی خوش قسمتی ہوگی۔اب اگر انہوں نے ظلم کا ہاتھ اٹھایا تو یہ نہ بچیں گے، نہ انکی اولادیں بچیں گی نہ انکے محل، نہ انکے کارخانے، نہ انکی عیش وعشرت کی زندگی، نہ اقتدار کی نوک پر لوٹا ہوا مال ومتاع کا نام ونشان بچے گا۔مسلمان کے روپ میں کتنے ظالم اور غاصب اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصب حکمران ہیں کہ ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں محنت کشوں اور عوام الناس کے پاس پورے پاکستان میں یعنی ۱۸ کروڑ اہل پاکستان کی نسلوں کے پاس نہ کوئی انگلش میڈیم سکول، نہ کوئی ایچی سن کالج، نہ کوئی یونیورسٹی اور نہ ہی کوئی ان میں سے ڈی سی، ایس پی،، جج، جرنیل کا کوئی عہدہ، نہ ہی ان کے پاس کوئی جمہوریت کے بی ڈی سسٹم کے ممبر کا عہدہ، نہ ہی کوئی ناظم، نہ ہی کوئی ایم پی اے، نہ ہی کوئی ایم این اے، نہ ہی کوئی سینیٹر، نہ ہی کوئی وزیر، مشیر، نہ ہی کوئی وزیر اعلیٰ، نہ ہی کوئی گورنر، نہ ہی کوئی وزیر اعظم اور نہ ہی کوئی صدر پاکستان ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک پاکستان میں بنا ہے تو بتا دو۔آج تک ۹۹۰۹ فیصد عوام الناس میں کسی ایک کو بھی پورے ملک میں سے کسی طبقہ کے کسی فرد کو کوئی چانس دیا گیا ہے تو ان غاصب سیاستدانوں، جرنیلوں، حکمرانوں کو اجازت ہے کہ وہ ملت کو اصل حقائق سے آگاہ کریں، ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدورں، محنت کشوں ورعوام الناس کے پیدا کردہ وسائل، مال ودولت اور خزانہ کو ان سرکاری عہدوں کے باطل نظام حکومت کے ذریعے ملکی بجٹ لوٹنے والے کون ہیں! ۱۸ کروڑ مسلمانوں کے دین ودنیا کو لوٹنے والے رہزن کون ہیں!۔یہی قوم کا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ہے! اب ان پر لازم ہو چکا ہے کہ وہ عوام کے جلسوں میں اپنی سیاہ کاریوں کو پیش کرنے کی مزید کوشش نہ کریں، اب حالات انکے لئے مناسب نہیں، حکومتی ٹولہ ملت کو اپنی پارسائی اور انکے معاشی، معاشرتی قتل کا پہلے جواب دے! ملت دین محمدی ﷺ کا ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات اسکی طرز حیات کے نظام کو نافذ کرنے کیلئے بیتاب اور منتظر کھڑی ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی استحصالی طبقہ طالبان اور دہشت گرد ہیں یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اور انکی نسلیں طالبان اور دہشت گرد ہیں۔ کیا شیخ رشید، اور الطاف بھائی استحصالی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے مزے بھی اڑائیں اور پھر اپنے اور اپنے ہمجولیوں اور این آر او کے مجرموں کے خلاف پنڈورہ بکس کھولنے سے اجتناب کرنے کا عوام کو دھوکہ بھی دیں۔ انکو عوامی کٹہرے سے بچالو! اگر کسی غریب، انسان کو بجلی کے پچاس روپے جرمانہ ادا نہ کر سکنے والے مجبور، بے بس، انسانوں کو نہ ایس ڈی او، چیئر مین واپڈا، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، صدر مملکت معاف کرنے کا مجاز نہ ہو، تو این آر او کے مجرموں ملکی غداروں، مارشل لا کی گن پوائیٹ پر ۹ سال تک ملک لوٹنے، ملک دشمن پالیسیوں کو خفیہ طور پر جاری کرنے، بیرونی قوتوں کی افواج اور خفیہ ایجنسیوں کو ملک کے اندر داخل کرنے، ائیر پورٹ اور کہوٹہ پلانٹ کے اہم حصے غیر ملکیوں کی افواج کے حوالے کرنے، ۱۸ کروڑ اہل وطن کو دہشت گرد بنانے، انکا قتال کرنے، لال مسجدم کے مدرسہ حفصہ کی طالبات کا قتال کرنے، ۵۱ فیصد اپنی مستورات کو حقوق نسواں کے نام پر حکومت ٹولہ کے ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز کی افواج اور حکومتی ٹولہ کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کی شاہی تنخواہوں، شاہی ایوانوں، شاہی رہائشی محلوں، انمول قیمتی گاڑیوں، پروٹوکول سٹاف کے شاہی اخراجات کے بجٹ کی لوٹ مار کے سلسلہ کو جاری رکھنے، ملک لوٹنے، آئی ایم ایف کے تین سوارب ڈالر ملکی قرضے ہضم کرنے اور معاف کرنے، ملکی وسائل، ملکی خزانہ لوٹنے والوں، رشوت کرپشن، کمیشن سے اکٹھی کی ہوئی دولت، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتی اداروں کے کروڑوں ڈالر معاف کرنے، سوئس بنکوں اور دوسرے ملکی غیر ممالک کے بنکوں میں جمع شدہ رقمیں معاف کر لے، اندرون بیرون ممالک سرے محلوں، رائیونڈ ہاؤسوں، بنی گالا ہاؤسوں، شاہی پیرسوں کے ملکی ملی مجرم ایک دوسرے کو معاشی، معاشرتی جرائم کیسے معاف کر سکتے ہیں۔ اندرون ملک اور بیرون ممالک انکی ملکیتیں ۱۸ کروڑ اہل وطن کی امانتیں ہیں وہ سب مجرموں کو واپس کرنی ہونگی۔۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کو اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت میں بدلنے کیلئے کیوں خائف ہیں۔ محب وطن ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، اخبا نویس اور شعلہ بیاں قلم کار، کالم نویس مسلم امہ کو ملتجی ہوں کہ آپ مسلم امہ کو اپنے ضمیر کی آواز سے مطلع کریں۔ کیا ان مجرم حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی حکومتی رٹ قائم کرنے کیلئے کوشاں رہیں گے یا ان مجرموں کی راتگی کی رہنمائی فرماویں گے۔ اگر پاکستان کے پندرہ سیاسی جماعتوں کے مختلف منشوروں۔ مختلف نظریات کے فرقوں کے رہنما اینٹی کرسچن جمہوریت کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۹۴۷ سے استحصالی نظام حکومت چلا رہا ہے۔ تو اسلامی جمہوریت کی روشنی میں قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف کا الہامی، اسلامی نظام مملکت کے تحت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب ،قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۳۴۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک دشمن پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصبانہ نظام کو مزید مضبوط بناتے چلے آرہے ہیں۔مسلم امہ کا اسلامی کردار جمہوریت کی بھینٹ چڑھتا جارہا ہے۔عوام الناس اخلاقی طور پر نہایت پست اور عملی طور پر بدترین کرپٹ نظام اور سسٹم میں پرورش پاتے آرہے ہیں۔ یہ رائج الوقت کرپشن اور دین کش ماحول ملک وملت پر نافذ العمل کر دیا گیا ہے۔جس سے مسلم امہ کی نسلیں صداقت کے چراغوں سے محروم ہوتی جارہی ہیں۔ مغربی نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے ان گنتی کے چند بدقماش حکمرانوں ،چند غاصب معاشی رہزنوں نے مسلم امہ کو ایک ایسی باطل جمہوریت کے نظام وسسٹم کے شکنجے میں قابو کرلیا ہے۔جس سے ملک کے ۱۸ کروڑ انسانوں کو ان کے بنیادی عقیدے،نظریات، اخلاقیات اور قرآن حکیم کی تعلیمات سے متضاد، متصادم طبقاتی ،تعلیمی ،انتظامی ،عدالتی ،معاشی ،معاشرتی استحصالی نظام حیات کا سرکاری طور پر پابند بنالیا ہے۔مسلم امہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے کینسر میں مبتلا کردی گئی ہے۔

نمبر ۳۵۔ ملک کے یہ تمام سرکاری ادارے آج تک اپنی شب وروز کی بھرپور محنت سے، انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک، ملی کریکٹر کو جمہوریت کے مخلوط طبقاتی تعلیمی اداروں کے ذریعے مغربی کلچر کے سانچوں میں ڈھالتے آرہے ہیں۔اس طرح اسلامی نظریات کو اسمبلیوں کے تخلیق کردہ قوانین کے ذریعہ کچلتے اور اسلامی تہذیب کو ختم کرتے آرہے ہیں۔ ملک میں اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی ، اسکے کلچر کے حکومتی ٹولہ اور شاہی طبقہ کو تیار کرنے والا طبقاتی تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب،طبقاتی تعلیمی ادارے انتظامیہ عدلیہ کے سکالر اور دانشور تیار کرتے رہیں گے ۔ اس وقت تک اینٹی کرسچن جمہوریت کا فوجی مارشل لا ، سیاسی مارشل لا کا نظام حکومت جاری رہے گا۔ملکی حالات دن بدن مزید بگڑیں گے، درست نہیں ہوں گے۔اسکا علاج قرآن حکیم کے نظریات،تعلیمات میں مضمر ہے۔جب تک مسلم امہ پر دین محمدی ﷺ کا دستور مقدس کا نفاذ عمل میں نہیں لایا جاتا، ملکی حالات سنور نہیں سکیں گے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۳۶۔ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ اسلامی مملکت پاکستان میں نشر و اشاعت کے تمام ادارے اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹی وی، مغربی جمہوریت کی افادیت کے گیت گاتے آرہے ہیں۔ ملک کے یہ تمام ذرائع ابلاغ کے ادارے جمہوریت کی مغربی کلچر کی تربیت گاہ کے مبلغ بن چکے ہیں۔ مسلم امہ کے نظریات کا قتال کرتے آرہے ہیں۔ ملک وملت کی بقا اور پہچان قرآن حکیم کی روشنی میں جدید تعلیمی نصاب، تعلیمی ادارے ہی ملک وملت کی بقا اور پہچان کا سبب بن سکتے ہیں۔ انسانی تخلیق کردہ بنٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت اور قراان حکیم کی روشنی میں تیار کیا ہوا، اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کا تضاد اور تصادم کے حقائق تو جان لو۔ فیصلہ اپنی ضمیر کا سن لینا اور مان لینا۔

نمبر ۳۷۔ سودی معاشی نظام فرعون کا اپنا لیا گیا۔ چار قومیتی نظام یعنی برہمن، کھتری، کھشتری، شودر کا انسانیت سوز دھرم ہندوازم سے حاصل کر کے یہ طبقاتی نظام حیات ملکی سطح پر حکومتی نظام کا حصہ بنالیا یعنی ہندوازم کے ان چار درجات کو قانونی تحفظ اور سرکاری بالا دستی دے کر مسلم امہ پر مسلط کر دیا گیا۔ ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام وسسٹم اسکے عملی ورد یعنی کلاس ون، ٹو، تھری، فور کا عملی حصہ بنا دیا گیا ہے۔ اسلام کی روح کے برعکس پاکستان کو فرعون نگر، ہنود نگر، کفر نگر کے نظریات کا مجموعہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

نمبر ۳۸۔ مخلوط تعلیم مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ کے نظام سے قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اسلامی تہذیب کی روح کو مسخ کر دیا گیا ہے، پاکستان میں مسلم امہ کو مغرب کی طرح مخلوط معاشرے کی فحاشی بے حیائی، بدکاری زناکاری کا ماحول سرکاری طور پر مہیا کر دیا۔ حکومتی ٹولہ نے دین و دنیا لوٹ لی ہے

نمبر ۳۹۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے طبقاتی تعلیم ملک میں جاری کر رکھی ہے۔ ستر فیصد کسانوں کیلئے تمام ملک میں ایک کالج یا کوئی یونیورسٹی آج تک کسی دیہات میں قائم نہیں کی۔ شہروں میں انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس کی اولادیں اعلیٰ اداروں کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ ملت کو جرنیل و بیٹ مین، وزیر اعظم واردلی، افسر وماتحت، آقا وغلام، حاکم ومحکوم کے معاشی، معاشرتی کینسر میں مبتلا کر دیا ہے۔ اہل وطن کی تذلیل کا عمل جاری ہے! ۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو طبقاتی نظام حکومت کے ذریعے، اسکے پیدا کردہ وسائل، ذرائع آمدن، ملکی خزانہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۴۰۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی انتظامیہ اور عدلیہ ان چھ، سات ہزار جاگیرداروں، اور سرمایہ داروں کے اقتدار کو تحفظ فراہم کرنے کی پابند بنا دی گئی ہے۔ انگریز کے پروردہ اقتدار پرست رہزن اس مسلط کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے منافقانہ، فاجرانہ، ظالمانہ، نظام کو قائم رکھنے کے لئے ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی اور اسکی انتظامیہ عدلیہ کے ذریعہ ذہنی، جسمانی، معاشی تشدد کرتے اور ہانکتے چلے آرہے ہیں۔

بڑی بدنصیبی کی بات یہ ہے۔ کہ پاکستان میں کسی ایک سیاسی یا دینی جماعت نے بھی اینٹی کرسچن جمہوریت، فرعونیت مغربیت اور ہندوازم کو مسترد نہ کیا ہے۔ اس استحصالی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کے تحت چلنے والی حکومتوں یا انتخابات کا بائیکاٹ تک نہ کیا۔ خاص کر اسلامی سیاسی جماعتوں کے دینی رہنماؤں کو کس طرح سمجھایا جائے کہ وہ یزیدی نظام کی پیروی میں ہمہ تن گوش اپنی آخرت اور ملت کی تباہی کے ذمہ دار بنتے جا رہے ہیں۔ ان کو کیسے باز کیا جائے۔ یا اللہ تو انکی رہنمائی فرما۔ جمہوریت اسلام کی روح ہے لیکن اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کی نہیں۔ آمین۔

نمبر ۴۱۔ اے فوجی ڈکٹیٹروں کے بدنصیب سیاستدانوں، اے بدبخت حکمرانوں کتنے ظلم کی بات ہے!۔ کہ تم نے ملت سے قرآن حکیم کے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے تعلیمی ادارے، اسکا ماحول ضابطہ حیات تہذیب، انکا مال و متاع انگریز اور مارشل لا کی تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے اقتدار کی تلوار سے لوٹتے آرہے ہو۔ ان سے الفت نبی کریم ﷺ اور انکا تمام عملی نظام حیات سرکاری طور پر چھین رکھا ہے۔ تم پاکستان میں مسلم امہ کے فرزندان، انکی نسلوں کو اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت کے نظام کفر کے سکالر بنا رہے ہو۔ تم کیسے مسلمان ہو کہ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، تعلیمی نصاب تعلیمی اداروں، قرآن حکیم کے نظام عدل کی پاکستان میں سرکاری بالادستی ختم کر کے مغربی جمہوریت کے برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کے نظریات تعلیمات تعلیمی نصاب، تعلیمی اداروں کے تیار کردہ عدلیہ، انتظامیہ کے نظام عدل و انصاف کی پیروی کر کے مسلم امہ اور انکی نسلوں کو مغربی جمہوریت کے متصادم نظام حیات کے کلچر میں کنورٹ کئے جا رہے ہو۔ جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو مسلمان کیسا اور اسلام کیسا۔ ہائے مسلمانوں۔! عبادات قرآن حکیم کے نظریات کی اور عمل و اطاعت مغربی جمہوریت کے مادہ پرست فلاسفرز کے تخلیق کردہ نظریات کے کفر کی۔ مادہ پرستی اور خدا پرستی کا فرق کون سمجھائیگا۔ روشن خیال اور روشن ضمیر کا تضاد کون بتائے گا۔
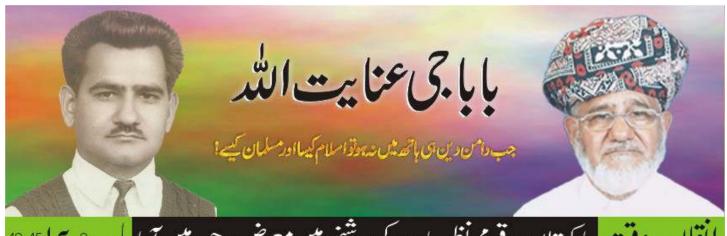
اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر۴۲۔ اے سیاسی رہنماؤ مسلم امہ، انکی نسلوں کو ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک یہی تصور پیش کرتے چلے آرہے ہو۔ کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت اور اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت ایک دوسرے کے قریب ترین ہے۔ ملت کو یہ بھی باور کراتے آرہے ہو کہ روشن خیال اسلام مخلوط تعلیم مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ سے جنم لیتا ہے۔ حقوق نسواں کے نام پر مسلم معاشرے کے جنسی تقدس کو روند کر امریکی صدر کی پیروی کرنا چاہتے ہو، غریبوں کی بیٹیوں کو اچھی تنخواہوں، شاہی سہولتوں کے عوض انکو داشتہ بنانا چاہتے ہو، لیکن یہ بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ تم اور تمہارا ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے مجرموں کا اکٹھا کیا ہوا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اتنی سی بات کو سمجھ نہیں پایا۔ کہ اسلام اور کفر کی حدیں ایک دوسرے کے قریب ترین ہیں۔ لیکن کفر کفر ہے اور اسلام اسلام ہے

نمبر۴۳۔ سیاسی اسلامی جماعتوں کے رہنما اس بات کی وضاحت فرماویں کہ ملک میں تمام دینی مدارس، مسجدیں، اور عوام صرف اور صرف اسلامی تعلیمات پڑھنے اور سننے کی حد تک محدود نہیں ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف اینٹی کرسچن جمہوریت کے زیر قیادت غیر اسلامی، انتظامی اور عدالتی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، فاجرانہ، فاسقانہ، منافقانہ باطل قوانین وضوابط، اس کی تعلیمات سے تیار ہونے والا کردار وشخص اسلامی ہوگا۔ اس نظام کو ملکی سطح پر رائج رکھنے، اسکی پیروی کرنے کے بعد مسلمان کہلانا کہاں تک جائز ہے! ملت کو مطلع فرماویں کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اطاعت کے بعد مسلم امہ کو کس نام سے پکارا جا سکتا ہے۔

نمبر۴۴۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے، کہ کسی قرآن حکیم کے باغی، ملک دشمن۔ ملکی غدار، ملکی آئین کے خلاف قوانین نافذ کرنے والے بددیانت، بدکردار، بدبخت حکومتی ٹولہ کے مجرموں کے خلاف بات نہیں کر سکتے۔ دین محمدی ﷺ کے خلاف مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹر، اسکے چند کور کمانڈروں اور سیاستدانوں کا کفر کا مخلوط نظام حیات، عدل کش طبقاتی معاشی تقسیم کے خلاف بات کرنا جرم ہے۔ کیا مسلم امہ پاکستان میں دین محمدی ﷺ کی ملکی سطح پر بالادستی قائم کرنے کی بات نہیں کر سکتے۔ کیا فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ مارشل لا کی گن پوائنٹ ہر قسم کا جرم کرنے کا مجاز ہے۔

نمبر۴۵۔ کیا افواج پاکستان ایک ایسے فوجی ڈکٹیٹر اور سیاستدانوں کا نام ہے، جو حکومتی اہلیت سے نابلد اور شراب میں دھت مشرقی پاکستان کو نگل چکا ہو۔ کیا ایسی سچائی بیان کرنا اور ایسے غاصب بے دین ڈکٹیٹروں سے نجات کا راستہ بتانا افواج پاکستان کی توہین ہے یا افواج پاکستان کے انمول ادارے کا تحفظ ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کاانسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر۴۶۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں طبقاتی افسر شاہی، منصف شاہی، فوج شاہی، سیاستدانوں، حکمرانوں کیلئے کلبوں، انکے عیش وعشرت کے میکدے آباد کرنا، انکے عیاشانہ زندگی کے لوازمات مہیا کرنے کی اجازت ہے۔ کیا اس طبقاتی معاشی استحصالی نظام وسسٹم کو ختم کر کے ملک سے غربت، مفلسی، تنگ دستی، بیروزگاری کو ختم کرنا اور مغرب کی طرح انسانی بنیادی حقوق، بیروزگاری الاؤنس، علاج معالجہ کی سہولت، کو ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

نمبر۴۷۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق ملک میں سودی معاشی نظام جائز ہے، کیا پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ ہندوازم کا طبقاتی نظام حیات کلاس ون، ٹو، تھری، فور، یعنی براہمن، کھتری، کھشتری اور شودر کا طبقاتی نظام حکومت مسلم امہ کی نسلوں پر مسلط رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

نمبر۴۸۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ جرنیل اور بیٹ مین، وزیر اعظم اور گن مین، سیکرٹری اور اردلی، افسر و ماتحت، برہمن اور شودر آقا اور غلام کا طبقاتی معاشی معاشرتی باطل نظام مسلط کر کے ملت کے اجتماعی حقوق اعتدال و مساوات کو ایک رہزن کی طرح لوٹ لیا جائے۔

نمبر۴۹۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ انگریز کا تیار کیا ہوا، عدلیہ انتظامیہ کا قرآن حکیم کے متضاد اور متصادم مجرمانہ نظام حکومت پاکستان کی مسلم امہ اور انکی نسلوں پر جاری رکھنا جائز ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کاانسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضادکفر کانظام حکومت جاری ہے

کیااسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ انگریز کے رائج کردہ حکومتی سسٹم کے مطابق انتظامیہ قاتلوں کوایف آئی آر سے نکال کر بیگناہ، معصوم اور بے ضررافراد کوقانون کاپھندہ انکے گلے میں ڈال کرعدلیہ کوکیس برائے سماعت بھیج دے اورعدلیہ، انتظامیہ کے ان کیسوں کے مطابق ۱۹۴۷سے لیکرآج تک ایسے معصوم وبیگناہ افراد سے جیلیں بھرتی اوران کوپھانسی پرلٹکاتی چلی جائے ،جبکہ انتظامیہ،عدلیہ اوروکلاہر چند کہ وہ حقائق سے اچھی طرح واقف ہوں اور معصوم عوام کو بچانہ سکیں ۔یہ کیسا مجرمانہ نظام عدل ہے جسکا کوئی علاج نہیں ۔کیا سول جج سے لے کر چیف جسٹس سپریم کورٹ تک تمام حکومتی منصف شاہی کا بدنصیب شاہی طبقہ بینائی ،سماعت ،گویائی اورشعور سے محروم نہیں ہے۔ یہ کیسا اینٹی کرسچن جمہوریت کا باطل ،غاصب نظام عدل ہے اوراسکا مجرم منصف شاہی کا طبقہ ہے جواس گھناؤنے ،اذیتناک نظام عدل کوچلا رہاہے۔ کیا جھوٹے ،بوگس ،جعلی کیسوں سے عدالتیں بھری پڑی نہیں ہیں۔ کیاعدلیہ کے جج اورجھوٹے ،بوگس ،جعلی کیس ہر روز بڑھتے جاتےنہیں ۔عدلیہ کاادارہ ملک وملت اورمعاشیات کاکینسر بن چکاہے۔ کیاعدلیہ کاایک جملہ یعنی جھوٹاکیس دائرکرنے والے مجرموں کودس لاکھ جرمانہ اوردس سال قید کی سزادی جائیگی ۔۹۰فیصد جھوٹے کیس اور۹۰فیصد عدلیہ کے منصف فارغ ہوجائیں گے۔عدلیہ اورحکومتی ٹولہ ایسانہیں کریگا۔عدلیہ تو حکومتی ٹولہ نے اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والوں اورحکومتی ٹولہ کے جرائم کی نشاندہی کرنے والوں اورانکے خلاف لب کشائی اورآواز اٹھانے والے افراد کوطالبان ،دہشت گردوں کانام دے کران کاقتال کرنااوراین آراو کے مجرموں کوتحفظ فراہم کرنے کیلئے عدلیہ کایہ استحصالی ادارہ ملکی عوام پرمسلط کررکھاہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب، قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ سول کورٹ میں درج ہونے والے ۹۰ فیصد کیس جھوٹے اور بوگس عدالتوں میں دائر ہوتے رہیں گے انکے متعلق انتظامیہ، عدلیہ، مارشل لا کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اچھی طرح جانتے ہو کہ بیگناہ، بے ضرر انسانوں کو ان کیسوں میں ملوث کر کے انکی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ صبح سے شام تک ایک بدترین مجرم کی طرح عدالتوں کے سامنے کھڑے رہنے کی سزا برداشت کرتے ہیں۔ کم وبیش دوسو، کی لسٹ پہلے عدالت کا اہلمد گیارے بجے تک حاضری لگاتا ہے۔ پھر تین چار بجے تک جج صاحب کے روبرو حاضر ہونا لازم ہوتا ہے۔ دور دراز علاقوں سے عدالت تک پہنچنے کے اخراجات، وکیلوں کی فیسوں کی سزا، منشیوں کے طلبانے اور کاپیاں لینے کے اخراجات، ریڈروں سے لمبی اور چھوٹے عرصہ کی تاریخیں لینے کی مالی سزا، دوتین کیسوں کی سماعت اور بقایا کو سالہا سال تک عدالتوں کا اس نظام اور سسٹم کا ایندھن بنانے کی سزا، کیس کا فیصلہ ہو جائے تو نئے اپیل کے کیسوں اور اخراجات کی سزا، اسکے بعد ہائی کورٹس میں اپیلوں اور اعلیٰ وکیلوں کی فیسوں کی سزا، عمریں بیت جاتی ہیں، کیس دوسری نسلوں کو ٹرانسفر ہو جاتے ہیں۔ یہ عدالتی نظام کا ایک ایسا بیہودہ عبرتناک عدلیہ کا طریقہ کار ہے، یہ ادارہ اپنی آفادیت کھو چکا ہے، جج بھی بڑھتے رہتے ہیں، کیس ان سے کئی گناہ زیادہ دائر ہوتے رہتے ہیں، عوام کرپشن، رشوت، ججوں، اہلمدوں وکیلوں انکے عملہ کی اذیتوں کے کینسر کا شکار ہو کر دم توڑتی جاتی ہے۔ لائق وکلا، اعلیٰ فیس والے وکلا، ہر روز ججوں، عدالتوں کے قوانین کا رخ بدلتے، نئے قوانین جنم دیتے رہتے ہیں، نئی پی ایل ڈی ہر ماہ تیار ہوتی رہتی ہیں۔ کمزور مدعی کب سرمائے دار کا مقابلہ کر سکتا ہے، انصاف عدالتوں کے ذریعہ بکتا ہے، کسی جھوٹ کیس دائر کرنے والے مجرم کو کوئی سزا نہیں دی جاتی، کوئی ہرجانہ یا جرمانہ تک نہیں کیا جاتا۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر۵۲۔ اگر جھوٹے کیس کو درج کرنے والے مجرم کو دس سال قید اور دس ہزار جرمانہ ادا کرنے کا قانون نافذ کر دیا جائے تو اس مجرم عدلیہ، جرائم اور مجرموں کا عدالتی دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ چند جج اور چند کیس فیصلہ طلب رہ جاتے ہیں۔ عدلیہ، عدالتیں، سیاسی اور مارشل لا کے حکمران ملک کے ۱۸ کروڑ افراد کو ایک کینسر بن کر چمٹ چکے ہیں اور ملی مجرم بن چکے ہیں۔ یہی عدلیہ چار مارشل لا کے ڈکیٹیٹروں کو ملکی عوام کو فتح کرنے، ماشل لا نافذ کرنے اور انکی غیر آئینی حکومتوں کو قانونی تحفظ دینے کی مجرم ہے۔ یہ ایک فرسودہ اور انسانیت سوز عدلیہ کا ادارہ بن چکا ہے۔ حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، ملکی وسائل، ملکی خزانہ کو حکومتی دہشت گردی کے ذریعے ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں سے چھینتی اور انکے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان کا لیبل لگا کر انکا قتال کرتے جاتے ہے۔ این آر او کے تمام مجرم انکے زیر سایا پروان چڑھتے، بار بار حکومتیں کرتے آرہے ہیں۔ عدلیہ کا ادارہ عوام الناس کا قاتل اور این آر او کے مجرموں کی پناہ گاہ بن چکا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکے مرعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی نوکر شاہی کے حکومتی شاہی ہی طبقہ کے کرپٹ مجرموں نے مسلم امہ اور انکی نسلوں کو کرپٹ، رشوت، کمیشن، کرپشن، بلیکیا، سمگلر، ملاوٹ خور، بھتہ خور، سمگلر، اغوا برائے تاوان، زمین مافیہ، طالبان، دہشت گرد کے کرداروں کو تشکیل کیا۔ اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا نظام حکومت کچل کر رکھ دیا۔ ملک و ملت کو رسوائے زمانہ بنا کر رکھ دیا۔

نمبر۵۳۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ملکی غدار، ملکی آئین توڑنے والا مجرم، مسلم امہ انکی نسلوں کے ساتھ زیادتی، ظلم، دغا بازی، دھوکا اور فریب دینے والا مجرم ٹولہ ہے۔ جو مسلمانوں کے نظریات کے قتال کا کھیل ایک تباہ کن سازش کے ساتھ کھیلے جا رہا ہے۔ اس طرح ملت ایک المیہ سے دوچار ہو چکی ہے۔ مسلم امہ کو ان سے نجات حاصل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۵۴۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات، طبقاتی تعلیمات، ضابطہ حیات کے سیاسی جماعتوں کے جاگیردار، خان بہادر، وڈیرے، سرمایہ دار اور دینی سیاسی جماعتوں کے رہبروں، راہنماؤں کے لئے اقتدار کی جنگ جیتنے کے اصول وضوابط وہی الیکشن کا طریقہ کار ہے جن پر یہ چل رہے ہیں ان کا قرآن حکیم کے نظریات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو دینی نظریات، تعلیمات، اخلاقیات کو چھوڑ کر اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کی بیعت کر چکے ہیں۔ انکے دانشوروں کی سیاست کی وزارتوں کے مجاور بن چکے ہیں

نمبر ۵۵۔ قرآن حکیم کے نظریات، اتعلیمات، تعلیمی نصاب، تعلیمی اداروں کو ملکی سطح پر رائج کرنے کا طریقہ بالکل جدا اور متضاد ہے۔ ضرورتوں، خواہشوں، اقتدار، اور حکومتوں کے طالب اس منزل کے راہی نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھو! سومنات کے مندر کی پوجا کرنے والے کلمہ حق کی ضرب کے وارث نہیں ہو سکتے۔

نمبر ۵۶۔ اصحاب صفہ، انکا دینی ادارہ جو الہامی، روحانی تعلیمات کے حصول کا محور ہے اور یہ دینی اصحاب وہ طیب ہستیاں ہیں جو مغربی جمہوریت کے تعلیمی اداروں یا ان کی اسمبلیوں میں نہیں پلا کرتیں۔ حق اور سچ کا پہرہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اکیڈمی کے فارغ البال افراد کا مقدر نہیں ہوتا۔ یہ طیب فریضہ حق سچ کے عالم دین، درویش، فقیر اور بوریا نشین ہی ادا کر سکتے ہیں۔ یہ علم انہی کے دینی اداروں میں پلتا ہے۔

آزادی کے بعد ملک اینٹی کرسچن جمہوریت کے ایک فتنہ اور المیہ میں مبتلا کر دیا گیا۔ پوری ملت کو دردناک واقعات اذیتناک مصائب، اندوہناک اور خوفناک حالات میں مبتلا کر دیا گیا۔ ملک میں بدعملی، بدعہدی، اخلاق سوزی، ظلم وتشدد، لوٹ کھسوٹ، نا انصافی، حق تلفی، اعتدال ومساوات کو کچلنے کی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کی درس گاہ بنا دیا ہے، مسلم امہ نفرت، نفاق اور مغربی دانشوروں کی مغربی جمہوریت کی سیاسی فرقوں میں بکھرتی جا رہی ہے

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۵۷۔ انتظامیہ اور عدلیہ کا غیر اسلامی، اینٹی کرسچن جمہوریت کا فرسودہ نظام حکومت، رشوت، سفارش، کرپشن دہشت گردی کے طریقہ کار سے منسلک ہے، ملت کو برسر اقتدار طبقہ کے گھناؤنے جرائم سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ جس کا پاکستان بناتے وقت اور ہندوستان سے ہجرت کرتے وقت کوئی ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وطن میں مسلم امہ مغربی جمہوریت کی ایک ناگہانی آفات میں مبتلا ، ایک المیہ سے دوچار اور دین محمدی ﷺ کے نظریات، تعلیمات، اسکے ضابطہ حیات، نظام حیات سے دور کر دی گئی ہے۔ جسکا ذمہ دار اینٹی کرسچن جمہوریت کا فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہے۔

نمبر ۵۸۔ نوے سال کی غلامی کے بعد مسلمانان ہند کو انگریزوں، ہندوؤں کی غلامی سے نجات اور آزادی نصیب ہوئی۔ تو ملک کا نظام انگریز کے پروردہ جاگیردار، سرمایا دغدار غاصب، مجرم ہاتھوں میں چلا گیا۔ جو قرآن حکیم کی سرکاری سرفرازی ملک میں نافذ العمل کرنے کے حق میں نہ تھے۔ ان کو تو صرف معاشی وسائل اور اقتدار حاصل کرنا ہی مقصود تھا۔ وہ تو پہلے ہی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ غداری، ظلم، زیادتی اور انگریزوں سے معاونت کر کے اسکے عوض جاگیریں، وسائل اور مال و دولت حاصل کرنے جیسے جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے۔ جس کا حساب اب تک ان کے ذمہ واجب الادا چلا آ رہا ہے۔

نمبر ۵۹۔ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ تعاون کیا۔ اور ان کی حکومت قائم کرنے میں پوری پوری معاونت کی۔ اس عظیم تعاون کے عوض ان لوگوں کو سر، خان بہادر، نواب، سردار اور دیگر خطابات سے نوازا گیا۔ انہی کارناموں کی وجہ سے انگریز نے ان کو جاگیریں، اور وظیفے عطا کئے۔ انگریز کے پروردہ حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل شاہی طبقہ کی حکومتی بالادستی ملک و ملت پر مسلط ہے۔ انگریزوں کے اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی سے انکو اور انکی اولادوں کو اہم حکومتی سیاسی اور سرکاری فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی کے عہدے، عیش و عشرت کی بھرپور آسائشیں اور شاہی سہولتیں میسر ہوتی آ رہی ہیں۔ ملت آج بھی انگریز کے زمانے سے زیادہ بدترین واقعات اور سخت ترین اذیتوں میں جکڑی پڑی ہے۔ اپنے نجات دہندہ عادل کی متلاشی اور منتظر کھڑی ہے۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر۶۰۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے مغلیہ خاندان کی حکومت ہندوستان سے مکمل ختم کی۔ ہندو تو پہلے ہی مسلمانوں کے خلاف تھے۔ انہوں نے اس وقت انگریزوں کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس کے عوض انہوں نے معاشی فوائد، اور سرکاری اعلیٰ ملازمتیں حاصل کیں۔ ہندوستان سے مسلمانوں کے خوشحال گھرانوں کا چن چن کر خاتمہ کیا گیا۔ یہاں تک مغلیہ خاندان کے افراد اور ایسے تمام مسلمان جنہوں نے انگریزوں کا ساتھ نہ دیا۔ ان کو بڑی بے رحمی سے قتل کرتے رہے، باقی جو بچ گئے وہ دور دراز کے دیہاتوں کی طرف جان بچانے کے لئے بھاگ گئے اور گمنامی اور کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذارنے لگے۔

نمبر۶۱۔ بہادر شاہ ظفر مغلیہ خاندان کی آخری نشانی تھے۔ انگریزوں نے اسے رنگون کی جیل میں قید کیا۔ اس کے بیٹوں کے سر کھانے کی میز پر چنے گئے۔ ان تکلیفوں اور اذیتوں نے اس کی زندگی کا چراغ گل کیا۔ وہ حالت قید میں دم توڑ گئے۔ اس کی قبر رنگون میں ہے۔ خود اسی نے کبھی کہا تھا۔

کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں

ملکی غدار جاگیرداروں، سرمایہ داروں ٹولہ اور ہندوؤں کے تعاون سے انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے قدم جمائے۔ مسلمانوں کی حکومت کو ختم کیا۔ نوے سال تک اس ملکی غدار ٹولہ کی مدد و معاونت سے ہندوستان پر حکومت کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ سے انگریز کا مسلط کیا ہوا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت، اسکا ملکی غدار حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ پاکستان میں آقا اور غلام کا نظام حکومت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آج بھی مغربی جمہوریت، اسکا نظام الیکشن، اسکا نظام حکومت، اسکے قوانین وضوابط، اسکی انتظامیہ عدلیہ کے استحصالی قوانین، شاہی تعلیمی اداروں پر انکی اجارہ داری مسلط ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام اپنے پیدا کردہ وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ سے محروم، غلامی اور محکومی کی زندگی گذار رہے ہیں۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر۶۲۔ انہوں نے اس ملک پر قبضہ قائم رکھنے کے لئے مغربی دانشوروں کا اینٹی کرسچن جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت مسلط کیا۔انتظامیہ، عدلیہ کا جابرانہ، ظالمانہ نظام رائج کیا۔مسلمانوں کوسخت اذیتیں اورسزائیں دیں۔تا کہ اتنے بڑے ملک میں ان کے خلاف کوئی بھی چوں چراں نہ کر سکے۔انگریز ہندوستان کوسونے کی چڑیا کہتا اور یہاں سے مال و دولت سمیٹ کر انگلستان لے جاتا۔لوگ غربت وا فلاس، بے بسی و بے کسی کی عبرت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ،انگریز کے وقت میں بھی ملکی غدار ٹولہ مال و دولت اور اقتدار سے کھیلتا۔آج بھی اسی ملکی غدار ٹولہ نے ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی نکیل ڈال کر اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ ملک کا اقتدار اور حکومت انگریز کے پروردہ ملکی غدار ٹولہ کے ہاتھوں میں ہے،انہی کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والی انتظامیہ اورعدلیہ کے سکالر اسی طرح اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔اس مغربی جمہوریت کے نظام حکومت ،اسکے پیروکاروں سے نجات وقت کی اہم ضرورت ہے،ورنہ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمات کے صحرا میں گم ہو جائیں گے۔

نمبر۶۳۔۱۹۴۷ء میں ہندوستان کو طویل کوششوں اور قربانیوں کے بعد آزادی ملی اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔دنیا کی تاریخ میں یہ پہلی نظریاتی ریاست پاکستان کے نام پر قائم ہوئی،لیکن بدقسمتی سے ان ملکی غدار فوجی ڈکیٹروں ،سیاستدانوں نے ملک میں اسلامی دستور مقدس اور اسکا ضابطہ حیات نافذ العمل نہ کیا۔ملت اینٹی کرسچن جمہوریت کی عدل کش استحصالی نظام حکومت کی ناگہانی آفات اور حکومتی ٹولہ کے استحصالی نظام حیات میں بری طرح پھنستی اور مختلف معاشی ،معاشرتی اذیتوں میں مبتلا ہوتی گئی۔

نمبر۶۴۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت اوراعلیٰ صلاحیتوں کی انتھک کاوشوں سے یہ ملک قائم تو ہو گیا۔لیکن ان کی صحت گرتی گئی۔آخر ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء میں اس سرائے فانی کو الوداع کہہ گئے۔ان کی وفات کے بعد ملک وملت یتیم ہو گئے۔لاوارثوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے۔وہ سلوک اس غدار جاگیردار اور سرمایہ دار حکومتی ٹولہ اوردین کش دینی سیاسی مجرم رہنماؤں نے مل کر اس مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ انسانوں کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم کیا۔ملک کی سیاست ،وسائل ،مال ودولت ،اقتدار اور حکومت پر اپنی اجارہ داری مسلط کر لی اور ملک پر قابض ہو گئے۔ملک کے وسائل ،ذرائع آمدن ،مال و دولت ،اور خزانہ سے عوام اور انکی نسلوں کو محروم کر دیا گیا۔

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۶۵۔ ان کے پاس نہ کوئی بصیرت نام کی چیز تھی نہ ہے۔ نہ ملک وملت کی رہنمائی کے لئے اہلیت۔ انہوں نے ملک پر اپنا قبضہ مستحکم رکھنے کیلئے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو ہی اپنا منشور بنا لیا۔ ملک پر اسلامی دستور کو دیدہ دانستہ نافذ العمل نہ ہونے دیا۔ مسلم امہ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات اور مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے تضاد کا شکار ہوتی گئی۔ مسلم امہ کا اجتماعی جسد ظاہری اور باطنی اخلاق، روحانی بیماریوں کی زد میں آ گیا۔ اس بے دین مغربی جمہوریت کے نظام حکومت نے ملک میں اعتدال و مساوات کو کچل دیا۔ حکمران سرکاری اور ذاتی محلوں کی تعمیرات میں گم، عیش و عشرت اور شاہی تصرفانہ زندگی کے عذاب میں ڈوبتے گئے۔ ملت تنگدستی، غربت اور بیروزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر خود سوزیاں اور خودکشیوں کرتی چلی گئی

نمبر ۶۶۔ انگریزوں کے مروجہ نظام کو جو انہوں نے ایک محکوم قوم کو بری طرح کچلنے کے لئے مسلط کر رکھا تھا۔ اس کو اپنایا۔ ملک میں انہی کا جمہوری نظام حکومت قائم کیا۔ اس کو اس طرح ترتیب اور ترکیب دیا تاکہ اس استحصالی طبقہ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص حکومتی مشینری میں شمولیت کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔ وہ اس مشن میں پوری طرح کامیاب رہے، اور ۹۹۰۹ فیصد عوام انکے قیدی، غلام اور انکے نظام حکومت کے پنجرے میں محکوم بن کر رہ گئے۔

نمبر ۶۷۔ انگریز کے پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ نے اپنے اپنے علاقوں کی نشاندہی کر لی، اسی علاقے میں یہ لوگ الیکشن میں کھڑے ہوتے آ رہے ہیں۔ ایم پی اے اور ایم این اے کا الیکشن لڑتے ہیں۔ اور انہی میں سے کامیاب ہو کر چاروں صوبائی اسمبلیوں اور وفاقی اسمبلی میں پہنچتے جاتے ہیں۔ اسی ٹولہ سے ہی سینیٹر چن لئے جاتے ہیں۔ اس طرح حکومتی پنڈال تیار ہو جاتا ہے۔ چھ سات ہزار حکومتی ٹولہ مغربی جمہوریت پر اپنی اجارہ داری اور ۱۸ کروڑ عوام کو ووٹر بنا لیتا ہے

اسلامی جمہوریت کی بجائے مغربی جمہوریت یعنی نان کرسچن جمہوریت کا انسانی تخلیق کردہ باطل، غاصب قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد کفر کا نظام حکومت جاری ہے

نمبر ۶۸۔ مغربی جمہوریت کا کمال یہ ہے کہ جو الیکشن میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ ان کو یہی ممبران سینیٹر چن کر سینٹ کے ایوان اعلیٰ کا رکن منتخب کر لیتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست میں صرف یہی چھ سات ہزار غداروں پر مشتمل استحصالی ٹولہ ملک کی سیاست کے سیاہ وسفید کا مالک بن جاتا ہے۔ اپنے علاقوں میں اس ظالم استحصالی طبقہ کا پورا کنٹرول ہوتا ہے۔ تھانے کچہریاں انکے ظلم کی داستاں رقم کئے جا رہے ہیں۔ معصوم مجرم اور مجرم معصوم بنا دیتے ہیں۔

نمبر ۶۹۔ تھانے، کچہریاں، انتظامیہ، عدلیہ، حکومتی ٹولہ کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اوران کے غنڈے ورکر الیکشنوں میں ہر قسم کی بداعمالی، ہر قسم کی کرپشن اور ہر طرح کا گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جس کے صلہ میں وہ ان سے تھانوں، عدالتوں اور تمام دوسرے محکموں سے ہر قسم کا جائز و ناجائز کام ان کی وساطت سے لیتے رہتے ہیں۔ اشتہاری مجرم انکے محلوں میں پلتے اور انکے اشاروں پر گھناؤنے جرائم کرتے رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ الیکشنوں کے کثیر اخراجات یہی دہشت گرد برداشت کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے معاشی اور معاشرتی وسائل اور اثر ورسوخ کی بنا پر، ایم پی اے، ایم این اے منتخب ہو کر چاروں صوبائی اسمبلیوں، وفاقی اسمبلی تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ ملک کے تمام غدار، این آر او کے مجرم اسی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اینٹی کرسشن جمہوریت کی آڑ میں ہر قسم کا جرم اور ظلم کئے جا رہے ہیں۔

نمبر ۷۰۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان، مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹر اور فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اس نظام کیوجہ سے ایک سے ایک بڑھ کر قابل مذمت کردار ادا کرتا آرہا ہے۔ حکومتوں کو بدلنا یا حکمرانوں کو بدلنا کوئی عقلمندی نہیں۔ ان سیاستدانوں، جرنیلوں، کورکمانڈروں کو ابھی موقع میسر ہے۔ کہ وہ ازخود باہمی مشاورت سے مغربی جمہوریت کے بے دین نظام کو بدل کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے دینی نظام مملکت اسلامی جمہوریت کو نافذ کر کے ملت کو اسکی کھوئی ہوئی دینی دنیاوی دولت واپس لوٹا دیں۔ یہ عمل ان کیلئے خسارے کا سبب نہیں۔ بلکہ اس سے انکی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس فریضہ کو ادا کرنے والوں کو توفیق عطا فرماویں۔ آمین

اس فقیر بے نوا کی دعا ہے کہ یا اللہ ہمیں یہ دن دکھا آمین

نمبر۱۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے ہیں، کیا مسلم امہ کے فرزندان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی الزماں مانتے ہیں، کیا ملت اسلامیہ کے پیروکار قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی الہامی اور مقدس کتاب مانتے ہیں۔ کیا مسلم امہ اس مقدس کتاب کو رشد وہدایت کا مخزن تسلیم کرتی ہے۔ کیا مسلم امہ خالق کی تمام تخلیق پر خالق کی حاکمیت کے نظریہ پر ایمان رکھتی ہے۔ کیا امت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ترک کر کے مغربی جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کی حاکمیت قبول کر سکتی ہے۔ کیا دین میں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ کیا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ان قرآنی حقائق سے آشنا نہیں۔

نمبر۲۔ غور سے سنیں اور پرکھیں! اگر ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر، ان پر نازل ہونے والی کتاب پر، اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر، اسکے خالق ہونے پر، اسکی حاکمیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو پھر یہ سیاستدان، حکمران اللہ تعالیٰ کے ضابطہ حیات کو اسکی تخلیق پر، اسکے نام پر حاصل کیئے ہوئے ملک پر اسکی حاکمیت کو نافذ کرنے سے گریزاں کیوں ہیں۔ کیا قرآن حکیم اور مغربی جمہوریت کے نظریات ایک دوسرے کا کفر اور تضاد نہیں۔ عدلیہ اہل وطن مسلم امہ کو مطلع کرے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اکیڈمی کا ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ایک ایسا سیاسی نصاب مسلط ہے، جس میں جاگیردار، وڈیرے، سرمایہ دار، تاجر، رشوت خور، بدقماش، سمگلر، زمین مافیہ، بھتہ خور یا بے دین سیاسی دینی جماعتیں یا اس ادارے کے معزز ارکان ہیں۔

نمبر۳۔ یہی لوگ دین محمدی ﷺ کے دستور مقدس کے خلاف مغربی جمہوریت کے سیاسی نظام حکومت کے الیکشنوں میں حصہ لیتے اور تمام ایوانوں کے ممبران منتخب ہوتے ہیں۔ اسمبلیاں معرض وجود میں آتی ہیں۔ ان پر قابض ہوکر یہ ممبران وزارتوں، مشاورتوں، سفارتوں کی سودا بازی کرتے ہیں۔ حکومتی مشینری کے مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ۔ گورنر، وزیر اعظم، چیئر مین سینیٹ اور صدر کے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ بقیہ ممبران کو الگ مختلف عہدے بانٹ دئے جاتے ہیں۔ ملک سے لے کر بین الاقوامی سطح تک ان کے شکنجے کی حکومتی گرفت نہایت مضبوط ہوتی ہے۔ ملک کے تمام وسائل اور سرکاری خزانہ ان کی صوابدید پر ہوتے ہیں۔ کوئی انکو پوچھ نہیں سکتا، یہ سیاہ و سفید کے کلی مالک ہوتے ہیں۔ یہ کب تک اس عبر تکدے میں من مانی کرتے رہینگے۔ کب تک ذرائع ابلاغ سے اہل وطن مسلم امہ کو دھوکہ دیتے رہیں گے۔ کب تک ہارس ٹریڈنگ اور نظریہ ضرورت کے مجرم ۱۸ کروڑ عوام کو قیدی، غلام اور محکوم بنائے رکھیں گے۔ کب تک ملکی خزانہ اپنی منی پاکٹ بناتے رہیں گے۔ کب تک ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی وراثتیں اپنی ملکیتوں میں بدلتے رہیں گے۔ کب تک انسانی تخلیق کردہ برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا اور جیوری پروڈینس کی روشنی میں استحصالی نظام اور قوانین وضوابط تیار کرتے، انکی اطاعت اقتدار کی گن پوائنٹ پر ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان سے کرواتے رہیں گے۔ کب تک برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کی روشنی میں انسانی تخلیق کردہ تعلیمی نصاب، تعلیمی ادارے اور تعلیمی سکالر تیار ہوتے رہیں گے کب تک قرآن حکیم کے نظریات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات، عدل وانصاف اور تعلیمات سے مسلم امہ اور اسکی نسلوں کو اسلامی تعلیمات اور اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت سے محروم رکھ سکیں گے۔

نمبر۴۔ مغربی جمہوریت کی انتظامیہ اور عدلیہ کے ذریعے ۱۸ کروڑ انسانوں کو قیدیوں جیسا نہیں باغیوں جیسے دردناک، اذیت ناک سلوک سے دوچار کر کے انکو معاشی معاشرتی طور پر اپاہج و معذور بنا رکھا ہے۔ ملک میں اتنی بڑی معاشی ناہمواری اور تفاوت کے جرائم کے خلاف کوئی قانون نہیں، کیونکہ یہ خود اسکے مجرم ہیں۔ انکے خلاف کسی قسم کے جرائم کا کوئی کیس چلایا نہیں جا سکتا۔ یہ غاصب سیاستدان اور حکمران کیسے ایک کسان، محنت کش اور ہنرمند سے زائد سرکاری خزانہ سے اتنی بڑی تنخواہیں، انگنت سرکاری سہولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ ملیں، کارخانے، فیکٹریاں، اندرون بیرون ممالک کاروبار انکی ملکیت بن سکتے ہیں۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ انکے اس ظلم اور زیادتی کے خلاف انتظامیہ اور عدالتیں انکے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہ لاسکتی اور نہ ہی پوچھ سکتی ہیں۔ کہ یہ دولت اور وسائل انکے پاس کہاں سے آئے ہیں۔ ملک کے تمام محکمے یا ادارے ان کے حکم کے سامنے چوں چرا نہیں کر سکتے۔ کیا یہ آمر ہیں، غاصب ہیں یا ملت کے خادم! ملت انکے سامنے احتجاج کا جھنڈا اٹھائے کھڑی ہے۔ وہ بتائیں، کیا یہ باطل نظام دین محمد ﷺ کا راستہ ہے۔ کب تک انکا اینٹی کرسچن جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت اور یہ غاصب حکومتی ٹولہ عوام کے غیض و غضب سے بچ سکے گا۔

نمبر۵۔ یہ کیسی مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکا ضابطہ حیات ہے کہ ظلم، زیادتی، حق تلفی، دہشت گردی، ملکی دولت پر ڈاکہ زنی، سرکاری خزانہ کی لوٹ کھسوٹ، اعتدال کشی، شاہی تصرفانہ سرکاری اخراجات، قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف تفاوتی معاشی تقسیم، طبقاتی معاشرتی ملکی قانونی جرائم سے دولت اور ملکی وسائل لوٹنا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا معاشی اور معاشرتی قتال کرنا کیا جمہوریت کے نظام حکومت کے ان سیاسی ممبران اور رہزن لیڈراور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا حق بنتا ہے۔ انتظامیہ حکومتی ٹولہ کے مجرموں کی محافظ اور عدلیہ عدل سے محروم ہو چکی ہے۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت، اسکا حکومتی ٹولہ، ملک کے تمام جرائم کا خالق اور مجرم نہیں۔ جاگیردار، سرمایا دار انگریز کا پروردہ، غدار ٹولہ، زمین مافیہ، بھتہ خور، اغوا برائے تاوان، سمگلنگ، پاکستان میں مجرمانہ طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی مخلوط نظام حکومت، طبقاتی مخلوط تعلیمی نظام، طبقاتی ملک کا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا استحصالی معاشی معاشرتی دہشت گرد مجرم طبقہ، حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا رشوت کمیشن کرپشن کا مجرمانہ حکومتی نظام، فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈروں، اسکا حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور تمام سیاسی اتحادی جماعتیں ملکی آئین توڑنے، نو سال تک مجرمانہ پاکستان پر حکومت کرنے، ملکی خزانہ اور وسائل لوٹنے، اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والوں کو طالبان، دہشت گرد کہ کر ہزاروں انسانوں کا قتال کرنے، حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کو ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مجرمانہ قانون پاس کرنے۔ اپنی ہی مستورات کو پاکستان کے حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ میں شامل کرنے کا جرم، لال مسجد کی طالبات کا اس جرم کے خلاف احتجاج اور انکے قتال کا جرم، ملکی وسائل، تجارت، ذرائع آمدن اور ملکی خزانہ پر حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی اجارہ داری۔ ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد محنت کشوں کا ملکی خزانہ، ملکی ملکیتوں کی وراثتوں سے مارشل لا کی گن پوائنٹ پر محروم کرنے کا جرم، این آر او کے مجرموں کو ملکی غیر ملکی ۳۰۰ سو ارب ڈالرز کو معاف کرنے کا جرم، ملوں فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتی اداروں پر حاصل کیئے ہوئے قرضوں کی معافی کا جرم، سرے محلوں، رائیونڈ ہاؤسوں، بنی گالا ہاؤسوں، شاہی پیلسوں اور تمام اقتدار ۵ کی نوک پر لوٹی ہوئی انکی ملکیتوں کو معاف کرنے کا جرم، ان مجرموں کو بار بار حکومتیں مہیا کرنے کا جرم، انکی عیاشانہ نظام حیات کو رائج کرنے کا جرم، کہاں تک سناؤں اور کہاں تک انکے جرائم کی داستاں کہاں تک سناؤں۔

نمبر ۶۔ اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہی ۱۸ کروڑ عوام الناس کو ملک میں بے روزگاری، بھوک، افلاس، غربت کی بھٹی کا ایندھن بنایا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ان سے انکے روزگار کے ذرائع چھین کر انکو معاشی کینسر کی بھیانک چتا میں جھونک دیا جاتا ہے۔ وہ سسک سسک کر زیست کے دن کسمپرسی کی حالت میں بے یارو مددگار گذارنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ بیروزگاری اور تنگدستی انکا نصیب بنا دیا جاتا ہے۔ انکا مجرم کون ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت، اسکا نظام حکومت اور اسکو چلانے والا حکومتی ٹولہ کے جاگیردار، سرمایا دار، بھتہ خور، زمین مافیہ، ڈرگ مافیہ کے جرائم کے مجرم اور انکا ماسٹر مائینڈ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی بدکردار، رشوت خور، کمیشن خور، کرپشن کا شاہکار مجرم طبقہ، طبقاتی تنخواہیں، شاہی رہائشیں، انمول قیمتی گاڑیاں، پروٹوکول سٹاف کو استعمال کرنے والا ملک وملت کا مجرم ہے۔
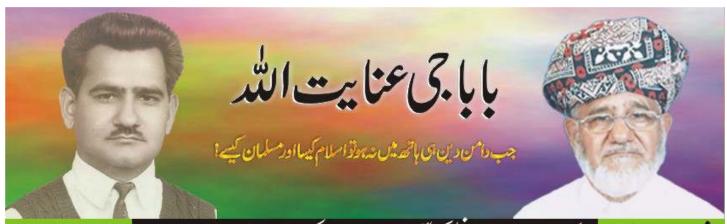
نمبر ۷۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کیلئے کی انگریز کے دور سے لے کر آج تک یعنی صدیوں سے ادنیٰ اور اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ذاتی فیکٹریوں اور کارخانوں اور زمینوں میں مزدوروں، ہنرمندوں اور کارکنوں سے جانوروں سے بدترین سلوک اور وحشیوں کی طرح صبح سے شام تک کام لیا جاتا ہے۔معاوضہ اتنا قلیل کہ زندہ رہنا ممکن نہ ہو۔یہ جان بوجھ کر مانگ اور سپلائی کے نظام کو درہم برہم کر کے ایسے حالات پیدا کرتے رہتے ہیں۔تاکہ عوام الناس روزگار کی تلاش میں سرگرداں رہیں۔ضروریات حیات کے حصول میں الجھے رہیں اور ان خرکاروں کے استحصالی نظام حکومت اور انکے باطل نظام وسسٹم کے خلاف کسی قسم کی آواز نہ اٹھاسکیں۔اب وقت بدل چکا ہے۔فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے حکومتی ٹولہ نے حقوق نسواں کا قانون پاس کیا۔ملکی خزانہ اور حکومت پر ڈاکہ ڈال لیا اور قرآن حکیم کی تعلیمات کو روند کر رکھ دیا۔۔اپنی مارشل لا کی غیر قانونی حکومت بچانے کیلئے امریکہ کے ساتھ خفیہ معاہدے کیئے۔شمسی ائیر بیس اسکے حوالے کر دیا۔افغانستان کے خلاف فوجی چھاؤنی اور جدید اسلحہ کا انبار لگا دیا۔نیٹو ممالک کی افواج، انکی فوجی خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں داخل ہوگئیں۔امریکہ کی سی آئی اے، بلیک واٹر، انڈیا کی را، اسرائیل کی مساد اور تمام اتحادی ممالک کی خفیہ فوجی ایجنسیاں پاکستان میں داخل ہوگئیں۔عوام نے انکے خلاف احتجاج کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے احتجاج کو کرش کرنے کیلئے پاکستانی عوام کا قتال جاری کر دیا۔جو خانہ جنگی کی شکل اختیار کر گیا۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکے چند ٹی وی اینکرز، انکے حکومتی تجزیہ نگار ایک طرف اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان طالبان اور دہشت گرد دوسری طرف۔خانہ جنگی فوج اور عوام کے درمیان نہیں۔ ملک دشمن، ملکی غدار ملکی آئین توڑنے والے مجرم فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکی اتحادی سیاسی جماعتوں کے خلاف جاری ہوگئی۔انہوں نے اپنے تحفظ کیلئے پولیس، رینجرز، فوجی سپاہ کو عوام کو کرش کرنے کیلئے اس جنگ میں جھونک دیا۔یہ خانہ جنگی آج بھی حکومتی ٹولہ کے مجرموں اور انکی ملک دشمن پالیسی کے خلاف لڑی جارہی ہے۔پولیس، رینجر، فوجی سپاہ جو ۱۸ کروڑ کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کی اولادیں ہیں۔انکو غور کرنا ہوگا۔کہ وہ کس کی جنگ، کس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ سے پوچھ لو کہ طالبان، دہشت گرد کون ہیں۔ ملکی غدار، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف یا اسکا حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکا اتحادی سیاسی حکومتی ٹولہ یا ملکی رہزن این آر او کا بدترین غاصب، ملکی وسائل، خزانہ لوٹنے والا، حکومتی ٹولہ پر مشتمل جاگیردار سرمایا دار، بھتہ خور، زمین مافیہ، رشوت کمیشن، کرپشن کا خالق حکومتی ٹولہ ملک وملت کا مجرم ہے یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے مظلوم، مجبور، بے بس مقید اور محکوم عوام طالبان اور دہشت گرد ہیں۔فیصلہ صاحب بصیرت، اہل دل، مسلم امہ اور پاکستان کے غمخوار اپنے ضمیر کی روشنی میں اہل وطن کو آگاہ کریں

۸۔ اس کے علاوہ بجلی، سوئی گیس، پانی، ٹیلی فون کے بل مکان کا ٹیکس، سیلز ٹیکس، پرچیز ٹیکس، انکم ٹیکس، پل ٹیکس، روڈ ٹیکس، موٹروے ٹیکس، چونگی ٹیکس، ضلع ٹیکس، پیدائش ٹیکس، موت ٹیکس، جوتے پر ٹیکس، کپڑے پر ٹیکس، کھانے پر ٹیکس، پینے پر ٹیکس، ہر چیز پر ٹیکس، ان بیشمار ٹیکسوں کی سرنجوں سے عوام الناس کے بدن سے معاشی خون اس طرح کھینچ لیتے ہیں۔ کہ وہ سسک سسک کر اس معاشی لاعلاج کینسر میں دم توڑ دیتے ہیں۔ اور یہ اس ملکی دولت اور وسائل سے گل چھرے اڑاتے اور تعیش کی زندگی گزارتے رہتے ہیں۔ انکے نظام اور سسٹم کے ظالمانہ طور طریقوں پر لب کشائی کرنے والا ملکی مجرم اور بغاوت کا ہیرو بنا دیا جاتا ہے۔ یاد رکھو انکو اور انکی نسلوں کو پائی پائی کا حساب دینا ہوگا۔

نمبر ۹۔ ان صاحب اقتدار بدنصیبوں، بدکرداروں، اور بداعمالوں نے ٹیکسوں کا لامتناہی عذاب مغربی ملکوں کے حکومتی طرز نظام سے اخذ کر کے پاکستان میں نافذ العمل کر رکھا ہے۔ یہ دردناک، اذیت ناک، سنگدلی اور ستم ظریفی کی انتہا ہے۔ کہ کسی فرد یا کنبہ کا کوئی کاروبار، کفالت کا سبب، محنت مزدوری، یا ملازمت ہو نہ ہو۔ یہ بل اور ہر قسم کے مروجہ ٹیکس کی رقوم کی ادائیگی ان کے زندہ رہنے کی بدترین سزا ہے۔ کسی بیوہ، کسی یتیم، بوڑھے، نادار، بیمار، بے کس، ناتواں، پنشنر کو ان بلوں، یا ٹیکسوں کی ادائیگی میں کسی قسم کی گنجائش، رعایت یا معافی نہیں ہے۔ انکے تمام سرکاری محکمے خرکاروں، دہشت گردوں اور جلادوں کا رول ان بلوں اور ٹیکسوں کو وصول کرنے کیلئے بروئے کار لاتے ہیں۔۔ دوسری طرف این آر او کے مجرموں کو اربوں ڈالر قرض اور لوٹ کا مال اور قتال معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے تمام جرائم اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت، انکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے مجرموں کے ہیں۔ جنکا تدارک وقت کی ضرورت ہے۔

۱۰۔حکومتی ایوانوں ،شاہی محلوں اورعشرت کدوں میں پلنے والے فرعونوں ،بداعمالوں کواتنی بات کون سمجھائے کہ مغربی مما لک تو پہلے فرداور کنبہ کوذرائع معاش مہیا کرتے ہیں ۔ہرکس وناکس کی محنت ومشقت کامساوی عوضانہ ادا کرتے ہیں۔اورذرائع آمدن کا منصفانہ تناسب مقرراور متعین کرتے ہیں۔انکے سرکاری ادارے اس کے مطابق ایک جیسے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔اگر کوئی حکومت وقت اپنے لوگوں کوروزگار مہیا نہیں کرتی ۔تو عوام کو باعزت زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات حیات کیلئے معقول الاونس اس وقت تک ادا کرتی ہے۔جب تک ان کوروزگار مہیا نہیں ہو جاتا۔لیکن ہماری حکومتی ٹولہ کا کمال یہ ہے کہ یہ کسی بھی بیروزگار کوٹیکس معاف نہیں کرتے بلکہ ہرکسی سے ہرقسم کے ٹیکس وصول کرنے میں انکی افسرشاہی اورمنصف شاہی قوانین کی تلوار سے تمام ٹیکس وصول کرتا ہے،ورنہ غریب اور مفلس ڈیفالٹرز کوکرش کردیتی ہے۔کوئی غریب آدمی ،بیروزگاری ،بیماری یاتنگدستی کی بناپر بجلی ،گیس ۔پانی کابل وقت پر پیش نہیں کر سکتاتو اسکو اگلے ماہ بمع جرمانہ بل ادا کرنا ہوتا ہے۔اگروہ بل ادانہ کرسکے تو اسکی بجلی کاٹ دی جاتی ہے۔ایسے بلوں کوکوئی یتیم ،بیوہ ،تنگ دست ،بیمار ،اپاہج روک نہیں سکتا اورنہ ہی کوئی وزیر ،مشیر ،وزیر اعلیٰ ،گورنر ،وزیر اعظم ،صدرمملکت معاف کرسکتا ہے۔فوجی سیاسی ملک دشمن ،ملکی غدارٹولہ کی بات کیا کہ وہ اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کے سب مجرم اسمبلیوں کے ایوانوں میں بیٹھ کرایک دوسری کے تمام قرضے،سوئس بنکوں کے رشوت کمیشن سے اکٹھے کئے ہوئے اربوں ڈالر ،سرے محلوں ،رائیونڈ ہاؤسوں اورتین سوارب ڈلرآئی ایم ایف کے قرضوں کے ہضم کرنے والوں ،ناجائز ذرائع سے تیار کی ہوئی ملوں ،فیکٹریوں ،کارخانوں کے جرائم کو،شاہی تنخواہوں ،شاہی سرکاری سہولتوں سے لطف اندوز ہونے والے مجرموں کو،ملکی وسائل ،ذرائع آمدن اورخزانہ پر قبضہ گروپ کے مجرموں کو،انکے تمام معاشی معاشرتی قتال کے کیسوں کوایک اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام اورسسٹم کے این آراو کے قانون کے تحت تمام مجرم تمام گناہ سے پاک ہوگئے ۔پھرستم بالائے ستم انکو دوبارہ حکومتیں بنانے کے اجازت نامے ،پھرحکومتی ٹولہ کی لوٹ مار کانظام حکومت اورانکا مجرم حکومتی ٹولہ ،شاہی طبقہ کا مجرمانہ نظام اورسسٹم جاری ،یہ تو بتاؤ اینٹی کرپچن جمہوریت کانظام حکومت اوراسکا چلانے والا حکومتی ٹولہ ،انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مجرم اور دہشت گرد ہے یا ۱۸ کروڑعوام اسکے مجرم ہیں۔

نمبر ۱۱۔ فوجی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے رہزنوں کا باطل ٹیکسوں کا نظام اور غاصبانہ بلوں کی وصولی کا طریقہ کار صرف اور صرف پاکستان کی ۱۸ کروڑ محکوم عوام الناس پر مسلط ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر ایوب خان نے پاکستان پر مارشل لا لگا کر جاگیر دار حکومتی ٹولہ پنجاب سے نواب کالا باغ، بلوچستان سے نواب بگٹی، سندھ سے نواب بھٹو، سرحد سے باچا خان فیملی کو ساتھ ملایا۔ انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کا قرآن حکیم کے متضاد اسلامی جمہوریت کی بجائے انگریز کا ایک مفتوحہ ملک کی عوام پر مسلط کیاہو مغربی جمہوریت کا باطل، غاصب، طبقاتی استحصالی نظام حکومت کو پروان چڑھایا۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے خلاف نفرت کی چنگاری، آگ اور شعلوں میں پھیلتی گئی۔۔ ملکی سطح پر مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے حکومتی ایوانوں کی تقسیم میں عدم مساوات سے کام لیا۔ یعنی وزارتوں، شاہی ایوانوں اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے حقوق غصب کیئے۔ مشرقی مغربی پاکستان کے عوامی سطح پر بنیادی حقوق کرش کیئے۔ دس سال کے عرصہ تک فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافہ شاہی طبقہ پروان چڑھتا رہا۔ اسکے بعد فوجی ڈکٹیٹروں یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے ملک کو دولخت کر کے ملک کی فوج کے ۹۳ ہزار جرات وہمت کے پیکروں اور ملکی جانثاروں کو ہندوستان کا قیدی بنا کر رسوائے زمانہ کر کے رکھ دیا۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان نے ملک میں فوج کی نگرانی میں الیکشن کروائے۔ مشرقی پاکستان سے مجیب الرحمان کی عوامی مسلم لیگ اور مغربی پاکستان سے مسٹر ذولفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کامیاب ہوئی۔ عوامی لیگ کے اسمبلی ممبران کی تعداد پیپلز پارٹی سے زیادہ تھی۔ حکومت بنانا مجیب الرحمان کا حق تھا۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کی باہمی مشاورت سے پاکستان دولخت ہوا۔ ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگایا اور مجیب الرحمان کو ملک کی حکومت بنانے نہ دی۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھ دیا۔ مجیب الرحمان نے مشرقی پاکستان کا نام بنگلہ دیش رکھ دیا۔

الف۔ کتنی حیران کن بات ہے کہ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خاں اور مسٹر بھٹو کی باہمی مشاورت سے نئے پاکستان کی نئی چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، چار وزیر اعلیٰ ہاؤسز، گورنر ہاؤسز، سپیکر ہاؤسز، اسمبلی ہالز، چار ہی کنونیشن ہال، اور اسی طرح انکے شاہی ایوان سجائے گئے۔ اسکے علاوہ ملک کے اعلیٰ عظیم۔ طاقتور جاگیر دار، سرمایا دار شاہی ٹولہ کو بطور سینٹ کے ممبران سلیکٹ کر کے سینٹ کے شاہی ایوان میں پہنچا دیا گیا۔ انکے شاہی اخراجات کا بجٹ کتنا ہوگا وہ کوئی چارٹیڈ اکاؤنٹنٹ ہی لگا سکتا ہے۔

ب۔ انکے علاوہ حکومتی ٹولہ کی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی۔ نوکر شاہی کار سرکار چلانے کیلئے ایک بہت بڑی افواج ان حکومتی اداروں میں داخل ہوگئی۔ ملک میں انگریزی زبان کے شاہی اخراجات والے ایچی سن کالجوں جیسے اعلیٰ طبقاتی تعلیمی اداروں کے انگریزی زبان کے سکالر حکومتی ایوانوں میں پہنچ گئے۔ انکے حکومتی ایوانوں کے شاہی اخراجات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے

پ۔ پاکستان کا وفاقی حکومت کا حکومتی ادارہ اسی طرح قائم دائم رہا۔ انکے حکومتی ٹولہ کے ممبران اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی تعداد بڑھادی گئی۔

ت۔ ایک وفاقی حکومت کی بجائے چار صوبائی حکومتیں ایک سینٹ کا عظیم شاہی حکومتی ٹولہ کا اضافہ کر دیا گیا۔

ٹ۔ اس حکومتی ٹولہ اور کار سرکار چلانے والے انگریزی زبان کے سکالروں پر مشتمل فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کی شاہی تنخواہیں، شاہی سرکاری ایوان، شاہی سرکاری رہائشیں، شاہی سرکاری انمول قیمتی گاڑیاں، پٹرول، گیس، ڈیزل، پروٹوکول سٹاف کے شاہی اخراجات، بیشمار سرکاری شاہی مراعات، انکا لوٹ مار کا بھیانک طریقہ کار بن چکا ہے اور پاکستان میں رائج ہے۔ ملک کے وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی امانتوں، ملکی قرضوں، آئی ایم ایف کے تین سو ارب ڈالروں پر مشتمل قرضہ جات اور ملکی خزانہ حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ اپنی ملکیتوں میں بدل چکا ہے۔ یہ گھناؤنا استحصالی نظام حکومت اسکا حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی حکومتی طبقہ تعیش کی زندگی گذارنے میں غرق ہو چکا ہے۔

ث ۔ اسکے علاوہ حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ رشوت، کمیشن، کرپشن کے کردار کی تربیت گاہ بن چکا ہے۔ حکومتی ٹولہ بیرونی تجارت سے خرید و فروخت میں رشوت کمیشن ڈالروں میں وصول کرتے اور سوئس بنکوں میں جمع کرواتے آ رہے ہیں۔ تاجر ہوں یا منافع خور تھانوں میں جھوٹے کیس درج کرانے ہوں یا سچے کیس ختم کرانے ہوں ہوں، عدالت سے سچا کیس خارج کروانا ہو یا جھوٹا کیس جیتنا ہو قابل وکیل اور کمزور وکیل کا مقابلہ کیا۔ وہ ہر ماہ نئی پی ایل ڈی مرتب کرتے ہیں۔ انصاف بکتا رہتا ہے اور امرا خریدتے رہتے ہیں۔ ٹاؤٹ وکیلوں کے فیس اور رشوت دے دو، عدلیہ ہو یا انتظامیہ یہ ادارے جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ بھتہ خور ہوں یا زمین مافیہ ہو، ذخیرہ اندوز ہوں یا بلیکئے ہوں، یہ تمام جرائم سیاسی جماعتوں کے زیر نگرانی پروان چڑھتے ہیں۔

ج ۔ مسٹر بھٹو تو ایک جاگیردار ٹولہ کا فرد اور اس ٹولہ کا ہی نمائندہ تھا۔ اسکے خاندانی نشیب و فراز بیان کرنا میرا عقیدہ نہیں۔ وہ تو میرے خالق کی پیاری مخلوق اور احسن تقویم کا شاہکار تھا۔ تیرا ظاہر غریبوں کا حامی تھا تیرا باطن جاگیردار سرمایا دار حکومتی ٹولہ کا نمائندہ تھا۔ تو نے غریبوں کے نام پر ایک نئی سیاسی جماعت پیپلز پارٹی کو جنم دیا۔ اس غریبوں کی پارٹی کو کامیاب بنانے کیلئے مساوات اخبار لاہور سے نکالا۔ مسٹر رامے اسکے انچارج بنائے گئے۔ حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی تنخواہوں اور مراعات کا فرق مٹانے کا حسین سپنا خواب دکھایا۔ عوام کو بھوک ننگ، غربت کو ختم کرنے کا عندیہ دیا، اسلامی اعتدال و مساوات قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ معاشی معاشرتی طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کی نوید دی۔ ایک تعلیمی نظام قائم کرنے کا وچن دیا، غریبوں محتاجوں، معذوروں، یتیموں، بیواؤں کو بیروزگاری الاؤنس دینے کا وعدہ کیا، ملکی سطح پر روٹی کپڑا، مکان مہیا کرنے کو اپنے منشور کا حصہ بنایا۔ ان وعدوں کے عوض عوام نے تجھے کامیابی کا انمول تاج پہنا دیا۔ لیکن تو، تو قران حکیم کے نظریات، اخلاقیات، تعلیمات، اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا باغی اور ہندوازم کے برہمن و شودر کے طبقاتی نظام کا رہنما نکلا۔ مادہ پرستی کے نظام کا دلدادہ اور مغربی مادہ پرست فلاسفر کا پیروکار نکلا۔

ج ۔ مسٹر بھٹو تو ایک جاگیر دار ٹولہ کا فرد اور اس ٹولہ کا ہی نمائندہ تھا ۔ اسکے خاندانی نشیب وفراز بیان کرنا میرا عقیدہ نہیں ۔ وہ تو میرے خالق کی پیاری مخلوق اور احسن تقویم کا شاہکار تھا ۔ تیرا ظاہر غریبوں کا حامی تھا تیرا باطن جاگیر دار سرمایا دار حکومتی ٹولہ کا نمائندہ تھا ۔ تو نے غریبوں کے نام پر ایک نئی سیاسی جماعت پیپلز پارٹی کو جنم دیا ۔ اس غریبوں کی پارٹی کو کامیاب بنانے کیلئے مساوات اخبار لاہور سے نکالا ۔ مسٹر رامے اسکے انچارج بنائے گئے ۔ حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی تنخواہوں اور مراعات کا فرق مٹانے کا حسین سپنا خواب دکھایا ۔ عوام کو بھوک ننگ ، غربت کو ختم کرنے کا عندیہ دیا ، اسلامی اعتدال و مساوات قائم کرنے کا وعدہ کیا ۔ معاشی معاشرتی طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کی نوید دی ۔ ایک تعلیمی نظام قائم کرنے کا وچن دیا ، غریبوں محتاجوں ، معذوروں ، یتیموں ، بیواؤں کو بیروزگاری الاؤنس دینے کا وعدہ کیا ، ملکی سطح پر روٹی کپڑا ، مکان مہیا کرنے کو اپنے منشور کا حصہ بنایا ۔ ان وعدوں کے عوض عوام نے تجھے کامیابی کا انمول تاج پہنا دیا ۔ لیکن تو تو قرآن حکیم کے نظریات ، اخلاقیات ، تعلیمات ، اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کا باغی اور ہندوازم کے برہمن و شودر کے طبقاتی نظام کا رہنما نکلا ۔ مادہ پرستی کے نظام کا دلدادہ اور مغربی مادہ پرست فلاسفر کا پیروکار نکلا ۔

چ ۔ مسٹر بھٹو تو نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے ساتھ دھوکہ، فریب، دغا کا گھناؤنا کھیل کھیلا۔ تو نے ۱۸ کروڑ کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کے دن رات کی محنت و مشقت سے حاصل کیئے ہوئے تمام وسائل، ملکی ذرائع آمدن، تجارت ملکی خزانہ ملکی اقتدار، ملکی حکومت ملک کے تمام صوبوں، وفاقی حکومت، سینٹ کی سپریم حکومت اپنے جاگیر دار، سرمایا دار ٹولہ کے حوالے کر دی۔ ملک کے ۱۸ کروڑ عوام کو بھوک، ننگ، غربت، تنگدستی، خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے کا سلسلہ انکا نصیب بنا دیا۔ تو کیسا دھوکہ باز سیاسی رہنما تھا جو اپنے جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کو حکومتی ایوانوں سے نواز گیا۔ ایک مجرمانہ حکومتی استحصالی نظام اور حکومتی ٹولہ کے ارکان وفاق سے نکال کر صوبائی سطح تک پھیلا گیا۔ سینٹ کے شاہی ایوان کی حکومتی سرفرازی بھی انکا نصیب بنا گیا۔ تو عوام کے ساتھ کیسی چال چل گیا۔ جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کی حکومتی اجارہ داری ہمیشہ کیلئے عوام پر مسلط کر گیا۔ عوام کے وسائل اور خزانہ سے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو محروم کر گیا۔ حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت بنا گیا۔ جب عوام تمہاری عقیدت کے اندھیرے سے بیدار ہوئے، پاکستان کو دولخت کرنے اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو غلام، قیدی، محکوم بنانے کا مجرم مسٹر بھٹو تجھے انہوں نے تسلیم کر لیا۔ وفاقی حکومت کے علاوہ پاکستان کے مزید چار صوبے اور چار صوبائی حکومتیں قائم کر دیں۔ ایک سینٹ کا شاہی ایوان قائم کر دیا۔ پاکستان پر جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کو ختم کرنے کی بجائے ان کی حکومتی گرفت چاروں صوبوں تک پھیلا کر مزید مضبوط بنا دی۔ حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا طبقہ بتدریج پھیلتا گیا۔ عوامی احتجاج کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ملک میں غربت، تنگ دستی، بیروزگاری اور انارکی پھیلتی گئی۔ ملک خانہ جنگی کی سمت بڑھتا گیا۔ تمہاری اس بداعمالی کی وجہ سے فطرت کی گرفت تم پر لازم ہو گئی۔

ح۔ ایک نیا فوجی ڈکٹیٹر ضیا الحق پاکستان پر مارشل لا مسلط کر کے حکمران بن بیٹھا۔اس نے حسب دستور مسلم لیگ ن اور ایم کیو ایم کو جنم دیا۔دوسری سیاسی دینی اتحادی سیاسی جماعتوں کو ساتھ ملایا۔مرد حق ،مرد حق ۔ضیا الحق ،ضیا الحق کا نعرہ لگایا۔اس مرد حق نے مغربی جمہوریت کا قرآن حکیم کے نظریات کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت کا نفاذ کرنے کی بجائے مغربی جمہوریت کا باطل ،غاصب دین کش مغربی جمہوریت کا نظام حکومت جاری رکھا۔اس نے ملک میں مسجدیں بنائیں اور مغربی جمہوریت کے برٹش لا ،امریکن لا ،انڈین لا اور جیورس پروڈینس کے قرآن حکیم کے متضاد نظریات کے باطل ،غاصب قوانین کے کفر کے سجدے ملک بھر میں جاری رکھے۔اسی طرح ملک بھر کی مساجد میں منافقت کے سجدے بھی جاری رہے۔کیا کمال ہے مسلم امہ اور انکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کا جو مانتے تو خدا رسول ﷺ اور قرآن حکیم کے نظریات ،تعلیمات کو ہیں اور عملی زندگی مغربی جمہوریت کے کفر کے نظریات ،تعلیمات اور اسکے نظام اور سسٹم کی سرکاری اطاعت میں گذارنے کے پابند بنا دیئے گئے ہیں۔

نمبر ۱۲۔ ملک کی ۱۸ کروڑ آبادی میں سے ۷۰ فی صد آبادی جو دیہاتوں میں رہنے والے کسانوں پر مشتمل ہے ،کھیتی باڑی کے فرائض بڑی محنت اور جانفشانی سے ادا کرتے ہیں۔ملکی پیداوار حاصل کرنے والا یہی شودر نیچ ذات کا طبقہ معاشیات کی ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتا ہے۔پورے ملک کو خوراک ،لباس مہیا کرنے کی ضروریات حیات پوری کرتا ہے۔ملک کی تمام ملوں ،فیکٹریوں ،کارخانوں کو ،خام مال پیدا کرتا اور مہیا کرتا ہے۔ملک کو معاشی طاقت مہیا کرنے کی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔

نمبر ۱۳۔ یہی طبقہ گندم ،مکئی ،باجرہ ،جو ،چنے ،دالیں ،چاول ،گڑ ،شکر ،چینی اور ہر قسم کے پھل آم ،انار ،سیب ،کیلے ،ناشپاتی ،مسمی ،مالٹا ،فروٹر ،لیموں ،انگور ،لوکاٹ ،خوبانی وغیرہ وغیرہ۔انکے علاوہ ہر قسم کے میوہ جات بادام ،پستہ ،اخروٹ ،گری ،سونگی ،کشمش وغیرہ بھی فراہم کرتا ہے۔

نمبر ۱۴۔ علاوہ ازیں ہر قسم کی سبزیاں ،پیاز ،لہسن ،مرچ ،ہلدی ،کدو ،ٹینڈے ،بھنڈی ،کالی توری ،گھیا ،پیٹھا ،کریلا ،مٹر ،ٹماٹر ،آلو ،گوبھی ،دھنیا ،شلغم ،مولی وغیرہ۔اسکے علاوہ دودھ ،گھی ،دہی ،مرغی ،انڈہ ،پھر خوراک میں بکری ،گائے ،بھینس کا گوشت تک مہیا کرتا ہے۔

پاکستان مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کی تربیت گاہ بن چکا ہے

نمبر ۱۵۔ پہننے کے لئے روئی، اون، کپڑا مہیا کرتا چلا آ رہا ہے۔ ملک کے تمام کارخانوں اور ملوں کا خام مال (Raw Material) یہی ۷۰ فی صد آبادی مہیا کرتی چلی آ رہی ہے۔ ملک نے ان عظیم ایماندار محنتی جفاکش، امانت و دیانت کے پیکر، ہمت محنت کے شاہکار محبِّ وطن، کسانوں کو جنہوں نے ہر قسم کی ضرورت کا ذمہ ملک کے ۱۸ کروڑ انسانوں کیلئے ایمانداری اور دیانت داری سے اٹھا رکھا ہے۔ اب تک سیاست دانوں اور حکمرانوں نے انکے ساتھ کیا سلوک روا کر رکھا ہے وہ کسی سے چھپا نہیں! ۔اب جب یہ عظیم کسان اپنے حقوق طلب کریگا تو یہ دہشت گرد بن جائیگا۔

نمبر ۱۶۔ کیا حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا اپنے ان محسنوں کے ساتھ ان کا معاشی اور معاشرتی رویہ غاصبانہ اور تذلیل آمیز نہیں ہے۔ کیا انہی سیاسی وڈیروں نے ان کو ہندوازم کے آخری درجے کی گوت یعنی شودر بنا نہیں رکھا ہے۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی اداروں کے معاشی سکالر، معاشرتی دانشوران کو دیہاتی، پینڈو اور بے وقوف کہہ کر تذلیل کرتے چلے نہیں آ رہے۔ انکی تذلیل کے مرتکب کون ہیں۔ ان کی محنت و کاوش سے تیار شدہ فصلیں، مصنوعی کھاد، ادویات، بجلی کے بلوں اور دوسرے ٹیکسوں اور مہنگائی کے ذریعہ معاشیات کے غاصب، عدل کش سرکاری سکالر، سیاستدان، مارشل لا کے حکمران ان سے انکے محنت و مشقت سے تیار کئے ہوئے وسائل اور خزانہ چھینتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا یہ حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ عوام کے ملازم، نوکر، خادم، غلام نہیں۔ کیا یہ حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ انکے وسائل، خزانہ لوٹنے کے مجرم نہیں۔ دہشت گرد یہ ہیں یا عوام ہیں۔

نمبر ۱۷۔ کیا حکمران، انکے انتظامیہ، عدلیہ کے سرکاری افسران انکو جاہل اور غیر مہذب کہہ کر انکی توہین نہیں کرتے۔ ان سے انکا رویہ تذلیل آمیز نہیں چلا آ رہا۔ کیا اسلام یا مہذب اقوام ایسا عمل کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔ دہشت گرد کون ہیں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ یا ۱۸ کروڑ عوام ہیں۔

نمبر ۱۸۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کا کچلا ہوا کسان، پاؤں سے ننگا، جسم سے ننگا، تعلیم سے محروم، دیہاتی پسماندہ زندگی گذارنے والا فطرت کا شاہکار، جس کی مسجد، اس کے کھیت۔ جسکی نماز اسکی ہمہ وقت کھیتوں میں محنت و مشقت۔ جس کا رزق طیب، جو کھیتی باڑی کے نظام کا عارف، جو فصلوں کے موسم سے آشنا، جو بیجوں کی اقسام، اور خوبیوں سے واقف، جو فصلوں، انکی بیماریوں اور انکے علاج کا محرم۔ کیا جمہوریت کا نظام حکومت اور اسکا مشیر و وزیر ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا سیکٹری، ڈائرکٹر، اس علم اور عمل سے آشنا ہیں۔ کیا یہ جاہل حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ حکومتی بالا دستی کی وجہ سے انکے پیدا کردہ وسائل اور خزانہ لوٹتے اور انکو محروم کرتے چلے نہیں آرہے۔ انکو غربت، تنگدستی، بھوک ننگ، تعلیم سے محروم کرنے والے دہشت گرد، مجرم ہیں یا ۱۸ کروڑ کسان، مزدور، محنت کش اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والے دہشت گرد اور مجرم ہیں۔

نمبر ۱۹۔ جو باغوں، پھلوں اور جانوروں کی آفرینش کا ذمہ دار اور محافظ، جو زمین کی تیاری، بیج کی مقدار اور وقت پر پانی دینے، جڑی بوٹیاں، تلف کرنے گوڈی کرنے کے فن کا بہترین فنکار۔ درخت، پودے اور ہر قسم کے باغات لگانے اور ان سے لکڑی، پھل، پھول حاصل کرنے کا راز داں۔ یہ محنت و دیانت کا بہترین شاہکار، یہ سادگی اور شرافت کا مجسمہ، یہ ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کا پیکر۔

نمبر ۲۰۔ یہ ربوبیت کا آشنا اپنے شعبے کا بہترین انجینئر، اور ڈاکٹر مگر یہ فصلوں، درختوں، جانوروں، پھلوں سے نہ سرکاری عہدے داروں کی طرح رشوت لیتا ہے۔ نہ ظالم، بے حس ڈاکٹروں کی طرح فیس۔ نہ ان سے ٹیکس طلب کرتا ہے اور نہ ہی انکی خوراک کو چھینتا ہے، وہ صبح سے شام تک انکی آبیاری کرتا ہے، وہ بن مانگے انکے حقوق ادا کرتا ہے۔ وہ سادہ و سلیس زندگی کا مسافر ہوتا ہے۔ اسکا رشوت، کمیشن، کرپشن سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ محنت کی عبادت سے آشنا ہوتا ہے۔ وہ پیار اور امن کا دیوتا ہر بھوکے کو خوراک اور ہر ننگے کو لباس مہیا کرنے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

نمبر۲۱۔ اسلئے نہ اس کے پاس رشوت کے تعفن سے تیار کئے ہوئے محل، نہ ایئر کنڈیشنڈ، کاریں، نہ ٹیلی فون، نہ دفاتر، نہ وہ ان جیسی طبقاتی تعلیم کی آفادیت سے آشنا۔وہ پاکیزگی اور طہارت کا حسین شاہکار اور فطرت کا انوکھا رازداں ہے، جو ربوبیت کے عمل سے آشنا اور خدمت کے عمل کے انوکھے کردار کا وارث ہے۔وہ خدمت کی عبادت کو کبھی فراموش نہیں کرتا۔اسی طرح معماروں، مزدوروں، محنت کشوں نے تعمیراتی فریضہ کو خون جگر سے سینچ کر شاہی محل، شاہی ایوان، شاہی رہائش گاہیں، پلازے، سڑکیں ایئر پورٹ، بندرگاہیں، ڈیم، بڑے بڑے ایٹمی منصوبے، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے تیار کر کے پاکستان میں تعمیراتی حسن کے جلوے بکھیر رکھے ہیں۔کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، معماروں کی سادگی اور شرافت کی انتہا یہ ہے کہ وہ اس ملک کے مالک اور وارث ہیں۔لیکن بدقسمتی سے چھ ہزار جاگیردار سرمایادار حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو اور ایک فوجی ڈکٹیٹر اور اسکے چند کور کمانڈر نو لاکھ مسلم امہ کی سپاہ کو قیدی، غلام، نوکر ملازم، محکوم بنا کر انکے تمام پیدا کردہ وسائل، خزانہ پر قبضہ کر کے انکو خوراک، لباس، شاہی ایونوں سے لے کر سادہ سی کٹیا سے بھی محروم کر رکھا ہے۔کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ طالبان، دہشت گرد اور مجرم ہیں یا ۱۸ کروڑ کسان، محنت کش اور عوام الناس طالبان یا دہشت گرد یا مجرم ہیں۔کیا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت یا این آر او کا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا غاصب ٹولہ اور طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کی نسلوں کا معاشی معاشرتی قاتل نہیں ہے۔کیا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اور اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ زمین مافیہ، بھتہ خور، اغوائے برائے تاوان،، دہشت گرد اور ملک میں خانہ جنگی جیسے دلسوز جرائم کو پیدا کرنے کے مجرم نہیں ۔اسلامی طرز حیات، اسلامی تعلیمات، اسلامی کردار و تشخص اسلامی اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کا قاتل یہی حکومتی ٹولہ اسکا مجرم نہیں۔

الف۔ کیا مغربی جمہوریت کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، قرآن حکیم کا منکر و منافق، اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کا قاتل، ملک دولخت کرنے کا مجرم، ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنانے کا مجرم، روٹی کپڑا اور مکان دینے والا دھوکہ باز سیاسی رہنما مسٹر بھٹو مجرم نہیں۔ جاگیردار سرمایا دار حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کو چاروں صوبوں کی حکومتیں ایم پی اے کو صوبائی مشاورتیں، وزارتیں، وزرائے اعلیٰ اور گورنرز کے حکومتی عہدے مہیا کرنے کے جرم کا مسٹر بھٹو مجرم نہیں۔ کیا ایم پی اے اور صوبائی حکومتوں کے شاہی اخراجات اور، سینٹ کے ممبران اور چیئرمین کے حکومتی اخراجات کا اضافی بوجھ عوام پر ڈالنے کا مجرم مسٹر بھٹو نہیں۔، چاروں صوبوں کے عوام کو حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا قیدی، غلام، محکوم بنانے کا مجرم مسٹر بھٹو نہیں۔ کیا چاروں صوبوں میں ایم پی اے، وزیروں، مشیروں، وزرائے اعلیٰ، گورنرز کے ذریعے رشوت کمیشن کرپشن پھیلانے کا مجرم مسٹر بھٹو نہیں۔،، بجلی گیس چوری کرنے اور انکے کنیکشن جاری کروانے کے جرائم کو پھیلانے کا مجرم،، تمام صوبوں میں پراپرٹی ڈیلران اور زمین مافیہ کے جرائم کو پھیلانے کا مجرم، تھانوں میں پرچے انکی مرضی کے خلاف درج نہ ہوسکنے کا مجرم، پٹوارخانوں میں فرد انکی مرضی کے خلاف بغیر رشوت کے جاری نہ کرنے کا مجرم، ان تمام جرائم کا کریڈٹ مسٹر بھٹو تیرے ہی نصیب کا حصہ ہے۔ تمام فوجی، سیاسی، مذہبی جماعتوں کے حکومتی ٹولہ کے رہنماؤں نے اپنی اپنی جماعتوں کے جیالے، بھتہ خور، زمین مافیہ، طالبان، دہشت گردوں کے ذریعے پاکستان کے تمام صوبوں میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدہ کر چکے ہیں۔ افواج پاکستان کے گلے میں مشرقی پاکستان والے حالات کا پھندہ ڈالنے کیلئے کوشاں ہیں۔

ب۔ صوبائی اور وفاق کا حکومتی ٹولہ ۱۸ کروڑ عوام اور فوج کو ایک دوسرے کا قتال کے راستہ پر گامزن کر چکا ہے۔ چاروں صوبوں کے عوام ملکی وسائل اور خزانہ پر انکا مزید قبضہ ہرگز پسند نہیں کرتے ہیں۔ نہ وہ انکی شاہی تنخواہوں، شاہی ایونوں، شاہی محلوں، شاہانہ سرکاری اخراجات کو برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ نہ ہی ۱۸ کروڑ عوام غربت، تنگدستی، افلاس، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم، خودکشیاں، خودسوزیاں جیسے عمل سے دوچار رہنا چاہتے ہیں۔ نہ ہی وہ اپنے وسائل اور خزانہ کو انکے سپرد کرنا اور خود محروم ہونا چاہتے ہیں۔ نہ وہ انکو ۳۰۰۰ سو ارب آئی ایم ایف کے قرضے معاف کرنے کے حق میں ہیں۔ نہ وہ ۱۸ کروڑ عوام کے لوٹے ہوئے مال و دولت سے تیار ہونے والے سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، بنی گالا ہاؤسوں شاہی پیلسوں کو مزید انکے حوالے کرنا چاہتے ہیں، سوئس بنکوں، دوسرے ملکی غیر ملکی بنکوں میں پڑا ہوا ملکی خزانہ یا آئی ایم ایف کے قرضے ان حکومتی دہشت گردوں کی ملکیت بنانا چاہتے ہیں۔ ملک کی تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے، تجارتی ادارے جو انہوں نے مارشل لا کی حکومتی گن پوائنٹ پر فوج کے ذریعے اکٹھے کر رکھے ہیں ان کی ملکیت بنانا چاہتے ہیں۔ وہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے غاصب قانون کے کسی این آر او کے مجرم کو ایک پائی معاف کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ۱۸ کروڑ عوام پاکستان میں قرآن حکیم کے نظریات کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اقوام عالم کے سامنے یہ قرضہ ادا کر کے سرخ رو ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اقوام عالم کے دلوں میں اخوت و محبت کی خوشبو بن کر انکے دلوں میں اتر نا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے اسلاف کے کردار و تشخص کا کردار اپنے معاشرے میں تیار کرنے چاہتے ہیں۔

پ۔ ۱۸ کروڑ عوام کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی افواج پاکستان کے سربراہوں کو سوچنے پر مجبور کریں کہ وہ فیصلہ کریں کہ وہ ان مجرموں کے جرائم کے تحفظ کیلئے فوج اور اپنے سربراہوں کا وہ مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ وہ اقوام عالم کے سامنے یہ قرضہ ادا کر کے سرخ رو ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اقوام عالم کے دلوں میں اخوت ومحبت کی خوشبو بن کر انکے دلوں میں اترنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے اسلاف کے کردار و تشخص کا کردار اپنے معاشرے میں تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی افواج پاکستان کے سربراہوں کو سوچنے پر مجبور کریں کہ وہ فیصلہ کریں کہ وہ ان مجرموں کے جرائم کے تحفظ کیلئے فوج اور اپنے سربراہوں کا اور عوام کا قتال کروانا چاہتے ہیں یا ان مجرم حکومتی طالبان، جیالوں، دہشت گردوں، معاشی معاشرتی قاتلوں اور مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کو مزید جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ کتنی بدنصیبی ہوگی کہ اگر فوجی سربراہان گنتی کے چھ ہزار جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ کی خاطر پاکستان کو مشرقی پاکستان کی طرح لخت لخت کر دیں۔ یاد رکھو!۔ انکی حکومت کی عمر صرف ایک عوامی احتجاج ہے۔ کوئی انکا فرد گھر سے نکل نہیں سکے گا اور نہ ہی انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ حکومتی ایوانوں تک پہنچ سکے گا۔ اسلام پسند، شر پسند، طالبان، دہشت گرد افراد انکا انکے خاندانوں کا صفایا کر دیں گے۔ فوج مجبور، بے بس انکے تحفظ سے دستبردار ہو جائیگی۔ فطرت کے عمل کے سامنے انکی عقل و فراست اور کوئی تدبیر، کوئی حکومتی ایوانوں کی بادشاہی انکے کام نہیں آسکے گی۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ انکی نسلوں کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے وسائل، خزانہ پر اپنا کنٹرول حاصل کریں۔ اسلامی نظام مملکت قائم کریں۔

نمبر۲۲۔ نہ مغربی جمہوریت کے سودی معاشیات کی خدا اور رسول ﷺ کے نظریات کے خلاف پی ایچ ڈی کی ڈگری ہوگی۔ نہ جمہوریت کے دین کش نظام کی وکالت اور بار ایٹ لا کی کوئی ڈگری حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ نہ ضمیر فروش وکیل بنے گا اور نہ ہی رشوت خور جج اور نہ ہی اعتدال و مساوات اور عدل وانصاف کو کچلنے والا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت ہوگا۔ ہے۔ نہ ہی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو حصول انصاف کی تند تیز عدالتی چتا کی اذیتوں سے واسطہ پڑے گا۔ نہ اسلامی ضابطہ حیات کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل طرز حیات کو چلانے والا عدلیہ یا انتظامیہ کا کوئی عہدیدار تیارہ ہوگا۔ نہ جھوٹی ایف آئی آر درج کرنے کا استحصالی نظام اور نہ اس کے مطابق معصوم و بے گناہ مخلوق خدا کے خلاف سماعت کے اختیارات کسی مجرم کے پاس ہونگے۔ نہ انگریز کی مفتوحہ محکوم ملکی عوام کو عدالت میں جھوٹی قسمیں اٹھوانے والا کوئی کردار ہوگا۔ سادہ لوح کسان جو فطرت کے نظام کی پیروی کرتا ہے۔ امانت و دیانت کا پیکر، محنت و ہمت کا شاہکار، تنگ دستی اسکا لباس، وہ حیوانات، نباتات، ۱۸ کروڑ انسانوں کو بلاتمیز ہر قسم کی خوراک مہیا کرنا اسکا پاکیزہ کردار اور طیب عبادت ہوتی ہے، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کفن کی کوئی جیب نہیں ہوتی، انسان اس دنیا میں خالی ہاتھ آتا اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے، وہ اس راز کا محرم ہوتا ہے کہ انسان صرف اس جہان رنگ و بو میں آتا اور واپس چلا جاتا ہے۔

نمبر۲۳۔ کسان معاشرے کا بہترین کردار کا وارث ہے۔ نہ سفارش، نہ رشوت، نہ کرپشن، نہ عدل کش سرکاری سہولتیں، نہ عالیشان سرکاری رہائشیں، نہ سرکاری قیمتی گاڑیاں، نہ ڈی اے، نہ ٹی اے۔ نہ تفاوتی اعتدال کش تنخواہیں۔ وہ ہر لرزش سے بچ کر زندگی گذارتا ہے۔ نہ جھوٹی ایف آئی آر درج کرنے سے آشنا، نہ جھوٹے کیس دائر کرنے کا عادی، نہ جھوٹے کیس تیار کرنے والا بے ضمیر وکیل، نہ جھوٹی گواہی دینے والا جھوٹے گواہ، نہ ہی ان کیسوں کو سننے والے کرسچن جمہوریت کے قوانین کے تعلیمی نصاب کا تعلیم یافتہ سکالر جج اور نہ ہی عدلیہ کے نظام کو چلانے والا بے دین منصف ہوتا ہے۔

نمبر۲۴۔ سادہ لوح کسان کا تو ایک مختصر سوال ہے! کیا ہمارے حکمران ہماری عدلیہ کے ارکان ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک ان معاشی معاشرتی بنیادی جرائم کو دور یا ختم کر سکے ہیں۔ کیا معاشی، معاشرتی اعتدال و مساوات اور عدل وانصاف کو معاشرے میں قائم کرنے کی ذمہ داری حکومتی ٹولہ اور عدلیہ کے شعبہ کی ہوتی ہے۔ کیا کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی عدلیہ آپنا فریضہ ادا کر رہی ہے۔

۲۵۔ سادہ لوح کسان نہ وہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظریات کا پیروکار نہ طبقاتی تعلیمی اداروں کا تربیت یافتہ نہ وہ کوٹھیوں محلوں دفتروں کی عالیشان بلڈنگوں سے اسکا کوئی واسطہ۔ وہ گرمی، سردی سے بے نیاز، وہ کھلے آسمان تلے اللہ میاں کے ایئر کنڈیشنوں سے قدرتی گرم وسرد فضاؤں میں زندگی بسر کرنے والا۔ محنت یوں کرتا ہے، کہ جیسے اس دنیا میں سب کچھ اس کا ہے۔ اور زندگی یوں سادہ بسر کرتا ہے۔ جیسے اگلا لمحہ موت کا ہو۔

۲۶۔ جب یہ محنت کش کسان اور مزارع انسان، نوابوں، سرداروں، جاگیرداروں کی اذیتوں سے تنگ آجاتا ہے۔ بجلی کے بلوں، کھادوں، اور ادویات کی ادائیگیوں، مفلسی، تنگ دستی کے عذاب سے بغاوت کر کے دیہاتوں سے شہروں کیطرف رجوع کرتا ہے۔ تو یہاں فیکٹریوں، ملوں، کارخانوں میں مزدوری کے لئے سرمایہ داروں، بے رحم مالکوں، اور خرکاروں کے شکنجے میں پھنس جاتا ہے۔ وہ فیکٹریوں، ملوں میں سخت سے سخت اور مشکل سے مشکل مشقت کا کام سرانجام دیتا ہے۔ یہ تمام ملیں، فیکٹریاں، اس کے دم سے آباد ہیں۔ لیکن اسکی زندگی مزید اجیرن بن جاتی ہے۔

۲۷۔ کسان جہاں ۱۸ کروڑ انسانوں کو خوراک، لباس، اور فیکٹریوں کیلئے خام مال اور دیگر ضروریات مہیا کرتا ہے۔ وہاں شہروں میں محنت کش، مزدور، ہنرمند، طبقہ ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں میں مصنوعات تیار کر کے ملک کا زرمبادلہ کمانے اور حاصل کرنے کا بنیادی عنصر اور وسیلہ بھی ہے۔ اس کے برعکس اس کی محنت کا ہرجانہ یعنی تنخواہ اتنی قلیل کہ نہ وہ زندہ رہ سکے۔ اور نہ وہ مر سکے۔ وہ سسک سسک کر اس جابر وظالم اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصب نظام کی اذیتوں میں دم توڑ جاتا ہے۔ دیہاتوں میں جاگیرداروں، سرداروں، نوابوں، اور شہروں میں سرمایہ داروں اور تاجروں کے معاشی اور معاشرتی قتل گاہوں کی اذیتوں کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ یہ کیسے بدنصیب، سنگدل حکمران ہو چکے ہوئے ہیں جو جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جانتے اور نہ ہی اسکا کوئی تدارک کرتے ہیں۔

۲۸۔ اس نظام میں سیاسی وڈیرے اینٹی کرسچن جمہوریت کی ڈگڈگی بجا کر الیکشنوں کے ذریعہ ایم پی اے، ایم این اے سینٹر، وزیر ومشیر، وزیر اعلیٰ، گورنر۔ وزیر اعظم، صدر پاکستان بن کر انکے پیدا کئے ہوئے ملکی وسائل ملکی دولت اور سرکاری خزانہ پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور کروڑوں انسانوں کو معاشی، معاشرتی، انتظامی اور عدالتی بھٹیوں کا ایندھن بناتے چلے آرہے ہیں۔ اس طرح ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست میں تقسیم کر کے الیکشن میں صرف ان سے ووٹ حاصل کرنے تک کا کام لیا جاتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے خلاف زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگوانے تک محدود اور مسدود رکھا جاتا ہے۔ اسکے بعد اقتدار اور مال ومتاع انکی ملکیت بن جاتا ہے۔

۲۹۔ یہی مغربی جمہوری طرز سیاست جب تک اس ملک میں نافذ العمل اور قائم رہے گا۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا الیکشن کا نظام اور سسٹم ملت اسلامیہ پر مسلط رہے گا تب تک کم وبیش چھ ہزار افراد پر مشتمل یہی جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ نسل در نسل صوبائی اسمبلی اور وفاقی اسمبلی اور سینیٹ پر قابض ہوتے رہیں گے۔ مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، چیئرمین سینیٹ، صدر، اور سفیر ملک کے اندر اور ملک کے باہر، یہی سب دندناتے پھریں گے۔

۳۰۔ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی بالا دستی سے ملک کے تمام وسائل اور سرکاری خزانہ یہی بدنصیب دیمک کیطرح چاٹتے اور دینی نظریات کو روندتے رہیں گے۔ ان چند غاصب سیاستدانوں اور حکمرانوں کا شاہانہ تصرفانہ زندگی کا عمل انکا مقدر اور عوام معاشرتی اور معاشی اذیتوں کے وبال میں پھنسے خودکشیاں، خودسوزیاں کرتے رہیں گے۔

انقلابِ وقت | پاکستان مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کی تربیت گاہ بن چکا ہے | باب 3 پیرا 31-32

۳۱۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کا سیاسی مراعات یافتہ اور عیاش طبقہ، کبھی شرعی نظام ملک میں نافذ کرنے کے حق میں نہیں ہوسکتا۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکے فرزندان کو یہ سیاستدان اور دینی سیاسی جماعتیں اپنے اس سیاسی نظام اور سسٹم میں یوں گرفتار کر لیتے ہیں کہ ان کے پاس ان سے بچنے کا کوئی متبادل راستہ اور شعور نہیں ہوتا۔ وہ جماعتوں کی عقیدتوں اور فرقوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ یہ سبھی جماعتیں اور سیاسی فرقے ایک دوسرے کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ اشتعال دلا کر ان سے جلوس نکالنے اور ملک میں سرکاری املاک کو توڑنے پھوڑنے، پولیس کی گولیاں اور ڈنڈے کھانے، مقدموں میں ملوث اور سزائیں دلوانے تک کے کام لیتی رہتی ہیں۔ اسطرح نہ وہ ان سے اور نہ انکے نظام و سسٹم سے نجات پا سکتے ہیں، اس لیئے ان سیاستدانوں یا انکی جماعتوں کو بدلنے کی بجائے اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکے طبقاتی نظام حکومت، اسکے سودی معاشی نظام اور اسکے غاصب طبقاتی انتظامیہ اور طبقاتی عدلیہ کے نظام حکومت کو بدلنا اور دین محمدی ﷺ کا اسلامی جمہوریت یا شورائی جمہوری نظام اور اسکے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات، طرز حیات، اخلاقیات سے معاشی مساوات اور معاشرتی اعتدال اور عدل و انصاف کو نافذ کر کے ملک و ملت کو فلاح کے راستہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔

۳۲۔ جب یہ سیاستدان حکومت و اقتدار حاصل کر لیتے ہیں۔ ورکروں اور عوام کا وہی حشر کرتے ہیں جو پہلے حکمران کر چکے ہوتے ہیں۔ انکی وہی داستان، وہی دیپک راگ کہ پہلی حکومت خزانہ خالی کر گئی ہے۔ انکی کوٹھیاں، انکے پیلس، انکے محلات، انکے کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، کاریں، انکے حاصل کئے ہوئے قرضے، انکے بنک، انکے اندرون ملک اور بیرون ممالک خفیہ اکاؤنٹ موجود، انکے یہ تمام جرائم پاکستان کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکی انتظامیہ اور عدلیہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ فوجی ڈکیٹیٹر پرویز مشرف، اسکے چند کور کمانڈر، اسکا سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل انتظامیہ، عدلیہ کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملک کے اصل طالبان اور دہشت گرد ہیں۔ یاد رکھو! انکی یہ تمام ملکیتیں ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس کی ملکیت ہیں۔ جو ان سے اقتدار کی نوک پر چھینی گئی ہیں۔ ان غاصبوں کی تمام دولت، وسائل، لوٹا ہوا خزانہ ان سے واپس لینے کے حقوق ان کسانوں، محنت کشوں اور عوام الناس کے پاس موجود اور محفوظ ہیں، وہ کسی وقت بھی انکو عبرتناک سبق سکھا سکتے ہیں۔ این آر او کے تمام مجرموں سے لوٹا ہوا خزانہ واپس لے لو، قرضے ختم ہو جائیں گے۔ ارب ہا ڈالرز این آر او کے ہر مجرم کے پاس ہیں۔ آئی ایم ایف کا ارب ہا ڈالر قرض اور ۱۹۴۷ء سے لوٹا ہوا خزانہ انکے پاس ہے۔

۳۳۔ پھر نئے حکمرانوں کو حکومت چلانے کے لئے نئے ٹیکسوں کے بوجھ مزید بڑھانے پڑتے ہیں۔ باری باری ہر آنے والی حکومت اسی وردو وظیفہ کو الاپنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ طبقاتی حکومتی ٹولہ نے ایسا عدل کش معاشی نظام ملک وملت پر مسلط کر رکھا ہے جس سے وہ ملکی خزانہ سے سرکاری تصرفانہ اخراجات اور طبقاتی سرکاری مراعات اور شاہانہ سرکاری سہولتوں، شاہی طبقاتی تنخواہوں کے ذریعہ وہ سرکاری خزانے کو نگلتے جاتے ہیں۔ جب چاہیں ملک کی ایک وفاقی اسمبلی کی بجائے چار صوبائی اسمبلیوں کو بڑھالیں، جب چاہیں ۵۱ فیصد مستورات کے حقوق ادا کرنے کیلئے اپنی بہو بیٹیوں کو ایم پی اے، ایم این اے، سینٹر، وزیر و مشیر بنا کر ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، مال و دولت، اندرونی بیرونی قرضے اور ملی خزانہ کو لوٹنا شروع کر دیں۔ جب چاہیں اپنی تنخواہوں اور مراعات میں بے پناہ اضافہ کر لیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں سے ملکی وسائل اور خزانہ مارشل لا کی گن پوائنٹ پر چھین لیں۔ ان دہشت گردوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جو بھی انکے استحصالی نظام حکومت کے بارے بات کرے اسے طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر اسکا اغوا اور قتل کر دیا جاتا ہے۔

۳۴۔ عوام سے ٹیکس اور آئی ایم ایف اور بیرونی ممالک سے قرضے، ان کی عیاشیوں، شاہ خرچیوں اور ذاتی ملکیتوں کی چتا میں بھسم ہو جاتے ہیں۔ ملت کے خزانے کو مال غنیمت سمجھ کر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ رشوت، کمیشن کرپشن اور لوٹ مار کے عمل کو جاری رکھنے میں اب تک کامیاب ہو رہے ہیں۔ انکی ملکیتیں لاتعداد، وہ پاکستان میں اپنا اپنا الگ پاکستان بنائے بیٹھے ہیں، ۱۸ کروڑ عوام مقروض، جو قرضوں کا سود، ادا کرنے کے پابند، اینٹی کرسچن جمہوریت کا کیسا ظالمانہ نظام حکومت ہے۔ ان کے کردار بھیانک تعفن سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ سیاسی گدھیں ملک وملت کی بے جان، نیم جان لاش کو جھوٹی آس، امید، امنگوں، طفل تسلیوں، تشفیوں کی آکسیجن کے مصنوعی سانس سے زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

۳۵۔ ان حقائق کی روشنی میں وہ ملک میں قرآن حکیم کے آئین کو کیوں نافذ کریں۔ کیونکہ اس میں اس قسم کی کسی بھی غاصب حکومتی ٹولہ کیلئے ایسی مراعات اور ناانصافی کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ملت کے معاشی قاتل ہیں، وہ بھول چکے ہیں یہ سارا نظام، یہ محفلیں، یہ سرکاری عہدے، یہ بیوی بچے، یہ عزیز و اقارب، یہ تمام مال و اسباب اور یہ تمام رشتے اسی جہان فانی سے ہی میسر آتے ہیں۔ یہیں ان کو الوداع کہہ کر اس جہاں سے رخصت ہونا لازم ہے۔

۳۶۔ انسان کے ساتھ اس کے اچھے اور برے اعمال قیامت تک اس کا ساتھ دیں گے۔شاید یہ بات اینٹی کرسچن جمہوریت کے اقتدار پرست قافلے میں سے کسی کی سمجھ میں آجائے اور اسکے نصیب کی یاوری کر جائے۔ایسے انسان کی دنیا و دین اور آخرت روشن، منور، قائم و دائم رہتی ہے۔ملک میں سیاسی لیڈران اقتدار کی جنگ لڑتے رہتے ہیں۔انہوں نے ملت کو جماعتوں اور فرقوں میں تقسیم کر کے اسکی جمعیت کو ریزہ ریزہ کر رکھا ہے۔حکومت اور اپوزیشن سیاسی جماعتیں اسمبلیوں کے اندر اور باہر جوڑ توڑ کا عمل جاری رکھتی ہیں، ہر قسم کی مراعات، لاکھوں کروڑوں کی بولیاں لگتی رہتی ہیں۔ہارس ٹریڈنگ کا عمل جاری رہتا ہے، اقتدار میں شمولیت اور وزارتیں پیش کی جاتی ہیں۔وزارتوں اور مشاورتوں کا کوٹہ بڑھا دیا جاتا ہے، جسکا بوجھ عوام برداشت کرتے ہیں۔

الف۔ پھر اچھی اور زیادہ منفعت بخش اور رشوت والی وزارتوں کے جھگڑے علیحدہ حل کیئے جاتے ہیں۔جمہوریت اور مارشل لا کے غاصبوں کا سرکاری پارٹی کے ممبران کے حکومتی پنڈال کی اسمبلیوں میں ممبران کی تعداد اتنی بڑھالی جاتی ہے کہ اپوزیشن انکے سامنے سر نہ اٹھا سکے۔اسی اسمبلی کے ممبران کی عددی برتری سے وہ ۵۱ فیصد حقوق نسواں جیسے ذاتی معاشی، معاشرتی منفعت کا بل پاس کر لیتے ہیں۔عوام کو انکے شاہی اخراجات، انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی اخراجات کا اضافی ڈبل سے بھی زیادہ بجٹ ۱۸ کروڑ کسان مزدور محنت کش، ہنر مند غریب و بے بس، تنگ دست و بیروزگار، ضروریات حیات سے محروم خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے والی عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ب۔ حقوق نسواں کی ۵۱ فیصد مستورات کی خاطر سرکاری گاڑیوں اور انکے پٹرول کی خریداری کرنے کیلیئے ملک کا اربوں ڈالرز زرمبادلہ کا ذخیرہ انکے حکومتی اضافی شاہی اخراجات کی چتا میں خاکستر ہوتا رہتا ہے۔اسی طرح ملک میں چھوٹی بڑی گاڑیوں کی خریداری سے پابندی اٹھا کر ملک کے راشی اور مرتشیوں، سمگلروں اور بلیکیوں، زمین مافیا اور بھتہ خوروں اور کالا دھندہ کرنے والے ملک دشمن سرغنوں کے حوالے ملک کا اربوں ڈالرز زرمبادلہ انکے لئے وقف کر کے ملک کی معاشی قوت ملک دشمن مجرم عناصر کے حوالے کر رکھی ہے۔۔گاڑیوں، پٹرول کی خریداری سے ملک کا قیمتی اثاثہ ماٹی اور دھواں کی نظر کیا جا رہا ہے۔ملت ایک معاشی المیہ میں مبتلا اور عمر بھر ان گاڑیوں کی اقساط زرمبادلہ کی شکل میں ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔حکومتی ٹولہ ان گاڑیوں کی ایجنسیوں کے مالک اور زرمبادلہ کے اس ڈاکہ میں برابر کے حصہ دار اور مجرم ہیں۔کمیشنیں اور رشوتیں الگ چلتی ہیں۔گاڑی کلچر ختم کر کے اربوں ڈالرز زرمبادلہ بچایا جا سکتا ہے۔

پ۔ ملکی وسائل فروخت کر دیں تو کوئی بات نہیں، سٹیل مل کو اونے پونے داموں اپنے ہمجولیوں کو فروخت کر دیں تو کوئی پوچھنے والا نہیں، انکی کمیشنیں، حصے ہر خرید و فروخت میں تو موجو ہوتے ہیں۔خریدار بھی انکے اپنے لوگ ہوتے ہیں۔ریلوے، پی آئی اے، او جی ڈی سی اور تمام ملک کو فروخت کر دو تو ملک خوشحال ہو جائیگا، ہرگز نہیں!۔ان ایسٹ انڈیا کمپنیوں کے مالکان کی برتری ملک میں قائم ہوتی جائیگی۔کسان مزدور، محنت کش، ہنرمند انکے محتاج، غلام قیدی محکوم بنا دیئے جاتے ہیں۔دوسری طرف خریداروں کا نام دنیا کے امیر ترین لوگوں میں شامل ہوتا جائیگا۔کسی بھی انڈسٹری کا مالک مالک ہوتا ہے اور ورکر ایک غلام، نوکر، خادم کی حیثیت رکھتا ہے، آقا اور غلام کا عمل پروان چڑھتا جائیگا۔اس حکومتی ٹولہ کے مجرموں کا ظلم والا ہاتھ روکنا ۱۸ کروڑ عوام کا فرض ہے۔

ت۔ جب بھی کسی انڈسٹری، محکمہ، کارپوریشن یا ادارے کو ختم کرنا ہوتا ہے تو حکومتی ٹولہ رشوتوں کے ذریعے اس ادارے میں ضرورت سے زیادہ اپنے افراد کو بھرتی کر لیتے ہیں۔اس ادارے کی آمدن کم اور اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔انکی لوٹ مار سے خسارہ اس ادارے کا نصیب بنا دیا جاتا ہے۔اسکے بعد اسکو سیل پر لگا کر اپنے حصہ داروں کو سرکاری املاک اونے پونے داموں فروخت کر دی جاتی ہیں۔حکومتی ادارے اور انکے ملازم ان وحشی معاشی قاتلوں کے ہاتھ فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔آقا اور غلام کا کلچر فروغ پاتا جاتا ہے۔یہ چند پتلیوں کا کھیل تماشہ ختم کرنا ہوگا۔انکو کیفرِ کردار تک پہنچانا ہوگا۔

ث۔ ملکی ادارے کیسے تباہ ہوتے ہیں، حکومتی ٹولہ کیسے ظلم کی داستاں رقم کرتا ہے۔طالبان، دہشت گرد یا ملک دشمن اصل مجرم کون ہیں۔۱۸ کروڑ مسلم امہ کے محکوم فرزندان یا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت یا اسکا حکومتی ٹولہ یا مراعات یافتہ شاہی طبقہ جو پاکستان کے وسائل اور خزانہ کا مالک اور ۱۸ کروڑ عوام کو اقتدار کی تلوار سے محروم کر چکا ہے یا این آر او کے فوجی ڈکیٹیٹر، انکے چند کور کمانڈر یا جاگیردار سرمایا دار پندرہ فوجی سیاسی جماعتوں کے فرقوں کے پندرہ فرقہ پرست سیاسی منشوروں کے رہنما کا مغربی جمہوریت کا سیاسی حکومتی ٹولہ جو قرآن حکیم کا باغی، غدار اسلام دشمن، عوام دشمن، ملک دشمن ہے۔

۳۷۔ جب بھی کسی حکومت کو اقتدار کے چھن جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو حکومت قائم رکھنے کیلئے وزیروں کی تعداد بڑھا کر بڑ بولے، بے لگام موئثر بلیک میلروں کو حکومت میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ ابھی ایم کیو ایم والوں نے حکمرانوں کو آنکھیں دکھائیں، انکی مرضی کی وزارتیں بھی ملیں اور شاہ صاحب کو لندن میں نقد سلامی بھی دی گئی۔ تاکہ حکمرانوں کا اقتدار قائم رہے۔ جتنے وزیروں کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ ملکی معیشت پر اتنا ہی بوجھ بڑھتا چلا جائے گا۔ جتنے زیادہ یہ سیاسی مجرم حکومت میں شامل ہوتے جائیں گے۔ اتنی ہی کرپشن رشوت کمیشن، ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کے دروازے کھلتے جائیں گے۔ انکے شاہی اخراجات بھی بھوکی ننگی عوام کو برداشت کرنے ہوتے ہیں۔ عوام ٹیکسوں کی چکی میں پستے جاتے ہیں۔ این آر او کے مجرم حکومتی خادمین کا حساب کون لے گا۔

۳۸۔ اٹھارہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اس گھناؤنے کھیل کو بے بسی، بے کسی اور مجبوری کے عالم میں دیکھ تو سکتے ہیں۔ مگر حکومتی نظام میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ وہ بے بس اور بے اختیار اور جمہوریت کے چھ، سات ہزار حکومتی ٹولہ کے نظام اور سسٹم کی زنجیروں میں مقید ہو چکے ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی حیثیت ایک مجبور و محبوس قیدی کی ہوتی ہے۔ ایک وزیر کے سرکاری عملے کی تعداد جو ایک وزارت کو چلانے کے لئے درکار ہوتی ہے۔

اس کی تفصیل مختصر مندرجہ ذیل ہے:۔
وزیر، پارلیمانی سیکرٹری، مشیر، ان کے پرائیویٹ سیکرٹریز
عملہ کی تفصیل

۱	سیکرٹری	۲۲ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۸ گریڈ	
۲	ایڈیشنل سیکرٹری	۲۱ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۷ گریڈ	
۳	جوائنٹ سیکرٹری	۲۰ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۶ گریڈ	
۴	ڈپٹی سیکرٹری	۱۹ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۵ گریڈ	
۵	سیکشن آفیسر	۱۸ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۴ گریڈ	
۶	اکاؤنٹس آفیسر	۱۸ گریڈ	پرائیویٹ سیکرٹری	۱۱ گریڈ	
۷	عملے کے مختلف انقلاب کے افسران	[illegible] گریڈ	[illegible]	[illegible]	

۳۹۔ علاوہ ازیں لیگل ایڈوائزر، سپرنٹنڈنٹ، ہیڈ کلرک، اسسٹنٹ، سینئر کلرک، جونیئر کلرک، نائب قاصد، چوکیدار، ڈرائیور، گن مین، جمعدار، مالی یعنی عملہ کی سرکاری فوج ظفر موج کے اخراجات۔ ان کے لئے اور ان کے عملہ کیلئے حسب مراتب دفاتر، فرنیچر، ٹیلی فون، ایئر کنڈیشنڈ، گھر، پردے، قالین، بجلی، پانی، سوئی گیس، وغیرہ وغیرہ۔ یہ عملہ چاروں صوبوں کے مشیروں، وزیروں، وزیر اعلیٰ، گورنروں، وفاقی حکومت کے مشیروں، وزیروں، وزیر اعظم، صدر پاکستان کے ساتھ منسلک رہتا ہے۔ ان ملکی، ملی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے ملازموں، نوکروں اور خادموں کا معیار حیات اور انکے ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، معماروں، بیروزگاروں اور عوام الناس پر مشتمل ملک وملت کے مالکان کا معیار حیات کا موازنہ ان مغربی جمہوریت کے غاصب اور ملک دشمن غدار سیاستدانوں اور مارشل لا اور این آر او کے ملکی غدار مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے ہی فیصلہ کروالو، کہ اسکے بعد انکو ڈا کو کہنا، غاصب کہنا، رہزن کہنا، طالبان کہنا، دہشت گرد کہنا، انسانیت کا قاتل کہنا، معاشی غاصب کہنا، بے دین کہنا، منافق کہنا اور ایک باطل اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کا یزیدی ٹولہ کہنا، مسلمان کہنا، انکو کون سے نام سے انہیں پکارا جائے یہ ملت کو خود مطلع فرماویں گے۔ ملت انکے فیصلے کی منتظر ہے۔ تا کہ پتہ چل سکے کہ طالبان اور دہشت گرد اور ملک دشمن، ملکی غدار، مارشل لا کی گن پوائنٹ پر ۱۸ کروڑ عوم کو قیدی، غلام اور محکوم بنانے والے کون ہیں۔

۴۰۔ اس کے علاوہ سرکاری شاہی ایوان، محل نما رہائشیں، ٹیلی فون، لاتعداد گاڑیاں، باڈی گارڈ، گن مین، بے شمار مراعات اور شاہی سہولتیں ان کو سرکاری خزانہ سے مہیا کی جاتی ہیں پھر کئی خفیہ فنڈ بھی ان کی صوابدید پر ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک وزیر اور اسکے سرکاری عملہ کا بجٹ اور تمام اخراجات لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں نہیں اربوں میں گورنمنٹ یعنی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کے خزانہ سے ادا ہوتے چلے آرہے ہیں۔ کیا انکو دین محمدی ﷺ کے نظام عدل، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور امانت و دیانت کا جام پلانا اور ان سے تمام ملکی ملکیتیں واپس لینا اہل وطن کا حق بنتا ہے یا نہیں

۱۴۱۔ایک وزارت میں کئی ونگ اور شعبے ہوتے ہیں، ہر ونگ اور شعبے کا انچارج ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے، وزارتوں کی کمیشن اور کرپشن، حسب مراتب سرکاری ملازمین کا رائج الوقت نظام رشوت، کرپشن اور کمیشن جو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کا حصہ ہے، ملت اسلامیہ کے تہذیبی جسد پر ایک بہت بڑا ناسور بن چکا ہے۔ ملت کی اجتماعی معاشی حالت دگرگوں اور چند ہاتھوں میں مقید ہو چکی ہے، جس کا مداوا صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ یعنی اسلامی جمہوریت میں مضمر ہے۔ عشر ذکوٰۃ اور صدقات کے فنڈوں کو اگر مغرب والے انکا نام سوشل سیکورٹی فنڈ، چیریٹی فنڈ کا نام رکھ کر اپنے مما لک میں بیروزگار افراد کو بیروزگاری الاؤنس ادا کر کے بیروزگاری پر قابو پا سکتے ہیں تو مسلم امہ ان چند حکومتی غاصبوں اور انکے ہارس ٹریڈنگ کے نظام حکومت اور این آر او کے مجرموں سے نجات حاصل کر کے ایسا کیوں نہیں کر سکتی۔ اگر چیرٹی فنڈ سے ہسپتالوں میں طبی امداد مہیا کر سکتے ہیں تو پاکستان میں ایسا کرنا ناممکن کیوں! یہ فنڈ تو انکی طبقاتی اعلیٰ تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، شاہی سرکاری محلوں، شاہی سرکاری رہائشوں اور انکی ڈیکوریشن پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ قیمتی زرمبادلہ سے خریدی ہوئی لاتعداد گاڑیوں، تصرفانہ زندگی، انکی کمیشنوں، انکی رشوتوں اور لوٹ مار کی نظر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ تہذیب، یہ کلچر، یہ جمہوریت کا نظام اور سسٹم اور اسکے غاصب حکمران اپنا دم توڑ چکے ہیں۔ یہ دین محمدی ﷺ سے دوری، اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کی سرکاری بالا دستی، اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کے فقدان کی سزا ہے۔

فقیر مسکین کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملت کو اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصب نظام اور اسکے مقتدیوں سے نجات عطا فرماویں اور ملک میں دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کی قندیلیں روشن کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔

انقلابِ وقت مغربی پاکستان پلس مشرقی پاکستان مساوی موجودہ پاکستان باب 4 پیرا 1-2

۱۔ پہلے مغربی پاکستان، مشرقی پاکستان ملک کے دو صوبے تھے۔ ہر صوبے میں دس بارہ وزیر و مشیر، ایک گورنر ہوتا تھا۔ دونوں صوبوں کا وزیر اعظم اور صدر ایک ہوتا تھا۔ سیاستدان اقتدار کی جنگ میں ایک صوبے کے عوام کو دوسرے صوبے کے عوام کے خلاف استعمال کرتے رہے۔ حالانکہ کسی بنگالی نے کسی مغربی پاکستانی بھائی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا حق تلفی کبھی نہ کی۔ اسی طرح کسی مغربی پاکستانی نے کبھی کسی مشرقی پاکستانی سے کوئی ظلم اور زیادتی نہ کی۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے پروردہ بے رحم خودغرض اقتدار پرست، ملی مجرم فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں پر مشتمل فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ کی ذاتی اقتدار اور مال و دولت کے حصول کی جنگ اور چپقلش نے ملک کو دولخت کر دیا۔ ملت اس المیہ پر خون کے آنسو روتی اور بہاتی رہی اور آج تک بہا رہی ہے۔ مجرم دندناتے رہے اور فطرت کے عمل کا شکار ہوتے رہے۔

۲۔ ان بدنصیب فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں کے حکومتی ٹولہ نے آپس میں اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا ملکی اور صوبائی سطح پر فقدان پیدا کیا، ایک دوسرے کے حقوق کا پاس اور تحفظ نہ کیا، مرکزی حکومت میں صدر پاکستان، وزیر اعظم اور وزیروں کی نسبت تناسب کو برقرار نہ رکھا۔ اعلیٰ اور منوثر وزارتوں اور کمائی والی وزارتوں کے جھگڑے بڑھتے گئے، اسمبلیوں کے اختلافات اسمبلیوں میں ختم کرنے کی بجائے، انہوں نے اپنے اپنے صوبوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت و نفاق اور تعصب کی آگ ایسی جلائی۔ الیکشن ہوا۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ کامیاب ہو کر سامنے آئیں۔ عوامی لیگ کا مینڈیٹ زیادہ تھا۔ اسکو حکومت بنانے کا موقع نہ دیا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ادھر ہم، ادھر تم کا نعرہ لگایا۔ سیاسی اقتدار کے اختلافات نے مشرقی پاکستان کے حالات بگاڑ دیئے۔ مشرقی پاکستان کی عوام کو کنٹرول کرنے کیلئے مشرقی پاکستان، فوج کے حوالے کر دیا گیا۔ ان صوبہ پرست سیاسی غاصبوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ فوج نے بغاوت کو کچلنے کیلئے طاقت کا استعمال کیا۔ ہندوستان نے مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں اور عوام کے ایما پر انکا ساتھ دیا، پاکستانی افواج پر حملہ کر دیا۔ ہندوستان اور مشرقی پاکستان کی ملی باہمی نے مشرقی پاکستان میں ترانوے ہزار فوج سے ہتھیار ڈلوا لئے، انکو قیدی بنا لیا۔ ایک المیہ روپذیر ہوا۔ جسکے خالق اس وقت کے بدنصیب مشرقی اور مغربی پاکستان کے اقتدار پسند سیاستدان اور مارشل لا کے جرنیل حکمران تھے۔ یہ المیہ مسلم امہ کی تاریخ میں ایک بدترین سیاہ دھبہ بن چکا ہے۔ اس طرح ان بدقماش، اقتدار پسند سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کو الگ الگ ملک بنا دیا۔ عوام ان ملکی رہزنوں اور ملی مجرموں کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

۳۔ مغربی پاکستان کا نام پاکستان اور مشرقی پاکستان کا نام بنگلہ دیش رکھ دیا گیا۔ اس علیحدگی پر ملت خون کے آنسو روئی۔ اور دردناک صدمہ سے گذر گئی۔ جسکے رنج، دکھ اور اذیت کو، الفاظ احاطہ کرنے سے آج بھی قاصر ہیں۔

۴۔ ملت اس صدمہ کی اذیت میں بری طرح مبتلا تھی۔ اس دوران فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے اعلیٰ عہدوں پر فائز افسر شاہی کے کارندوں نے ایک ایسا گھناؤنا کمال کر دکھایا۔ کہ انہوں نے مغربی پاکستان کے چار نئے صوبے یعنی مشرقی پاکستان بنا دیئے۔ انہوں نے اقتدار کی نوک پر ون یونٹ کو ختم کیا۔ ملک و ملت کی جمعیت اور وحدت کو مزید چار صوبوں پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ میں منقسم کر دیا۔ صوبوں کی نئی جنگ شروع کر دی گئی۔ یہ ٹولہ ملک دشمن یا ملک دوست تھا۔ اسکا فیصلہ عوام کر چکے ہیں۔ وہ اپنا دوست اور دشمن خوب سمجھتے ہیں۔ روٹی کپڑا مکان دینے والا، جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کو حکمرانی دے گیا۔

۵۔ کسی کو احساس تک نہ ہونے دیا۔ کہ اس طریقہ کار سے ملک کی معیشت پر کتنا بوجھ پڑے گا۔ اس کے معاشی اور معاشرتی دوررس نتائج کیا ہوں گے۔ غریب عوام، مفلس عوام، بیروزگار عوام، تنگ دست اور خوراک ولباس سے محروم عوام، خودکشیاں اور خودسوزیاں کرنے والی عوام ان چار اسمبلیوں کے ممبران وزیروں مشیروں، وزیراعلیٰ، گورنر انکے سیکٹریوں، ایڈیشنل سیکٹریوں جائنٹ سیکٹریوں، ڈپٹی سیکٹریوں، سیکشن آفیسروں، دوسری سرکاری عملہ، انکی شاہی رہائشوں ،شاہی تنخواہوں، شاہی سامان تعیش، شاہی گاڑیوں، پٹرول اور بیشمار شاہی سرکاری سہولتوں کے اخراجات اور بجٹ کیسے مہیا کریگی۔ وہ تو صرف اقتدار حکمرانی اور ملکی وسائل، مال و دولت، خزانے کی بندر بانٹ پر ہر جائز و ناجائز حربہ سے آپنے صوبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھ کر اسے لوٹنا چاہتے تھے۔ یہ بدبخت بد نصیب فوجی سیاسی حکمران ٹولہ اور انکے اعلیٰ عہدوں پر فائز سرکاری افسر شاہی اور منصف شاہی کے اہلکار اپنے اپنے صوبوں پر اپنی تعداد بڑھانے اور اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح سیاسی رہزنوں نے ملک وملت کی عوام کو لوٹنے کا ایک لامتناہی جرائم پر مشتمل حکومتی نظام کا کالا قانون بنالیا جسکی سزا عوام، انکی نسلیں برداشت کرنے پر آج تک مجبور ہیں۔ ان مجرموں نے رشوت، کمیشن کرپشن کا استحصالی کلچر پاکستانی عوام پر مسلط کر دیا۔

۶۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کا طرز حکومت بھی کیسا طرز حکومت ہے کہ لوٹ مار میں برابر کا حصہ نہ ملنے پر انہی سیاستدانوں نے پھر سے صوبوں کی علیحدگی کے بگل دوبارہ بجانے شروع کر دیئے ہیں۔ سرحد میں نیپ، پونم کی شکل میں علیحدگی پسندوں نے ڈیم کا ایشو بنا کر اپنے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ سندھی پانی کی قلت کا شکار ہیں۔ بلوچی سردار گیس کی دولت پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ پنجاب والے گندم، چاول اور کپاس کو اپنی ملکیت اور وجہ عناد بنائے بیٹھے ہیں۔ تمام سیاسی لیڈران لوٹ مار، ملی جمعیت کو ختم کرنے کے اس کار خیر میں بھر پور حصہ لے رہے ہیں۔ وقت کے انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب مشرقی پاکستان والے حالات دہرائے جاسکیں۔ پھر فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے سیاسی حکمرانوں نے ان حالات پر قابو پانے کیلئے بلوچستان میں فوج کشی کا عمل جاری کر دیا ہے۔ پھر سرحد کے علاقہ میں امریکہ کے کہنے پر دہشت گردوں کے نام پر عوام سے جنگ جاری کر لی ہے۔ کراچی میں ایم کیو ایم نے حکومت کی ایما پر بارہ مئی ۲۰۰۷ کو لاشوں کا ڈھیر لگا دیا، جسکا اظہار جنرل پرویز مشرف صاحب نے ٹی وی پر اپنی سیاسی فوقیت سے منسوب کیا۔ پھر پاکستان کے دل اسلام آباد کی لال مسجد اور انکے دینی مدرسہ حفصہ کے معصوم، بیگناہ اخبارات کے مطابق ہزاروں طلبا اور طالبات پر اپنے ہی ملک میں فوج کشی کر کے جدید اسلحہ سے انکی لاشیں جلا اور مسخ کر کے رکھ دی ہیں۔ انکی لاشیں اور جسموں کے اعضا ملبے سے برآمد ہوتے جا رہے ہیں۔ اس ظلم و بربریت کی بنا پر عوام جنرل پرویز مشرف، افواج پاکستان اور ان حکمران سیاستدانوں کو دلی نفرت اور حقارت سے دیکھ رہے ہیں۔ انکی اس بدعملی اور اقتدار پسندی کیوجہ سے پولیس اہلکاروں اور افواج پاکستان کی سپاہ پر حملے اور انکا قتال شروع ہو چکا ہے۔ جس کے ذمہ دار جنرل پرویز مشرف اور انکے مجرم سیاسی حکومتی ٹولہ کے رفقا ہیں۔ جنہوں نے اس ایک جرنیل کی غلط پالیسیوں کی بنا پر افواج پاکستان کی عوام کے دلوں میں عظمت و عزت ختم کر دی، ملک کے اس انمول اور قیمتی سرمائے کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا، افواج پاکستان اور عوام کو آپس میں جنگ میں الجھا دیا۔ یہ ملی مجرم بن چکے ہیں، اس وجہ سے انکی، انکے لواحقین کی زندگیاں خطرے میں پڑ چکی ہیں۔ نیک دل، محبّ وطن، اعلیٰ اہلیت کے وارث کور کمانڈر اس سانحہ سے ملک و ملت کو نجات دلا سکتے ہیں۔ عوام اور افواج پاکستان کی دوری نفرت، نفاق کی آگ کو بجھا کر امن کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ ملک خانہ جنگی کی طرف تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ ان حکومتی دہشت گردوں نے خودکش حملہ آوروں کو جنم دیدیا ہے۔ آج بھی فوجی جرنیل ان حالات سے دوچار ہے۔ ان مجرموں کی خاطر پولیس، رینجرز، فوجی سپاہ اور اعلیٰ افسران اور عوام کا قتال بند کریں۔

۷۔ ہر صوبہ میں مشرقی پاکستان والی فضا تیزی سے پھیل رہی ہے۔ مرکزی حکومت کمزور اور اپنی اہمیت اور افادیت ضائع کئے جا رہی ہے۔ صوبوں اور مرکز میں وسائل، مال و دولت کی تفاوتی تقسیم سے کھچاؤ پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ تمام صوبوں کے ایم پی اے، ایم این اے اور سینٹ کے ممبروں کی تعداد تقریبا بارہ چودہ سو کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ملکی بجٹ کو لوٹنے کیلئے اسمبلی ممبران کی تعداد بڑھانا، وزیروں، مشیروں کی تعداد بڑھانا، انکے ساتھ انکے سرکاری عملہ کی فوج بڑھانا اور افسر شاہی، منصف شاہی کی فوج ظفر موج بڑھانے کیلئے ضلعوں کی تعداد بڑھانے کا گھناؤنا کھیل جاری ہے۔ انکی آفیسر اور بیٹ مین کی طبقاتی اعلیٰ تنخواہوں، تفاوتی سرکاری مراعات میں بے پناہ اضافہ ملکی معاشیات کا کینسر بن چکا ہے، اس کرپٹ نظام میں جتنی انکی تعداد بڑھتی جائیگی اتنے ملکی اخراجات، اتنی کرپشن اور انارکی کی آگ ملک میں پھیلتی جائیگی۔ خدارا، ملک وملت کو اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظام حکومت اور ان غاصبوں اور ظالموں سے بچالو۔

۸۔ چاروں صوبوں میں فوجی، سیاسی حکمرانوں کے شاہی ایوان، انکی شاہی رہائشیں، عالی شان دفاتر کی بلڈنگیں، قیمتی گاڑیاں، ٹیلی فون ہیلی کاپٹر، جہاز، ملکی خزانہ، وسائل اور ہر قسم کی سرکاری سہولتیں ان کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں۔ ان کے سرکاری محل اور ذاتی عشرت کدے ملک کے اندر اور بیرونی ممالک میں قائم ہیں، جو انکی معاشی لوٹ مار کے بگل بجا رہے ہیں۔ اہل وطن عوام الناس کو جاگنا ہوگا۔ یہ ملک ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں ہنر مندوں، معماروں، مفلس اور بے بس مفلوک الحال عوام الناس کا ہے۔ وہ انکے اس نظام حکومت اور طبقاتی معاشی نظام کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ ملک کی تمام ملکیتیں جو انکے پاس موجود ہیں وہ اسی مغربی جمہوریت کے نظام کی پیداوار ہیں اور سب کی سانجھی ہیں۔ یہ ملک چند سیاستدانوں، آمروں، مارشل لا کے حکومتی ٹولہ اور چند جرنیلوں کا نہیں، وہ ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں، عوام الناس اور نچلے درجے کے ملازمین، غریب ۱۹ لاکھ سپاہ اور انکے لواحقین کا ہے۔ ملک میں دین محمدی ﷺ کے معاشی عدل کو قائم کرنا ہے۔ تاکہ ملک میں تصرفانہ، طبقاتی نظام حیات کا خاتمہ ہوسکے۔

۹۔ یہ سیاستدان، یہ مارشل لا کے حکمران نہ یہ مزدور ہیں نہ محنت کش، نہ یہ ہنرمندوں کا کام کرتے ہیں اور نہ ہی معمار کا کام جانتے ہیں، نہ یہ بھٹوں پر اینٹ تیار کرتے ہیں نہ فیکٹریوں میں لوہا، نہ سیمنٹ تیار کرتے ہیں، نہ بلڈنگ کی تعمیر کا کام جانتے ہیں۔ نہ یہ کسان ہیں اور نہ یہ کسی اور کام سے آشنا ہیں۔ نہ انہوں نے کبھی ہاتھ سے کام کیا ہے اور نہ یہ کوئی کام کرنا جانتے ہیں، وہ تو صرف جاگیردار، سرمایہ دار، جرنیل، اعلیٰ عہدوں پر فائز حکمران طبقہ ہے جو ۱۸ کروڑ اہل وطن کے فرزندان اور انکی نسلوں کے وسائل، مال و دولت، خزانہ اور اسباب پر اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے قابض ہونے کا فن جانتے ہیں، اسکی بندربانٹ کرتے ہیں۔ تصرفانہ زندگی، عیش وعشرت کا طریقہ، ۱۸ کروڑ اہل وطن کے فرزندان کی امانتوں کو نگلنے کا فن، اینٹی کرپچن جمہوریت کو ذریعہ اقتدار کے تحفظ اور عوام کو کچلنے کیلئے اعلیٰ تنخواہوں اور شاہی سہولتوں پر بھرتی کی ہوئی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی سرکاری افواج جو ملک میں دین محمدی ﷺ کے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات، معاشی اعتدال و مساوات کو انکے اسمبلیوں کے پاس کردہ قوانین کے مطابق کچلنے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ سیاستدان انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کے ارکان کب تک ایسا کرتے جائیں گے۔ مغربی جمہوریت کے الیکشن ملک میں کروانا ایک جرم ہے۔
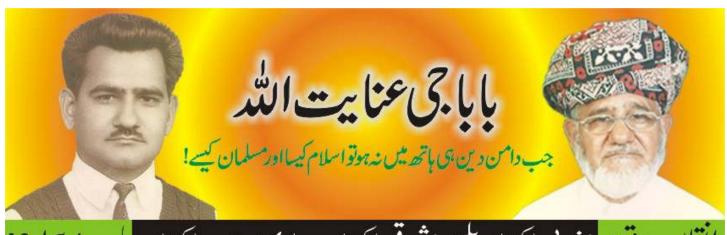
۱۰۔ مغربی دانشوروں کی تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے سیاسی پیغمبران جو اسمبلیوں کے ذریعہ قوانین وضوابط تیار کرتے ہیں، انتظامیہ، عدلیہ کے اعلی سرکاری مشینری کے ارکان تو مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد سے انکی اطاعت کروانے کے فرائض کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، وہ تو قرآن حکیم کے آئین کے خلاف ملک پر مسلط اینٹی کرسچن جمہوریت کا تعلیمی نصاب، سودی معاشی نظام، جمہوریت کا ۱۸۵۷ کا ایکٹ، اسکے ضابطے، اسکے قوانین، اسکا ٹیکس کلچر، مخلوط تعلیمی نظام، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی معاشی کلچر، طبقاتی انتظامیہ، طبقاتی، عدلیہ، طبقاتی عدل وانصاف کا کلچر، اتھانوں اور کچہریوں میں حکومتی اثر ورسوخ، سفارش، رشوت، کرپشن کا کلچر، این آر او کے تمام مجرم ہر جرم سے مبرا اور بیگناہ انسانوں کا پھانسی کے پھندوں پر لٹکنے کا کلچر عوام پر مسلط ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ کرسچن جمہوریت کی عدلیہ ان حقائق کی آشنائی کے باوجود آنکھوں، کانوں، دل ودماغ سے معذور بنادی گئی ہے۔ وہ ایف آئی آر اور جھوٹے سول کیسوں کے دائر کردہ حکومتی پالیسیوں کی روشنی کے مطابق کیسوں کو سننے اور نپٹانے کی پابند۔ وہ حکومتی اثر ورسوخ، سفارش، رشوت، کرپشن کے کلچر کے باطل غاصب نظام وسسٹم کی پابند۔ ۱۸ کروڑ اہل وطن کے فرزندان میں سے کوئی بھی فرد انکے نظام وسسٹم کو توڑنے کی استطاعت یا سکت نہیں رکھتا۔ انتظامیہ اور عدلیہ کے افسران کی کیا مجال کہ وہ حکومتی ٹولہ کے احکام کی حکم عدولی کر سکیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان حالات اور اس مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام وسسٹم کی ملک پر سرکاری بالادستی اور اسکی اطاعت کے بعد کوئی فرد یہ کلیم کر سکے کہ پاکستان ایک آزاد اسلامی نظریاتی ریاست ہے تو اس سے بڑا سچ اس دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ جب ملت کے فرزندان اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی تقلید میں انگریزی زبان کی نرسری سے لیکر پی ایچ ڈی تک کی تعلیمات، اسی کا سودی معاشی نظام، طبقاتی تعلیمی نظام، اسکی طبقاتی تعلیمات کے سکالر، انگریز کا مسلط کیا ہوا ۱۸۵۷ کا ایکٹ، اسکی روشنی میں انتظامیہ اور عدلیہ کی قانون سازی، اسی کے مطابق تعلیمی نصاب کے بارایٹ لا کے انتظامی اور قانونی دانشور، مخلوط تعلیمی نظام کے مادر پدر آزاد جنسی آزادی کے شاہکار ارکان، طبقاتی تعلیمی اداروں کے برہمن اور شودر حاکم اور محکوم، آقا اور غلام کی تہذیب پر مشتمل معاشرے کی بنیاد قائم ہو۔ اے اسلامی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤ اور ملک کے دانشورو!۔ آپ سب مل کر اس مسئلہ کی عقدہ کشائی تو فرمائیں! جب ہم نے پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام سے سرکاری اطاعت نان کرسچن جمہوریت کے نظریات اور ان بالا قوانین وضوابط کی کرنی ہے تو اسکے بعد مسلم امہ کا قرآن حکیم کے آئین نظریات، تعلیمات، اخلاقیات کیساتھ کیا تعلق رہ جاتا ہے! جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہیں تو اسلام کیسا اور مسلم امہ کیسی! کیا تم سب مل کر حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے کلچر میں کنورٹ کیئے نہیں جا رہے!اے!۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب اور تعلیمات کے قاتلو، بات کو سمجھو!۔ وقت ہے کہ ملک میں دین محمدی ﷺ کا نفاذ کر دو اور ملت اسلامیہ کو دین کی منزل پر گامزن کر دو! گو، یہ بیماری اتنی پرانی ہے جتنا یزید۔ اسکا علاج آج بھی تازہ اور موجود ہے۔ اللہ تعالی ہمیں قافلہء کربلا کے سفیر حضرت امام حسینؓ عالی مقام کے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین

۱۱۔ کسی بھی ملک میں معاشی عدل، معاشی اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف قائم نہ ہو تو اس ملک کی ننانوے فیصد معاشرتی برائیاں اس معاشی بدعملی سے جنم لیتی ہیں، ملک، حکمران اور عوام الناس ابتری کا شکار اور ملک فساد کے کینسر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ معاشرہ خودکار نظام کے تحت اخلاقی برائیوں، چوری، ڈاکہ، قتل وغارت، رشوت، کرپشن، لوٹ مار، ظلم وجبر، فتنہ فساد اور تباہی کی منزل کی طرف چل پڑتا ہے۔ نان کرسچن جمہوریت کے معاشی ضابطہ اور معاشی ڈھانچہ کی طرف ایک نظر تو کر دیکھو!۔ پاکستان چند جاگیرداروں، سرمایہ داروں، بلیکیوں، سمگلروں، نارکاٹکس، زمین مافیہ، بھتہ خوروں، اغوا برائے تاوان اور این آر او کے مجرموں پر مشتمل سیاستدانوں اور مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹروں اور فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی ملکیت بن چکا ہے۔ انہوں نے ملکی دولت، وسائل، خزانہ اور ملکی اقتدار پر انگریزوں کے تیار کئے ہوئے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام، سسٹم اور قوانین کی تقلید سے ملک وملت پر مغربی جمہوریت کی بالادستی اور حکمرانی جاری کر رکھی ہے جو انہوں نے ایک مفتوحہ ملک کی عوام کو محکوم رکھنے، انکی دولت، وسائل، خزانہ چھیننے کیلئے ایسے استحصالی قوانین مسلط کر رکھے تھے۔ ایسے نظام وسسٹم کو چلانے کیلئے انکی طبقاتی اکیڈمیوں اور اعلیٰ طبقاتی تعلیمی اداروں کی اعلیٰ قسم کے انتظامیہ اور عدلیہ کے دانشورں کی سرکاری شاہی افواج تیار ہوتی رہتی ہیں۔ جنکو وہ اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر اعلیٰ طبقاتی سرکاری مقام اور عہدوں سے نوازتے ہیں، اعلیٰ تنخواہیں، بیشمار شاہی سہولتیں اور لامتناہی اختیارات دیکر عوام الناس کے حقوق کو کچلنے کا سنگین مجرمانہ کام انکے سپرد کر دیتے ہیں، اس طرح طبقاتی معاشی اور معاشرتی نظام کی زنجیروں میں ۱۸ کروڑ عوام کو محبوس ومجبور اور مقید کئے ہوئے ہیں۔ ملک کا ہر قسم کا جرم معاشی اور معاشرتی نظام کا حصہ بن چکا ہے۔

مغربی پاکستان پلس مشرقی پاکستان مساوی موجودہ پاکستان

۱۲۔ انہی کے زیر سایہ ان آمروں کے ایم پی اے، ایم این اے ہاؤس، اسمبلی ہاؤس، کنونشن سنٹر، سپریم کورٹ ہاؤس، پریذیڈنسی اور وزیراعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس اسلامی تہذیب و تمدن اور تعلیم کے منافی ہی نہیں بلکہ نمرود، شداد اور فرعون کو شرمندہ کرتے ہیں۔ وہ تو ان کی عظمت کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔ یہ بلڈنگیں، یہ عالی شان محل، یہ گھوڑ دوڑ میدان ان بدنصیب دہشتگرد سیاستدانوں بدکردار آمروں، بدقماش، عدل کش مغربی جمہوریت کے فوجی ڈکٹیٹروں، سیاسی حکمرانوں پر دن رات لعنت بھیجتے ہیں۔ دوسری طرف ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کو ان چند استحصالی ٹولہ کے غاصبوں نے معاشی طور پر کرش کر کے رکھ دیا ہے۔ انکو بدترین شودر، بدترین قیدی اور بدترین محکومی کی زندگی میں جکڑ رکھا ہے۔ نہ انکو ملیں، فیکٹریاں، کارخانے لگانے کیلئے قرضوں کا اجرا، نہ انکی کوئی معافی۔ حالانکہ ملی خزانہ انکی ملکیت ہے۔ نہ کوئی انکی تنخواہ نہ کوئی بے روزگاری الاؤنس، نہ انکے بچوں کیلئے کوئی انگلش میڈیم سکول نہ کالج۔ نہ کوئی یونیورسٹی نہ کوئی اعلیٰ اکیڈمی، نہ کوئی انکی بیماری کیلئے دوا، نہ کوئی ہسپتال۔ انکے حقوق سلب کر کے انکو مفلسی، غربت، تنگدستی اور بیروزگاری کی چتا میں دھکیلتے چلے آ رہے ہیں۔ اب یہ زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں انکا زوال اینٹی کرسچن جمہوریت کے اقتدار کے ایوانوں، ذاتی محلوں پر دستک دے رہا ہے۔ خانہ جنگی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک دین محمدی ﷺ، اسکے آئین کا نفاذ ملت کا مقدر بن نہیں جاتا۔

۱۳۔ اس عدل کش اینٹی کرسچن جمہوریت کے رائج الوقت طرز حیات اور استحصالی ضابطہ حیات کے جرائم پر مشتمل حقائق کی روشنی میں مسلمانی کا دعویٰ کرنا اسلام کی روح کے ساتھ زیادتی ہی نہیں بلکہ اسلام اور اسلامی مملکت کے وسنیکوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس نظام نے ان سے انکی معاشی طاقت چھین لی ہے اور قرآن حکیم کا اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا نظام مملکت ختم کر رکھا ہے۔ پاکستان ٹوٹ کر دولخت ہو گیا، لیکن اتنے بڑے سانحہ اور اتنے بڑے المیہ سے گذرنے کے بعد بھی یہ سیاسی رہزن اپنی حرکات و سکنات سے باز نہیں آئے۔ انہوں نے ملک کو ہر قسم کے جرائم کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے شکنجے سے عوام الناس کے معاشی حقوق سلب کر رکھے ہیں۔ اس نظام کا انجام انکا مقدر بن چکا ہے۔ خبردار! اب ملک میں ان میں سے کسی نے بھی اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں کا نام لیا، اگر یہ باز نہ آئے تو انکا دائرہ حیات تنگ ہو جائیگا۔ ملک و ملت کو دین محمدی ﷺ کے نظام کی بالا دستی اور اس نظام کو چلانے والی صالح قیادت درکار ہے جو ان این آر او کے مجرموں سے لوٹا ہوا خزانہ، وسائل، ذرائع آمدن اور تمام واجبات واپس لے۔ تاکہ ملک کے تمام قرضے ادا کئے جا سکیں۔ ملک میں اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف قائم کیا جا سکے۔ عوام اب انکو بھاگنے نہیں دیں گے۔

۱۴۔ یہ کیسا اینٹی کرپشن جمہوریت کا نظام حیات ہے کہ کروڑوں عوام الناس کو ایک طرف تو بجلی، گیس، پانی کے بل، مکان کے ٹیکس، بینکوں کے قرضوں کی اقساط، وقت پر جمع نہ کروانے کی سزائیں اتنی سخت کہ محکمے فوری کاروائی عمل میں لے آتے ہیں۔ بجلی، پانی، گیس بند اور کنکشن منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ انکی بحالی کا نظام اس سے بھی بدتر اور اسکی اذیتیں اور بھیانک۔ ہر سیٹ پر فرعون بیٹھا ہوا ہے۔ ایسے ڈیفالٹروں کی جائیدادیں ضبط کر کے رقوم سرکاری خزانوں میں جمع کرادی جاتی ہیں۔ دوسری طرف ان جاگیردار، سرمایا دار۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اعلیٰ برسراقتدار ممبروں، نمائندوں اور بڑے بڑے کارخانوں کے مالکوں، فیکٹریوں، ملوں، ٹیوب ویلوں، اور گھروں کے لاکھوں، کروڑوں روپوں کے بل، انہیں محکموں کے تعاون سے بجلی، گیس اور ٹیکس چوری کر کے ہر ماہ ہضم کر لئے جاتے ہیں۔ یہ ملکی قوانین سے بالا قوانین رائج الوقت ہیں، ان چوروں کی چوری کے ثبوت اور گواہی انکی جائیدادیں چیخ چیخ کر دیتی ہیں۔ اور ان کے جرائم کی واضح نشان دہی کر رہی ہیں۔ چور اور چوکیدار مل کر چوری کرتے ہیں۔ اور اسکے تمام نشانات جرم کے ساتھ ہی مٹا دیتے ہیں۔ ان کے اور انکے عملے کے ساتھ اگر کوئی سرکاری ملازم ان کی اس بدعملی کے تعاون میں رکاوٹ بنے۔ تو ان کو ملازمتی پریشانیوں اور اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ انکی ملازمتیں پینشنیں ختم کردی جاتی ہیں۔ انکو زندگی اور موت کی اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

۱۵۔ دوسری طرف غریب عوام کے گھروں پر مارشل لا کے سپاہی اور میٹر ریڈر یونٹ چیک کرنے والے آلات سے میٹر چیک کرتے اور اگر کوئی بجلی کے میٹر کی خرابی یا کسی اور معمولی سے جرم کا مرتکب پایا جاتا ہے۔ تو اس کے خلاف فوری طور پر مقدمہ درج اور بقایا جات جمع کروا لئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اخباروں میں بھی ان مجرموں کو مشتہر کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس ان ادائیگیوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کر سکیں اور نہ چوں چراں کر سکیں۔ دوسری طرف ملک کے سیاسی لٹیروں، ڈاکوؤں، قرضہ خوروں اور مختلف نوعیت کے مجرموں کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ تمام واجبات معاف اور حکومت میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ کوئی محتسب، کوئی جج، کوئی انتظامیہ یا عدلیہ کا کوئی اعلیٰ عہدیدار انکے احکام کے خلاف کوئی کام کر نہیں سکتا۔ تمام سرکاری ملازمین اور عوام مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹر کے قیدی بن جاتے ہیں۔ لب کشائی کرنے والوں کو انکی ایجنسیاں اور مختلف اداروں کے افراد اٹھا کر لے جاتے ہیں انکا کوئی اتہ پتہ نہیں چلتا۔ سول سروس کے تمام اعلیٰ عہدوں پر فوج کے تمام میجر، کرنل، بریگیڈیر اور جرنیلوں کی تقرریاں ہو جاتی ہیں اور ملک انکا محکوم بن کر رہ جاتا ہے۔ ملک میں چار مارشل لا لگ چکے ہیں۔ آدھا ملک ختم ہو چکا ہے۔ لیکن ان مجرموں کو کبھی کسی عدالت نے کوئی سزا نہیں دی۔ اب وقت بدل چکا ہے۔
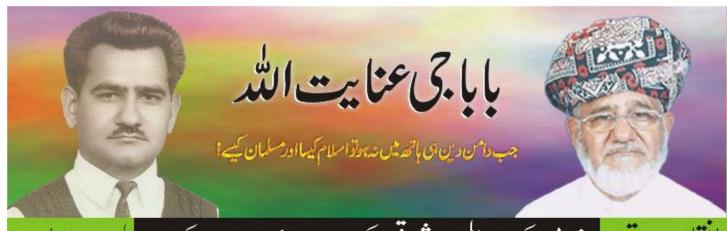
۱۶۔ اس کے برعکس بڑے بڑوں کیلئے ان بڑے بڑے جرائم میں ملوث پائے جانے کے بعد بھی احتساب کمیشن کی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔تا کہ وہ ان کے خلاف انکوائری کر کے اپنی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کریں۔اور اس کے بعد ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ایسے احکام عوام کو وقتی طور پر بیوقوف بنانے اور دھوکہ دینے کے مترادف ہوتے ہیں۔

۱۷۔ عدل وانصاف میں اتنا بڑا تضاد، ناانصافی کی ایک بدترین مثال میں اضافہ ہے۔یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ایسی کمیٹیاں اور احتساب کمیشن اور عدالتیں ان کو ثبوت نہ مہیا کرنے کی بنا پر ان جرائم سے بری قرار دیتی چلی آرہی ہیں۔رشوت لینے والے رشوت دیکر ایمانداری کی سند حاصل کر لیتے ہیں۔ زمین مافیہ کے ہیرو، اکثر ہاؤسنگ سکیمیں اخبارت کے ذریعہ مشتہر کرتے رہتے ہیں، کوئی متعلقہ سرکاری محکمہ انکے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہیں کرتا حکمران انکو کھلی چھٹی دیئے رکھتے ہیں، وہ عوام سے انکی پونجی لوٹتے رہتے ہیں، آخر میں سرکاری محکموں سے اعتراضات لگوا کر کیس عدالتوں میں لے جاتے ہیں، عدلیہ اور احتساب کمیشن زمین مافیہ سے مل کر عوام الناس کی اربوں کھربوں کی رقمیں آپس میں مل کر ہضم کرنے کا رول ادا کرتے رہتے ہیں۔مجرم اور انکے لواحقین اندرون اور بیرون ممالک عشرت کدوں میں زندگی بسر کرتے رہتے ہیں، اس تمام کھیل میں ملک کے حکمران شامل ہوتے ہیں۔کئی کواپریٹو کیسوں کے ذریعہ عوام الناس کی دولت ہضم کر چکے ہیں، آج بھی اقتدار انکی وراثت ہے۔انکی تمام جائدادیں انہی جرائم کی پیداوار ہیں جو عوام الناس کی ملکیت ہیں

۱۸۔ اصل میں یہ تمام نظام اور سسٹم عوام الناس سے انکے وسائل اور دولت لوٹنے اور اپنے ناپسندیدہ لوگوں اور مخالف عنصر کو اپنے راستہ سے ہٹانے ،نشانہ ء عبرت بنانے اور ملکی وسائل لوٹنے اور اپنی حاکمیت مسلط کرنے کیلئے نافذ کئے جاتے ہیں۔۱۹۴۷ سے لے کر آج تک یہ لوٹ کھسوٹ کی پالیسیاں ملک میں رائج ہیں۔انتظامیہ، عدلیہ کے ارکان ایسے کیسوں میں ان حکمرانوں کے احکام کے سامنے بے بس اور مجبور بن کر رہ جاتے ہیں۔ورنہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کو کان سے پکڑ کر عدالت سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔کونسا جج ہے جو عیش وعشرت اور حکمرانی کی زندگی بھی چھوڑے اور تاحیات مقدمات کا سامنا بھی کرے۔مالی بدنی اذیتیں بھی برداشت کرے اور معاشرے میں اپنا جینا بھی دشوار کر لے مغربی جمہوریت کے اس نظام اور سسٹم کو ختم کرنا ان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے غاصبوں کی موت ہے۔

۱۹۔ یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت ان سیاست دانوں کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ اصل میں یہ نظام انہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں، مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹروں، انکے چندکور کمانڈروں ،بلیکیوں ،سمگلروں نے اپنے تحفظ اور حکومتی اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ملک میں نافذ کر رکھا ہے۔کوئی سرکاری اہلکار انکے سامنے چوں چراں تک نہیں کر سکتا۔کوئی جج این آر او کے مجرموں کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہیں لا سکتا۔ہارس ٹریڈنگ کا مجرمانہ نظام حکومت کو کوئی جج روک نہیں سکتا۔اسی طرح این آر او کا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے غیر آئینی قانون کو کوئی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس اس مجرمانہ قانون کے خلاف کسی مجرم سے ملک کا لوٹا ہوا خزانہ وسائل ملکی وسائل ،مال و دولت، آئی ایم ایف کے ۳۰۰ سو ارب ڈالر کے ملکی قرضے، ملکی غداروں پر مشتمل فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی گن پوائنٹ پر مسلط کئے ہوئے مجرمانہ قوانین اور انکے معاشی معاشرتی قتال، رشوت، کمیشن، کرپشن سے اکٹھی کی ہوئی دولت جو سوئس بنکوں میں جمع شدہ کروڑوں، اربوں ڈالر ان سب کے نام موجود ہیں کوئی ملک کا قانون یا کوئی ملک کا سپریم کورٹ کا چیف جسٹس نہ واپس لا سکتا ہے اور نہ انکے خلاف کوئی کاروائی عمل میں لا سکتا ہے۔یہ گھناؤنے واقعات ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار کالم نویسوں، اہل بصیرت عوام اور دنیائے عالم کے سامنے موجود ہیں۔تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے جنکے قرضے انہوں نے این آر او کے مجرمانہ قانون کے تحت ایک دوسرے کو معاف کر دیئے ہیں انکو کوئی سپریم کورٹ کا جج بھی بدل نہیں سکتا۔علاوہ ازیں ان این آر او کے تمام مجرموں کو بذریعہ الیکشن حکومتیں مہیا کرنا اس آزاد عدلیہ کے ججوں کی مجبوری بنا دی گئی ۔۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور انکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اجارہ داروں اور ملک دشمن غداروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا شور مچائے جا رہی ہیں۔وہ ملک کو دولخت کرنے والوں، ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو قیدی بنوانے، چار صوبائی حکومتوں اور انکے حکمرانوں کو پاکستانی غریب عوام پر مسلط کرنے ،جاگیردر سرمائے دار ٹولہ کو ایم پی اے، ،وزیر مشیر ،وزرائے اعلیٰ ،گورنروں کے حکومتی عہدے مہیا کرنے ۔۵۱ فیصد حکومتی ٹولہ کی مستورات کو حکومت میں شامل کرنے اور ان این آر او کے مجرموں کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر ملک میں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ انکا قتال اور ملک کو خانہ جنگی میں دھکیلے جا رہا ہے۔ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، عوام کو باور کرائیں کہ طالبان ،دہشتگرد، عوامی قاتل ،معاشی قاتل حکومتی ٹولہ ہے یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں طالبان، دہشت گرد، ملکی غدار ہیں۔فوجی جرنیل اسکے چندکور کمانڈر، ملکی پولیس، رینجرز، فوجی سپاہ کو قرآن حکیم کے متضاد، متصادم مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اسکے اجارہ دار جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ کے مجرموں کو کب تک ملکی وسائل ،خزانہ لوٹنے ،مسلم امہ، انکی نسلوں کو مزید محروم رکھنے، انکی حکومتی اجارہ داری اور سوئس بنک بھرنے ،قرآن حکیم کے آئین کے خلاف بغاوت کے کردار تیار کریں گے۔فوج اور عوام کا قتال بند کروائیں۔ان چند مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ملک میں امن اور ترقی کی راہ ہموار کریں۔

۲۰۔ ۱۸ کروڑ ملکی عوام میں صرف یہی چھ سات ہزار جاگیردار، سرمایہ دار، مارشل لا کے ملکی غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، بلیکیئے، سمگلر، زمین مافیہ، بھتہ خور، ہارس ٹریڈرز، این ار او کے مجرم اور رہزن ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک مغربی جمہوریت کی اس سیاسی یونیورسٹی کے مخصوص نصاب کی ماسٹر اور پی ایچ ڈی کی ڈگری عوام سے بذریعہ الیکشن حاصل کرکے ملک کے اعلیٰ ایوانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی ایم پی اے، ایم این اے، اور سینیٹر کے الیکشن اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں لڑتے ہیں۔ جو ان میں زیادہ معاشی اور معاشرتی طاقت کے وارث ہوتے ہیں۔ جن کے پاس مضبوط افرادی قوت ہوتی ہے۔ جو جدید دور کے تھانوں اور کچہریوں کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور اثر ورسوخ کے مالک ہوتے ہیں۔ فوجی حکومت کی آشیرباد کو حاصل کرپاتے ہیں۔ وہی سیاسی جماعت، وہی معاشی اور معاشرتی دہشت گردان کم وبیش اڑھائی ہزار صاحب اقتدار اور اپوزیشن کے ممبران کی حیثیت سے کامیاب ہوکر اقتدار اعلیٰ کی ان سیٹوں پر قابض اور فائز ہوجاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ۱۹۴۷ سے جاری، ساری ہے۔ جسکی وجہ سے ملک میں خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔

۲۱۔ اس سیاسی یونیورسٹی کے زیرتربیت یہ ممبران، جہالت، ظلم، تشدد، بے رحمی، بدکرداری، بدقماشی، بے حیائی، لوٹ کھسوٹ، حق تلفی، سنگدلی، درندگی، ناانصافی، عدل کشی، ہارس ٹریڈنگ، کمیشن، رشوت، سمگلنگ، غرضیکہ ہر قسم کے سیکنڈلوں کے رائج الوقت نصاب سے خوب استفادہ کرتے ہیں۔

۲۲۔ یہ سیاستدان مارشل لا کے فوجی ڈکٹیٹر یا جرنیل کی مرضی سے الیکشن اور سیلیکشن کے مخصوص طریقہ کار سے اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہر قسم کی اجارہ داری کی وجہ سے تمام انتظامیہ، عدلیہ ان کے مکمل زیر اثر ہوتی ہے۔ سرکاری عہدیداروں کی حیثیت ایک محکوم، ایک غلام، ایک قیدی، ایک ملازم سی ہوتی ہے۔ انکے اشاروں پر ناچنا انکی مجبوری بن جاتی ہے۔ وہ انکے ہر جائز ناجائز کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ عوام الناس جو انکے ووٹر ہوتے ہیں بالکل بے جان، بے بس اور مفلوج ہوکر رہ جاتے ہیں۔

۲۳۔ اینٹی کرپچن جمہوریت، اسکا نظام اور سسٹم ملک کا المیہ بن کر ایک جان لیوا کینسر کی طرح ۱۸ کروڑ عوام کو چمٹ چکا ہے۔ بنکوں کے ملازمین ان کو بینکوں سے کم ریٹ پر قرضے جاری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ملوں، کارخانوں، فیکٹریوں کے اجازت نامے، ان کے حسب خواہش احکام یا منظوری دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرسکتے۔ یہ تمام جرائم حکومتی سطح پر مسلط ہیں۔ جسکی وجہ سے انہوں نے ملک کو ملکی محکوم عوام کا معاشی اور معاشرتی مقتل گاہ بنا رکھا ہے۔

۲۴۔ ملک کے اندر اور باہر ہر قسم کے ٹھیکہ جات اور سپلائی پر پورا پورا کنٹرول اور حسب منشا ریٹوں پر کام لینا اور دینا ان کے روزمرہ جرائم کا حصہ ہیں۔اس کے علاوہ، وہ جب اور جس وقت ان کا جی چاہے۔یہ قرضے ایک دوسرے کو لاکھوں، کروڑوں، اربوں میں بطور سیاسی رشوت معاف کر دیں، انکے نزدیک کوئی بات نہیں۔اس طرح یہ سیاسی وابستگیاں خریدتے رہتے ہیں۔

۲۵۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک جتنی لوٹ مار ملکی وسائل ،سرکاری خزانہ، سرکاری خرید و فروخت میں کمیشنیں، رشوتیں، جائیدادیں، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، بوگس کمپنیاں، بیرون ممالک کی خریداری پر اربوں کی کمیشنیں اور کاروبار، بینکوں سے قرضے اور رقمیں ہضم، بینکوں کے نام و نشان ختم، تاج کمپنی کا فراڈ، کواپریٹو کے قرضے، بلیک منی کا غسل، ہارس ٹریڈنگ کا کھیل یہ سب برائیاں، مارشل لا اور مغربی جمہوریت کی پیداوار ہیں، ان کی سیاسی زندگی کا حصہ ہیں۔

۲۶۔ قانون ساز اسمبلیاں انکی، قانون دان انکے، عدالتیں انکی تابع فرمان، انتظامیہ انکے حکم کی پابند، کسی کی کیا مجال کہ انکے کسی کام میں کوئی عنصر رکاوٹ بن سکے، انہوں نے ملازمتیں نہیں کرنی۔انکو معطل کرنا، انکو ملازمت سے فارغ کرنا، انکو کیسوں میں ملوث کرنا، انکو بیروزگاری میں مبتلا کرنا، انکو خائف رکھنا، کسی کی زبان کھینچ لینے سے کم نہیں۔وہ کیوں عیش و عشرت کی زندگی بھی ترک کریں اور اذیتیں بھی برداشت کریں۔مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت اسکا غاصب حکومتی ٹولہ مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے ملک کو جیل اور ۱۸ کروڑ عوام کو قیدی، غلام، محکوم بے بس بنا کر انکے وسائل و خزانہ پر یکطرفہ قبضہ کر رکھا ہے۔جو انکے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اسکو یہ طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر فوجی سپاہ سے انکا قتال کرواتے آرہے ہیں۔

نمبر ۲۷۔ یہی اینٹی کرپشن جمہوریت کے سیاستدان اور مارشل لا کے حکمران تو ہر قسم کے جرم سے پاک اور معصوم لوگ ہوتے ہیں شاہ جی باہر۔بی بی باہر، بابو باہر، بقایا کی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے باہر، کاروبار باہر، بنکوں کے اکاؤنٹ باہر، یہ سیاستدان، یہ حکمران انسانی شکل میں بھیڑے ہیں۔یہ کونسی نسل، عقیدہ اور نظریات سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ گرہو کر گساں ملک و ملت کے معاشی، معاشرتی جسد کو ایک کینسر کی طرح چمٹ چکا ہے۔فوج انکی محافظ بن چکی ہے۔

نمبر ۲۸۔ قوم کے لیڈران باہر، ملک میں فوجی ڈکٹیٹر کے مارشل لا کے زیر سایہ اینٹی کرپشن جمہوریت، اسکے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ خرید کیا ہوا سیاسی حکومتی ٹولہ اور، انکی اپوزیشن جماعتیں اسی طرح ملک کی ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلوں کو مغربی جمہوریت کی گن پوائنٹ پر زنجیروں میں جکڑے کھڑی ہیں۔

نمبر ۲۹۔ روشن خیال اسلام کے وارثوں نے دین محمدی ﷺ کے نظام کو حقوق نسواں کے نام پر روند کر رکھ دیا ہے، مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت کے زیر سایہ ۵۱ فیصد ایم پی اے ایم این اے، سینیٹروں، مشیروں، وزیروں، وزرائے اعلیٰ، گورنر، سپیکر، سفیر، وزیر اعظم، صدر مملکت اور انکی اولادوں پر مشتمل انکی مستورات کو مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے اہم عہدے مہیا کر دیئے۔ اس حکومتی ٹولہ اور، مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کے علاوہ ۱۸ کروڑ عوام کو حقوق نسواں کے حقوق ادا کرنے میں کسی کسان، مزدور، محنت کش۔ ہنرمند کے شودر طبقہ کی کسی ایک بیٹی کو بھی شاہی ایوانوں میں شامل کیا ہے تو بتادیں۔ پاکستان اور اسکی ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے مجرم حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے قیدی، غلام، محکوم، بے بس، مجبور، اپاہج بنا دیئے گئے ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام کی شب و روز کی محنت سے پیدا کیئے ہوئے وسائل ان مجرموں کی ملکیت اور ان کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ انکی پاکٹ منی بن چکا ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام جو اس ملک کے مالک اور وارث ہیں انکو انکے ملکی وسائل اور خزانہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔

نمبر ۳۰۔ ملک کی خوشحالی کی خاطر ملکی ملکیتوں کو اونے پونے داموں فروخت کیا جا رہا ہے۔ سٹیل مل کی دوبارہ بولی لگنے والی ہے۔ ملک کو سرمایہ داروں کو ٹھیکے پر دیا جا رہا ہے۔ سرمایہ داروں کو ملک کی انڈسٹری کا وارث بنا کر ملک کو خود کفیل اور عوام کو انکا ملازم بنایا جا رہا ہے۔ یہ ملی رہزن کوئی نیا گل کھلانے والے ہیں۔

نمبر ۳۱۔ اہل وطن ذرا سوچو تو! ۔ یہ فوجی ڈکیٹیٹر اور سیاستدان، یہ اپنی اپنی جماعتوں کے غدار، یہ ہارس ٹریڈنگ کی پیداوار، یہ حاکم وقت حکمران مارشل لا کی چھتری تلے ملکی ترقی کی خاطر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کو اربوں کھربوں کی قیمتی گاڑیوں اور پٹرول کی خریداری کی چتا میں راکھ بنائے جا رہے ہیں۔ ان خرید و فروخت میں بھاری رقمیں بطور کمیشن انکی، اس کاروبار میں حصہ داری انکی، ایجنسیاں انکی، سوکس بنکوں میں تمام کالا دھن پہنچانے کا کنٹرول ان کا، ہے کوئی انکو پوچھنے والا نہیں کہ ملی زرمبادلہ کی دولت کو مٹی میں کیوں ملا رہے ہو! ۔ ترقی تو وہ ملک کریں گے جو پانچ من لوہے کو بیس لاکھ کا بیچیں گے۔ اسی طرح اسکے علاوہ پٹرول کی خرید سے بھی ہر روز بیشمار زرمبادلہ کو جلاتے جائیں۔ ملک میں کرپٹ مافیا اتنی گاڑیاں سڑکوں پر لے آیا ہے، عوام کا پیدل چلنا دشوار ہو چکا ہے، کیا یہ ملکی سرمایہ کی امانتوں کو لوٹنے اور ملک کے چند رہزنوں کو گاڑیاں اور پٹرول مہیا کر کے ملکی زرمبادلہ کا ضیاع نہیں کر رہے۔ ایک کلو گوشت کی کمیشن، رشوت کی خاطر ملک کی پوری گائے ذبح کرا دی گئی ہے۔ عیش و عشرت کی تفاوتی زندگی گذارنے والا کرپٹ مافیہ اور حکمران ملی مجرم بن چکے ہیں۔ جبکہ اس خزانہ کے مالک ستر فیصد کسان، انتیس فیصد مزدور محنت کش اور عوام الناس ہیں جو غربت، مفلسی، بیروزگاری کے ہاتھوں سسک سسک کر اور بالآخر تنگ آ کر خود سوزیاں، خودکشیاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ حکمران، یہ سیاستدان، یہ کرپٹ مافیہ اس ملک اور عوام کے مجرم ہیں۔ انکا ہاتھ روک لو، ورنہ گاڑیوں کی قیمتوں کی اقساط، انکا سود اور سات سال تک انکی ادائیگیاں یہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ بطور ایڈوانس سب کچھ لے جائیں گے۔

نمبر ۳۲۔ ہر سرکاری افسر کے پاس گاڑی، ہر بلیکیئے، سمگلر، ، ، کمیشن خور، منافع خور، رشوت خور، اور سیاستدانوں کے پاس گاڑیاں ہی گاڑیاں، ملکی زرمبادلہ کا ملی قیمتی اثاثہ کو یہ مجرم بڑی بے رحمی سے عیاشی کی چتا میں جھونکے جا رہے ہیں۔

نمبر ۳۳۔ حکمران اس کاروبار کے برابر کے حصہ دار، انکے عزیز و اکارب ان امپورٹیڈ گاڑیوں کی ایجنسیوں کے مالک، کمشنوں، کرپشنوں اور رشوتوں اور مال بنانے میں مست الست ہو چکے ہیں۔

نمبر۳۴۔ کسانوں، محنت کشوں پر مشتمل عوام الناس کو زرمبادلہ کے اکٹھے کیۓ ہوئے ذخائر میں سے اگلے سات سالوں تک ان گاڑیوں کی اقساط اور سود در سود قرضے ادا کرنے کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ آج ملکی زرمبادلہ منفی زیرو پر پہنچ جاتا ہے اگر یہ تمام اقساط سات سال کی بجائے آج ہی ادا کردی جائیں۔ خانگی گاڑیاں سڑکوں پر انکے جرائم کے ہارن بجا رہی ہیں، انہوں نے سڑکیں تنگ کر دی ہیں۔ پیدل چلنے والوں کیلئے راستے بند کر دیۓ ہیں۔ گاڑیوں، پٹرول کی خریداری کے ذریعہ ملی زرمبادلہ کی امانت کو یہ عیاش آگ لگانے، جلانے اور خاکستر کرنے میں مصروف ہیں۔ اس نظام کو چلانے کیلئے کتنے قرضے حاصل کیۓ گئے ہیں اور ملک وملت کس حد تک مقروض ہوتے جا رہے ہیں، یہ رہزن حکمران بتانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اب تک تین سو ارب ڈالر تک قرضے پہنچ چکے ہیں جنکو اس ملک کی عوام نے ادا کرنا ہے۔ پچھلے چار سالوں میں نو ارب ڈالر اس قرضے کی رقم کا سود ادا کیا گیا۔ یہ قرضے کی ادئیگی ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، بیروزگاروں نے ادا کی ہے ان گاڑیوں کے مالکوں نے، یا وزیر اعظم یا صدر پاکستان یا کسی سیاستدان نے تو نہیں کی۔ انہوں نے تو رشوت اور کمیشن کمائی اور اپنے بنک بیلنس اور ملکیتیں بڑھائی ہیں۔

نمبر۳۵۔ کیا ایہ حکمران جانتے ہیں کہ یہ ملک کن کا ہے، سن لو یہ ملک ستر فیصد کسانوں کا ہے جو ملک کو گندم، چاول، مکئی، باجرہ، ہر قسم کی دالیں، ہر قسم کا گوشت، ہر قسم کی سبزی، ہر قسم کے پھل، ہر قسم کے میوہ جات، دودھ کی نہریں، ہر قسم کی لکڑی، ملک کی تمام انڈسٹری کا خام مال اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند، معمار، اینٹیں تیار کرنے والے انجینئر، لوہا تیار کرنے والے انجینئر، سیمنٹ تیار کرنے والے عظیم انجینئر، گھر، گھروندے، عالیشان بلڈنگیں، بہترین پیلس اور لاجواب پریذیڈنٹ ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، سپریم کورٹ کا عدالتی محل، کنونشن ہال، سڑکیں، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور ان میں تیار ہونے والی مصنوعات، ملک میں پھیلے ہوئے تمام عجوبے انکے خون جگر کی روشنیوں سے منور ہیں۔ ہر قسم کے ٹیکس ہر فرد ادا کرتا ہے، وہ انکے حقیقی مالک ہیں۔

نمبر۳۶۔ کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس کے ۹۹۰۹ فیصد مسلم امہ کے کسی فرد یا ان کے کسی فرزند یا بیٹی کے پاس ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک کوئی ایم، پی، اے یا ایم، این، اے یا سینیٹر یا وزیر و مشیر یا وزیر اعلیٰ و گورنر یا وزیر اعظم یا صدر پاکستان کی کوئی ایک سیٹ انکو مہیا کی گئی ہے تو ملت کو مطلع کریں۔ ملک وملت چند استحصالی افراد پر مشتمل سیاستدانوں، مارشل لا کے جرنیلوں کے ہاتھوں میں مقید ہو چکی ہے۔

نمبر ۳۷۔ اسی طرح مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد یا انکے کسی فرزند یا انکی کسی بیٹی کو ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک کوئی اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کمشنر، کمشنر یا ایس پی، آئی جی یا کیپٹن، میجر، کرنل، جنرل یا جج، سیشن جج، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج کا کوئی ایک عہدہ پچھلے ساٹھ سالوں سے دیا گیا ہے تو ملت کو مطلع کریں۔ جنکے پاس مال و دولت ہے یہ تعلیمی ادارے انکے ہیں، وہی اقتدار، حکومتی نظام، انتظامیہ اور عدلیہ کے مالک ہیں۔

نمبر ۳۸۔ کیا ستر فیصد کسانوں کے کسی دیہات میں ایک اعلیٰ انگلش میڈیم ادارہ ہے، کوئی کالج، کوئی زرعی یونیورسٹی پورے ملک میں ہے، کیا وہ شہروں کے اخراجات، آمدورفت کے اخراجات، انکے تعلیمی اداروں کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ کیا انتیس فیصد مزدور اور عوام الناس شہروں میں ان شاہی اداروں کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ نہ وہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی حکومتی ایوانوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

نمبر ۳۹۔ اے مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے! ۔صدر پاکستان، وزیر اعظم صاحب، وزرائے اعلیٰ صاحبان اے! ۔وزیر و مشیر صاحبو، اے! ۔دینی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤ! ۔اے ایم پی اے، ایم این اے، سینٹ کے ممبران صاحبان ! ۔اے فوجی ڈکٹیٹرو اور فوجی جرنیلو اور کور کمانڈر صاحبو، اے! ۔ملک کے جرنلسٹو! ۔اے اساتذہ کرام اے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طالبعلموں، اے! ۔دینی درسگاہوں کے عظیم اساتذہ کرام اور دینی طالبعلموں اور دینی رہنماؤ! ۔بات کو غور سے سنو، سمجھو اور اپنی ضمیر سے فیصلہ لو کہ مغربی جمہوریت کے باطل نظام، غاصب سسٹم، عدل کش نظام حیات، اعتدال و مساوات کچلنے والا طریقہ کار، امانت و دیانت کو لوٹنے والا طرز حیات، معاشی اور معاشرتی دہشت گرد تیار کرنے والا طبقاتی نظام، مخلوط تعلیم، مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ تیار کرنے اور ازدواجی زندگی کے دینی نظام کو کچلنے والا دین کش نظام حیات، دین محمدی ﷺ کے خلاف سودی معاشی نظام، حکمرانوں کی زیر قیادت پھلتا، پھولتا جا رہا ہے۔ مغربی جمہوریت کی عدلیہ اور انتظامیہ کا بھیانک کردار، اعتدال و مساوات کے کچلنے کے طریقہ کار، ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے حقوق سلب کرنے کے جرائم۔ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کی دوری کی سزا کے متعلق، ان حالات و واقعات کی روشنی میں ایک اہل دل، صاحب بصیرت افراد کا اجتماع کر کے حالات بالا کو غور و فکر کر کے سدھارنے کا عمل جاری کرنا ہوگا۔ نہ یہ تحریک ہے اور نہ یہ تاریک یہ تو دین محمدی ﷺ کے دین کی قندیلوں کا روشن الاؤ ہے۔ جس نے دنیا میں ظلمات کو ختم کرنا اور نور کی روشنیوں کو منور کرنا ہے۔ یہ سیاستدان، اینٹی کرپشن جمہوریت کی لاڈلی اولاد ہیں۔ ان کے خلاف کوئی ادارہ میلی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کوئی باضمیر خدا خوف، منصف اگر چاہے بھی تو ان کے خلاف کاروائی کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ جب بھی انہوں نے کسی کو باعزت، باوقار معاشرے میں پاک دامنی، پرہیزگاری، متقی، اور ایماندار ہونے کی سند جاری کرنی ہو۔ تو انکے خلاف کیس احتساب کمیشن، کمیٹیوں اور عدالتوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں جہاں ملزمان کے کیس التوا میں رکھ لئے جاتے ہیں۔ جہاں غاصبوں اور رشوت خوروں سے رشوت لیکر شواہد غائب کر کے انکو بری الذمہ قرار دے دیا جاتا ہے۔ جب کہ اصل حقائق اور ہر قسم کے ثبوت اپنے اپنے دور حکومت میں ایک دوسرے کے خلاف تحریری اور زبانی طور پر مہیا کرتے رہتے ہیں۔ ہر قسم کے کیس پر اسکیوٹنگ کی منظوری کے بعد دائر کرتے ہیں۔ یعنی کیس ختم کرتے ہیں۔

نمبر ۴۰۔ اسکے علاوہ مغربی جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے کے مجرموں کے جرائم کا کھیل شروع ہوتا ہے۔ حکمران اپنے جرائم کو تحفظ دینے کیلیئے، دوسرے مجرم لیڈران کے تمام غبن اور لوٹ مار کے کیس باہمی مشاورت سے ختم کر دیتے ہیں۔ انکے بنکوں میں لوٹمار سے اکٹھے کیئے ہوئے اربوں ڈالر انکی ملکیت بنا دیئے جاتے ہیں۔ کیا ملکی خزانہ کی یہ تمام دولت فوجی ڈکٹیٹر یا سیاسی صدر ہو یا سیاسی وزیر اعظم یا اسمبلیوں کے ممبران ایسے مجرموں کو معاف کرنے کے مجاز ہیں۔ اب تو عدلیہ آزاد ہے کیا وہ ایسے دونوں مجرموں کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ کیا یہ تمام بد دیانت پارٹیاں مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکی اتحادی فوجی سیاسی اتحادی حکومتی پارٹیاں الیکشن میں حصہ لینے کی مجاز ہیں۔ احتساب کمیشن اور انکے عملہ اور انکی شاہانہ تنخواہوں اور مراعات اور انکے اخراجات جو احتساب کے حکومتی دائر کردہ کیسوں کی سماعت کرتے ہیں انکا حساب پوچھنا، ان کیسوں کی طوالت کے متعلق پوچھنا، اس قید و بند اور ملک بدری سے سیاسی فوائد کا تذکرہ کرنا، اس ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ سودا بازی کر کے ان احتساب کمیشنوں کے تمام کیسوں کو ختم کرنا، ان ملکی مجرموں اور حکمرانتمام مجرموں کا مک مکا کرنا، بار بار حکمرانوں کے خلاف تمام رشوت اور کرپشن کی داستانیں رقم کرنا، ان محتسب اداروں کا جمہوری فریضہ بن چکا ہے۔ اسکے علاوہ سیاستدان اور حکمران ہارس ٹریڈنگ کے جرائم کا کھیل شروع کرتے ہیں۔ نئی حکومتوں کو قائم کرنے کا عمل جاری کرتے ہیں، تو یہ ایک دوسرے کیخلاف اربوں کے لوٹ مار کے کیس، سوئس بنکوں میں پڑی ہوئی تمام رقمیں بحال کرنے کے احکام جاری کرتے رہتے ہیں۔ یہ کیسے مجرم حکمران اور مجرم آزاد عدلیہ ہے۔ جنہوں نے ملک میں فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ کے ہر قسم کے جرائم ختم کر دیئے ہیں۔
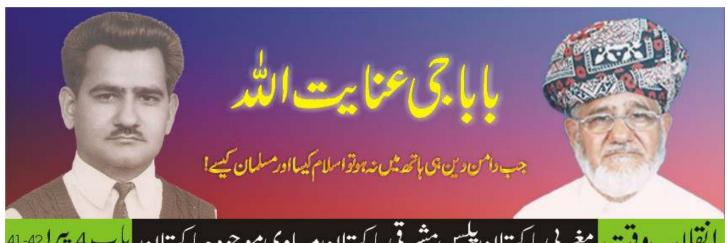
نمبر ۴۱ ۔ اگر آج ابراہیم لنکن جو مغربی جمہوریت کے نظام کے خالق تھے ۔ جو اس وقت پوری دنیا پر مسلط ہے ۔ جس نے دنیا کو باطل کدہ بنا کر رکھ دیا ہے ۔ وہ ایک عظیم دانشور تھے ۔ وہ انسانیت دوست انسان تھے ۔ آج انکی روح تڑپ جاتی ۔ کہ انکے پیروکاروں نے انکی جمہوریت کا کیا حال کر رکھا ہے ۔ جمہوریت کے سیاستدانوں نے تو پیغمبران خدا کے درس وتدریس اور ضابطہ حیات کو کچل کر رکھ دیا ہے ۔ اگر وہ دین محمدی ﷺ کے الہامی نظریات اور انکی تعلیمات اور شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت سے آگاہی پاتے ۔ اپنی عقل پر توبہ کرتے ، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے میں دیر نہ کرتے ، وہ اس بات کو آسانی سے سمجھ پاتے ۔ زبور شریف ، توریت شریف ، انجیل مقدس اور قرآن پاک ہو تو ، خدا کا کلام ۔ پیغمبر خدا کا کلام ہو تو ، حدیث مبارک ۔ بزرگان دین کا کلام ہو تو ، ملفوظات اور اگر کسی دانشور کا کلام ہو تو اقوال ۔ یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے حکمران کیسے ظالم اور غاصب ہیں ۔ کہ انہوں نے تمام پیغمبران کی آسمانی کتب اور انکی تعلیمات کو پابند سلاسل اور سرکاری طور پر منسوخ کر دیا اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے اقوال اور نظریات اور تعلیمات اور قوانین کو سرکاری بالادستی دے کر پیغمبران کی تعلیمات کو منسوخ اور کچل کر رکھ دیا ہے ۔

نمبر ۴۲ ۔ تمام مذاہب پرست امتوں کو سوچنا اور غور کرنا ہوگا ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت اور مغرب کے کرسچن جمہوریت کے نظریات میں کیا فرق ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی حاکمیت قائم کرنا بہتر ہے یا اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کی ۔ جمہوریت کے طریقہ کار سے نمرود فرعون شداد ، یزید اور بش کے نظریات کے سربراہ اور اسکے نمائندوں کے ہاتھ حکومت کا ، کاروبار چلا جاتا ہے ۔ جو فتنہ اور فساد اور ظلم وجبر کی داستاں رقم کرتے ہیں ۔ اسی طرح شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کیلئے ، انکے نظریہ اور طریقہ کار کو اپنانا ہوگا ۔ جس سے معاشرے سے صالح ، نیک ، متقی اور پاکیزہ اہلیت کے سربراہ اور اسکے نمائندوں کی سلیکشن ہوتی ہے ۔ وہ ملک وملت پر اللہ تعالیٰ کے ضابطہ حیات کے اصول وضوابط کو نافذ کرتے ہیں ۔ اسکی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور مسلمانوں اور انکی نسلوں کو بھی اسکا پابند بناتے ہیں ۔ اس سے اعتدال ومساوات ، عدل وانصاف اور اخوت ومحبت کے چراغ روشن ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کیلئے باعث کشش اور ظلمات کو روشنیوں میں بدلنے کا سبب بنتے ہیں ۔ یا اللہ اسلام کو سرفرازی عطا فرما ۔ اس فقیر بے نوا کی دعا قبول فرما اور دین محمدی ﷺ کی بالادستی کی شمع روشن فرما ۔ امین ۔

ا۔ اینٹی کرسچن جمہوریت مادہ پرست اور اقتدار پرست سیاسی دانشوروں کا تیار کیا ہوا مغربی ممالک کا ایک ایسا ضابطہ حیات ہے، جس کے ممبران کا چناؤ الیکشن کے ذریعہ ہوتا ہے، الیکشن ایک ایسے طبقہ کا کھیل ہے جسکے پاس الیکشن لڑنے کے شاہی اخراجات، اعلیٰ وسائل، دولت، معاشرے میں اعلیٰ مقام، تھانے، کچہریں اور سرکاری محکموں میں رسائی اور اثر ورسوخ ہوتا ہے۔ معاشرے میں اس ٹولہ کی پہچان جاگیردار اور سرمایہ دار کے ناموں سے ہوتی ہے، اسطرح وہ اپنے حلقہ انتخاب میں ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر الیکشن جیت کر اپنے اپنے علاقہ کے نمائندگان، یونین کونسل کے ممبران سے لیکر ضلعی ناظموں تک، ایم پی اے سے لیکر ایم این اے کے اسمبلی ممبران تک اور سینٹ کے اعلیٰ ادارے تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، الیکشن ذریعہ اقتدار اور حکومت ہے، جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے حصہ لیتے ہیں، جنکے ووٹ تعداد میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں وہ الیکشن جیت کر ممبر بن جاتے ہیں، جس سیاسی جماعت کے ممبران کی تعداد زیادہ ہوتی ہے وہ سیاسی جماعت ملک میں ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر حکومت بناتی ہے۔ حکومت بنانے کیلئے ضلعی، صوبائی اور وفاقی اسمبلیوں کے ممبران آپس میں بیٹھ کر ناظم، وزیر و مشیر، سفیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کا چناؤ کر لیتے ہیں۔ ملک کے یہ خادم، ملت کے یہ کرسچن جمہوریت کی مغربی سیاست کے رہنما! مسلم امہ کے یہ میر کارواں! محکوم اور مقید ملت کے یہ ہدی خواں! ۔ ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کے حقوق کے محافظ، ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی امانتوں کے یہ امین بن جاتے ہیں، وہ ملک وملت کی امانتوں اور انکے حقوق کے تحفظ کا طیب فریضہ ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن جیتنے اور منتخب ہونے کے بعد انکے یہ فرائض بنتے ہیں کہ دین محمدی ﷺ کے مطابق وہ ملک میں امانت و دیانت، اعتدال و مساوات قائم کریں، ایسا نظام اور سسٹم رائج کریں جس سے فرد سے لیکر افراد تک کے حقوق کا تحفظ ہو سکے، عوام الناس عدل و انصاف کا جام پی سکیں۔

نمبر۲۔ اینٹی کرسچن جمہوریت میں جو لوگ معاشی استطاعت اور معاشرتی اعلیٰ مقام، تھانے، کچہریوں اور سرکاری محکموں میں رسائی اور اثر و رسوخ رکھتے ہیں وہی لوگ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ معاشرے میں اس طبقہ کی پہچان تاجر، صنعت کار، سمگلر، زمین مافیہ، جاگیردار اور سرمایہ دار کے ناموں سے ہوتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر الیکشن جیت کر اپنے اپنے علاقہ کے نمائندگان، ضلعی ناظموں سے لیکر اسمبلیوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ الیکشن ذریعہ اقتدار اور حکومت ہے جس میں تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے حصہ لیتے ہیں جنکے ووٹ تعداد میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں وہ الیکشن جیت کر ممبر بن جاتے ہیں۔ جس سیاسی جماعت کے ممبران کی تعداد زیادہ ہوتی ہے وہ سیاسی جماعت ملک میں ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر حکومت بناتی ہے۔ حکومت بنانے کیلئے ضلعی، صوبائی اور وفاقی اسمبلیوں کے ممبران آپس میں بیٹھ کر ناظم، وزیر، مشیر، سفیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدر کا چناؤ بذریعہ ہارس ٹریڈنگ کر لیتے ہیں۔ ملک کے یہ خادم، ملت کے اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست کے رہنما! مسلم امہ کے یہ میر کارواں! محکوم اور بھٹکی ہوئی، مجبور و مظلوم ملت کے یہ ہدی خواں! ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کے حقوق کے محافظ، ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی خزانہ اور دینی نظریات کی امانتوں کے یہ امین بن جاتے ہیں۔ وہ ملک وملت کی مادی اور مذہبی امانتوں اور انکے حقوق کے تحفظ کا طیب فریضہ ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ الیکشن جیتنے اور منتخب ہونے کے بعد:۔

الف۔ انکا یہ بنیادی فرض بنتا ہے کہ وہ ملت کو سادہ، سلیس، مختصر دینی زندگی کے نظام حیات سے متعارف کرائیں۔ انہی بنیادوں پر اسکی تربیت کریں، خود بھی اسکی پابندی کریں، ملت کو بھی اسکا پابند بنائیں۔ تاکہ ملک وملت میں طبقاتی تصرفانہ زندگی کا نظام متعارف نہ ہو، کسی قسم کا معاشی فساد یا ہیجان پیدا نہ ہو سکے۔

انقلابِ وقت — حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات — باب 5 پیرا 2 ب-ت

ب۔ انکا فرض بنتا ہے کہ وزیروں، مشیروں، سفیروں اور افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی کی تعداد کم سے کم مقرر کریں اور ضروریات حیات ایک کسان، ایک مزدور، ایک ہنرمند، ایک معلم کے مطابق اور مساوی ہوں جو ملی خزانہ پر بوجھ نہ ہو، زیادہ تر افراد کو زراعت، ٹیکنیکل فیلڈ، صنعتی ترقی کے ٹیکنیکل علوم، تجارت کی تعلیمات سے آراستہ کریں، محنت و کوشش کا شعور عطا کریں، امانت و دیانت کی دولت سے مالا مال کریں اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ ان سرکاری اہلکاروں کے طبقاتی شاہانہ بودوباش اور تصرفانہ اخراجات کو ختم کرنا اور ایک عام کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس کے بنیادی لوازمات حیات کے مطابق ایک جیسی ضروریات مہیا کرنا اور ملک میں اعتدال و مساوات کے نظام کو قائم کرنا انکا فرض بنتا ہے۔

پ۔ یہ بھی انکا فرض بنتا ہے کہ وہ ملی خزانہ سے سرکاری شاہی ایوانوں، شاہی محلوں اور ذاتی تاج محلوں کو سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں کے نگینوں کے جڑنے کے کلچر کو ختم کریں۔ ملی دولت، وسائل اور خزانہ کو مٹی اور گارے میں نہ چنوائیں اور نہ غرق کریں۔ ان ملکی وسائل کو انڈسٹری اور زراعت پر خرچ کریں، صنعت اور زراعت کے فیلڈ کو چلانے والے بہترین ہنرمند تیار کریں اور ملکی مصنوعات کو بڑھائیں، ذرائع آمدن کو بہتر بنائیں، سرکاری ملازمین اور انکے کرپٹ نظام، انکی طبقاتی معاشی معاشرتی اجارہ داری، شاہانہ بودوباش اور کرپشن کے سسٹم کو ختم کریں۔ ملک کے ذرائع آمدن کو بڑھائیں، کفایت شعاری سے کام لیں۔ ملت کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ قرآن حکیم کی تعلیمات، اخلاقیات کی روشنی میں ملت کا کردار و تشخص تیار کریں۔

ت۔ حکمران اپنے کردار کی صفات کو ملت کے سامنے ایسا پیش کریں کہ ان سے صداقت، شرافت، سادگی، اعتدال و مساوات کی قندیلیں روشن ہو سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے ان ملکی سیاستدانوں، دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے تو ملک میں اُت مچا دی ہے۔ جن سے دین محمدی ﷺ اور دینی صداقتوں کے چراغ گل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ملت کے ۱۸ کروڑ مسلمانوں کے فرزندان پر مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکے ضابطہ حیات کی دین محمدی ﷺ اور دینی نظام حیات پر سرکاری بالادستی قائم کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کی حکمرانی مسلط کر رکھی ہے۔ مسلمانوں کو انکے دین کے ضابطہ حیات، تعلیمات اور اسکی حدود و قیود سے سرکاری طور پر الگ اور محروم کر چکے ہیں جو ایک بہت بڑا المیہ ہے، جس سے ملت کا دینی کردار و تشخص نایاب ہو چکا ہے۔ قرآن حکیم کے نظریات اور تعلیمات کی روشنی میں جدید تعلیمی نصاب کا تعین کریں۔ اسلامی اخلاقیات کی تعلیمات سے آراستہ کریں۔ ملت کے ہر ہونہار اور فرد سے حضور نبی کریم ﷺ کے کردار و تشخص کی خوشبو سے زمانہ مہک اٹھے۔ یا اللہ مسلم امہ کو اس منزل کا مسافر بنا۔ امین۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

ٹ ۔ ان مغربی اینٹی کرپچن جمہوریت کے کرپٹ نظام اور سسٹم کے جرائم پیشہ سیاستدانوں اور فوجی سیاسی حکمرانوں کی زمین دوز دنیا ہر قانون سے بالا اور محفوظ ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہ جب چاہیں ان کی فیملیاں اور خود بیمار ہو جائیں۔ ڈاکٹروں کے مشورے اور ہدایات جب چاہیں تیار کروالیں۔ جن ڈاکٹروں سے چاہیں ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کر کے بیرون ملک علاج معالجے یعنی سیر و تفریح، خرید و فروخت اور کاروبار کیلئے سرکاری اخراجات پر لندن، پیرس، امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں چیک اپ کروانے اور علاج کروانے کے بہانے لوٹا ہوا مال انکے بینکوں میں جمع کروانے، محل نما ریذیڈنس خریدنے اور ذاتی کارخانے اور کاروباری ادارے قائم کرنے چلے جائیں۔ اس طریقہ کار سے کروڑوں، اربوں روپے حکومت کے خزانے سے لوٹ کر اس طرح ہضم کرتے جارہے ہیں، جیسے شیر مادر۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک انکے بیرون ممالک سیر و تفریح اور میڈیکل کے اخراجات، بنکوں کے حسابات، کارخانوں کی تعداد، محلوں کی گنتی، کاروباروں کی فہرست تو اہل پاکستان کے عوام کو بتادو۔ اسکے علاوہ سرکاری اخراجات پر بیرون ممالک آنے جانے کے حسابات جو انکے نجی کاموں کو سرکاری فرائض کا حصہ سمجھا جاتا ہے وہ تو ملت کو بتادو۔ یہ کیسے بتائیں! ۔ اس حمام میں تو سبھی ننگے ہیں۔

ث ۔ یہ کون سی مخلوق ہے جس پر غریبوں بے کسوں، یتیموں بیواؤں محتاجوں ناداروں کی زکوۃ اور خیرات کی رقمیں واجب الاستعمال ہیں۔ کیا حکومت وقت یہ راز افشاں کرنا مناسب سمجھے گی کہ وہ ان تمام حکمرانوں اور تمام سیاستدانوں کی لسٹ شائع کر دے۔ جنہوں نے گورنمنٹ کے فنڈ سے علاج معالجے کروائے، اپنی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور بڑے بڑے تجارتی ادارے بیرون ممالک قائم کیئے، وہ اپنی سرکاری حیثیت سے مختلف نوعیت کے دورے بنا کر بیرون ممالک آتے جاتے رہے۔ ان کے اخراجات کی تفصیلی رپورٹ شائع کریں۔ تاکہ ان بیماروں، ناداروں اور محتاجوں، عیاشوں اور ملکی اور ملی رہزنوں کا پتہ چل سکے۔ کہ انکی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاروبار، شاہی محل کہاں کہاں ہیں۔ ہر قسم کے وسائل اور شاہانہ تصرفانہ زندگی کے لوازمات اور یہ تمام قیمتی ملکیتیں اندرون اور بیرون ممالک انہوں نے کیسے حاصل کیں۔

ج۔ یہ کتنی حیران کن بات ہے کہ ملک میں گورنمنٹ کے نچلے درجے کے ملازمین اور مستحق ستر فیصد کسانوں اور انتیس نے صد محنت کشوں اور عوام الناس کو تو ہسپتالوں میں ضروری ادویات تک میسر نہ ہوں۔ اور دوسری طرف ان کروڑ اور ارب پتیوں کو ملک کے اندر اور بیرون ممالک انکی عیاشیوں کے لئے غیر اخلاقی، استحصالی علاج معالجہ کی سہولتیں میسر ہوتی آ رہی ہوں۔

چ۔ یہ کیسا مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کا ضابطہ انصاف ہے جو ملک وملت پر مسلط ہے کہ ملک کے ۱۸ کروڑ عوام تو کسمپرسی کی حالت میں سسک سسک کر زندگی گذاریں۔ ضروریات حیات کی نایابی کی بنا پر خودکشیاں کرنے پر مجبور اور یہ اندرون اور بیرون ممالک بینکوں میں بے حساب ڈالر جمع کرواتے جائیں۔ کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، کوٹھیاں، محل، کاریں، کاروبار پھیلاتے جائیں۔ یہ معاشی دہشت گرد کون ہیں! ۔ جنہوں نے جمہوریت کی آڑ میں ملت کی معاشی طاقت چھین رکھی ہے اور ملی وحدت کو ختم کر کے سیاسی جماعتوں کے مختلف منشوروں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ عوام الناس کو زندہ باد، مردہ باد کے نعروں میں پھنسا رکھا ہے۔ اس غاصب نظام اور سسٹم کی محکومی سے نجات حاصل کرنا تمام اہل وطن کا حق بنتا ہے۔ مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکا الیکشن کا نظام کتنا غاصبانہ، آمرانہ اور ظالمانہ ہے، جس پر حکومتی ٹولہ کی اجارہ داری مسلط ہے۔ اگر ایک حلقہ انتخاب میں ایک لاکھ ووٹر ہیں تو دس جماعتوں کے امیدوار برائے الیکشن کھڑے ہوتے ہیں۔ ووٹ تمام جماعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک اعلیٰ جاگیردار، ایک بہترین سرمایہ دار، ایک آمر، دولت، وسائل اور حکومتی نظام میں ذاتی تعلق اور طاقت کی بنا پر ہر قسم کی دھاندلی کرنے پر فوقیت رکھتا ہے اور بارہ ہزار ووٹ لیکر جیت جاتا ہے تو وہ اس انتخابی حلقہ کا منتخب نمائندہ کیسے بن سکتا ہے جبکہ اٹھاسی ہزار ووٹر اسکے خلاف مختلف جماعتوں کے امیدواروں کے ہیں اور ان سے منسلک ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ایسے طریقہ انتخاب میں ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں اور بدترین آمروں کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت نمرود، فرعون، یزید کے مکتبہ فکر کے دانشمندوں کا طریقہ حکمرانی ہے۔ جسکو ختم کرنا اور دین محمدی ﷺ کا شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت جو پیغمبر خدا ﷺ کے الہامی، روحانی نظریات، ضابطہ حیات، نظام حیات اور طرز حیات کا بنی نوع انسان کیلئے ایک فلاحی راستہ ہے اسکو رائج کرنا مسلم امہ کی ایک اجتماعی ذمہ داری ہے۔ اس سے مسلم امہ کے فرزندان مغربی جمہوریت کے مادر پدر آزاد کردار کی بجائے نیک اور صالح کردار و تشخص تیار ہو۔

ح۔ ملک میں رائج الوقت مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاسی جماعتوں پر یہی ملکی، ملی، معاشی رہزن جاگیردار معاشی قاتل سرمایہ دار، اور ظالم، غاصب وڈیرے اور دین کش دینی جماعتوں کے دینی منافق قابض ہیں۔اب ورکروں اور سیاست میں دلچسپی رکھنے والے نیک دل، پاکیزہ دامن، طیب فطرت، پرہیز گاروں، صاحب شعور لوگوں اور دینی اہلیت کے وارثوں کو اس پر غور کر لینا چاہیئے۔کہ ملک میں اتنی بڑی تفاوت ،عدم مساوات اور طبقات تیار کرنے کا یہ گھناؤنا کھیل ملک میں رائج رکھنا ہے یا اس دل سوز دردناک تباہ کن غیر اسلامی عدل کش جمہوریت کے طریقہ کار کو ہمیشہ کے لئے الوداع کرنا ہے۔

۳۔ یہ رئیس زادوں، نواب زادوں، اور خان بہادروں کی بگڑی ہوئی اولادیں یا دینی جماعتوں کے دین کش اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست کے دینی رہزن فضول خرچیوں، شاہ خرچیوں، بے پناہ سہولتوں اور شاہی محلوں اور سرکاری عشرت کدوں کی ٹھاٹھ اور بادشاہی نظام میں پلنے اور ابھرنے والا مذہبی طبقہ جب حکومت کے پینل میں شامل ہوتا ہے۔ان کے پاس غریب عوام یا غریب انسانوں اور دین کی سرکاری بالا دستی کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔وہ اسی غاصب، استحصالی نظام حکومت کا حصہ بن کر رہ جاتے ہیں۔

۴۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملکی خزانہ اور وسائل کو بیدردی اور بے رحمی سے روزمرہ کے غیر ضروری اور نامناسب وافر اور فضول اخراجات کے ذریعے مقروض ملک کی معیشت کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ان کے سرکاری فنکشن (Function) ان کے پروٹوکول یعنی باادب باملاحظہ ہوشیار کے اربوں کے اخراجات ان کے، ان ناجائز فنکشنوں پر مدعوئین کی فوج اور انتظامیہ کی حاضری۔یہ تمام عمل، وقت کا ضیاع، سرکاری گاڑیوں انکے پٹرول اور ملی دولت کے ناقابل تلافی نقصان کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔یہ آتش بازیاں، یہ ناچ گانے، یہ محفلیں، یہ سیاسی اداکاریاں، یہ شہرت اور عزت حاصل کرنے کے طریقے، یہ یوم تکبیر منانے کا رواج اور اس کی تشہیر پر بے پناہ اخراجات، ملک میں آئے دن ایسے فنکشنوں کی بھرمار، ہر حکومت وقت کے منچلوں کا دستور بن چکا ہے۔

۵۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے چاروں ،صوبوں کے جاگیرداروں ،سرمایا داروں پر مشتمل ایم پی اے ،ایم این اے ،سینیٹروں ،وزیروں ،مشیروں کی غیر ضروری تعداد اور انکے ساتھ منسلک سرکاری اعلیٰ عہدیداروں کی افواج کو مسٹر بھٹو نے غریب عوام پر مسلط کردیا ۔وہ ملکی ملی رہزن ملکی معیشت کو کینسر کی طرح چمٹ چکے ہیں۔جسکا ثواب مسٹر بھٹو کی روح کو تواتر کے ساتھ پہنچتا جارہا ہے۔انکی ملن پارٹیوں جیسی مصروفیات وقت اور ملکی دولت کے ضیائع کے علاوہ کچھ نہیں۔اس قسم کے کلچر اور روایات پر سالانہ کیا اخراجات آتے ہیں۔اور ان اخراجات کا تمام بوجھ ملک کے ۱۸ کروڑ عوام کے کندھوں پر ہوتا ہے نہ کہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ یا انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی ،افسر شاہی ،منصف شاہی نے یہ اخراجات برداشت کرنا ہوتے ہیں۔ملک کی ترقی ملک میں پھیلے ہوئے غیر ضروری حکومتی ٹولہ کے ایم پی اے ،ایم این اے ،سینیٹروں ،وزیروں ،مشیروں ،سفیروں کے صوبوں سے لیکر وفاق اور وفاق سے لیکر سینٹ کے ممبران تک کے غیر ضروری حکوم ،تی ٹولہ کے شاہی سرکاری اخراجات کے پھیلاؤ کا نام ترقی نہیں۔ملک میں انکے شاہی ایوانوں ،شاہی محلوں اور انمول سرکاری قیمتی گاڑیوں کا نام ترقی نہیں۔غیر ضروری حکومتی ٹولہ کی افواج اور انکے شاہی اخراجات کا ذمہ دار کون ہے۔۔وقت کے حکمرانوں کو حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی تعداد کو کم سے کم کرنا اور ایک کسان ،ایک محنت کش ،ایک معلم کے معیار حیات کے مطابق سرکاری عہدیداروں کے مطابق ضروریات حیات مہیا کرنا۔ ملکی خزانہ کی امانتوں کو ایسے تمام عدل کش وافر اخراجات ،فضول اخراجات کا فوری طور پر خاتمہ کرنا ملک کی بقا کیلئے اشد ضروری ہے۔حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے اخراجات ایک کسان ایک محنت کش ،ایک معلم سے زائد کیوں!۔انکا معاشی حصہ ۱۸ کروڑ عوام کے تناسب سے جاری ہونا ضروری ہے۔اینٹی کرسچن جمہوریت کا مغربی کلچر مذہب کے ضابطہ حیات اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف کے قانون و نظام کو کچلتا ہے ،عدل کو قائم رکھنا معاشرے کی ایک افضل ترین عبادت ہے جسکو یہ روندتے جارہے ہیں۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

الف۔ پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے حکومتی ٹولہ نے ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر قانون بنایا۔ جسکے تحت صرف حکومتی ٹولہ کی مستورات کو حکومت ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مستورات کو فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کا حصہ بنادیا۔ یعنی پاکستان کا بجٹ دوگناہ سے بھی زیادہ بتدریج بڑھانے کا عمل شروع کردیا۔ فوجی ڈکٹیٹر، صدر مملکت، وزیر اعظم، وزرائے اعلیٰ، گورنرز، سپیکرز، وزیروں، مشیروں، اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مرد و زن کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ ملکی خزانہ، وسائل، ذرائع آمدن کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں، بیروزگاروں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں محتاجوں، ضعیفوں اور ۱۸ کروڑ غریب اور مفلوک الحال تنگ دست خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے والے ۱۸ کروڑ عوام الناس کی امانتیں ہیں۔ یہ بھی انکو یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مرد و زن کی خاندانی وراثت اور ملکیت نہیں ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام نے انکو ملک اور ملی خزانہ کی چابیاں انکے ہاتھ میں اس لئے تو نہیں دی تھیں کہ وہ کارسرکار چلانے کی خاطر حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ کرلیں۔ ملک کی ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے پیدہ کردہ وسائل اور انکے ملکی خزانہ کو حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مرد و زن مخلوط حکومت کے نام پر ایک رہزن کی طرح لوٹ لیں۔ اب حکومتی ٹولہ اور مرعات یافتہ شاہی طبقہ کے مرد و زن ملکی خزانہ، آئی ایم ایف کے قرضوں کو سرکاری عیاشانہ اخراجات اور غیر ضروری شاہی خرچیوں کی بھینٹ چڑھادیں اور ملکی ملکیتوں اور خزانہ پر غاصبانہ قبضہ کرلیں۔ ۱۸ کروڑ عوام الناس کو قرآن حکیم کی تعلیمات اور ملکی خزانہ سے محروم کردیں۔ یہ کیسے اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظام حکومت کے ملکی نمائندے اور ملک کے غاصب حکمران ہیں جو ملکی وسائل، دولت اور خزانہ کی امانتوں کو بڑی بے رحمی سے شاہانہ اخراجات کی چتا میں جلاتے جارہے ہیں۔ یہ کس قانون اور ضابطے کے مطابق اسمبلیوں میں بیٹھ کر یہ غیر عادلانہ قانون، شاہی تنخواہیں شاہانہ انگنت مراعات، شاہی ایوانوں اور شاہی محلوں، انمول گاڑیوں، گن مین باڈی گارڈ، پروٹوکول سٹاف کے اخراجات کو زندگی کا حصہ بنالیں۔۔ یہ غاصبانہ تفاوتی شاہ خرچیوں کی معاشی معاشرتی دہشت گردی کا عمل جاری کرلیں۔ ملکی وسائل، ملکی خزانہ اور آئی ایم ایف کے قرضے انکے اور انکے حکومتی نظام کی ملکیت بن جائیں۔ ملکی خزانہ، ملکی قرضے انکی ملکیت بن جائیں۔ مزید قرضے اسلیئے حاصل کئے جائیں تاکہ پہلے قرضے ادا کئے جاسکیں۔ ملک ڈیفالٹر کی لسٹ میں نہ آجائے۔ اس وقت ملک ارب ہا ڈالرز کا مقروض ہے۔ اسکا کتنا سود در سود ادا کیا جاچکا ہے۔ عوام الناس کو منگائی کے اژدہانے کیسے نگل لیا ہے۔ بجلی، پانی، گیس، ٹیلیفون کے بلوں اور ٹیکسوں کے اضافی بوجھ نے عوام الناس کو زندگی اور موت کی کشمکش میں کیسے مبتلا کردیا ہے۔ یہ تمام واقعات، حالات، جرائم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے ملک دشمن مجرمان کے پیدہ کردہ ہیں۔

ب۔ موجودہ حکومت کو پچھلی حکومتوں اور اپنے آئی ایم ایف سے حاصل کیئے ہوئے قرضوں کی لسٹ شائع کرنی چاہیئے تاکہ صحیح صورت حال عوام الناس کے سامنے آ سکے۔ اس قسم کے تباہ کن حالات فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی رشوت، کمیشن، کرپشن کی بدعملی کا نتیجہ ہیں۔ ان عیاشوں، شاہ خرچوں، فضول خرچوں کی تفاوتی شاہی تنخواہوں، طبقاتی شاہی مراعات اور تمام استحصالی معاشی، معاشرتی کرپشن سے بھرپور تباہ کن پالیسیوں کے نظام کو رواں دواں رکھنا ملک تباہ اور ختم کرنے کے مترادف ہے۔ ایسی باطل، غاصب استحصالی پالیسیوں کو نافذ کرنے کا کون ذمہ دار ہے۔ ملکی حکومت پر مستورات کو مسلط کرنے والا کون ہے۔ اسلام کے ازدواجی نظام کو ختم کرنے والا کون ہے۔ اس سے قبل فوجی ڈکیٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے ملک کو دولخت کیا۔ ۹۳ ہزار نامور سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنا دیا۔ ون یونٹ کو توڑا۔ مزید چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، صوبوں کے تمام جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کو حکومت میں شامل کر لیا۔ ایک سینٹ کا چیرمین اور اسکی اسمبلی کے عظیم ٹولہ کو پاکستان کی حکومت پر مسلط کر گیا۔ ملکی وسائل اور خزانہ کی چابیاں چاروں صوبوں کے جاگیردار سرمایا دار حکومتی ٹولہ کے سپرد کر گیا۔ کیا فوجی ڈکیٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کو ۱۸ کروڑ عوام نے بذریعہ ریفرنڈم اجازت دی تھی یا فوجی ڈکیٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے مسلم لیگ ق اور ایم کیو ایم کے ملکی غدار، ملک دشمن حکومتی ٹولہ نے بھی ۱۸ کروڑ عوام سے بذریعہ ریفرنڈم اجازت حاصل کی تھی۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ تمام باطل، عدل کش استحصالی قوانین کو فوری طور پر ختم کرنا ہو گا۔ انکا لوٹے ہوئے ملکی وسائل اور خزانہ ان سے واپس لینا ۱۸ کروڑ عوام کا حق بنتا ہے۔ صاحب بصیرت ٹی وی اینکرز، دیدہ ور تجزیہ نگار۔ دانشور قلم کار، ملی شعور کے وارث کالم نویس، دنیا کی بے ثباتی کے عارف اپنی زندگی میں کلمہ حق ادا کر جائیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کو بتا جائیں کہ فوجی ڈکیٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو اور اسکی پیپلز پارٹی کے ارکان اور فوجی ڈکیٹیٹر پرویز مشرف اسکا حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم ملک دشمن، ملکی غدار، طالبان، دہشت گرد تھے یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں ملک دشمن، ملکی غدار، طالبان، دہشت گرد اور مجرم ہیں۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

۶۔ پاکستان کے وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی خزانہ پر ۱۹۴۷ سے لے کر ۱۹۵۸ تک کون قابض تھا۔ ۱۹۵۸ سے لے کر آج تک فوجی ڈکٹیٹروں انکے چند کور کمانڈ راور انکے پسندیدہ جاگیردار سرمایا دار ملکی غدار عوام دشمن حکومتی ٹولہ ۱۸ کروڑ عوام کو ایک کینسر کی طرح چمٹا ہوا ہے جو ملک کی تباہی کا باعث بن چکا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر ایوب خان اور اسکے مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے خلاف ایجی ٹیشن شروع ہوئی۔ اس نے مارشل لا کی حکومت دوسرے فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان کے حوالے کردی۔ فوجی ڈکٹیٹر ایوب خان اور اس کے چند کور کمانڈ روں یا اسکے سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ کے خلاف نہ آئین توڑنے اور نہ ہی انکے خلاف غداری کا کیس چلایا گیا۔ کتنی حیران کن بات ہے کہ ایک فوجی ڈکٹیٹر، اسکے چند کور کمانڈروں کے احمکانہ مارشل لا کا استفادہ کس نے اٹھایا۔ چھ سات ہزار جاگیردار، سرمایا دار کے حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کو ملک میں پھیلانے اور ملکی خزانہ وسائل لوٹنے کے مواقع کس نے مہیا کیے۔ انکی شاہی تنخواہوں اور شاہی مراعات میں اضافے کون کرتا چلا آرہا ہے۔ اسکا مجرم کون ہے۔ پاکستان کے چار فوجی ڈکٹیٹر اور انکے چند کور کمانڈ راپنے ماتحت نو لاکھ سپاہ اور انکے ۱۸ کروڑ غریب والدین، کسانوں۔ محنت کشوں، مزدوروں، ہنرمندوں اور انکے بیوی بچوں کو دیہاتوں اور شہروں میں معاشی معاشرتی طور پر مفلوج کون کرتا ہے۔ انکے بنیادی حقوق کون سلب کرتا ہے۔ انکو تعلیم سے کون محروم کرتا ہے۔ ملک میں ایک تعلیم نصاب، ایک جیسے تعلیمی ادارے اور ایک جیسا معاشی معاشرتی نظام عدل کو کون ختم کرتا ہے۔ ۱۸ کروڑ اہل وطن پر قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت نافذ العمل کرنے سے گریز کون کرتا ہے۔ پاکستان میں معاشی اور معاشرتی عدل کش نظام حیات کون، نافذ کرتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی کردار و تشخص کون ختم کرتا جا رہا ہے۔ ملک کے طالبان اور دہشت گرد حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہے یا مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے محکوم عوام ہیں۔ کیا مغربی جمہوریت کے باطل غیر اسلامی، غیر قرآنی استحصالی نظام حکومت کے حکومتی ٹولہ کی رٹ کو قبول کرنا مسلم امہ پر لازم ہے۔ فیصلہ اہل قلم، کالم نویس، ملکی دانشور، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار اور حکومتی دانشور ٹولہ اپنی رائے، اپنا فیصلہ کر کے عوام کو مطلع کریں۔

ے۔فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان ، اسکے چند کور کمانڈروں اور فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے مارشل لا کے نظام حکومت کو جاری رکھا۔ پاکستان میں نان کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کو بحال کرنے کیلیئے الیکشن کروائے۔مشرقی پاکستان کے مجیب الرحمان کی عوامی پارٹی کی اکثریت تھی اور مغربی پاکستان میں مسٹر بھٹو کی پیپلز پارٹی کے ممبران کی تعداد مجیب الرحمان کے ممبران سے کم تھی۔ مجیب الرحمان کو حکومت بنانے نہ دی گئی۔مشرقی پاکستان میں عوام اور فوج کے درمیان خانہ جنگی جاری ہوگئی۔ ہندوستان نے مداخلت کی۔مسٹر بھٹو نے ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگایا۔فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے باہمی مشاورت سے ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنادیا اور پاکستان کو دولخت کر دیا۔کسی ملک دشمن ملک توڑنے والے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں کے خلاف نہ کوئی غداری کا کیس درج ہوا نہ کورٹ مارشل۔صرف یحییٰ فوجی ڈکٹیٹر کو ہٹادیا گیا۔تمام کور کمانڈر اسی طرح حکومت کا حصہ بنے رہے۔مسٹر بھٹو اور چند فوجی کور کمانڈر اسی طرح ملک پر مسلط رہے۔مسٹر بھٹو ایک سال تک پاکستان میں بطور مارشل لا ایڈمنسٹریٹر قابض رہا۔مسٹر بھٹو نے کئی سینئر جرنیلوں کو پس پشت ڈال کر پاکستان کی کمانڈ اپنے پسندیدہ جرنیل ضیا الحق کے حوالے کردی۔عوام الناس مسٹر بھٹو کو پاکستان دولخت کرنے کا مجرم تصور کرتے تھے۔فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان، مسٹر بھٹو نے مل کر ون یونٹ کو ختم کیا، چار صوبائی حکومتیں بناڈالیں۔غریب عوام کو روٹی کپڑا مکان مہیا کرنے والے رہنما نے پاکستان اور پاکستانی عوام پر اتنا بڑا ظلم، فراڈ، دھوکہ اور، دغا کیا جسکی مثال پاکستان کی تاریخ میں موجود نہ تھی۔فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو انے باہمی مشاورت سے چار صوبائی حکومتیں قائم کیں۔پھر پاکستان کے چاروں صوبوں کے جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کو حکومتی ایوان مہیا کر دیئے۔ملک کے ۱۸ کروڑ عوام کو انکے شاہی ایوانوں، شاہی محلوں کے شاہی اخراجات کا بجٹ مہیا کرنے کا پابند بنالیا۔حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کو حکومت، ملکی وسائل، ملکی خزانہ مہیا کردیا گیا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو حکومتی اخراجات مہیا کرنے کا پابند بنادیا گیا۔پاستانی عوام انکے بدترین غلام اور بے بس محکوم بنادیئے گئے۔انگریز کے پروردہ ملک دشمن، ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور ایک حکومتی ٹولہ کے جاگیردار مسٹر بھٹو نے ملک کے تمام جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کو ملک کا حکمران بنادیا۔شاہی ایوانوں شاہی محلوں کے شاہی اخراجات مہیا کرنے کیلیئے ۱۸ کروڑ بھوکی ننگی، بیروزگار خودکشیاں کرنے والی عوام اور انکی نسلوں کو پابند بنادیا۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

۸۔ ۱۹۷۳ سے لے کر آج تک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے سینٹ، وفاق اور صوبوں کی حکمرانی پاکستان کے جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے حوالے کر دی۔ کار سرکار چلانے کیلئے انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملک کی انتظامیہ، عدلیہ کے سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا گیا۔ تمام حکومتی ایوان، ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت اور ہر قسم کا اندرون، بیرون ممالک کا کاروبار حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت بن گیا۔ ملک کا خزانہ انکی پاکٹ منی بنا دیا۔ پاکستان کے چاروں صوبوں کے ایم پی اے، وفاق کے ایم این اے، سینٹ کے سینٹر اقتدار کی نوک اور مارشل لا کی گن پوائنٹ پر ملکی وسائل لوٹتے اور ملکی ملکیتوں پر اس وقت سے قبضہ کرتے آرہے ہیں۔ رشوت کمیشن کرپشن کا نظام پاکستان سے لیکر بین الاقوامی سطح تک انکے زیر سایہ اور زیر کنٹرول پھلتا پھولتا چلا آرہا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر انکے چند کور کمانڈ اور تمام صوبوں کے ایم پی اے، ایم این اے، سینٹر، مشیر، وزیر، وزرائے اعلیٰ، وزیر اعظم، صدر مملکت،، منصف شاہی افسر شاہی، فوج شاہی، زمین مافیہ، بھتہ خور، اغوا برائے تاوان مغربی جمہوریت کے حکومتی نظام کا حصہ بن چکا ہے۔ شاہی ایوان انکے، انمول سرکاری گاڑیاں انکی، شاہی تنخواہیں انکی، شاہی سرکاری رہائشیں انکی۔ ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، مال و دولت انکا۔ ۱۸ کروڑ ملک کی مالک اور وارث عوام بھوک ننگی اور خودکشیاں کرنے پر مجبور، تمام صوبوں کے وزیر، وزرائے اعلیٰ ۱۸ کروڑ عوام کے نوکر ملازم، خادم، خادم پنجاب، خادم سرحد، خادم سندھ، خادم بلوچستان، خادم پاکستان کے عظیم و برتر شاہی ایوانوں، شاہی محلوں پر قابض اور صوبائی سطح پر شاہی ایوان، شاہی محل انکے، ۱۸ کروڑ عوام کے نوکر، خادم، خادم اعلیٰ، خادم پاکستان کی تعیش گاہیں انکی ملکیت اور ان کی زندگی اقتدار کے نشے میں گم۔ کوئی بحریہ میں حصہ دار کوئی ڈی ایچ اے کا مالک ہے۔ کوئی سی ڈی اے کا اور کوئی ایل ڈی اے، کے ڈی کا مالک بن چکا ہے۔ مسٹر بھٹو آج تیرے ایم پی اے جوارخانے اور تھانہ کلچر تیرے ایصال ثواب کیلئے چلا رہے ہیں۔ یہ مجرم ٹولہ ہر قسم کی رشوت، کمیشن، کرپشن کو حکومتی نظام کا حصہ بنا چکے ہیں۔ تمام ملکی اور بین الاقوامی سطح پر سرکاری خرید و فروخت اور تجارت کی کمیشن ان مجرموں کی بیرون ممالک کے بنکوں میں جمع ہوتی آرہی ہے۔ انکے کاروبار، جائیدادیں، دولت بیرون ممالک پہنچ چکی ہے۔ ملک کو خوب لوٹا جارہا ہے۔ آئی ایم ایف کے قرضے انکی وراثت۔ ملک مقروض۔ عوام بھوک ننگ سے دوچار اور یہ شاہی ایوانوں میں تعیش کی زندگی میں فناہ و برباد ہوتے جارہے ہیں۔ ان ملک دشمن، ملکی غداروں ملکی رہزنوں، ملکی حکمرانوں کو نوالا کھ فوجی سپاہ اور پاکستان کے ۱۸ کروڑ کسان و مزدور، محنت کش، ہنرمند اپنے بنیادی حقوق اب انکو غصب کرنے نہیں دیں گے۔ پہلے ۱۸ کروڑ عوام ریفرنڈم کے ذریعے فیصلہ کریں گے کہ ملک کے رہزن، ملکی غدار، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر اور انکے چند کور کمانڈر اور انکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ دہشت گرد، معاشی قاتل، معاشرتی قاتل اور ملک کے مجرم ہیں یا نوالاکھ فوجی سپاہ اور انکے ۱۸ کروڑ عوام اور والدین، عزیز و اکارب مجرم ہیں۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

نمبر۹۔ قرآن حکیم کے آئین جسکی خاطر یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا، اس کے نفاذ کی بات کرنے والے دہشت گرد اور مجرم ہیں۔ پاکستانی عوام نے آج تک کوئی جنگ ہاری نہیں اور ان ملک دشمن، ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹروں نے آج تک کوئی جنگ جیتی نہیں سوائے ۹۳ ہزار جری، بہادر فوج کو ہندوستان کا قیدی بنانے اور فوجی سپاہ کو رسوا کرنے کے۔ عوام اور سپاہ کا قتال اب نہیں ہوگا۔ ملک دشمن لٹیروں، رہزنوں اور ملکی مجرموں کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ ۹۳ ہزار فوجی سپاہ کو قیدی کروانے والا فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور اسکے چند کور کمانڈر اس وقت بھی ملک وملت کے غدار اور مجرم تھے اور آج بھی ہیں۔ اسی طرح فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے ہمنوا چند کور کمانڈر اور ملک کے این آر او کے تمام فوجی، سیاسی مجرموں کو ۱۸ کروڑ عوام نے معاف نہیں کیا۔ وہ مجرم بار بار ملک پر کیسے حکومت کر سکتے ہیں۔ ڈکٹیٹر مشرف، اسکے چند ملکی غدار، ملک دشمن، ملک کا آئین توڑنے والے مجرم کور کمانڈر، اسکا حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اور انکے ساتھی تمام مجرم کب تک بچ سکیں گے۔ کب تک فوجی ڈکٹیٹر کے مجرم ساتھیوں کو پاکستان کی افواج کی سربراہی دیتے جائیں گے۔ کب تک ان مجرم جرنیلوں کو تین تین سال کی اضافی سروس کی میعاد بڑھاتے رہیں گے۔ کب تک یہ مجرم ملک دشمن پالیسیوں کو جاری رکھتے رہیں گے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ این آر او کے تمام کے تمام مجرم حکومتی ایوانوں پر بار بار مسلط ہوتے جائیں گے۔ خانہ جنگی آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔ اب فوج، پولیس یا رینجر کی سپاہ اور عوام آپس کا قتال بند کر دیں۔ ان چند فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور نو لاکھ سپاہ اور انکے والدین، بال بچے اور قبیلہ کے افراد دہشت گرد ہیں یا ایک فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر اور اسکے حکومتی ٹولہ کے چھ سات ہزار مغربی جمہوریت کا جاگیر دار سرمایا دار ٹولہ ملک کا غدار، باغی، ملک دشمن، قرآن حکیم کا منکر ومنافق ملک وملت کے مجرم ہیں۔ ان نو لاکھ فوجی سپاہ اور ۱۸ کروڑ اہل وطن مل کر ان ملکی آئین توڑنے والے غداروں، عوامی قاتلوں، ملکی وسائل اور خزانہ لوٹنے والے دہشت گردوں سے تمام لوٹا ہوا خزانہ واپس لیں گے۔ عوام از خود قرآن حکیم کی حاکمیت قائم کریں گے۔ یہ اب بچ نہیں سکتے۔ اب عوام مزید بیوقوف بنائے نہیں جا سکتے۔ فطرت نے ان پر اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں پر قرآن حکیم کے متضاد کفر کے نظریات کی استحصالی رٹ قائم نہیں رہ سکتی۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

۱۰۔ مسٹر بھٹو تجھے سادہ لوح ملکی عوام نے روٹی، کپڑا، مکان اور اسلامی مساوات کے نعرے کے عوض حکومت کا تاج پہنایا۔ تو نے جاگیردار سرمایادار ٹولہ کو صوبوں، وفاق اور سینٹ کے حکومتی ایوانوں تک پہنچایا۔ تو نے مخلوق خدا کے ساتھ دھوکہ کیا۔ رب ذالجلال نے تیرے ساتھ اپنی چال چلی۔ تجھے تیرے پسندیدہ، قابل اعتماد فوجی جرنیل ضیاالحق نے وہی دھوکہ کیا جو تو نے معصوم عوام کے ساتھ کیا تھا۔ تجھے کیفر کردار تک پہنچایا۔ غریب، مجبور، محکوم عوام خالق کی پیاری مخلوق ہے۔ پاکستانی سپاہ کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں، غریب، مجبور، تنگ دستوں کی اولادیں ہیں۔ محنت کش، صحت مند، جری، بہادر اور ملک پر جان نچھاور کرنے والی اور شہادت کا جام مستیٔ کردار میں جھوم کر نوش کرنے والی افواج ہے۔ انکی موجودگی میں کوئی دشمن ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا۔ پاکستانی عوام، انکی اولادوں پر مشتمل افواج کا مقابلہ دنیا کی کوئی فوج نہیں کر سکتی۔ ملکی غدار، ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو نے پاکستان کی ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے جرنیلوں کی ہسٹری داغدار بنا کر رکھ دی۔ فوجی ڈکٹیٹر پاکستان کی بہادر اور جری فوج کے ۹۳ ہزار سپاہ کو ہندوستان کا قیدی بنانے، انکی تذلیل بے حرمتی کے مجرم بن چکے ہیں۔ چار فوجی ڈکٹیٹر، انکے ساتھی چند کور کمانڈر ملکی غدار، اقتدار کے بھوکے، عقل سے فارغ، جاگیردار، سرمایادار ملکی غدار سیاسی حکومتی ٹولہ کی خوش آمد کا شکار ہوتے رہے۔ مارشل لا ان مجرموں کی حکومتیں بنانے، انکی تعداد بڑھانے، انکو وفاقی حکومت سے نکال کر سینیٹ کے شاہی ایوان، چاروں صوبوں کے شاہی ایوانوں تک پھیلانے، پھر اسی مجرم جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ کی ۵۱ فیصد مستورات کو حقوق نسواں کے نام پر سینٹ کے ایوان، وفاقی حکومت، چاروں صوبائی حکومتوں کے شاہی ایوانوں، شاہی محلوں تک پہنچاتے رہے۔ انکے ساتھ انکی اولادوں پر مشتمل انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا طبقہ ملکی وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت ملک کے سیاہ سفید کا مالک با ور ملکی خزانہ انکی پاکٹ منی بنا دیا گیا۔ انکی اہلیت انگریزی زبان پر فوقیت ہے۔ نہ وہ کسان ہیں، نہ وہ مزدور، نہ محنت کش، نہ ہنر مند، نہ کسی فن سے آشنا ہیں۔ وہ تو اینٹی کرپشن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ طبقہ کے حکومتی دہشت گرد ہیں۔ وہ پیشہ ور ہارس ٹریڈنگ، نظریۂ ضرورت کے مجرموں کا حکومتی ٹولہ ہے۔ جو ۱۸ کروڑ عوام کے وسائل، خزانہ اور تین سو ارب ڈالر آئی ایم ایف کا قرضہ اپنی ملکیتوں میں بدل چکا ہے۔ انکا مغربی جمہوریت کا باطل، غاصب، استحصالی نظام حکومت، انکے ظلم و جبر کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی نظام مملکت کے نفاذ کی بات کرنے والے طالبان، دہشت گرد، ملکی غدار، ملک دشمن قرار دے کر انکا فوج کے ذریعے قتال کروانا جائز ہے۔ اہل وطن دانشور ٹی وی اینکرز، دور حاضر کے بیباک تجزیہ نگار، اہل قلم دانشور، انسانیت دوست کالم نویس، ذرائع ابلاغ کے تمام احباب سے ملتجی ہوں کہ وہ اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ کو اپنی رائے اور فیصلہ سے آگاہ فرمائیں کہ ملک دشمن، ملکی غدار، عدل کش، ملکی رہزن قرآن حکیم کا باغی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہے یا عوام ہیں۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

۱۱۔ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں اور عوام ان وجوہات کی بنا پر مسٹر بھٹو کے خلاف ہوئی اور ملک میں اسکے خلاف نفرت پیدا ہوگئی۔ اپوزیشن اور عوام نے مل کر اسکے خلاف ملک گیر ایجی ٹیشن چلائی۔ حالات سے استفادہ کرتے ہوئے فوجی جرنل ضیا الحق نے ملک پر تیسرا مارشل لا لگا دیا۔ فوجی ڈکٹیٹر ضیا الحق نے مسٹر بھٹو کو احمد رضا قصوری کے والد کے قتل کے کیس میں پھانسی چڑھا دیا۔ فوجی ڈکٹیٹر ضیا الحق نے مسلم لیگ ن اور ایم کیو ایم اور دوسری اتحادی سیاسی جماعتوں کے فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کو جنم دیا۔ کم وبیش دس سال تک ملک پر مارشل لا کی حکومت چلائی۔ فوجی ڈکٹیٹر نے ون یونٹ کو بحال نہ کیا۔ اسلام کے نفاذ کا نام لیتا رہا اور اسلام کا نظام مملکت پاکستان میں رائج نہ کیا۔ ۹۰ دن کیلئے آیا۔ ۱۸ کروڑ عوام اور خدا اور رسول ﷺ کے سامنے جھوٹ بولتا رہا۔ مغربی جمہوریت کے چاروں صوبائی حکومتوں، وفاقی حکومت اور سینٹ کے حکومتی ادارے کو جوں کا توں جاری رکھا۔ پیپلز پارٹی کے جیالوں کو حقائق سمجھانے کی بجائے انکو جسمانی تشدد کا نشانہ بناتا رہا۔ جیالوں نے فوجی ڈکٹیٹر پر کئی حملے کئے۔ وہ بچتا رہا۔ آخر کار فضائی حادثہ اسکی موت کا سبب بن گیا۔ مارشل لا کے کسی ایک بھی سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ کے غداروں اور ملک دشمن غداروں کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہوئی ہے۔

۱۲۔ چوتھا مارشل لا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے نواز شریف کی منتخب حکومت کو ختم کیا اور پاکستان پر مارشل لا مسلط کر دیا۔ پاکستان کے اس فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈروں، انکے سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم اتحادی سیاسی جماعتوں کی مجرمانہ حکومتی پالیسیوں، امریکہ اور افغانستان کی جنگ کو پاکستان کی جنگ بنانا، خانہ جنگی کو جاری کرنا، جنگی تباہی کی بنا پر مہنگائی کا خوف ناک اژدہا دن بدن بڑھتا، طاقت ور، جان لیوا، عوام الناس کی معاشی ہڈیاں، پسلیاں چبائے اور ان کو نگلنے کے قریب ترین پہنچ چکا ہے۔ ان عقل کے اندھوں اور معاشی قاتلوں کے حکومتی نظام اور سسٹم اور انکی مجرمانہ ملک دشمن پالیسیوں کے عذاب سے ملک وملت کو نجات دلانا۔ اور ان کی گرفت سے چھڑانے کا صرف ایک اور ایک ہی راستہ ہے۔

۱۳۔ وہ دین اسلام کا راستہ ہے۔ جس میں نہ امیر المومنین نہ مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کا کوئی رکن ایسی شاہ خرچیوں، بے ضابطگیوں، اور بد قماشیوں کا تصور بھی کرسکتا ہے۔ یہ سب قرضے **ملک** کو نہیں بلکہ اپنی سیاسی پوزیشن اور حکومت کو مضبوط بنانے، نجی لوٹ مار کرنے اور عیش وعشرت کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں۔ جب ایک حکومت چلی جاتی ہے۔تو آنے والی حکومت ان کی طرح یہی کہتی ہے کہ **ملک** کی معاشی حالت بڑی نازک اور خراب ہے۔ **ملک** قرضوں میں جکڑا پڑا ہے۔ اسکی معاشی صحت دم توڑ رہی ہے۔ وہ بھی پہلی حکومتوں کی طرح عوام الناس پر مزید ٹیکسوں کا بوجھ ڈال کر ملکی حالات کو سنوارتی ہوئی اور اپنی اپنی نجی زندگی کو سرکاری خزانے اور آئی ایم ایف کے قرضوں سے اپنی معاشی طاقت محفوظ کر کے آگے چلتی بنتی ہے۔

۱۴۔ آج تک ملک کے ان اینٹی کرپچن جمہوریت کے باطل قوانین اور بدکردار حکمرانوں کو نہ کوئی روکنے، نہ کوئی پوچھنے اور نہ ہی اسکا تدارک کرنے والا نصیب ہوا ہے۔ محکوم اور بے بس عوام الناس کو مہنگائی، پانی، بجلی، گیس کے اضافی بلوں اور ٹیکسوں کے کینسر میں مبتلا کرتے جارہے ہیں۔ اہل دل، اہل قلم، اہل درد، لکھاریو! اخبار نویسو اور عزیز طالب علموں! تم ملک وملت کا ایک ایسا قیمتی اثاثہ ہو۔ جو ملک میں حکومتیں ختم کرنے اور قائم کرنے کا رول ادا کرتے آرہے ہو۔ آپ خود تو ذاتی طور پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں نہیں ہوتے۔ لیکن آپ ان ملک دشمن، ملکی آئین توڑنے والے غداروں، بدقماش، سیاست دانوں کے زوال اور اقتدار کا سبب ضرور بنتے آرہے ہو۔ آپ نے آج تک قرآن حکیم کے متضاد نان کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کے سیاستدانوں کے لئے بڑی جنگیں لڑیں۔ پاکستان کی مسلم امہ کی جمیعت پندرہ سیاسی جماعتوں کے سیاسی منشوروں اور فرقوں میں تقسیم کردی گئی ہے۔ ملکی ملکیتیں وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، مال و دولت اسی حکومتی ٹولہ کی ملکیت بن چکی ہے۔ ہارس ٹریڈنگ اور این آر او کے مجرموں نے ملکی خزانہ کو اپنی پاکٹ منی بنا رکھا ہے۔۔ آئی ایم ایف کے قرضے انکے سوئس بنکوں میں منتقل ہوتے جاتے ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام کو نان کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت، اسکے حکومت ٹولہ نے ملکی ملکیتوں سے لے کر ملکی خزانہ تک محروم کر رکھا ہے۔ آئی ایم ایف کے قرضے انکی تجوریوں میں پہنچتے جاتے ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام محکوم بے بس مجبور غربت تنگ دستی، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم، زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا، خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اب آپ لوگ نان کرپچن جمہوریت اور اسکے جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کے حکومتی ایوانوں انکے اقتدار کے تحفظ کی جنگ کو ختم کریں۔ قرآن حکیم کے آئین، تعلیمات اخلاقیات، اعتدال و مساوات، عدل وانصاف اور اسکے نظام مملکت کو پاکستان میں رائج کرنے کے عمل کو جاری کریں۔ اس حقیقت سے آپ واقف اور آشنا ہیں کہ انگریز نے ۱۸۵۷ سے لیکر ۱۹۴۷ تک ہندوستان کی عوام کو غلام اور قیدی بنائے رکھا۔ جو آزادی کی بات کرتا اسکو دہشت گرد کہہ کر انکا قتال کروا دیتا۔ اسی طرح انگریز کا پروردہ جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ پاکستان پر اسکا جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت، اسکا نظام و سسٹم جاری رکھے ہوئے ہے۔ قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے خلاف بات کرنیوالوں اور قرآن حکیم کے آئین کے نفاذ کی بات کرنے والوں کو دہشت گرد کا لیبل لگا کر انکا قتال جاری کر رکھا ہے۔ حکومتی ٹولہ اور ۱۸ کروڑ عوام کے درمیان نظریاتی جنگ جاری ہے۔ ہارس ٹریڈنگ اور نظریہ ضرورت کے مجرم اپنی حکومتی اجارہ داری اور تعیش کی زندگی کو ترک کرنے پر رضامند نہیں اور نہ ہی ہوسکتے ہیں۔ قرآن حکیم کا باغی، ملکی آئین توڑنے والا غدار حکومتی ٹولہ جنہوں نے اس ملک، دھرتی، ملت، اسکے وسائل کو معاشیات کے عبرتناک حالات اور مغرب کے مادر پدر غیر اسلامی مخلوط تعلیم مخلوط حکومت مخلوط معاشرے کے فحاشی بے حیائی، بدکاری، زناکاری کے کلچر کا ایندھن بنا رکھا ہے۔ مغربی جمہوریت کی حاکمیت انکے پاس ہے۔ اہل وطن انکی محکومی انکے نظام و سسٹم کے شکنجے میں تڑپتے اور بے جان ہوتے جارہے ہیں۔ ان سے نجات انکا حق اور فرض بن چکا ہے۔

۱۵۔ اب اگر آپ لوگ اس بیماری کا علاج کرنا چاہتے ہیں تو حکومت نہ بدلیں، بلکہ انکو، انکے اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکا نظام اور سسٹم بدلیں۔ مسلم امہ کے فرزندان کو کرسچن جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے نظام کی آگاہی اور عوام الناس کی رہنمائی فرمائیں۔ اور ان کو ان کی حرکات وسکنات، انکے عدل کش معاشی اور معاشرتی نظام اور سسٹم اور ان سیاستدانوں کی بالا دستی کی تباہ کاریوں سے آگاہ کریں اور انکے احتساب کا عمل جاری کریں۔ یہ بچ کر نکل نہ سکیں۔ آپ جماعتوں میں تقسیم نہ ہوں، یہ تمام سیاستدان ایک ہی کڑوے، بدمزہ، اور مہلک جان لیوا اینٹی کرسچن جمہوریت کے درخت کے پھل ہیں۔ آپ کی سوچ اور عمل اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا رول بڑے احسن طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ اہل وطن مسلمانوں اور انکی نسلوں کی نجات اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے میں مضمر ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطہ حیات کی بغاوت میں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ امین

۱۶۔ پاکستان میں چار مرتبہ مارشل لا نافذ ہو چکا ہے۔ چاروں فوجی سربراہوں کو اسی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے سائے تلے اپنی زندگی کے سانس بڑی اذیت سے پورے کرنے پڑے۔ فوج کسی بھی ملک کا ایک بہترین انمول سرمایہ اور منظم ادارہ ہوتا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر ایوب خان نے اپنے ساتھ ملک کے تمام نواب کالے باغ، سفید باغ، جاگیردار، سرمایہ دار ساتھ ملا کر اپنا وقت گذارا۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان نے اسی اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن کروائے اور مشرقی پاکستان الگ کروا دیا۔ فوجی ڈکٹیٹر ضیا الحق نے بھی اسی حکمت عملی سے کام لیا۔ انکو اسلام کی اتنی سمجھ آئی کہ انہوں نے مسجدیں بنوائیں اور اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کے پاس کردہ غاصب قوانین اور مجرمانہ کفر کے نظام حکومت کے سجدے ادا کرواتا رہا۔

۱۷۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف بھی اسی دلدل کا شکار رہا۔لیکن انکو کیسے سمجھایا جائے کہ بات مغربی جمہوریت کی تعلیم اور اسکے تعلیمی نصاب کی اعلیٰ قابلیت اور حاکمیت کی طاقت یا باطل نظام حیات کی اہلیت کی نہیں وہ تو قرآن حکیم کے نظریات اور تعلیمات سے آگاہی کی ہے۔فوجی ڈکٹیٹروں کا واسطہ تو رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت کے قرآن حکیم کے متصادم مجرمانہ نظام حکومت اور اسکے فاجر، فاسق، باطل، غاصب، منافق سیاستدانوں کا ہے۔جنہوں نے اہل وطن کے ۱۸ کروڑ فرزندان کا فوجی ڈکٹیٹروں کے زیر سایہ دین و دنیا کو ایک رہزن کی طرح لوٹنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔وہ ملک کی دولت، وسائل، خزانہ اور تجارت پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے تحت قابض ہو چکے ہیں۔اسطرح وہ اسلامی نظریات اور اسکی تعلیمات پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات اور اسکی تعلیمات کی سرکاری بالادستی مسلم امہ پر مسلط کرتے چلے آرہے ہیں، جو مسلم امہ کے جسد کو ایک کینسر کی طرح ختم کیئے جا رہی ہے۔یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ پوری امت ذکر رب جلیل میں مصروف ہو اور درود نبی کریم ﷺ پر بھیجنے میں محو۔کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ عملی طور پر عبادت کرسچن جمہوریت کے نظام اور اسکے اسمبلی کے بدقماش ممبران اور دین کے منافق باطل حکمرانوں کے تیار کردہ قوانین کی کرے۔پوری ملت منافقت کے عذاب میں مبتلا کر دی گئی ہے۔یہ سیاسی شاطر پہلے بھی افواج اور عوام کو شرقی پاکستان میں آمنا سامنا کروا کر اس کی تذلیل کروا چکے ہیں، اب پھر اسی ڈگر پر چل رہے ہیں، اب فوجی سربراہ کو بلوچستان اور شمالی علاقہ جات کی چتا میں دھکیل دیا ہے۔۱۲ مئی ۲۰۰۷ کو ایم کیو ایم نے چیف جسٹس کے جلوس کو روکنے کیلئے کراچی میں لاشوں کا ڈھیر لگا دیا۔شمالی علاقہ جات میں دہشت گردوں کے نام پر فوج کے ہاتھوں عوام کا قتال جاری کر رکھا ہے۔ایک خود ساختہ بین الاقوامی سازش کے تحت کسی شخص یا جماعت کو دہشت گرد قرار دینا، انکی خاطر پوری بستی کو تباہ کر دینا کہاں تک مناسب ہے۔دینی اداروں کو کرش کرنے کیلئے لال مسجد کے اندر فوج کے ہاتھوں بیشمار معصوم، بیگناہ طالبعلموں اور طالبات کا بری طرح قتال کروا کر رکھ دیا ہے۔افواج پاکستان کے خلاف نفرت اور نفاق کی آگ بھڑکا دی گئی ہے۔فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم کیساتھ الحاق کر کے تمام سیاسی جماعتوں کا اعتماد کھو دیا ہے۔بلوچستان، کراچی، شمالی علاقہ جات اور لال مسجد اور دینی مدرسہ حفصہ کی ہزاروں طالبات کا قتال کر کے فوج کی عظمت، عزت، حرمت خاک میں ملا دی ہے۔عوام اور فوج کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلتے جا رہے ہیں۔نوالا کھ سپاہ اور فوجی افسران کو خدارا اصل حقائق اور ملت کے مزاج کو سمجھو اور حالات کو پرکھو!۔ان مجرموں سے اپنی جان چھڑاؤ، انکی حکومت سے جان چھڑاؤ۔اس ظلم سے باز آؤ۔ان ظالم مجرموں کو تحفظ دینا، معصوم بیگناہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ انکی نسلوں کا معاشی معاشرتی قتال کے مترادف ہے۔

۱۸۔ ان حکمرانوں پر احسان اور شفقت یہی ہے۔ کہ ان کا ظلم والا ہاتھ روک لیا جائے۔ انہیں اس نظام اور سسٹم اور اینٹی کرپشن جمہوریت کے عذاب سے نجات دلوانے کا راستہ بتا دیا جائے، ان کو بھی خیر الامت کے سائے تلے لانے کی سعی کی جائے۔ دین سے بھٹکتے ہوئے فوجی ڈکیٹٹروں اور فوج سیاسی حکومتی ٹولہ کے رہنماؤں کو صراط مستقیم دکھایا جائے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، امانت و دیانت کے نظریات کی طرف بلانا قرآن حکیم کی اہمیت بتانا قرآن حکیم کے نظریات کا نفاذ کرنا عوام اور فوج کے شعبہ، پیشہ اور منظم ادارے کی اہم ذمہ داری ہے۔ ورنہ یہ نان کرپشن جمہوریت کے جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کے رہنماؤں کا کینسر ملت کے جسد اور فوج کے انمول ادارے کو نیست و نابود کر دیگا۔ استحصالی مغربی جمہوریت کا باطل نظام حکومت اور اسکا آمر ٹولہ اور اسکے حکمران فوج کی چھتری تلے ملک میں اس قدر منظم اور موثر ہیں۔ کہ پولیس کا سربراہ ہو، یا سپریم کورٹ کا چیف جسٹس، جو ان کے حسب منشا کام نہ کرے۔ ان کو فارغ کر دینا یا کھڈے لائن لگا دینا یا کسی کیس میں ملوث کر دینا مغربی جمہوریت کے نظام کے اور مارشل لا کے کسی بھی حکمران کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ ان سرکاری سربراہوں کا یہ حال ہے تو چھوٹے سرکاری ملازمین کی کیا مجال، چاہے وہ انتظامیہ میں ہوں یا عدلیہ میں، انکے کسی کام میں رکاوٹ بن سکیں۔ ان مجبوریوں کی بنا پر انتظامیہ، عدلیہ تو ان کے اشارے پر ناچتی ہے۔ انکے معاشی اور معاشرتی جرائم کو تحفظ کے فرائض سرانجام دینے پر مجبور ہوتی ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ کے حکومتی ممبران کی خرید و فروخت کے جرائم ہوں یا این آر او کے مجرموں کا ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے ملکی وسائل پر جارحانہ قبضہ ہو یا ۱۸ کروڑ اہل وطن کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے ملکی خزانہ پر ڈاکہ ہو یا ملک کے نام پر آئی ایم ایف کا ۳۰۰ ارب ڈالرز کی لوٹ مار کے جرائم ہوں۔ ملک اور بیرون ممالک انکے شاہی ایوان، شاہی محل، سرے محل، شاہی پیلسز، بنی گالا ہاؤسز، رائیونڈ ہاؤسز، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تجارتی ادارے محل، پلاٹ زمینیں، پلازے، ملکی، بیرونی سطح کی خرید و فروخت پر رشوتیں، کمیشنیں، کرپشنیں انکی لوٹ مار کے ذرائع آمدن بن چکے ہوں۔ انکی انمول سرکاری، غیر سرکاری قیمتی گاڑیاں، پٹرول گیس، ڈیزل کے ذریعے ملکی زرمبادلہ کو خاکستر کرتی اور دھوئں میں بدلتے جائیں۔ انکی تمام جائیدادیں، ملکیتیں، انکے سوئس بنکوں میں پڑے اربوں ڈالرز انکے جرائم کے بارن بجاتے جائیں۔ پاکستان کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں آئی ایم ایف کے ۳۰۰ ڈالرز کے مقروض، ضروریات حیات کی نایابی کی وجہ سے سر چھپانے کیلئے معمولی سی کٹیا سے محروم، تنگ دستی، بیروزگاری، خوراک و لباس کی نایابی، بیماری میں دوا کی محرومی سے تنگ آ کر انفرادی اور اجتماعی خودکشیاں انکا مقدر بنا دیا گیا ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام انکو نظام حکومت چلانے کیلئے خادم اعلیٰ اور خادم پاکستان بناتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کا باطل نظام حکومت، اسکا غاصب جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل انکا استحصالی مراعات یافتہ حکومتی شاہی طبقہ، نہ وہ کسان ہیں نہ مزدور، نہ ہنرمند اور نہ محنت کش، نہ معلم نہ سائنسدان۔ صاحب بصیرت باضمیر ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، اخبار نویس، کالم نویس، کالم نگار، کالم نویس اور ذرائع ابلاغ کے تمام دیدہ وروں سے ملتجی ہوں کہ وہ بھولی بھٹکی مسلم امہ کی رہنمائی فرماویں کہ دہشت گرد کون ہیں۔

۱۹۔ انگریز کے مفتوحہ ملک پاکستان کی محکوم عوام کو انگریز سے تو آزادی مل گئی لیکن یہ ملک وملت انگریز اپنے ہی پالتو جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ کی سپرداری میں دے گیا۔ وہ ملک کے سیاہ سفید کے مالک بن گئے، جس سے انگریز کے تیار کردہ اینٹی کرائسٹ جمہوریت کے نظامِ سیاست کے سیاستدانوں، حکمرانوں کی حکومتی بالادستی اور اجارہ داری قائم اور مضبوط ہوتی گئی، انکے تیار کرنے والے اعلیٰ سرکاری عہدیدار فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے طبقاتی نظام اور طبقاتی تعلیمی اداروں اور اینٹی کرائسٹ جمہوریت کے ضابطہ حیات کا تعلیمی نصاب جوں کا توں پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ پر مسلط رکھا گیا، جسکی وجہ سے یہ امت دین محمدی ﷺ کی تعلیم وتربیت اور ضابطہ حیات اور نظریات سے متواتر و مسلسل محروم ہوتی گئی، جسکی خاطر یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔ پاکستان کی اسمبلیوں کے ممبران کو پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات کو مسخ کرنے، روندنے اور ختم کرنے کا کلی اختیار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کو حاصل ہوتا گیا۔ انگریز کے انتظامیہ، عدلیہ اور تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو چلانے والی مشینری اور انکو تیار کرنیوالے تعلیمی ادارے ویسے ہی جاری رہے۔ مغربی دانشوروں کی تیار کی ہوئی کرائسٹ جمہوریت ملک وملت پر مسلط ہوتی گئی، وہ دین کے خلاف قانون سازی کرتے رہے۔ انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی الہامی تعلیمات، ضابطہ حیات، نظریات اور تہذیب کو کچلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔

۲۰۔ یہ کیسی اینٹی کرپشن جمہوریت کے حکمرانوں کی انتظامیہ ہے جہاں جھوٹی ایف آئی آر درج ہوتی رہتی ہیں، جہاں قاتل باہر اور بیگناہ پھانسی کے پھندے پر لٹکتے رہتے ہیں۔ جہاں تھانوں میں سیاسی، حکومتی وڈیروں کی سفارشوں اور رشوتوں سے جھوٹے پرچے درج ہوتے ہیں۔ جہاں اینٹی کرپشن جمہوریت کے قانونی عقل و دانش کے شاطر وکلا صاحبان دین کے خلاف کیس کو جیتنے کیلئے جھوٹے واقعات، جھوٹی تحریری اور زبانی قسمیں ججوں اور منصفوں کے سامنے کیس کو جیتنے کیلئے دلواتے رہتے ہیں۔ جہاں اعلیٰ اہلیت کا وکیل اور کم اہلیت کا وکیل پیش ہوں یعنی جہاں ایس ایم ظفر جیسا وکیل ہو، وہاں دوسرے کمزور وکیل کا کیا مقابلہ۔ کیس اعلیٰ فیس وصول کرنے والا اعلیٰ اہلیت کا وکیل ہی جیت سکتا ہے۔ اعلیٰ وکلا اینٹی کرپشن جمہوریت کے قوانین کو بدلتے رہتے ہیں، ہر ماہ نئی پی ایل ڈی، نئے قوانین، نئی ترامیم شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جہاں عدالتیں پچاس سے لیکر ایک سو پچاس تک کیسوں کی لسٹیں روزانہ سماعت کیلئے دیواروں پر پیوست کرتی ہوں، ان میں سے صرف چند کی سماعت ہوتی ہو اور بقایا لوگ صبح سے شام تک اس عدالت کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنے کیسوں کیلئے سرکاری ہلکارے کی آواز سننے اور نئی تاریخ حاصل کرنے کیلئے کھڑے ہونے کا عذاب برداشت کرتے رہیں اور یہ عمل سالوں پر محیط ہو۔ عدالتوں سے نئی تاریخ لینے کا کیا طریقہ کار ہے۔ لمبی تاریخ اور چھوٹی تاریخ حسب خواہش کیسے لی جاتی ہے کوئی ملک میں ایسا منصف ہے جو اس کی اصل حقیقت سے آشنا نہیں!۔ ملک میں انصاف کیسے حاصل کیا جاتا ہے، اعلیٰ اہلیت کا وکیل، اعلیٰ سفارش کا انتظام، بڑی رشوت کے اسباب جس کے پاس موجود ہوں پاکستان میں انکے تمام کام سلیقے سے ہوتے جاتے ہیں۔ عوام الناس کیلئے انصاف قسم کی اس دھرتی میں کوئی شے موجود نہیں۔ پٹوار خانے کی بات نہ کرو! اسی مارشل لا کے دور میں ایک پٹواری کو رشوت سے حاصل کی ہوئی کروڑوں، اربوں روپوں کی زمین و بینک بیلنسوں کے مجرم کو سزا ہوئی اور اسکی جائیداد ضبط ہوئی، اس پٹواری کے علاوہ باقی تمام ملک کے پٹواری اور ان سے منسلک تمام اعلیٰ سرکاری مشینری کے افسران ولی اللہ ثابت ہو چکے ہیں۔ کسی پٹواری کے خلاف کوئی شکایت نہیں۔ جبکہ ہر پٹواری اور اس سے متعلقہ افسران کی عملی زندگی اسی نظام کا حصہ ہے۔ عوام کو اپنی زمین کی ملکیت کا فرد ہی ان پٹواریوں سے لینا ہو تو اس پر کیا گذر جاتی ہے اور اسکی زمین کی ملکیت کا فرد اگر کسی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعہ حاصل کیا جائے تو اسکا طریقہ کار کیا ہے اسکی بھی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۱۔ اس تمام نظام اور سسٹم کے وارث اینٹی کرپچن جمہوریت کے سیاستدان اور مارشل لا کے فوج ڈکٹیٹر حکمران ہیں۔ جب انکا کوئی زمینوں، جائیدادوں کا کام ہوتا ہے تو انکے کارندے حلقہ کے پٹواریوں کو پاس بلواتے اور ہر قسم کا جائز و ناجائز کام کروانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ملک میں کوئی ایسا پٹواری نہیں جسکا اپنا ذاتی دفتر اور ملکیت کا فرد تیار کرنے کیلئے اپنے ذاتی ورکر نہ ہوں۔ لینڈ مافیہ کے ایم پی اے ہی ہی علاقہ میں رقبہ اور اسکی قیمت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرد ملکیت کی رشوت کی فیس مقرر کرتا ہے۔ علاقہ کا ایم پی اے اور ریوینیو کے تمام افسران اسکے حصہ دار ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ زمین مافیہ ہی اپنے حلقہ کے پٹواری کے تمام اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ یہ تمام کرپشن کار سرکار کا حصہ بن چکی ہے۔ عوام اپنی ملکیتوں کے فرد حاصل کرنے کیلئے کن کن اذیتوں سے دوچار ہیں وہ کسی سے چھپا نہیں۔ ان میں سے بیشتر کروڑ پتی ہیں۔ بڑے بڑے ٹاؤن بنانے والے اور انکی سوسائٹیوں اور ملک میں پھیلے ہوئے زمین مافیہ کے حکومتی ٹولہ کے مالکان کا ذکر نہ کرو!۔ اس لینڈ مافیہ کا نام نہ لو! ان میں کون کون شامل ہیں اور انکے کون کون حصے دار ہیں ان پردہ نشینوں کا بھی نام نہ لو! ان زمینوں کو غریب مالکان سے اونے پونے داموں حاصل کرنے کیلئے سرکاری طور پر کونسے کالے قوانین بروئے کار لائے جاتے ہیں انکا بھی نام لینا مناسب نہیں! خبردار ان مجرموں کا نام بھی نہ لینا جو اس لینڈ مافیہ کے چند رہزنوں اور انکے ساتھ منسلک محکموں کے کرپٹ مافیہ کی سرپرستی کرتے ہیں۔ انہی مجرم حکمرانوں اور زمین مافیہ کے پاس ملک کا بیشتر سرمایہ اور قیمتی ملکیتیں موجود ہیں، یہ حسب ضرورت من مرضی کی پالیسیاں بناتے اور ملک میں لوٹ کھسوٹ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انکو کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ گورنمنٹ کی زمینوں کی لیز بھی حاصل کرنا اسی مافیہ کا نصیب ہے، ریلوے کی زمین ہو یا اوقاف کی، کسی محکمہ کی ملکیت ہو یا گورنمنٹ کے کسی ادارے کی، جب بھی کسی سیاسی بھڑیئے کو پتہ چل جاتا ہے تو وہ انکا نصیب بن جاتا ہے۔ بڑے بڑے بحریہ ٹاؤنوں، ڈی ایچ اے کی سکیموں میں انکی حصہ داریاں موجود ہیں۔

۲۲۔اندرونی بیرونی تجارت کا بھی نہ پوچھو! مین پاور باہر بھیجنی ہو، کپاس کی گانٹھیں باہر بھیجنی ہوں، چاول باہر بھیجنا ہو، گوشت باہر بھیجنا ہو، چینی باہر سے منگوانی ہو، یہ تاجر بھی ہیں اور حکمران بھی، تجارت انکی لونڈی اور حکومت انکی داشتہ، جیسے اور جس طرح اور جس وقت انکا جی چاہے اپنے لئے منفعت بخش بنا لیں، گوشت جب جی چاہے باہر بھیج کر ملک میں نایاب بنادیں۔ ریٹ ستر روپے سے چھ سو پچاس روپے کردیں۔ عوام چیخ وپکار کرتے رہیں انکی کوئی شنید نہ ہو۔ اس حکمران ٹولہ کے یہ چند کرندے زرمبادلہ کی شکل میں ایک سو اسی روپے فی کلو ۱۸ کروڑ عوام سے زیادہ کماتے رہیں یہ ان غاصبوں کا حق ہے۔ لا قانونیت انکا قانون بنتا چلا جاتا ہے۔ عوام میں کوئی انکا تدارک نہیں کرسکتا۔ جب انکا جی چاہے گندم، آٹا کا بحران پیدا کردیں، جب انکا جی چاہے چینی مارکیٹ سے غائب کروادیں۔ جب انکا جی چاہے وہ ہر قسم کی اشیا کی قیمتوں میں اضافہ کرنے کیلئے مانگ اور سپلائی کا توازن بگاڑدیں۔ وہ لوہے کی ۸ ہزار فی ٹن کی قیمت کو ۸۰ ہزار روپیہ فی ٹن کردیں۔ وہ جب چاہیں ۱۵۰ روپے سیمنٹ کی بوری کی قیمت ۵۲۵ روپے کردیں۔ وہ جب چاہیں چھوٹی بڑی گاڑیوں کی ایجنسیاں اپنے لواحقین کو الاٹ کردیں۔ جب چاہئیں انکے لئے گیس اور پٹرول کے پمپوں کا اجرا کرلیں۔ ۱۸ کروڑ گیس کے صارفین کو سپلائی بند کر دیں۔ جب چاہیں ملک کا قیمتی اثاثہ زرمبادلہ کو آگ لگا کر دھواں بنادیں۔ جب عوام ضروریات حیات کی مہنگائی کی چیخیں مارنا شروع کردیتی ہے تو حکومتی ٹولہ کچھ ریٹ کم کرکے عوام کا رجحان پلٹ دیتا ہے۔ وہ اکثر و بیشتر عوام کو موت دکھا کر بخار پر راضی کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن اب انکے مجرمانہ نظام حکومت کا وقت گذر چکا ہے۔ بڑی دیر ہوچکی ہے اب اس باطل نظام اور اسکے غاصب حکمرانوں کو انکی موت نے آن دبوچا ہے۔ یہ دھرتی ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، معماروں، معلموں کینکوں، اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کو چلانے والے عوام پر مشتمل مسلم امہ کے فرزندان کی ہے۔

حکومتی ٹولا کے بیرون ممالک دورے اور انکے محرکات

۲۳۔ مختلف شعبوں سے منسلک افراد یعنی جو بھٹہ میں اینٹیں تیار کرتے ہیں، کانوں سے لوہا نکالتے، کارخانوں میں آگ کی تپش سے پگھلاتے اور ضرورت کے مطابق ڈھالتے چلے آ رہے ہیں۔ کان کن پہاڑوں کے پتھر کو کاٹتے، بجری بناتے، کارخانوں میں پیستے اور کیمیکل سے گذارتے، سیمنٹ تیار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہی مزدور طبقہ فیکٹریوں سے سٹاک اٹھاتے منزل مقصود تک پہنچاتے، گھر، گھروندے، اعلیٰ بلڈنگیں، شاہی محل تیار کرتے، یہ سڑکیں، یہ ائیر پورٹس، یہ تمام تعمیرات، یہ تمام عالیشان بلڈنگیں، یہ تمام رائیونڈ ہاؤسز، یہ تمام سرے محل، یہ تمام شاہی پیلسز، یہ تمام کلبیں، یہ تمام اعلیٰ ہوٹلز، یہ پریذیڈنٹ ہاؤس، یہ وزیر اعظم ہاؤس، یہ وزرائے اعلیٰ ہاؤسز، یہ گورنر ہاؤسز، یہ کشمیر، پنجاب، بلوچستان، سرحد اور سندھ ہاؤسز، ملک کے تمام ریسٹ ہاؤسز، ملک کے تمام کنونشن ہالز، غرضیکہ گھروندے سے لیکر گھر تک، گھروں سے لیکر شیش محلوں، شیش محل سے لے کر شاہی ایوانوں تک، ملک کی تمام تعمیرات کے سنگ وخشت کے معجزات انہی کے خون جگر سے سینچے ہوئے ہیں۔ یہ تمام بزم رونق کا سازوسامان انکے دل وجان کے حسن وجمال کی عکاسی کے بیل بوٹے اور جلوے ہیں۔ یہ ملک کھیتی باڑی کرنے والے مسلم امہ کے ستر فیصد کسانوں کا ہے۔ جو ہر قسم کی خوراک، گندم، مکئی، چاول، دالیں، ہر قسم کے لباس کیلئے روئی اور اون، ہر قسم کے پھل، ہر قسم کے میوہ جات، ہر قسم کا خام مال، چھوٹے بڑے جانوروں کا ہر قسم کا گوشت، تمام ملک میں دودھ کی نہریں جاری، انسانی زندگی کی تمام بنیادی ضروریات مہیا کرنے والا انتھک، محنتی، جفاکش، ایماندار، پاکیزہ فطرت، سادگی کا پیکر، خدمت خلق کا خاموش ورکر، انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش، حسن کردار کا روشن و منور آفتاب، فطرت کا خوبصورت اور خوب سیرت شاہکار جو اہل وطن کیلئے ضروریات حیات پیدا کرتا اور مہیا کرتا چلا آ رہا ہے۔ پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ کا ملک ہے۔ یہ ملک دین محمدی ﷺ کے نام پر انگنت قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا تاکہ دین محمدی ﷺ کے نظریات، تعلیمات، نظام حیات کی روشنی میں مسلم امہ کی نسلیں اس کائنات میں ایسا تشخص پیش کریں جس میں اخوت ومحبت، ادب وخدمت، ایثار و نثار، سادگی و شرافت، حسن خلق، صبر و تحمل، امانت و دیانت عجز و انکساری، اعتدال ومساوات، مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا سلیقہ، ادب انسانیت، خدمت انسانیت کی عبادت سے سرشار، اعتدال ومساوات کے روشن کردار، فطرت کے اصولوں کے نگہبان، عدل وانصاف کی روشن ومنور چاندنی جیسی حسین وجمیل خوبیوں کی خوشبوؤں سے مالا مال انسانی پیکر تیار ہوں گے، ایک عطار کی طرح گذرگاہ حیات میں جہاں سے گذریں گے نیکی، بھلائی اور خیر کی خوشبوئیں پھیلاتے جائیں گے۔ ان کا وجود اس جہان رنگ وبو میں باد نسیم اور باد شمیم کیطرح رحمتوں کی لطافتوں کی ہوائیں بن کر پھیلتے جائیں گے۔ ملک کے کرپشن جمہوریت کے تیار کردہ سرکاری طبقاتی نظام حیات میں کسان مزدور محنت کشوں کی اولادیں، ہنرمند معمار، چپڑاسی چوکیدار، مالی، بھنگی، گن مین، ڈرائیور، کک، بہرہ، پولیس میں سپاہی، افواج پاکستان میں بیٹ مین، سپاہی، کلرک اور اسی طرح کا نیچ ذات کا شودر طبقہ، غلام طبقہ، محکوم طبقہ جب بھی ان جان نثاروں کو جہاں کہیں پکارا، انہوں نے ہمیشہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ کشمیر ہو یا بنگلہ دیش، کرگل کی برفانی پہاڑیاں ہوں یا چونڈہ کا محاذ، دشمن کے چھ سو ٹینکوں کا سامنا ہو تو نوسو نوجوان بارود باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹنے اور انکو خاکستر کرنے کیلئے تیار، لیکن بدقسمتی سے اینٹی کرپشن جمہوریت کے دانش کدہ کے لینڈ لارڈ سکالروں، دانشور سرمایہ داروں، نے بھی جو کام، جو محنت، جو جان نثاری، جو ہنرمندی جو فریضہ اس ملک کے لئے سرانجام دیا ہے اسکا ذکر تو کریں۔ انکا اعمال نامہ انکے ہاتھ میں ہے۔ پاکستانی سیاستدانوں، حکمرانوں نے مسلم امہ، اسکی آنیوالی نسلوں کے ساتھ ایک بھیانک اور عبرتناک اینٹی کرپشن جمہوریت کا حکومتی کھیل جاری کر رکھا ہے، جو مسلم امہ اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کے خلاف ایک کھلا دھوکہ اور ایک بدترین فراڈ ہے جس کے ذریعے انکا دین ودنیا چھینے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اہل وطن کا معاشی اور معاشرتی قتال جاری کر رکھا ہے۔

۲۴۔ ایک وحشی کی طرح مسلم امہ کا قرآن حکیم کا آسمانی نظریہ حیات، انکی الہامی اور روحانی تعلیمات، انکا فطرتی اصولوں پر مشتمل ضابطہ حیات، انکی درس و تدریس کی درسگاہیں انکا تعلیمی نصاب، انکا معاشی نظام، انکا معاشرتی نظام، انکا ازدواجی زندگی کا نظام، انکے معاشی اور معاشرتی بنیادی حقوق ایک رہزن کی طرح چھینتے جا رہے ہیں۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے سیاسی ممبران پر مشتمل دانشوروں کا تیار کیا ہوا نظریہ حیات انکی تعلیمات انکا ضابطہ حیات انکا معاشی، معاشرتی نظام حیات، انکا طبقاتی طریقہ کار، انکا اجتماعی ظلم وجبر، انکا معاشی ومعاشرتی طریقہ قتال انکا تصرفانہ طرز حیات کا نظام، انکا ملکی مال و دولت وسائل اور خزانہ کی امانتوں کو لوٹنے کا حکومتی طبقاتی طریقہ کار، انکا دین محمدی ﷺ کی چادر اور چاردیواری کی شرم وحیا جیسی مرد و زن کی دینی دیوار کو مخلوط تعلیم مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ کے ذریعہ اس الہامی نظام کو توڑنے، روندنے کا گھناؤنا عمل جاری ہے، کرسچن جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں اس دیوار کو توڑ کر، فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زناکاری کا گھناؤنا کھیل سرکاری طور پر ملک میں نافذ کر دیا ہے، ان سے قبل انگریز نے پہلے شہروں اور بستیوں سے الگ تھلگ مرد و زن کو آزادی سے ملنے، فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زناہ کاری کیلئے ریڈ لائیٹ ایریا بنائے ہوئے تھے۔ وہ تو رات گیارہ بجے کے بعد بند کر دئے جاتے تھے، لیکن مسلم امہ کے ان سیاستدانوں نے تو کمال کر دی ہے۔ انہوں نے تو مخلوط معاشرے کا قانون نافذ العمل کر کے تمام ملک کو ریڈ لائیٹ ایریا بنا کر مغربی مما لک کی طرز کا prostitute یعنی چکلہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ کرسچن جمہوریت کے نظام اور اسکے حکمرانوں نے اہل وطن سے انکا شرم وحیا کا پاکیزہ ماحول اور دینی نظام چھین لیا ہے، فکر انسانی یہ کبھی قبول نہیں کریگی کہ مسلم امہ کو دینی ضابطہ حیات اسکی تعلیمات، اسکی طرز حیات، اسکی کردار سازی، اسکے تشخص کو سینچے بغیر اور اسلامی ماحول مہیا کئے بغیر اس پر حدود آرڈیننس کا نفاذ مسلط کر کے انکو اسلام کی سزائیں دی جائیں، انکا مخلوط طبقاتی تعلیمی نظام، حکمرانی کا سسٹم، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی، آقا اور غلام، حاکم اور محکوم، افسر اور ماتحت، برہمن اور شودر کے بدترین اندوہناک نظام سے دوچار کر رکھا ہے۔ دنیا اس وقت کرسچن جمہوریت کا دانشکدہ یعنی آتش کدہ بن چکا ہے۔

۲۵۔ اس دانش کدہ کے دانشور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی الہامی روحانی تعلیمات کو روند کر انکے کلچر، انکی تیار کی ہوئی تہذیب کو نیست نابود کئے جا رہے ہیں۔ دنیا میں مذاہب پرست امتوں میں یہ نمرودی، فرعونی، یزیدی ٹولہ ایک منافق کی حثیت میں داخل ہو چکا ہے۔ دنیا عالم میں پاکستان پہلا **ملک** ہے جو اس مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور اسکے دانشوروں کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے یہ دانشور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تعلیمات، انکے اخلاقیات، انکے کردار، انکے شرم وحیا اور ازدواجی زندگی کے الہامی نظام اور انکے تہذیب وتمدن کو روندتے جا رہے ہیں۔ یہ نظام حکومت اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں حکمرانوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ جس سے وہ حکومت قائم رکھنے کیلئے مخالفین پر بھینسوں کے پرچے درج کرواسکیں، قتل میں ملوث کرواسکیں، اپنے مخالفین کے ساتھ جیلوں میں بدکاری کرواسکیں، اپنے مخالفین کا قتال کرواسکیں، غریب غربے کی بیٹیوں کو اٹھواسکیں، انکی اونے پونے داموں جائیدادیں چھین سکیں، **ملک** میں ہر قسم کا ظلم اور جبر مسلط کرسکیں، تمام جماعتوں کے غدار، باغی، مجرم مل کر ایک نئی غداروں اور مجرموں کی جماعت بنا کر ایک بہت بڑی تعداد میں مشاورتیں، وزارتیں اور تمام حکومتی عہدے آپس میں تقسیم کرلیں، **ملک** کے تمام وسائل، دولت، خزانہ، ہر قسم کے کاروبار پر قابض ہو بیٹھیں۔ انکے شاہی اخراجات عوام برداشت کریں۔ انکی اور انکی جمہوریت کی سیاست اور انکی اسمبلیوں کے ممبران کے کردار کی بدترین مختلف بھیانک تصویریں ہیں۔ ان حقائق کو نہ یہ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی انکا کوئی سیاسی ورکر جھٹلا سکتا ہے۔ پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری سرفرازی اور بالادستی **ملک** پر مسلط ہے۔ انگریز کے مفتوحہ **ملک** اور محکوم عوام پر انگریزوں کے پروردہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی مکمل اجارہ داری قائم ہے۔ اندرون **ملک** تمام پالیسیاں اور قانون انکے، لوٹ مار جیسے غاصب سسٹم انکے، انکے تحفظ کے تمام قوانین انکے، اندرونی اور بیرونی ممالک کی تجارت پر گرفت انکی، غریب ومفلس عوام کی بیٹیوں کو بطور ملازم یعنی ایک داشتہ کی حثیت سے ملازمت مہیا کرنا مخلوط نظام قائم کرنا، ہارس ٹریڈنگ سے لوٹ مار مچانا، ہر بدعملی، بداعمالی، بدقماشی، معاشی اور معاشرتی ظالمانہ ملکی قانون اور جرائم کی دنیا پر قبضہ انکا، ان کا ہر عمل، ہر کام حکم خداوندی کے خلاف، لیکن کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ ان تمام معاشی، معاشرتی جرائم کو مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کی بالادستی کے ذریعے مسلم امہ پر مسلط کر رکھے ہیں۔ اس ظالمانہ نظام اور انکے مسلط کئے ہوئے جبر کو پاش پاش کرنا ایک دینی فرض ہے۔

۲۶۔ اسمبلی کے دروازے پر کلمہ شریف اور اسمبلی ہال میں اسلام کے باغیوں، جابروں، ظالموں، فاسقوں، فاجروں، ڈاکوؤں، لٹیروں بلیکیوں، بھتہ خوروں، دہشتگردوں، نوابوں، سرداروں، جاگیرداروں، خان بہادروں، سمگلروں، سرمائے داروں پر مشتمل سیاسی جماعتوں۔ اسلامی دینی جماعتوں کے دین کش علما اور مشائخ کرام کا ہجوم۔ جن کا ماٹو اقتدار کو حاصل کرنے اور اسکو قائم رکھنے کے لئے حکومت وقت اور اپوزیشن ممبران کو توڑنے جوڑنے کا عمل جاری رکھنا ہوتا ہے، ہارس ٹریڈنگ کا جرم انکا جمہوری ورثہ ہے حکومت کو قائم رکھنے کیلئے ہر قسم کی مراعات اور وزارتوں کی پیشکش اور لاکھوں، اربوں کی بولیاں ان کا روزمرہ کا عمل بن چکا ہے، ملک میں ذکوٰۃ کے فنڈ، ملکی خزانہ اور وسائل ہضم جو ان کے اقتدار کی جنگ میں آپس میں تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ جب حکومتیں کمزور پڑتی ہیں تو وزرا کی تعداد اور انکے عملہ کی تعداد بڑھالی جاتی ہے۔ ملکی خزانہ لٹا دیا جاتا ہے۔ آئی ایم ایف کے تمام قرضے بھی انہوں نے اسی طرح چاٹ لئے ہیں۔ ان سیاستدانوں، حکمرانوں کا نادرشاہی ظالمانہ طرز حیات کیوں! ۔ یہ تمام مال و متاع، تمام ملکیتیں جو انکے پاس ہیں وہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کی ہیں۔ یہ سب ملت کے مجرم ہیں۔ انکی تمام جائیدادیں ضبط کرنا، انکی شاہانہ زندگی کا غاصب رائج الوقت جمہوریت کا نظام ختم کرنا اہلِ وطن کی ذمہ داری ہے۔

۲۷۔ ۱۸ کروڑ عوام کو بلوں، ٹیکسوں اور مہنگائی میں جکڑ کر ان کو نیم جان بنا کر مفلوج کر رکھا ہے۔ ان سربراہان، انکے وزیروں مشیروں، انکے سرکاری اعلیٰ حکومتی عہدیداروں، انکی افسر شاہی اور منصف شاہی کے تفاوتی، طبقاتی، تصرفانہ اخراجات اس قدر وافر، ناجائز اور شاہانہ طرز حیات پر مشتمل ہیں۔ کہ جن کی مثال اسلامی تاریخ میں نایاب ہے۔ ان کے ہر قسم کے سکینڈل ایک دوسرے کو مات دیتے ہیں۔ جمہوریت کے اس کرپٹ رائج الوقت نظام کے داعی اور خالق ہر قسم کی بدقماشی، بدکرداری کے ولن بن کر مسلم امہ پر مسلط ہو چکے ہیں۔ اسلام کا نفاذ ان کے لئے صرف نا قابل عمل ہی نہیں۔ بلکہ زہر قاتل ہے، وہ کیسے اس کو قبول کریں۔ انکے سکینڈلوں کا حساب نہ پوچھو۔ یہ تو ہر جرم کے بعد پارسا بن کر باپ بیٹے حکومتوں میں داخل خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اے اہل وطن ان کے سکینڈلوں کی طرف تو ذرا دیکھو۔ سربراہ سکینڈل، رضی فارم سکینڈل ہیلی کاپٹر سکینڈل پرہیز گار سکینڈل سرے محل سکینڈل، رائے ونڈ ہاؤ سکینڈل، شاہی پیلس سکینڈل، بنی گالا ہاؤس سکینڈل، سٹیل ملیں سکینڈل، ریلوے سکینڈل، پی آئی اے سکینڈل، مردانہ سکینڈل، نسوانی سکینڈل، وزیروں کے سکینڈل مشیروں کے سکینڈل، وزیر اعظموں کے سکینڈل، صدر مملکت کے سکینڈل، کمیشنوں کے سکینڈل بے حساب سکینڈل بیرون ملک سکینڈل اندرون ملک سکینڈل، رشوتوں کے سکینڈل، کمیشنوں کے سکینڈل، ملکی ملکیتوں کے فروخت کرنے کے سکینڈل، سونے کے سکینڈل، ہیروئن کے سکینڈل، سمگلنگ کے سکینڈل، ڈالروں کے سکینڈل۔ قتل لیاقت سکینڈل، قتل ضیاء سکینڈل، قتل مرتضیٰ سکینڈل، قتل بگٹی سکینڈل، زرداری سکینڈل، ہر قسم کے سکینڈل، ان کے محلوں کے سکینڈل۔ ان کی زمینوں کے سکینڈل، ملیں سکینڈل، کارخانے سکینڈل، بنکوں کے سکینڈل عدالتوں کے سکینڈل، نظاموں کے سکینڈل، جاگیرداروں کے سکینڈل، بی بی سکینڈل، میاں سکینڈل، شاہ جی سکیڈل، گرو سکینڈل، چیلے سکینڈل، احتساب سکینڈل، طوالت سکینڈل، سزا سکینڈل، جیل سکینڈل، سیاسی سکینڈل، دینی سکینڈل، مجرموں کی سزاؤں کو معاف کرنے کے سکینڈل، اربوں ڈالرز کے معافی کے سکینڈل۔ یہ جمہوریت کے بھیڑیئے ہیں ہے کوئی انکا احتساب کرنے والا۔!

۲۸۔ اے مردِ حق! اے رہبر ملت! اے میر کاواں! اے وقت کے ثنا خواں یہ سکینڈل تجھے پاکستان جیسے اسلامی **ملک** کے جرائم کی داستاں سنائے جا رہے ہیں۔ اٹھ اللہ کا نام لے اس فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مجرمانہ نظام حکومت کی طرف ۱۸ کروڑ عوام کو حقائق سے آگاہ کرنے کی کوشش تو کیجئے۔ اس ظلم و جبر کے نظام اور اسکے خالقوں کو روکنے کی کوشش تو کیجئے۔ یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت اور اسکے خالق ملت کے جسد پر ناسور ہیں انکا بھی کوئی علاج کی جئے۔ یہ سیاسی معاشی دجال ہیں ان سے مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو نجات دلا دیجئے۔ یہ ملکی خزانہ اپنے ایوانوں اور محلوں میں چنوائے جا رہے ہیں ان کا ہاتھ بھی ذرا روک لیجئے۔ انکا ملکی خزانہ کو شاہانہ تصرفانہ اخراجات پر بھی ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ مسلم امہ کا دین و دنیا لوٹنے والوں کا بھی کوئی علاج تو کی دیجئے۔ اعتدال و مساوات کو کچلنے والوں کا کوئی تدارک تو کیجئے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی اداروں اور مخلوط تعلیمی نظام کا رخ تو دین محمدی ﷺ کے ایک نظام تعلیم، ایک نصاب تعلیم، ایک جیسے تعلیمی اداروں کی طرف تو موڑ دیجئے۔ انگریزی زبان کی سرکاری بالا دستی تو ختم کیجئے۔ ملت کو اسکی بینائی، اسکی گویائی، اسکی سماعت، اسکا شعور تو واپس تو دلا دیجئے۔ ملت کو اسکی قومی زبان اردو تو بحال فرما دیجئے۔ ملت کو ان کرسچن جمہوریت کے فوجی ڈکٹیٹروں، آمروں سے تو نجات دلا دیجئے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمت کدے سے نکلنے کا دینی محمدی ﷺ کا راستہ تو دکھا اور کھول دیجئے۔ مسلمانوں کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو انکا دین محمدی ﷺ اور دین کی روشنی میں معاشیات کا نظام تو واپس کروا دیجئے، **ملک** میں معاشی عدل تو قائم کر دیجئے، انکو مخلوط تعلیمی نظام کی تباہی سے تو بچا لیجئے، خدا را ملت کے ازدواجی رشتہ کے مذہبی کلچر کو تو بچا لے جئے، مسلم امہ کی نسلوں سے ماں کی مامتا اور باپ کی شفقت کی فطرتی دولت تو نہ چھیننے دی جئے۔ اے قادرِ مطلق تو مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو دینی عمارت کے تحفظ کی صلاحیت اور راہِ ہدائت عطا فرما۔ انکو توفیق عطا فرما۔ تو بھولے بھٹکوں کی رہنمائی فرما۔ رحم فرما، کرم فرما۔ تو دین محمدی ﷺ کی نگہبانی اور نگرانی میں ملت کا تشخص تیار کرنے کا فریضہ ادا کرنے کی ہمت عطا فرما۔ امین

۱۔ اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے پجاریو! یہ سیاسی دہشت گردی، یہ معاشی اور معاشرتی قتال اور یہ مذہب کشی کی جنگ بند کرو۔

۲۔ تمہاری صوبائی اسمبلیاں، وفاقی حکومت، سینیٹ کا ایوان کم و بیش ۱۸ سو ممبران پر مشتمل ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے عبرت کدے کے کل پجاریوں کی تعداد ملک میں صرف چھ سات ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ملک کا اقتدار ملک کی حکومت، ملک کے وسائل، ملک کی مال و دولت، ملک کا خزانہ، وسائل اسی جاگیردار، سرمایہ دار، سمگلر، لینڈ مافیہ، زمین مافیہ، کمیشن خور، منافع خور، آئی ایم ایف کا قرضہ خور، استحصالی تاجر اور معاشی رہزن سیاسی طبقہ اور اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کی میراث اور ملکیت ہے۔ صرف یہی طبقہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن کے شاہی اخراجات برداشت کرسکتا ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام ان کے ووٹر کی حثیت رکھتے ہیں۔ انکی تاریخ مختصر اور دل سوز ہے، یہ انگریز کا پالتو جاگیردار، سرمایہ دار، اعلیٰ عہدیدار پر مشتمل ایک شاہی ٹولہ ہے جس کی اس ملک کی مسلم امہ اور انکی نسلوں پر کفر کے مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کی اجارہ داری قائم ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام انکے محکوم، غلام، نوکر، قیدی اور مجرم بن چکے ہیں۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک اس ٹولہ کی حاکمیت پاکستان اور اسکی مسلم امہ پر مسلط ہوتی جارہی ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست کا نظام انکا ذریعہ اقتدار اور الیکشن ان کا سیاسی پیشہ بن چکا ہے۔ جسکے ذریعے وہ ملک کے اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ جمہوریت کا ضابطہ حیات، اسکی صوبائی اسمبلی کے ممبران، قومی اسمبلی کے ممبران اور سینٹ کے ممبران کا پنڈال، اسکا برٹش لا، انڈین لا، امریکن لا، جیوری پروڈینس کی روشنی میں تیار کیا ہوا تعلیمی نصاب اور طبقاتی مخلوط تعلیمی ادارے، اسکے انتظامیہ، عدلیہ کے تیار کردہ حکومتی سکالر، انکے انتظامیہ، عدلیہ کے ادارے، یہ تمام ادارے ایک آہنی سلاخوں پر مشتمل ایسا قانونی پنجرہ ہے جس میں ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور اسکی نسلیں مقید ہیں۔ جسکے ذریعہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں دین محمدی ﷺ کی سرکاری سرفرازی جسکی خاطر یہ ملک بنایا گیا تھا اس سے محروم کردی گئی ہے۔ مسلم امہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کی قیدی، غلام، محکوم، مجرم بنادی گئی ہے۔ قرآن حکیم کے نظریات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات، امانت و دیانت، عدل و انصاف کے متضاد اور متصادم اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات، تعلیمات مخلوط طبقاتی تعلیمی اداروں کی طبقاتی زندگی کے کینسر میں مبتلا ہو چکی ہے۔

۳۔ اسی معاشی اور معاشرتی حکومتی ٹولہ کا ملک کے اقتدار تک رسائی نصیب بن چکا ہے۔ ملکی وسائل، ملکی دولت اور ملکی خزانہ کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام کی محنت و مشقت کا ثمر ہے، جو وہ تیار کرتے رہتے ہیں، جو اینٹی کرپشن جمہوریت کے ان فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ طبقہ کے شاہانہ بتصرفانہ نظام حیات اور انکی آپس کی بندر بانٹ کی نظر ہوتا جاتا ہے، ملک انکی ملکیت اور عوام انکے قیدی بن چکے ہیں۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے ان عظیم دانشوروں نے ملکی سیاست، الیکشن، اسمبلیاں، اقتدار، حکومتوں پر مشتمل یہ تمام شعبے اپنے مخصوص فنکشن کے ذریعے چلا کر مذہب کے بنیادی نظریات کیخلاف اعتدال و مساوات کا توازن ختم کر رکھا ہے۔ اعتدال و مساوات، امانت و دیانت اور عدل و انصاف کو کچلتے جا رہے ہیں۔ ملت اپنے دین محمدی ﷺ کے نظریات، اس کی تعلیمات سے محروم اسکے اخلاق و کردار سے محروم، اسکے عدل و انصاف سے محروم، اسکے امانت و دیانت کے ضابطہ سے محروم، اسکے اخوت و محبت کے جذبوں سے محروم، اسکے ایثار و نثار کے وقار سے محروم، اسکی آفادیت سے محروم، اسکی چادر اور چار دیواری کے نظام سے محروم، اسکے معاشی اور معاشرتی نظام حیات سے محروم اور بدنصیبی کی انتہا یہ ہے کہ پوری امہ اس اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات، نظام حیات، اخلاقیات اور تعلیمات کے کفر کے لامتناہی صحرا میں گم ہوتی جا رہی ہے۔ اسکا کوئی پرسان حال نہیں۔ ملت اپنے ملی کردار و تشخص کے دلکش حسن سے محروم ہو چکی ہے۔ وہ انسانوں کے صحرا میں مغربی جمہوریت کے بیاباں میں مسلم امہ گم گشتہ منزل کی تلاش میں بے یار و مددگار ماضی، حال، مستقبل کے سانس کے نازک رشتہ میں پروی ہوئی ہے۔ غور و فکر کرنے والا انسان باب العلم اور مدینۃ العلم کے گلی کوچوں میں خالق کی مخلوق کیلئے خیر اور بھلائی کی خیرات کا سوالی محو فغاں رہتا ہے۔ اے رب ذوالجلال اس بھولی بھٹکی امت کو اندھیر نگری سے نکال اور اسکا اندھاپن دور فرما۔

۴۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں اور حکمرانوں کے ایسے بھیانک کردار ہیں۔جنہوں نے ملک میں معاشی، معاشرتی، انتظامی، عدالتی، مذہبی شعبوں کو اس طرح کرش کر دیا ہے کہ ہر شعبہ اپنے اپنے زخموں کی اذیتوں سے سسکتا، تڑپتا، دم توڑتا اور بے بسی سے کراہتا چلا جا رہا ہے۔اسکا علاج حکیم الامت اور شب بیداروں اور حضور نبی کریم ﷺ کے ادب کرنے والوں کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔یا اللہ ان طیب اور اہلیت کے وارثوں کو مل بیٹھنے اور غور فکر سے کام لینے کی توفیق عطا فرما کہ وہ اس نیم جاں امت کو دین کے نور سے پھر نئی زندگی عطا کر سکیں اور ملت ظلمات کے صحرا سے نکل سکے۔آمین۔

۵۔جمہوریت کی سیاست، اسکے دانشور! یہ طبقہ سات آٹھ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔جو ملک کے سیاہ سفید کا مالک ہے۔حکومتی ارکان اور اپوزیشن کے ارکان، ایک دوسرے کے خلاف مختلف جرائم کے مواد اسمبلی ہالوں، سینٹ ہالوں کے ریگزار میدانوں میں شعلہ بیانیوں سے پیش کرتے رہتے ہیں۔حکومتیں اپوزیشن کے سیاستدانوں کے خلاف ثبوت رسائل اور اخبارات میں شائع کرتی رہتی ہیں۔اسکے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی پر انکو اور انکے کردار کو مشتہر کیا جاتا ہے۔انہوں نے ایسے قوانین اور سسٹم ملک وملت پر مسلط کر رکھے ہیں جس سے جمہوریت کے ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم، گورنر و صدر مملکت ملک کے تمام وسائل، دولت، خزانہ اور عوام الناس کی محنت کی کمائی کا ثمر انکے شاہی اخراجات، شاہی تنخواہوں، شاہی سرکاری سہولتوں، عیاشانہ فرعونی نظام حیات کا ایندھن بنا جاتا ہے۔عوام کے وسائل، دولت اور خزانہ اقتدار کی نوک پر چھیننا، شاہانہ اور تصرفانہ زندگی گذارنا ایک بدترین فرعونی عمل ہے، جس پر فرعون اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے، ایسا نظام مسلط کرنے والے اللہ تعالیٰ کی اس لعنت کے وارث اور مستحق ہیں۔۱۸ کروڑ عوام الناس اور انکی نسلوں کو اپنے حقوق کا ملکی سطح پر تحفظ کرنا انکے لئے ایک اعلیٰ عبادت کا حصہ ہے۔

۶۔ ہارس ٹریڈنگ سیاستدانوں کا ایک سیاسی سلوگن ہے جس سے حکومتوں کو تشکیل دینے کیلئے سرکاری دولت، وسائل اور خزانہ کا منہ کھول دیا جاتا ہے۔ حکومتیں اپوزیشن کے سیاسی ممبران کو اپنے ساتھ ملانے اور حکومتیں بنانے، قائم رکھنے کیلئے کروڑوں، اربوں کی رقمیں بطور رشوت ادا کرتی چلی آرہی ہیں۔ اسکے علاوہ وزیر اعلیٰ، گورنروں، اعلیٰ، قیمتی اور رشوت والی وزارتوں کے الگ سودے طے ہوتے ہیں۔ ملوں، کارخانوں کے فنڈ علیحدہ بانٹ لئے جاتے ہیں، انکے تمام جرائم، تمام حقائق و واقعات، تمام مشتہر جرائم حکومت میں شامل ہونے کے بعد واش ہو جاتے ہیں۔ پھر سے یہ تمام بدترین جرائم پر مشتمل کردار حکومت اور اپوزیشن کے کارندے اور نمائندے ملکی وسائل، مال و دولت، خزانہ کی لوٹ مار کا عمل شروع کر لیتے ہیں، اسمبلیوں میں بیٹھ کر حکومتی سطح پر ایک دوسرے کے خلاف مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اندرون، بیرون ممالک انکا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے معاشی اور معاشرتی جرائم ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اچھالتے رہتے ہیں۔ سرے محل ہوں یا رائیونڈ ہاؤسز، شاہی پیلس ہوں یا کارخانے ملیں ہوں یا فیکٹریاں، ملکی بنکوں میں انکی رقمیں جمع ہوں یا دنیا بھر کے سوئس بنکوں میں یہ سب ۱۸ کروڑ اہل وطن اور انکی نسلوں کی میراث اور ملکیت ہیں۔ یہ سب غاصب ملک کی دولت، خزانہ اور وسائل مل کر لوٹتے چلے آرہے ہیں جو ان سے واپس لینا ملت کے ہر فرد کا حق ہے۔ انکے معاشی اور معاشرتی جرائم کے مواد، رسائل، اخبارات، ریڈیو، ٹی وی، اسمبلی ہالوں اور سینیٹ کے ایوانوں میں بطور بلٹن پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ تقریروں، خبروں میں تفصیلاً مع تحریری ثبوتوں کے ایک دوسرے کے خلاف ملت کو آگاہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ احتساب بینچوں میں اس سے پہلے بھی اور اب بھی ایک دوسرے کے خلاف کیس زیرِ سماعت چلے آرہے ہیں۔ یہ کیس سیاسی چیک ہوتے ہیں، جو سیاستدان اور حکمران سیاسی گٹھ جوڑ کے وقت کیش کرواتے آرہے ہیں۔ ملکی خزانہ اور وسائل ہی نہیں۔ انہوں نے تو آئی ایم ایف اور دوسرے دوست ممالک کو بھی کنگال کر دیا۔ ملک اور عوام چالیس ارب ڈالر کے مقروض تھے اب سوا تین سو ارب ڈالر کے مقروض ہیں۔ مگران کے پیٹ کی ہوس کی آگ سے پھر بھی نہیں بھرے۔ بلکہ انکی تشنگی اور بڑھتی جارہی ہے انکے اور انکی تجارت کے پاؤں تمام ترقی یافتہ ممالک تک پھیلتے چلے جارہے ہیں۔

ان غاصب چند آمروں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم سے ایک شاہی حکومتی قبیلہ بنا رکھا ہے۔ جن کے پاس ملک وملت کی تمام دولت، وسائل تجارت اور خزانہ کی چابیاں خود کار سسٹم کے تحت پہنچ جاتی ہیں اور انکی ملکیتوں میں بدلتی جاتی ہیں جو دراصل عوام الناس کی ملکیت ہیں۔ جس ملک کی دولت اور وسائل اور غیر ملکی قرضے چند گنتی کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل بطن سے پیدا ہونے والے امیر زادے، پیر زادے، خان زادے، نواب زادے، ملاں زادے لوٹ کھسوٹ، رشوت، سمگلنگ، ہارس ٹریڈنگ جیسے بھیانک جرائم کو جائز اور حق سمجھ کر اقتدار کو حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لئے یہ بدمست ہاتھی کی طرح ملک کے ہر قانون اور عدل کے نظام اور دینی ضابطہ حیات کو روندتے پھریں۔ کسی منصف کی جرات نہیں کہ وہ آج تک انکا ہاتھ روک سکے۔ کیا یہ سیاستدان حکومتیں بناتے وقت ایسے تمام لوٹ مار کے کیس ایک دوسرے کو معاف کرتے چلے نہیں آرہے۔ کیا یہ سیاستدان اپنی حکومتیں بناتے وقت ایک دوسرے کے لوٹ مار اور سرکاری خزانہ کے غبن کے کیس اور قید و بند کی سزائیں معاف کرتے چلے نہیں آرہے۔ کیا وہ ملکی ملی مجرم پھر سے حکومت میں شامل ہوتے اور اس ملک اور اسی ملت پر حکمران بن کر مسلط نہیں ہو جاتے، حال ہی میں پیپلز پارٹی کی سربراہ محترمہ بینظیر صاحبہ کے خلاف ایسے تمام کیس حکومت نے معاف اور فارغ کر نہیں دیئے، کیا انکے بنکوں میں جمع اربوں ڈالر ان حکمرانوں نے انکو واگذار کر نہیں دیئے، کیا احتساب کمیشن یا ملک کا کوئی قانون انکے آڑے آیا ہے۔ کیا احتساب کمیشن، اسکے محتسب اور اسکے عملہ کے شاہی سرکاری اخراجات حکومت پاکستان کی غریب عوام نے برداشت نہیں کیے، کیا ملک میں ایسے کالے قوانین اور غاصب حکمران ایسے کرتے چلے نہیں آرہے، محلوں کی سازشوں سے اپنی اپنی جماعتوں کے غدار عددی برتری حاصل کر کے ملک میں مجرم سیاسی غداروں کی ایک نئی سیاسی جماعت بنا کر اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں میں کامیابی حاصل کر کے ملکی اقتدار پر قابض ہو کر اسی عددی برتری سے ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بنتے چلے نہیں آرہے، اسمبلیوں میں بیٹھ کر دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کو روندتے، ٹیکسوں کے ذریعے عوام سے انکی مالی تنگدستی کے باوجود انکی متاع حیات چھینتے، منگائی کے ذریعہ انکو ضروریات حیات سے محروم کرتے ۱۸ کروڑ انسانوں کو غربت، تنگدستی اور مفلسی کے ایک عبرتناک المیہ میں مبتلا کرتے چلے جا نہیں آرہے

۸۔حکومتیں بنانے کے بعد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کے پیدا کردہ وسائل، دولت، خزانہ کی ملی اور ملکی امانتوں کو بے دریغ شاہی تصرفانہ طریقے سے استعمال کرنا شروع کرتے جائیں۔ انکو کوئی روکنے والا ہی نہیں ہوتا۔ انکے خلاف لب کشائی کرنا جہاں جرم ہو، ملک کو پولیس سٹیٹ بنالیا گیا ہو۔ ملک کی خوشحالی کا ناپ تول کا پیمانہ انکے کارخانوں، انکے کاروباروں انکی بڑی بڑی لاجواب کاروں، انکے شاہی محلوں، انکی جاگیروں، انکے بچوں کی شاہی اداروں میں تعلیم وتربیت اوران کے شاہانہ روزمرہ کے اخراجات، انکے صدر ہاؤس، وزیراعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وزیراعلیٰ ہاؤسز، وزیر ہاؤسز، مشیر ہاؤسز، سفیر ہاؤسز انکی کلبوں، انکے ہوٹلوں، انکے اسمبلی ہالوں کے اربوں، کھربوں کے اخراجات اورانکے بنک اکاؤنٹس سے ناپاتولا جائے تو دنیا کا کوئی ملک خوشحالی میں انکا مقابلہ نہیں کرسکتا، ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کی حالت زار کا ذکر نہ کرو انہیں بھول جاؤ۔ پورے ملک میں کسی ایک گاؤں میں کوئی ایک انگلش میڈیم تعلیمی ادارہ، کوئی ایک کالج، کوئی ایک یونیورسٹی ہے تو ان سے پوچھ لو، شہروں میں بسنے والے انتیس فیصد مزدوروں، ہنر مندوں، محنت کشوں اور عوام الناس سے بھی پوچھ لو کہ وہ شہروں میں انکے ان طبقاتی شاہی اداروں کے اخراجات برداشت کرسکتے ہیں۔ ان سے تو ٹیکسوں اور مہنگائی کی تلوار سے سب کچھ چھین لیا جاتا ہے۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کا پھندا، انکی زبوں حالی کا سبب ہے۔ اس نظام سے نجات حاصل کرنا ازبس ضروری ہے۔

۹ ۔ آمریت، بادشاہت یا اینٹی کرپشن جموریت کے پروردہ سیاستدان! یہ نسل انسانی کے وہ روپ ہیں۔ جو ملکی وسائل دولت تجارت، خزانہ اور عوام الناس کو گورنمنٹ کے انتظامیہ اور عدلیہ کے اداروں کی وساطت سے قابو کر لیتے ہیں، اعلیٰ سرکاری عہدیداروں افسر شاہی اور منصف شاہی کے طبقہ کو مال و دولت اور سرکاری سہولتوں سے نوازتے، انکو عوام کو کرش کرنے کیلئے آسمبلیوں کے ذریعہ ایسے غاصب قوانین تیار کرتے، انکی بجا آوری کیلئے انکو ہر قسم کے اختیارات دیتے ہیں جن کے ذریعہ وہ متاع ارضی کی تمام دولت اور وسائل کو چھینتے اور اکٹھا کرتے ہیں اور یہ سیاستدان اور حکمران آپس میں ایک آمر، ایک جابر، ایک غاصب کی طرح طبقاتی نظام حکومت اور طریقہ کار سے تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ کسان، محنت کش اور عوام الناس غربت اور تنگدستی سے دوچار رہتے ہیں اور یہ چند غاصب ایک خوشحالی اور حکمرانی کی بدترین ظالمانہ زندگی گذارتے چلے جاتے ہیں، دنیا کا لوبھ، لالچ انکا مقصد حیات اور دنیا کی عیش و عشرت، اقتدار اور حکومت انکی زندگی کے سہانے سپنے ہوتے ہیں۔ وہ اقتدار کے نشہ میں دھت ملکی دولت، وسائل اور خزانہ لوٹتے جاتے ہیں، عیش و عشرت پر مشتمل تصرفانہ، شاہانہ نظام حیات انکی پہچان بن چکا ہے۔

۱۰۔ بد دیانتی، کرپشن، رشوت، لوٹ مار، حق تلفی انکے ذرائع آمدن ہیں۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے الیکشن انکا وسیلہ اقتدار ہیں۔ اسمبلیاں انکے کالے قوانین تیار کرنے کے ادارے ہیں۔ حکومتیں، وزارتیں، مشاورتیں، سفارتیں اینٹی کرپشن جمہوریت کے آمروں، حکمرانوں کے نام ہیں۔ شاہی محل اور تاج محل انکے قلعے ہیں۔ سرے محل، رائے ونڈ ہاؤسز، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلسز، اور قیمتی کوٹھیاں، سرکاری محل، یہ شاہی سرکاری اور ذاتی قیمتی گاڑیاں انکے کلچر کا نمائیاں بدترین حصہ ہیں۔ یہ قلعے، یہ شاہی محل، یہ حصار انکی مادیت پر فوقیت اور انکی شان و شوکت اور عظمت کے نشان ہیں، اینٹی کرپشن جمہوریت کے سیاستدان، جاگیردار، سرمایہ دار، سمگلر، بھتہ خور، زمین مافیہ حکمران اور انکی اعلیٰ عہدوں پر فائز سرکاری مشینری قومی، ملی دولت، خزانہ اور وسائل کی امانتوں کو خوب لوٹتے اور نوچتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ ملک میں پھیلے ہوئے یہ سب عالیشان محل، یہ سب ڈیکوریشنز، یہ لینڈ کروزریں، یہ مرسڈیز، یہ پٹرول کے اخراجات، یہ شاہانہ اخراجات، یہ تصرفانہ زندگی کا فرعونی تمام نظام، یہ زرمبادلہ اور خزانہ کا حشر نشر، انکے خلاف انکے جرائم کی منہ بولتی شہادتیں ہیں۔ انہوں نے ملک میں اعتدال و مساوات کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے ملکی وسائل، ملکی دولت ملکی خزانہ اور قیمتی زرمبادلہ کو ملکی زرعی، صنعتی ترقی کی بجائے انکو شاہی محلوں کے اینٹ گارے، انگنت شاہی گاڑیوں اور پٹرول کے قیمتی زرمبادلہ کے اخراجات کا ایندھن بنا رکھا ہے۔ یہ ظالم اور غاصب ہی نہیں، یہ کمینے اور بزدل بھی ہیں۔

۱۱۔ یاد رکھو! یہ لوگ جتنے بددیانت، ظالم، غاصب ہیں اتنے ہی ڈرپوک، بزدل، اور اتنے ہی غیر محفوظ ہیں۔ انکے محلوں کے تمام محافظ اور تمام ملازمین گن مین، چوکیدار، مالی، بھنگی، کک، خانصامہ اور تمام ملازمہ، انکی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، انکے کاروباروں کو چلانے والی تمام ورکروں کی فوج جوان محلوں اور ان تمام ملکیتوں جو اندرون ملک اور دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں، وہ انکے حقیقی مالک اور وارث ہیں۔ ان غاصبوں، معاشی اور معاشرتی قاتلوں کو اس مال و دولت اور اقتدار کے چھن جانے کا خوف خطرہ ایک جان لیوا کینسر کی طرح ان کے شعور میں ہروقت موجود رہتا ہے۔ انہوں نے مجبوروں، بے کسوں، بے بسوں، اپاہجوں غریبوں یتیموں، بیواؤں، مظلوموں اور عوام الناس کا خون، اقتدار کی نوک پر انگنت ٹیکسوں اور مہنگائی کی سرنجوں کے ذریعہ کھینچ کر بڑے مزے سے پیئے جا رہے ہیں۔ انکو کوئی روکنے والا ہی نہیں۔ انقلاب وقت انکے معاشی، معاشرتی اور دینی اقدار کو روندنے اور مخلوق خدا کو ان سے نجات دلانے کیلئے انکے سامنے آن کھڑا ہوا ہے، یہ اب بچ نہیں سکتے۔ انشا اللہ مخلوق خدا، انکے رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے عذاب کی محکومی سے آزاد ہوگی۔

۱۲۔ پاکستان کو تو اسلامی تہذیب کا گہوارہ بنانا تھا۔ ان سیاستدانوں، حکمرانوں نے تو ان تمام معصوم بچوں اور بچیوں کی آہوں، نیک اور پاک دامن بہنوں، بیٹیوں، اور ماؤں کی عصمتوں اور بزرگوں کی بے حرمتی کے زخم جو ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے لگائے تھے منہدم کرنے تھے۔ انہوں نے تو اس ملک کو اسلامی تہذیب کا مرکز تیار کرنا اور رفاحی مملکت کا نمونہ اقوام عالم کو پیش کرنا تھا۔ رحمت اللعالمین ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنا تھا۔ شرم وحیا کا تقدس قائم کرنا تھا۔ امانت و دیانت کے چراغ روشن کرنے تھے۔ اسلام کی بالادستی کو زندگی کے ہر شعبہ میں عام کرنا تھا۔ لیکن انہوں نے تو غیروں اور انگریزوں سے بڑھ کر بدعملی، بدکرداری، بدقماشی، ظلم وزیادتی، قتل وغارت، ناانصافی، بدمعاشی، بے حیائی، عصمت دری، زناکاری، عدل کشی اور دین کشی کے گھناؤنے اور بھیانک کھیل اپنے اپنے دور حکومت میں جاری اور ساری رکھے۔ وہ اس طرح متاع دین محمدی ﷺ لوٹے جا رہے ہیں۔

۱۳۔ دین کے خلاف مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرے کا افتتاح۔انہوں نے تو اینٹی کرسچن جمہوریت کی روشنی میں دین محمدی ﷺ کے خلاف مخلوط تعلیم، مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ کی قانون سازی کر کے چادر اور چاردیواری اور شرم وحیا کی دیوار کو ختم کیا۔ فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زنا کاری کی راہ ہموار کی۔اب حکمرانوں اور اسلامی سیاسی جماعتوں نے حدود آرڈیننس کو وجہ اختلاف بنا کر ملک میں شور مچا رکھا ہے۔ جب انہی اسمبلیوں نے مخلوط تعلیم، مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ کا قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دین محمدی ﷺ کے خلاف پاس کیا اور نافذ العمل کیا، اس وقت تو تمام اسلامی سیاسی جماعتوں نے اسکی پیروی قبول کر لی اور اپنی بیٹیوں کو لیکر اسمبلیوں میں پہنچ گئے، جب اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کے مطابق معاشرہ تیار ہوتا شروع ہو گیا، مسلم امہ کی نسلوں کو مخلوط زندگی گذارنے کی سرکاری اجازت حاصل ہو گئی، اسکے بعد ایسے معاشرے میں فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زنا کاری کو کون روک سکتا ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اینٹی کرسچن جمہوریت کا دین قبول کرنا پڑا، ملک کو کنجر خانہ بنا دیا گیا، انگریز کے بنائے ہوئے ریڈ لائٹ ایریا جہاں مرد و زن ایک دوسرے کیساتھ آزادی کیساتھ ملتے جلتے، فحاشی بے حیائی بدکاری اور زنا کاری کے مرتکب ہوتے تھے، ان کے بازاروں کو رات گیارہ بجے قانونی طور پر بند کر دیا جاتا تھا، لیکن ان مسلم امہ کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے حکمرانوں نے تو کمال کر دی ہے۔انہوں نے مسلم امہ کو صرف کنجر خانے کا ماحول اور نظام حیات ہی نہیں دیا بلکہ مخلوط معاشرے کے ذریعہ مرد و زن کو ملنے جلنے، فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور جنسی آزادی کا ہمہ وقت کا لائسنس جاری کر دیا ہے۔ انہوں نے اسلامی روح کو مسخ کر کے دینی نظام حیات کو روند دیا۔ ملک میں تفاوتی نظام قائم کیا۔طبقات کے ذریعہ حاکم اور محکوم، براہمن اور شودر کو ذریعہ حکمرانی بنایا۔غیر دینی تعلیمی نصاب اور ان کیلئے اعلیٰ شاہی تعلیمی ادارے قائم کیے مخلوط تعلیم کا عمل جاری کیا۔ان شاہی اداروں سے انتظامیہ اور عدلیہ کے ارکان تیار کیے۔ ہر قسم کے جرائم کی سرپرستی حکمران خود کرتے رہے اور ملک کے تمام شعبہء حیات کو انکے سپرد کر کے انکا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں رکھا۔ جو کوئی سرکاری عہدیدار، افسر شاہی یا منصف شاہی کا افسر انکے احکام بجا نہ لائے اسکی ترقی اور نوکری خطرے میں پڑی رہتی ہے۔ ملک میں ہر قسم کا معاشی، معاشرتی ظلم انکے فرائض کی ذمہ داری بنا دیا گیا۔ سیاستدان اور حکمران از خود دین کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل نظام کو ذریعہ اقتدار بنا کر ملک و ملت پر مسلط ہو چکے ہیں۔اس بدترین نظام حکومت کو چلانے کی ہر قسم کی نگرانی سرکاری عہدیداروں، افسر شاہی اور منصف شاہی کے سپرد کر رکھی ہے۔ جسکے عوض وہ انکو بڑی بڑی تنخواہیں، بیشمار سرکاری سہولتیں، بے پناہ اختیارات دیکر ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں ہنرمندوں اور عوام الناس سے انکے ہر قسم کے وسائل، مال و دولت، انکی محنت کا ثمر ان سے چھین کر انکو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کیے جا رہے ہیں۔اب انکا یوم حساب انکے قریب پہنچ چکا ہے۔ اب وہ فطرت کے عمل سے بچ نہیں سکتے۔

۱۴۔ دین محمدی ﷺ کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کی عدل کش، غیر دینی حکومتی بالادستی۔

۱۵۔ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے انتظامی عدل و انصاف کے ڈھانچے کو اسلام کے سانچے میں بدلنا اور ڈھالنا نہائت اہم اور ضروری ہے، مسلم امہ کیساتھ اسلامی دستور نافذ کرنے کا ۱۹۴۷ کا وعدہ، ایک طویل عرصہ سے التوا میں پڑا ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک بل قومی اسمبلی نے تو پاس کر دیا تھا۔ اور کیس سینیٹ کو برائے ضروری منظوری بھیج دیا گیا تھا۔ وہ کہاں چلا گیا۔ اسکی تلاش کہاں سے کی جائے۔ **ملک** کا ڈھانچہ اسلامی قدروں میں ڈھالنے کا **عمل** کب اور کیسے جاری ہوگا۔ اس سنہرے خواب کی نوید کب پوری ہوگی۔ وقت ان غافل اقتدار کے نشے میں دھت سیاستدانوں اور حکمرانوں کو کیسے نگلتا جا رہا ہے۔ انکو، انکے زوال کی نوید دینا مناسب نہیں۔ وہ بہتر جانتے ہیں۔ اے دینی جماعتوں کے رہنماؤ غور سے سن لو تمہارے لئے یہ نامہ **عبرت** ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کو ترک کر دو اور علیحدگی اختیار کر لو، قرآن حکیم کا آئین اور ۱۹۷۳ کا آئین ۱۸ کروڑ عوام از خود نافذ **العمل** کر لیں گے۔ مسلم امہ کو سیاسی مذہبی جماعتیں دھوکہ دیئے جا رہی ہیں۔ مسلم امہ کی **جمعیت** کو مغربی جمہوریت کی پندرہ سیاسی جماعتوں کے فرقوں اور منشوروں میں **تقسیم** مت کرو۔ ملت کو اس دھوکہ اور ظلم کے بعد تم کونسا چہرہ لیکر حضور نبی کریم ﷺ کے حضور پیش ہو گے۔ مسلم امہ کے فرزندان اچھی طرح جانتے ہیں کہ پہلے یہ حکمران ٹولہ انگریز کے ساتھ ملکر اہل وطن سے غداری کرتا رہا۔ اب وہی ملکی غدار فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف سے مل کر حسب روائیت اپنی ایک نئی فوجی سیاسی غداروں کی جماعت مسلم لیگ ق اور ایم کیو ایم تیار کر کے مارشل لا کی **حکومت** میں شامل ہو چکے ہیں۔ اپنے تمام جرائم کو معاف اور واش کرا چکے ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ کے طریقہ کار سے تمام سیاسی جماعتوں کے غدار مل کر ایک نئی حکومتی پارٹی بنا کر ملکی اقتدار پر قابض ہو بیٹھے ہیں، انہوں نے وزارتوں، مشاورتوں، سفارتوں اور سرکاری عہدوں کی تعداد بڑھائی اور مارشل لا کی چھتری تلے انکی ہارس ٹریڈنگ کی، اسکے علاوہ ملکی خزانہ سے دوسری سیاسی جماعتوں کے اقتدار پسند ممبران کو خریدا، ایسے سیاستدان جو مختلف کرپشن کے کیسوں میں **ملوث** تھے، انکو معافی نامے جاری کئے اور **حکومت** میں شامل کیا، اسمبلیوں میں عددی برتری حاصل کر لی۔ اسمبلیوں میں اسی عددی برتری سے ہر قسم کا مجرمانہ باطل، غاصب قانون پاس اور نافذ کیا۔ افواج پاکستان **ملک** کا انمول قیمتی اثاثہ ہیں۔ وہ پاکستان کے جھنڈے کی وارث، نگہبان اور محافظ ہیں۔ سیاستدانوں نے انکو گمراہ کیا، ان سے پاکستان کا جھنڈا چھین کر مسلم لیگ ق کا جھنڈا، انکے ہاتھ میں دیدیا۔ **ملک** کا جھنڈا ان سے چھین لیا گیا۔ افواج پاکستان کو سیاسی جماعتوں میں **تقسیم** کر دیا گیا، ابن الوقت چند سیاستدانوں نے **ملک** کے انمول اور قیمتی اثاثہ کو جماعتوں میں **تقسیم** کر کے اسکی وحدت اور **جمعیت** کو روند کر رکھ دیا ہے۔ اسکے دور رس نتائج عنقریب سامنے آنے والے ہیں۔ اس **عمل** سے **ملک** خانہ جنگی کی طرف بڑی تیزی سے اپنی مسافتیں طے کر رہا ہے۔ فوج کے کور کمانڈروں کو اسکا تدارک کرنا ہوگا۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت **مسلم** امہ کیلئے ایک بدترین جرم بن چکا ہے۔

اے کرسچن جمہوریت کے مذہب کے والیو! اے دین محمدی ﷺ کے باغیو! غور سے سن لو تم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب از دواجی زندگی، چادر اور چار دیواری کے نظام، انکے اخوت ومحبت کے درس، انکے امانت و دیانت کے اصول، انکے مہر ومحبت کے سبق، انکے حسن خلق کے ضابطے، انکے عفوودرگذر کے سلیقے، ان کی ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کی عبادت کو، انکے حسن خلق کے عمل کو، اعتدال ومساوات کی تعلیمات کو، عدل وانصاف کے ضابطہ کو ایک دجال کی طرح نگلتے جا رہے ہو۔ تم خدا اور رسول ﷺ کے الہامی نظریات، تعلیمات اور احکام کو بروئے کار لانے کی بجائے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات، تعلیمات اور احکامات مسلم امہ پر مسلط کئے جا رہے ہو۔ تم کیسے بدنصیب اسمبلیوں کے ممبران اور حاکم وقت ہو، جو رسول عربی ﷺ کی امت پر باطل، غاصب نظام حیات سرکاری طور پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے ہارس ٹریڈنگ کے طریقہ کار سے خریدے ہوئے اسمبلی ممبران کے پاس کردہ باطل، غاصب فرعونی قوانین نافذ العمل کئے جا رہے ہو۔ اللہ تعالی کی لعنت سے بچ جاؤ۔ کیوں مسلم امہ کے ساتھ دھوکہ کئے جا رہے ہو۔ مسلم امہ کے فرزندان پر جب اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات، نظریات، تعلیمات، احکامات کی پابندی سرکاری طور پر مسلط ہوگی، تو انکا دین کیساتھ تعلق کیا رہ جائیگا۔ مسلم امہ اسوقت منافقت کی زندگی گذارنے کی پابند اینٹی کرسچن جمہوریت کی غلام بن چکی ہے۔ خبردار اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن کا نظام ختم ہو چکا ہے، اب ہارس ٹریڈنگ اور اینٹی کرسچن جمہوریت کا دور ختم ہو چکا ہے انکا نام لینا ایک گناہ عظیم بن چکا ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

۱۷۔ کیمونزم، سوشلزم، ہندوازم، بدھ ازم، آتش پرست مخلوق خدا اپنے اپنے ممالک میں اپنے اپنے نظریات پر مشتمل اپنے اپنے نظام حیات اور ضابطہ حیات کے مطابق اپنی اپنی زندگی گذارتے آ رہے ہیں۔انکے نظریات اور عقیدے کے برعکس مذہب پرست امتیں پیغمبران کو تسلیم کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدت، اسکے خالق و مالک ہونے کو مانتی ہیں، پیغمبران کی الہامی روحانی کتابوں کو تسلیم کرتی ہیں۔انکے نظریات، تعلیمات پر ایمان رکھتی اور عمل پیرا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتی اور اسکی عبادت کرتی ہیں۔پیغمبران کے ضابطہ حیات اور اخلاق و کردار کی پیروی کرتی ہیں۔تمام ممالک، اقوام اور انسانی نسلوں پر مشتمل مخلوق کو مخلوق خدا سمجھتی ہیں۔بنی نوع انسان کے ساتھ حسن خلق اور حسن ادب سے پیش آتی ہیں مخلوق خدا کی خدمت کو بجالاتی ہیں احترام آدمیت کا خاص خیال رکھتی ہیں۔اعتدال و مساوات کو قائم کرتی ہیں، امانت و دیانت کے عمل کو اپناتی ہیں۔اخوت و محبت کے جام بنی نوع انسان کو پلاتی ہیں۔تصرفانہ زندگی سے نفرت کرتی ہیں۔لیکن بدقسمتی سے تمام پیغمبران کی امتیں انکے عطا کئے ہوئے روحانی نظریات، تعلیمات، ضابطہ حیات سے دور، مختلف اور متضاد اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے سیاسی ممبران اور انکے تیار کئے ہوئے فرعونی ضابطہ حیات، تعلیمات اور نظریات کے قوانین کو سرکاری طور پر ملکی سطح پر مسلط کرتی اور اسکی اطاعت اور پیروی کرنے کی پابند بنالی جاتی ہیں۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی پیروکاروں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تعلیمات اور تہذیب کو کچل کر رکھ دیا ہے۔، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کی عبادت سے الگ کر کے رکھ دیا ہے، حق تلفی اور قتل و غارت انسانیت پر مسلط کر رکھی ہے بیماروں کو شفا عطا کرنے والی امتوں نے بنی نوع انسان میں مختلف جراثیمی بموں سے مہلک بیماریاں پھیلانے کا عمل جاری کر رکھا ہے بھوکوں کو کھانا کھلانے والوں نے معصوم بیگناہ بے بس انسانوں کے ممالک کی خوراک اور انکے آبی ذخائر کو تباہ کرنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔

انکی امتوں نے مردوں کو زندہ کرنے والے معجزات کو بھلا کر انہوں نے ایٹم بموں اور جدید اسلحہ سے زندہ انسانوں کو مردوں میں بدلنے کا گھناؤنا عمل جاری کر رکھا ہے۔ پیغمبران کے تیار کیئے ہوئے انسانی تشخص کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نمرود، فرعون اور یزید کے تشخص میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ روحوں کو تسخیر کرنے والوں نے جسموں کو فتح کرنے کے بگل بجانے کا عبرتناک گھناؤنا کھیل جاری کر رکھا ہے، پیغمبران کے ہدی خوانوں نے انکی منزل کے نشان ہی مٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ انہوں نے تو بنی نوع انسان کو توحید کا سبق سکھانا تھا پیغمبران کا تعارف کروانا تھا، انکی تعلیمات سے آشنا کروانا تھا۔ انکے اخوت و محبت کے جام پلانے تھے۔ انہوں نے تو انکے کردار کی شمع روشن کرنی تھیں، انہوں نے تو پیغمبران کی تہذیب کی آبیاری کرنی تھی، یہ تمام امتیں ایک المیہ سے دوچار ہو چکی ہیں، پیغمبران کے باغیوں انکے نظریات تعلیمات کے قاتلوں، انکے کردار اور تشخص کو کچلنے والوں، انکے مذہب کے منکر اور منافق رہنماؤں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کے روپ میں سیاسی دانشور تیار کیئے، اسمبلیوں کے ذریعے قانون سازی کر کے، انہوں نے پیغمبران کی تعلیمات، ضابطہ حیات، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کی طرز حیات، انکی عبادات، انکی الہامی، روحانی مقدس کتابوں اور انکی روشنی میں تیار کی ہوئی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب کو مغرب کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں نے کچل کر رکھ دیا ہے، مسلم امہ بھی اس بین الاقوامی اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کش المیہ کا شکار ہو چکی ہے۔ اس مذہبی سانحہ کو روکنے کیلئے تمام مسلم امہ کو ایک مرکز پر اکٹھا کرنا ہوگا۔ نمرود، فرعون اور یزید کے معاشی، معاشرتی اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلم و قتال کے ضابطہ حیات کو روکنے کا صرف دین محمدی ﷺ کے پاس اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت موجود ہے جو بنی نوع انسان کو اس المیہ سے نجات دلا سکتا ہے۔

۱۸۔ پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے شرمادینے والے انسانیت سوز، ان تمام حالات وواقعات کا پس منظر مسلم امہ کے سیاسی رہنماؤں اور حاکموں کی دین محمدی ﷺ سے دوری، انکی غفلت، کوتاہی، لاپرواہی ہی اسکا سبب ہے جنہوں نے مسلم امہ کو دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، نظریات، تعلیمات اور اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت سے آشنا اور آگاہ نہ کیا اور نہ اسکے مطابق کوئی نظام حکومت قائم کی۔ اہل اسلام کا یہ دینی فریضہ تھا اور ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دینی نظام حیات، نظریات اور اسکی تعلیمات اور اسکے نظام حکومت کا عملی نفاذ کر کے بنی نوع انسان کی رہنمائی کا فریضہ ادا کریں۔ یا اللہ اس امت کو اپنا دینی فریضہ ادا کرنے اور بنی نوع انسان کو راہ ہدایت کی منزل پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرما۔ امین

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

اینٹی کرسچن جمہوریت نے ملت اسلامیہ کو قرآن حکیم، اسکے نظریات، تعلیمات اور نظام حیات سے الگ کر دیا ہے، رسول عربی ﷺ کی امت کو بے دینی کی ذلت اور رسوائی کی داستان رقم کرنے سے محفوظ کرنا درکار ہے۔ ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی رہبروں اور بے دین جمہوریت کے دینی رہنماؤں اور حکمرانوں سے درج ذیل سوالات کی روشنی میں عوام سے رائے حاصل کرنا اور فیصلہ کروانا مقصود ہے۔ تا کہ ملت دین کی روشنی میں اپنی منزل کا تعین کر سکے اور منزل کی طرف گامزن ہو سکے۔ اپنی بھلائی اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکے۔

۱۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ دیہاتوں میں بسنے والے کسان پورے ملک کو خوراک، لباس، ہر قسم کی سبزی، پھل اور میوہ جات مہیا کرتے ہیں۔

۲۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ انسانوں اور حیوانوں کی بنیادی ضروریات حیات مہیا کرنے کے علاوہ وہ ملک کے تمام کارخانوں، فیکٹریوں اور ملوں کو خام مال مہیا کرنے کا فریضہ بھی ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۳۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ کسان ان تمام وسائل کو پیدا کرتے ہیں اور یہی اسکے اصل مالک ہیں! ہے کوئی جو انکی ملکیت کو جھٹلا سکے۔

۴۔ کیا کوئی اہل وطن اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ بھٹوں میں اینٹیں فیکٹریوں میں سیمنٹ اور کارخانوں میں لوہے کو تیار مزدور ہی کرتا ہے۔

۵۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک کے تمام کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں کی تعمیرات کا کام مزدور، محنت کش، معمار، الیکٹریشن اور ہنر مند ہی سرانجام دیتے ہیں۔ اینٹ، سیمنٹ اور لوہا بھی انہی کا تیار کیا ہوتا ہے۔

۶۔ کیا کوئی شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ انکی تمام مشینری، مزدور، محنت کش اور ہنر مند ہی تیار کرتے اور یہی انسٹال بھی کرتے ہیں۔

۷۔ کیا کوئی شخص اس بات کو مسترد کر سکتا ہے کہ ملک کی تمام فیکٹریوں، ملوں اور کارخانوں سے تیار ہونے والے سٹاک ان ہی کی محنت کا ثمر ہیں۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۸۔ کیا سیاستدان، حکمران اور مالکان اور عوام اس بات سے متفق ہیں کہ کسان پورے ملک کو بنیادی ضروریات حیات، خوراک ولباس اور تمام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کو خام مال مہیا کرتے ہیں۔ مزدور، محنت کش ہنرمند تمام ملوں فیکٹریوں کارخانوں کی تعمیرات کرتے اور مشینری انسٹال کرتے اور وہی ان سے ہر قسم کی مصنوعات تیار کرتے ہیں۔ پھر بتائیں انکے اصل مالک کون ہیں!

۹۔ کیا یہ مالکان سیاستدان حکمران اور ملک کے تمام اعلیٰ نسل کے تاجر بتا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہ دولت یہ سرمایہ، یہ خام مال، یہ لباس، یہ خوراک، یہ عالی شان محل، یہ لینڈ کروزریں، مرسڈیز قیمتی گاڑیاں اور تمام سامان تعیش کہاں سے اور کیسے حاصل کیا ہے۔ ملکی خزانہ اور زرمبادلہ کو کون اور کیسے خاکستر کیے جا رہے ہیں۔ اعتدال ومساوات کو کیسے ختم کیا جا چکا ہے

۱۰۔ کیا یہ سیاستدان اور حکمران بتانا پسند فرمائیں گے کہ صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، ایک چوکیدار، اردلی، بیٹمین، ایک کسان اور ایک مزدور کے جھونپڑے کا معیار حیات قرآن حکیم، اسکے نظریات، تعلیمات کے مطابق ہے۔

۱۱۔ کیا سیاستدان حکمران کرپچن جمہوریت کے نظام حیات اور اسلام کے نظام حیات کے فرق کو سمجھتے ہیں۔ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کی شاہی تنخواہیں، شاہی مراعات، شاہی تصرفانہ، عیاشانہ رائج الوقت کرپچن جمہوریت کا طبقاتی معاشی معاشرتی نظام حیات اسلام میں جائز ہے۔ کیا یہ اسلامی اعتدال ومساوات یا نظام عدل کا اصول ہے یا اسکے متضاد۔ اسکا جواب عوام کی عدالت کو پیش کریں۔ اسکا فیصلہ مسلم امہ کرے گی کہ کرپچن جمہوریت کا نظام مسلم امہ پر مسلط کرنے کے دینی اور دنیاوی نقصانات کیا ہیں۔

۱۲۔ پاکستان ۱۹۴۷ کو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اس وقت سے لیکر آج تک جن سیاستدانوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، حکومتی تاجروں اور انکے علاوہ جن لوگوں کو جتنے قرضے دیئے گئے اور جن کو ملوں فیکٹریوں کارخانوں اور بیرونی ممالک تجارت کے اجازت نامے جاری کیے اور جن کو یہ قرضے معاف کیے، قرضہ جات جاری کرنے والوں، معاف کرنے والوں، معاف کروانے والوں کے ناموں کی تفصیلی رپورٹ پیش کریں تاکہ پتہ چل اسکے ملت کی اقتصادی لاش کو نوچنے والے کون لوگ ہیں۔ اصل حقائق سے آگاہ ہونا، اپنی ملکیتوں کو واپس لینا، ان مجرموں کا احتساب کرنا ملت کے ہر فرد کا حق ہے۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۱۳۔ **ملک** کا خزانہ اور وسائل ملت کی ملکیت ہیں، ملوں فیکٹریوں کارخانوں یا کسی اور غرض کے لئے بڑے بڑے سرمایہ داروں، جاگیرداروں، وڈیروں کو جو انڈسٹریاں لگانے اور کاروبار چلانے کے لئے بطور رشوت لون جاری کئے۔ وہ سب کے سب کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس اور **ملک** و ملت کی وراثت ہیں۔ یہ تمام قرضہ جات اور یہ تمام انڈسٹریاں اور یہ تمام لون **ملک** کے ہر فرد کی ملکیت ہیں اور وہ ان میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ اگر ان چند افراد پر مشتمل ٹولہ ان حقائق کو جھٹلا سکتا ہے تو عوام کو مطلع کرے۔

۱۴۔ **ملک** کے تمام کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں اور تمام کاروباری اداروں میں کام کرنے والے ورکر جنکی بنا پر یہ **ملک** مادی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے ان کے مالک اور ان میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ کوئی اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا۔

۱۵۔ یہ جب چاہیں اپنا کیس اپنے قانونی ماہرین کے ذریعہ عوامی عدالت کے روبرو پیش کر لیں، منصف بھی اپنی مرضی کے ڈھونڈ لیں۔ انہی کے مروجہ ملکی قانون کی روشنی میں ان اعتدال و مساوات کے نظام کو کچلنے کی سزائیں از خود تجویز کروالیں، یہ **ملک** و ملت سے ناانصافی اور عدل کشی کے جرائم کے مرتکب ہیں۔ انہوں نے سرکاری خزانہ، ملکی وسائل کی امانتوں کو اقتدار کی نوک پر بری طرح لوٹا اور اپنی ملکیتوں میں بدل لیا، **ملک** میں معاشی بحران ہر دور میں پیدا کرتے رہے اور **ملک** معاشی بحران کی ہچکیوں، سسکیوں کا شکار رہا۔ انکی عدل کشی، عدم مساوات کی پالیسیوں نے مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا۔ انکا عبرت نامہ انکے ہاتھوں میں دے دو۔ فیصلہ ہر قسم کے شک و شبہ سے مبرا اور مستند ہے۔ انکے جرائم کی سزا اسقدر خوفناک ہے۔ نہ یہ خود بچتے ہیں اور نہ انکی ملکیتیں۔

۱۶۔ یہ **ملک** کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کا ہے، **ملک** کی تمام ملکیتیں انکی ہیں نہ کہ ان چند ہارس ٹریڈنگ کے اقتدار پرست غاصب حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ہیں۔ انکو قومی ملکیت قرار دیا انکا حق بنتا ہے۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۱۷۔ یہ جب چاہیں، اپنا کیس اپنے قانونی ماہرین کے ذریعہ عوامی عدالت کے روبرو پیش کرلیں۔ منصف بھی اپنی مرضی کے ڈھونڈلیں۔ انہی کے مروجہ ملکی قانون کی روشنی میں اپنی ان اعتدال و مساوات کے نظام کو کچلنے کی سزائیں از خود تجویز کروالیں۔ یہ ملک وملت سے ناانصافی اور عدل کشی کے جرائم کے مرتکب اور مجرم ہیں۔ انہوں نے سرکاری خزانہ اور ملکی وسائل کی امانت کو اقتدار کی نوک پر بری طرح لوٹا، ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ تمام مجرموں کے اربوں کے کیس ختم کیئے اور ملک میں معاشی بحران اسقدر پیدا کیا۔ کہ ملک دیوالیہ ہونے کو پہنچ گیا۔ انکی عدم مساوات کی پالیسیوں نے مشرقی پاکستان کو الگ کردیا۔ ان کا عبرت نامہ ان کے ہاتھوں میں دے دو۔ فیصلہ ہر قسم کے شک وشبہ سے مبرا اور مستند ہے۔ ان کے جرائم کی سزا اس حد تک خوفناک ہے۔ کہ یہ نہ تو خود بچتے ہیں، نہ انکی اولادیں اور نہ ان کی جائیدادیں بچتی ہیں۔

۱۸۔ یہ ملک کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کا ہے، ملک کی تمام ملکیتیں انکی ہیں نہ کہ ان چند غاصبوں کی۔ انکو قومی ملکیت قرار دینا انکا حق بنتا ہے۔ یہ تمام احتساب کمیشن یہ تمام کمیٹیاں، یہ تمام محتسب کے دفاتر، یہ تمام عدالتیں، یہ تمام منصف انکی انگریزی زبان کی جہالت کی اعلیٰ ڈگریاں ان کو مبارک ہوں جو واضح ثبوت کے باوجود ان گھناونے کیسوں کو نمٹانے، الجھانے اور التواء میں ڈالنے کے لئے تمام حکمرانوں کی مدد اور معاونت کرتے اور سرکاری خزانے سے بہت بڑی تنخواہیں، شاہی مراعات، بیشمار سہولتیں لیتے رہے۔ یہ ملک چند بے دین اینٹی کرپچن جمہوریت کے سیاستدانوں، جاگیرداروں سرمایہ داروں، تاجروں، حکمرانوں اور آمروں کا نہیں بلکہ سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اور انکی نسلوں کا ہے۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۱۹۔ ان کے یہ تمام انتظامیہ اور عدلیہ کے شعبے اور اعلی افسران انکے محکوم، انکے حکم کے پابند اور انکے جرائم کو تحفظ فراہم کرتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے اپنی انتظامیہ اور عدلیہ کی فوج کے تعاون سے ملک پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے، یہ ملک ان مجرموں کا گھوارہ بن چکا ہے، ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ انکی محکوم ہے۔ انکو یہ شاہی تنخواہیں، شاہانہ سہولتیں لامحدود اختیارات اس غاصب نظام کو چلانے کیلئے دیتے ہیں۔ جنکے ذریعہ یہ عدل کشی کا کھیل ملک میں جاری کئے ہوئے ہیں۔

۲۰۔ ان سب برائیوں کا تدارک قرآن حکیم کے نظریات کی روشنی میں ایک جدید تعلیمی نصاب قائم کرنے سے ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کی پیروی سے محبت اور ادب کے چراغ پھر سے روشن کرنے ہونگے۔ عدل وانصاف کو قائم کرنے کی طاقت اور توفیق میسر ہوگی۔ اعتدال ومساوات کا ضابطہ قائم ہوگا۔ فطرت کے مخفی خزانے میدان عمل میں عطا بن کر مدد اور معاونت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اہل وطن مسلم امہ کو یہ پاکیزہ فریضہ ادا کرنے کی ہمت عطا فرما۔ یا اللہ نیک دل، پاکیزہ فطرت افراد کو ایسا کرنے اور بدکردار ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

۲۱۔ اللہ تعالیٰ ان غاصب حکمرانوں سے ان سے لوٹا ہوا خزانہ، ملکی سرمایہ اور بیرونی ممالک کے بینکوں میں پڑے ہوئے ڈالر، پاکستان میں واپس لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان تمام مجرموں کی لسٹ شائع کرنے کی ہمت بخشیں۔ تاکہ عوام ان لٹیروں اور رہزنوں کا احتساب از خود کر سکیں۔ آمین۔

۲۲۔ اس کے علاوہ جن لوگوں نے رشوتیں لیں۔ کمیشن کھائے، اور بینک اندرون اور بیرون ملک ڈالروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے یہ تمام مخفی اور ظاہری خزانے، جائیدادیں، بیرون ممالک کاروبار، کارخانے، محل، بنگلے ضبط کر کے ملک کے خزانے میں جمع کرائے جائیں۔
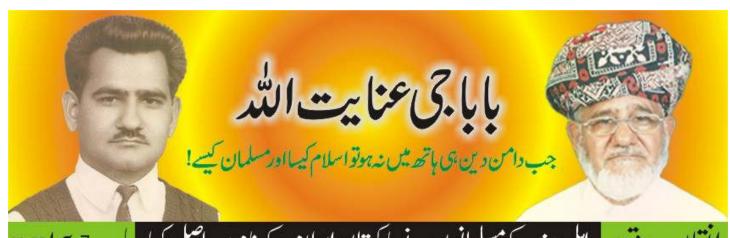
پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۲۳۔ حکومت کے نمائندے ہوں یا اپوزیشن لیڈر۔ یا پھر ملک میں انہی سات آٹھ ہزار ڈاکہ زنوں، دہشت گردوں کے پاس لوٹی ہوئی ملکی اور آئی ایم ایف کے قرضوں کی تمام رقمیں جو موجود ہیں۔ ان سے واپس لیں۔ تمام قرضہ جات اس لوٹی ہوئی رقم سے ادا کریں۔ تصرفانہ زندگی کا خاتمہ کریں۔ اگر حکومت وقت اس عمل میں کوتاہی کرتی، حقائق کو چھپاتی، پردہ پوشی کرتی ہے۔ تو یہ ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ مجرم اب بھی ہمارے حکمران ٹولہ کی صفوں میں موجود ہیں۔ جو ایک خوفناک اور عبرتناک خونی انقلاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ جو نہ ملک کیلئے مناسب ہوگا اور نہ انکے لئے بہتر ہوگا۔

۲۴۔ اگر عوام کے ساتھ کوئی نیکی کرنی ہے تو وزیروں، مشیروں، ممبروں کی تعداد فوری طور پر کم کریں اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ اور غیر ضروری سرکاری اہلکاروں کو ختم کریں۔ خوف خدا کو اپنی زندگی میں داخل کریں۔ ملکی وسائل اور خزانے کو ان رہزنوں سے محفوظ کریں، ملک میں تمام تفاوتی زندگی کے نظام کو ختم کریں، یہ عمل اپنی ذات سے شروع کریں۔ ملک میں دین کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب، ایک جیسی مزدوری، ایک جیسی سرکاری واجب سی عوام الناس کے برابر مراعات اور سہولتوں کا قانون نافذ کریں۔ عدل کو قوانین کی طاقت سے نافذ کریں۔ دین کی روشنی میں میر کارواں یعنی خلیفہ وقت اور عام شہری کے معیار زندگی کے تفاوت کو ختم کریں۔

۲۵۔ عوام الناس کو ٹیکسوں کے شکنجوں میں جکڑ کر اور مہنگائی کے اژدہا کے منہ میں ڈال کر ان غاصبوں کے عشرت کدوں اور عیش و عشرت کی زندگی کو پھلنے پھولنے کا گھناؤنا عمل روک دیں۔ اگر ان کو روکا نہ گیا۔ تو لامتناہی عذاب کا سلسلہ منطقی اور فطرتی تقاضا ہے۔ اور اس کیلئے تیار رہنا ہوگا۔ وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ جن اقوام میں عدل ختم ہو جائے۔ انصاف دم توڑ جائے تو ایسی اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونا قانون فطرت ہوتا ہے اور انکی بقا مخدوش ہو جاتی ہے۔ وقت ہے سنبھل جاؤ! ورنہ عبرتناک گھڑیاں تمہاری تاک میں بیٹھی ہیں۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۲۶۔ عقل کے گھوڑے اور سٹیٹ کے وسائل اور ملک کے خزانے کبھی بھی کسی کو فطرت کے عذاب سے بچا نہیں سکے۔ حق و سچ کی غیبی طاقت سچائی کی پیروی میں مضمر ہوتی ہے۔ فطرت مکمل قدرت رکھتی ہے۔ وہ کسی ملک پر یا حکمرانوں پر عذاب نازل کرنے سے پہلے ضروری وارننگ کسی شکل میں بھی دلوانے کا عمل پورا کر لیتی ہے۔ یہ وارننگ، یہ تنبیہ خدا اور رسول ﷺ کے باغیوں کو اب کھلے عام دی جارہی ہے۔

۲۷۔ اگر حکومت وقت قرضے معاف کروانے والوں کے نام اور واجب الادا رقوم کی لسٹ مہیا نہیں کرتی، رشوتوں، کمیشنوں سے کھولے ہوئے ڈالروں کے اکاؤنٹ اندرون ملک اور بیرون ممالک میں کارخانوں یا جائیداوں یا لوٹے ہوئے خزانہ کے بارے میں جلد از جلد ملت کو تفصیلی طور پر آگاہ نہیں کرتی۔ اور ان لٹیروں سے واپس نہیں لیتی۔ تو یہ بات واضح ثبوت ہوگی۔ کہ یہ تمام حکومتی بدروحیں ملی مجرم ہیں۔ وہ پہلی حکومت کے بہت بڑے عوامی مینڈیٹ میں بھی شامل تھیں، اور اب بھی حکومت کے مزے اور نشے لوٹ رہے ہیں۔ یہ دین کے منافق اسلام نافذ نہیں کریں گے۔

۲۸۔ بلکہ اپنے جرموں پر پردے ڈالنے کی پالیسی پر یوں ہی گامزن رہیں گے۔ ملک کے دانشوروں اور دیدہ وروں کی اب یہ ذمہ داری ہے۔ کہ وہ ملت کو حقائق سے آگاہ رکھیں۔ قرآن حکیم کے آئین کے مطابق اسلام کا نفاذ کریں۔ اس طیب فریضہ کو ادا کرنے کیلئے دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں نظام چناؤ کا طریقہ بروئے کار لائیں ملک کا کوئی فرد اپنا نام پیش نہیں کرسکتا۔ ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کی ہدایات کے مطابق حلقہ انتخاب میں اس شخص کا چناؤ کرے جس میں دین کی خوشبو، ادب انسانیت، خدمت انسانیت عمدہ اخلاق، اخوت و محبت کی صلاحیتیں، امانت و دیانت کی صفات، عدل وانصاف کے اوصاف، اعلیٰ اہلیت اور عمدہ صلاحیت کی خوبیاں، صداقتوں کا نور اور حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا وارث ہو۔ اس طرح ملک کا نظام حکومت ایسے ہاتھوں میں ہوگا جو انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونگے۔ جو دین کے نظریات کا تحفظ اور ضابطہ حیات کی خود بھی پیروی کریں گے اور عوام الناس سے بھی اسکی پابندی کروائیں گے اور ایسا حسین وجمیل اسلامی تشخص تیار کریں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت اور اسکی حاکمیت قائم کرسکیں۔

پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا ملک ہے، جوانہوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا

۲۹۔ یہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ملک میں دین محمدی ﷺ کا اسلامی جمہوریت کا نظام کا نفاذ اس ملت کا حق ہے۔مغربی کرپچن جمہوریت ایک باطل نظام حکومت ہے جوصرف سرمایہ داروں جاگیرداروں آمروں کی آماجگاہ اورعوام الناس کے معاشی اور معاشرتی حقوق کی مقتل گاہ ہے،اہل بصیرت دینی رہنماؤں کافرض بنتا ہے کہ وہ اس کرپچن جمہوریت کے نظام حیات، اسکے دین کش طرز حیات، اسکے سیاستدانوں اور حاکم وقت کی غیر دینی تصرفانہ زندگی، دین کش اعتدال ومساوات جیسی بداعمالیوں کے بارے میں عوام کومطلع کریں ۔سیاسی عالم دین اور مشائخ کرام کوواضح کرنا بھی ضروری ہے کہ جب دین کی حدود وقیود کوحکومتی سطح پر کرپچن جمہوریت کی اسمبلیاں اورحکمران توڑکرمخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اورمخلوط حکومتیں بناتے جائیں ۔چادراور چار دیواری کے دینی ضابطہ کوختم کردیں اورمعاشرے کودین کے خلاف فحاشی بے حیائی، بدکاری اورزنا کاری کاماحول مہیا کردیں اوردامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتومسلم امہ اوراسلام کیسا!ان تمام دین کش حالات کے یہ اسمبلی ممبران، دینی سیاسی جماعتوں کے رہنما اورحکمران ہی ذمہ دار اورحدود آرڈیننس کے نفاذ کے مجرم ہیں اوراس اجتماعی گناہ کے مرتکب ہیں،سزا بھی انہی تمام دینی غاصبوں کودی جاسکتی ہے، اہل بصیرت افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کوان حالات سے پوری طرح آگاہ کریں، یہی عوام ان کے کردار کی عظمتوں کوجھک کرسلام کریں گے،یا اللہ ان کوایسا کرنے کی توفیق عطافرما۔آمین

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۱۔ جمہوریت کا یہ استحصالی طبقہ کتنا منہ زور، منظّم اور طاقت ور ہے۔ کہ انہوں نے مغربی اور مشرقی پاکستان کو پہلے الگ کر دیا۔ پھر مغربی پاکستان کو چار صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھ دیا۔ **ملک** کی ایک اسمبلی سے پانچ اسمبلیاں قائم کرلیں۔ انکے علاوہ سینیٹروں کی اعلیٰ فوج **ملک** میں جتنی چاہی، جیسی چاہی بھرتی کر لی۔ عوام **ملک** کے ٹوٹنے کے گھناؤنے زخم، اسکی اذیت، اسکے درد سے سسکتے، بلبلاتے اور کراہتے رہے۔ ادھر ان بے ضمیر سیاست کے کھیل کے فاتح سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اس نئے پاکستان کی بندر بانٹ کر لی۔ پاکستان کی وراثت کو تقسیم کر کے صوبوں کے اقتدار اور وسائل پر قابض ہو بیٹھے۔ انکی اولادیں ان صوبوں کی انتظامیہ، عدلیہ کو چمٹ گئیں۔ **ملک** کے تمام وسائل، دولت، تجارت، خزانہ انکی ملکیتیں بن گئیں۔ سرکاری عہدے انکی عیاشی اور معاشی لوٹ مار کے گھناؤنے جرائم بن گئے جبکہ پوری ملت کے فرزندان اس عبرتناک سانحہ کے دلسوز صدمہ کو جان کا روگ بنا بیٹھے۔ جسکی کسک آج تک جوں کی توں ہے۔ پاکستانی عوام اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکے مجرم حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے زخموں کو چاٹ رہے ہیں۔

۲۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کا یہ غاصب حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ **ملک** کے اقتدار اور ملکی وسائل پر گرفت مضبوط سے مضبوط کرتے چلے گئے۔ ہوس زر اور اقتدار کی جنگ میں **ملک** کو دولخت کرنے سے بھی باز نہ آئے، اس سانحہ کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دینے کیلئے انتظامیہ، عدلیہ کے اعلیٰ دانشوروں پر مشتمل کمیٹیاں، احتساب کمیشن مقرر کیے۔ حمود الرحمان کمیشن رپورٹ کئی سالوں کے بعد منظر عام پر لائی گئی، اس طرح ان سیاسی مجرموں نے اپنی اس سازش اور اپنے عیبوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اس **ملک** کو دولخت کرنے کے کیس کو التوا کی بھٹی میں ڈالے رکھا۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۳۔ ملک کو صوبوں اور ملت کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر دیا۔ ملی وحدت اور مرکزیت کو پارہ پارہ کر دیا۔ عوام کو زندہ باد اور مردہ باد کے نعروں میں مبتلا کر دیا، اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاسی جنگ کا شعور دے کر انکو آپس میں الجھا دیا۔ خود ہارس ٹریڈنگ کی سیاست اور اقتدار کی جنگیں لڑتے، جیت ہار کا کھیل کھیلتے رہے۔ دوست اور دشمن گلے ملتے رہے۔ مجرموں کو انکے جرائم کی معافیاں وزارتیں، مشاورتیں، سفارتیں تقسیم کر کے ملکی اسمبلیوں میں ممبران کی عددی برتری حاصل کرتے، اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ کر پھر سے ملک کے وسائل لوٹتے، خزانہ خالی اور آئی ایم ایف کے قرضے ہضم کرنے کے جرائم کرتے اور اپنی ملکیتیں تیار کرتے آرہے ہیں۔ ملک کے وسائل اور ٹیکسوں کے کلچر سے اکٹھا کیا ہوا ملکی خزانہ لوٹنے، قرضے حاصل کرنے، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کے اجازت نامے آپس میں تقسیم کرنے، انکے بعد انکو پلاٹ الاٹ کرنے، زمین مافیا کے ساتھ مل کر لوٹ مار مچانے، امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کے لائسنس جاری کرنے، ملک کے تمام وسائل دولت اور ہر قسم کی تجارت پر قابو پانے کیلئے ایسے جرائم پر مشتمل قوانین مرتب کرتے چلے آرہے ہیں، جنکے ذریعے ان تمام وسائل اور ملی خزانہ کا حصول ملک کے عوام کیلئے نہیں بلکہ مغربی جمہوریت کے ان مجرم سیاسی گھرانوں کیلئے مختص ہوتا ہے، اقتدار میں آنے کے بعد سرکاری خزانہ کو صرف یہی چند آمر تصرفانہ شاہانہ زندگی گذارتے اور استفادہ کرتے آرہے ہیں، انہوں نے ملت کی نسلوں کو دین محمدی ﷺ کی دوری اور ملکی وسائل، دولت اور خزانہ کی دوری کے غاصبانہ قوانین مرتب کر رکھے ہیں۔ ۹۹۰۹ فیصد کسان، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس ملکی وسائل، دولت اور خزانہ کو خرچ کرنا تو کجا وہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ لوٹ مار کے جرائم کی تفصیل کے انکشافات یہ از خود ایک دوسرے کے خلاف حکومتی سطح پر اخباروں اور ٹی وی کے ذریعہ معہ دستاویزات کے ثبوت کے پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۴۔ حال ہی میں اس حکومت کے وزیر اعظم شوکت عزیز کے خلاف پاکستان سٹیل مل کی نجکاری کی کرپشن کا کیس پریس کے ذریعے منظر عام پر آیا ہے۔ اسکی نجکاری روک دی گئی۔ ملک کے تمام وسائل کو بڑی بڑی رشوتوں، کمیشنوں کے ذریعے اونے پونے داموں فروخت کرنے کا عمل آج بھی ملک میں جاری ہے۔ کمیشنوں، رشوتوں اور مختلف ناموں سے حصہ داری کے ذریعہ آج بھی وسائل اور مال و دولت کو اپنی ملکیتوں میں بدلہ جا رہا ہے۔ ملک میں ملی خزانہ، وسائل، مال و دولت، تجارت اور تمام معاشی اداروں میں امانت و دیانت کا فقدان آج بھی اسی طرح موجود ہے۔ حکمران آج بھی پہلے حکمرانوں کی طرح لوٹمار کی بدعملی کا شکار ہیں۔ ملک کے تمام سیاستدان یا فوجی حکمران مسلم معاشرے کو طبقات میں تقسیم کرنے، طبقاتی تعلیمی نظام نافذ کرنے، طبقاتی معاشرہ کا ضابطہ حیات مسلط کرنے، طبقاتی فوج شاہی۔ منصف شاہی، افسر شاہی کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی طبقاتی معاشی تقسیم سے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ آج بھی ۱۸ کروڑ انسانوں کے حقوق سلب کرنے، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز، وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ، گورنرز، کی عددی نفری خود کار نظام کے تحت بڑھانے، اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے، ایک ملک کے چار صوبے بنانے، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز کی تعداد میں سیاستدانوں حکمرانوں کا بے پناہ اضافہ کرنے، اس طرح ان کی ماہانہ اجرت یا معاوضہ یا تنخواہوں اور اسکے ساتھ انگنت سرکاری سہولتوں، شاہی ایوانوں، شاہی محلوں، شاہی رہائشوں، سرکاری عمدہ گاڑیوں، انکے پٹرول اور سرکاری لاتعداد خدمت گذار عملہ کے ذریعہ ملکی خزانہ کو لوٹنا انکی سیاست کا حصہ ہے۔ مغربی پاکستان کے وقت صرف ستر، اسی کے قریب ایم این اے اور آٹھ دس وزیر و مشیر کی تعداد تھی ملکی زرمبادلہ کو سر عام قیمتی گاڑیوں اور پٹرول کے ذریعہ جلایا جا رہا ہے ملت کا کردار طبقاتی ضابطہ حیات اور مخلوط تعلیم مخلوط حکومت مخلوط معاشرہ کے بے حیائی فحاشی بدکاری، زنا کاری، عیش و عشرت اور تصرفانہ زندگی کی چتا میں جھونک دیا ہے، اینٹی کرسچن جمہوریت کا کیا خوب طرز حکومت ہے ایک طرف تو ۱۸ کروڑ افراد دن رات محنت کر کے ملکی، وسائل، دولت اور خزانہ جمع کرتے رہیں۔ بنیادی ضروریات حیات سے محروم خودکشیاں کرتے پھریں، دوسری طرف ایک قلیل سا سیاستدانوں اور حکمرانوں کا ٹولہ ملک کے تمام وسائل، دولت، خزانہ اور زرمبادلہ حکومتی بالادستی کے ذریعہ اپنی ملکیتوں ں بدلتا چلا جائے، اسکے علاوہ دوسری طرف کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران قانون سازی کر کے مسلم امہ کا دین محمدی ﷺ کا ضابطہ حیات، انتظامیہ، عدلیہ کی قوت سے روندتے اور ختم کرتے چلے جائیں۔ انگریز کا تیار کیا ہوا مغربی جمہوریت کا ضابطہ حیات ملت پر مسلط کر کے اسکے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں کو اینٹی کرسچین جمہوریت کی تقلید سرکاری اور جبری طور پر کرواتے چلے جائیں۔ ان حقائق کو پیش کرنے والا، انکی عدلیہ اور انتظامیہ کا اصل روپ بیان کرنے والا، انکے باطل نظام کے بارے میں بات کرنے والا، ملک و ملت کو تباہی سے بچانے والا، انکے جرائم کی نشاندہی کرنے والا، انکا اور انکی بے دین کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کے حواریوں کا، انکے نظام حکومت کو چلانے والی محکوم انتظامیہ عدلیہ کا مجرم بن کر رہ جاتا ہے۔ اسلام کے نفاذ کا نام لینے والے دینی علما اور انکی درسگاہوں کے معصوم و بیگناہ طلبا اور طالبات کا بے دریغ قتال کر دینا اور انکو دہشت گرد ڈیکلیر کرنا، انکے کردار کو مسخ کر کے پیش کرنا، پوری دنیا میں اسلام، اسکے دینی علما کی توہین کرنا انکی شہرت کو نقصان پہنچانا انکی زندگی کا حصہ بن چکا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا ضابطہ حیات مسلمانوں کے معاشی اور معاشرتی دینی قدروں کی مقتل گاہ اور انکے تحفظ کا سلب بن چکا ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۵۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے یہ سیاستدان ایک طرف تو یہ ایک دوسرے کے جرائم کے انکشافات کرتے ہیں۔ایک دوسرے کے خلاف ثبوت اور حقائق عوام الناس کو پیش کرتے ہیں۔آپس کے جرائم کے قصے بیان کرتے ہیں، دوسری طرف یہ مجرم آپنی حکومتی بالادستی قائم رکھنے کی خاطر نئے اتحاد کے ذریعے سیاسی ممبران کی تعداد بڑھانے ،حکومت کو مضبوط بنانے کیلئے یہ مجرم ایک دوسرے سے سودا بازی کا عمل جاری رکھتے۔پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ق جیسی مخالف سیاسی جماعتیں مل کر حکومت قائم کر لیتی ہیں۔تمام سیاسی جماعتوں کا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ باہمی مشاورت سے ملک کی ہر قسم کی شاہی سہولتیں، ملکی وسائل، دولت، سرکاری خزانہ لوٹنے کے جرائم جاری کرلیں۔ملک دشمن، ملکی آئین توڑنے والی مجرم سیاسی پارٹیاں حکمرانی کے مزے لوٹیں، عوام کو بے بس اور مفلوج بنا دیں، دوسری طرف ملک میں بیروزگاری اتنی پھیلاتے جائیں کہ غریب اور محنت کش شودر طبقہ خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہوتا جائے۔اس تفاوتی، طبقاتی، معاشی طرز حیات سے تنگ آکر لوگ قتل و غارت اور ڈاکہ زنی پر اتر آئیں۔فوج اور عوام کے درمیان نفرت پھیلاتے جائیں،فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی خوشامد اور بے جا تعریفیں کر کے اسکو بیوقوف بنا کر خود حکمرانی کے مزے لوٹتے رہیں۔فوجی ڈکٹیٹر کے روپ میں اپنی حکمرانی کو تقویت دینے کیلئے فوج، عدلیہ اور انتظامیہ کو عوام الناس کو کرش کرنے کیلئے استعمال کرتے رہیں۔اہل وطن عوام کو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر عوامی قتال فوج اور رینجر سے کرواتے رہیں۔ملک انارکی اور خانہ جنگی کی آگ میں جلاتے رہیں، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار اور ذرائع ابلاغ کے تمام ادارے ان غداروں، ملک دشمن، معاشی قاتلوں، معاشرتی دہشت گردوں کی حکومتی رٹ قائم رکھنے کے ٹی وی چینلوں پر مجرمانہ راگ آلاپتے رہیں۔پیپلز پارٹی کے جیالے، ایم کیو ایم کے بھتہ خور، چوہدری برادران کے زمین مافیہ کے جیالے مولانا فضل لرحمان، منور حسن، اہل سنت اور اہل تشیع کے رہنماؤں کی مذہبی سیاسی جماعتوں کے طلبا کی تنظیمیں طالبان نیشنل عوامی پارٹی کے اسلحہ، بھتہ خوروں اور ہیروان کے سمگلروں پر مشتمل طالبان موجود ہیں۔غرضیکہ ہر جماعت کے طالبان دہشت گرد اور حکومتی ٹولہ کی حکومتی سرکاری ایجنسیاں انکو ورتیج دیکر ملک میں خانہ جنگی مسلط کئے ہوئے ہیں۔ان حکومتی ٹولہ کے جیالوں ،دہشت گردوں، مجرموں کو کون تلاش کریگا اور کہاں سے کرے گا۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۶۔ اس گھر کو آگ لگ گئی اس مغربی جمہوریت کے رہنماؤں سے ۔اس پر طرہ یہ کہ حکومتی ٹولہ کے زیر نگرانی انتظامیہ اور عدلیہ کا ادارہ ظلم جبر کی داستاں رقم کرتا آ رہا ہے۔ ملک کا مین پاور کا انمول قیمتی اثاثہ حکومتی ٹولہ نے انتظامیہ، عدلیہ کے اہم اداروں کی چتا میں جھونک رکھا ہے جو اہل وطن کو کینسر بن کر چمٹ چکا ہے۔ یہ داستان بڑی دلسوز، اذیتناک ہے۔ ۱۸ کروڑ محکوم عوام کو جھوٹے کیسوں میں ملوث کیا جاتا ہے۔عدلیہ جھوٹے کیس دائر کرنے والے مجرموں کو تحفظ اور پناہ دیتی آ رہی ہے۔مالی طور پر کمزور لوگ، سال ہا سال عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے والے لوگ، محنت ومزدوری کی کمائی کو عدالتوں کی نظر کرنے والے لوگ، عدل وانصاف سے محروم کئے جانے والے لوگ، اپنی جانوں اور اپنی ملکیتوں کا تحفظ نہ کر سکنے والے لوگ، جہاں ایم پی اے، ایم این اے زمین مافیہ کے وارث ہوں، جہاں پٹواریوں اور تھانوں کی رشوتیں کرپشنیں کمیشنیں انکے زیر سایہ پروان چڑھتی ہوں۔ جہاں ۱۸ کروڑ عوام انکی نسلیں انکے مجرمانہ استحصالی نظام حکومت کے سامنے مجبور و بے بس ہو کر خود سوزی، خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو جائیں۔جس ملک میں عدل کشی کی مہلک وبا کینسر کی طرح پھیل جائے۔مشرقی پاکستان یعنی آدھا ملک یہ مغربی جمہوریت کے مجرمانہ استحصالی نظام حکومت، اسکے حکومتی ٹولہ اور قرآن حکیم کے اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے متصادم غیر قرآنی نظام حکومت کا شرابی اور زانی حکومتی ٹولہ ملک کو دولخت کر دے۔مزید اسکے چار صوبے بنا ڈالے، ایک سینٹ کے عظیم دہشت گردوں کا استحصالی ٹولہ سینٹ کے ایوان کا ملکی سطح پر سربراہ بنا دیا جائے اور وہ ظلم وجبرو، معاشی معاشرتی قتال ملک پر مسلط اور جاری کر رکھیں تو ملک کب تک قائم رہ سکتا ہے۔ملک، تباہی کے دہانے تک پہنچ چکا ہے۔ پھانسی کے پھندے پر لٹکنے والے این آر او کے تمام مجرم پاکستان کی حکومت پر مسلط ہیں۔عدلیہ ملک میں اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کے قرآنی نظام کو توڑنے اور اس سے استفادہ کرنے کی سب سے بڑی مجرم ہے۔اسکے بعد اینٹی کرسچن جمہوریت کے پروردہ فوجی ڈکٹیٹر، اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ، قتال، ملکی آئین توڑنے ، ملک دشمن پالیسیاں مسلط کرنے کا عمل جاری کئے ہوئے ہو۔ ہر جرم پر عدلیہ خاموشی تانے بیٹھی ہو، عدلیہ ملکی دہشت گردوں اور مجرموں کی پناہ گاہ کا رول ادا کرتی جا رہی ہو۔جھوٹے کیسوں، جھوٹی ایف آئی آر سے معصوم، بیگناہ عوام الناس سے تھانے اور جیلیں بھری جا رہی ہوں، معصوم و بیگناہ لوگ تھانے، جیلوں کے تشدد اور پھانسی کے پھندے پر لٹکتے رہے ہوں۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرپٹن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

فوجی ڈکٹیٹر، اسکا فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کا نظام حکومت، انکے انتظامیہ عدلیہ کے ادارے، انکا انتظامیہ، عدلیہ کے سکالر تیار کرنے والا برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس پر مشتمل تعلیمی نصاب، اسکے طبقاتی مخلوط تعلیمی ادارے، ان سے تیار ہونے والا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کا شاہی طبقہ، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے سیاسی ممبران کے تیار کئے کئے ہوئے قوانین وضوابط ملک پر مسلط ہیں۔ یعنی انگریز کا ایک مفتوحہ ملک کی عوام کو باغی قرار دے کر انسانی قتال کرنے والا، انکو قیدی، غلام، محکوم بنانے والا، عدل وانصاف کا قاتل، ملک دشمن، عوام دشمن حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ، انکا مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت آج بھی اسی طرح مسلط اور اپنا حکومتی فریضہ ادا کرتا آ رہا ہے۔ آج بھی ۱۸ کروڑ عوام انگریز کے مسلط کئے ہوئے نظام حکومت کے قیدی، غلام، محکوم ہیں۔ وہ آزادی مانگنے والوں کو باغی اور دہشت گرد کہہ کر عوامی قتال کرواتا تھا۔ اب وہی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو جو اسلام کے نفاذ کی بات کریں انکو طالبان، دہشت گرد، ملک کے باغی، غدار کا نام دیکر اسی طرح انکا قتال جاری ساری کئے ہوئے ہے۔ ۱۸۵۷ سے لیکر ۱۹۴۷ تک ہندوستان کے وسائل، خزانہ اور عوام کی محنت ومشقت کی کمائی انگریز مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کی گن پوائنٹ پر لوٹتا رہا۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک پاکستان میں مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اور انگریز کا پروردہ جاگیردار، سرمایادار فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی افواج حکومتی گن پوائنٹ پر ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، ذرائع آمدن۔ تجارت پر قابض اور انکی رات دن کی محنت ومشقت سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ انکی ملکیت بن چکا ہے۔ پہلے انگریز ملکی عوام کے ملکی وسائل اور خزانہ برطانیہ لے جاتا، اب حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملکی لوٹے ہوئے وسائل اور خزانہ دنیا کے ہر ملک میں لے جا چکا ہے۔ ان سب مجرموں کے سرے محل بیرون ممالک، انکے کاروبار بیرون ممالک، انکے بنک بیلنس بیرون ممالک، انکی ملکیتیں بیرون ممالک موجود ہیں۔ اس وقت بھی ملک کے تین بڑے سیاسی رہنما، نواز شریف، بے نظیر، الطاف حسین ملک سے باہر ایک دوسرے کیساتھ سودا بازی میں مصروف ہیں۔ یہ غاصب سیاستدان اور ان پر مشتمل فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ پاکستانی عوام کا دین ودنیا لوٹتے چلے جا رہے ہیں۔ ان مجرموں کو ۱۸ کروڑ عوام الناس کی عدالت میں گھسیٹ لانا عوام کا ایک طیب فریضہ ہے۔ اب نو لاکھ فوجی سپاہ ایک بدنصیب فوجی ڈکٹیٹر ایک سیاسی بدکردار رہنما کی خاطر ۹۳ ہزار بہادر جری جوانوں کو ہندوستان کا قیدی بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ ان ملکی چند مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا ایک مقبول ترین طیب فریضہ ہے۔
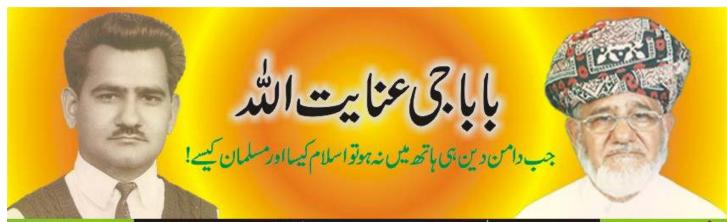
مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

ے۔ ابن الوقت ناکام سیاستدان، ہوس زر اور اقتدار کی جنگ جیتنے کیلئے برسر اقتدار پارٹی کو ہٹانے اور افواج پاکستان کے ایک آدھ فوجی ڈکٹیٹر کو اقتدار سنبھالنے اور ملک پر قبضہ کرنے کیلئے اکساتے رہتے ہیں۔۔جبکہ انکے جرائم کو ختم کرنے کیلئے قبل ازیں ملک میں تین مارشل لا نافذ ہو چکے ہیں۔سیاستدانوں کی اقتدار کی چپقلش نے مشرقی پاکستان کی عوام اور افواج پاکستان کا آمنا سامنا کروا دیا۔مشرقی پاکستان انارکی کی آگ کا ایندھن بن گیا۔مشرقی پاکستان کی عوام نے افواج پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے، نہ فوجی سپاہ کا قصور تھا اور نہ ہی عوام کا۔اسکا مجرم ایک فوجی ڈکٹیٹر اور ایک بدنصیب سیاسی لیڈر اسکے مجرم تھے۔خانہ جنگی کے دوران عوام اور سیاسی لیڈران کے کہنے پر ہندوستان کی افواج مشرقی پاکستان میں عوام کی مدد کیلئے داخل ہو گئیں،ترانوے ہزار بہادر، جاں نثار سپاہ ان مجرموں نے ہندوستان کی قیدی بنا دی۔اسکے بعد چوتھے مارشل لا کا نفاذ عمل میں لایا جا چکا ہے۔اب پھر وہی حالات پیدا ہو چکے ہیں۔مسلم لیگ ق نے افواج پاکستان کے جرنل پرویز مشرف کو ہائی جیک کر لیا۔اس عمل سے مسلم لیگ نون، پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی اور ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کے دلوں میں افواج پاکستان کے خلاف نفرت اور حقارت پیدا ہو چکی ہے۔جرنل پرویز مشرف نے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ تمام سیاسی جماعتوں کے ملی مجرموں، معاشی رہزنوں اور اپنی اپنی جماعتوں کے غداروں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ایک نئی غداروں کی سیاسی جماعت مسلم لیگ ق کی تشکیل نو کی۔اس کو ملک کا اقتدار اور تمام نظام اور سسٹم پر قابض بنا دیا۔اسمبلیوں میں اسی عددی برتری کی بنا پر دین محمدی ﷺ کے نظریات کو کچلتے جا رہے ہیں۔ملک پر یہ غیر آئینی حکومت مسلط ہو چکی ہے۔فوجی ڈکٹیٹر اور اسکے چند کور کمانڈر پاکستان کا جھنڈا چھوڑ کر مسلم لیگ ق کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے ہیں۔افواج پاکستان کی جمعیت کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا ہے۔ملک میں اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کو کچل کر رکھ دیا ہے۔اسکے ذمہ دار مسلم لیگ ق اور ڈکٹیٹر پرویز مشرف ہیں۔جنکا بچنا اب ممکن نہیں رہا۔غدار سیاستدان مارشل لا کے جرنیلوں کو ساتھ ملا لیتے ہیں۔ان کو بھی سیاستدان اینٹی کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کی تقلید کا راستہ دکھا دیتے ہیں۔مارشل لا کے سائے تلے مارشل لا کی حکومت کو طول دینے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔دین سے دور، دین کے ضابطہ حیات سے دور مغربی جمہوریت کے اسی نظام اور سسٹم کی چتا میں یہ تمام فوجی ڈکٹیٹر خاکستر ہوتے چلے آ رہے ہیں۔آج تک مارشل لا کے یہ حکمران شرعی نظام ملک میں نافذ نہ کر سکے۔اور وہ مغربی جمہوریت کے نظام اور سسٹم میں ملت کی بہتری کے لئے کوشاں رہ کر اپنا دور سیاہ حروف کے ساتھ لکھ کر فارغ اور ختم ہوتے جاتے ہیں۔یہ بچے کھانی اینٹی کرسچن جمہوریت اس دھرتی پر دین محمدی ﷺ کے نظریات کو کچلتی جا رہی ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنار کھا ہے

۸۔ کسی فوجی ڈکٹیٹر کا شرعی نظام لانا اسکے نصیب کا حصہ نہ بن سکا، اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے طریقہ کار اور ملکی سسٹم نے ملک کے تمام عدلیہ اور انتظامیہ کے اداروں کو اپنی بداعمالی کی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کسی حکمران نے بھی کنوئیں سے کتا نکالنے کی کوشش نہیں کی، پانی کے ڈول نکالتے رہے، کنواں ناپاک کا ناپاک رہا۔ ان خودغرض سیاستدانوں نے چوتھے مارشل لاء کی راہ ہموار کرنے اور اقتدار حاصل کرنے کے خواب پورے کرنے کیلئے سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔ انکے پیدا کردہ حالات اور انکے تعاون سے چوتھے مارشل لا کا نفاذ بھی عمل میں لایا جا چکا ہے۔ مارشل لا کی چھتری تلے اقتدار کے بھوکے وسائل اور سرکاری خزانہ کو لوٹنے والے، اپنے خلاف کیسوں کو ختم کروانے والے، اپنی غرض وغائط کی خاطر ملک میں نفاق ونفرت کی آگ جلانے والے، ملک میں حکومتیں توڑنے اور ملک توڑنے کے ماہرین دھیرے دھیرے اپنی اپنی جماعتوں سے وفا کے بندھن توڑ کر اقتدار کی خاطر مارشل لا کے غداروں پر مشتمل فوجی سیاسی حکومتی پارٹی میں پہنچ چکے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والی سیاسی جماعت کو مارشل لا کی بالادستی مسلط کر کے اسکو ملک بدر کروا کر خود حکومتی پنڈال میں پہنچ چکے ہیں۔ جمہوریت کی سیاست بھی کیا چیز ہے۔ اپنی اپنی جماعتوں کے غداروں کو ایک نئی غداروں کی جماعت بنا لینے اور اقتدار اور وسائل پر قابض ہونے کا راستہ دکھاتی اور ہر قسم کے جرائم کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ انکا مقصدِ حیات اقتدار کا حصول اور حکومتی ایوانوں تک رسائی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جمہوریت کی اکیڈمی کے سکالر تمام ملی، ملکی، سیاسی آمر اور غاصب اپنے قرضے معاف کروانے، اپنے خلاف کیسوں سے نجات حاصل کرنے، اپنے وسائل کو ترقی دینے، اپنی اپنی وزارتوں کا حصول، مشیروں، وزیروں، سفیروں کی بندر بانٹ کرنے کا عمل جاری کر لیتے ہیں۔ اس وقت بھی ملک کے تین بڑے رہنما الطاف حسین، نواز شریف اور بے نظیر ملک سے باہر بیٹھے اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کو کنٹرول کر رہے ہیں، حال ہی میں الطاف حسین کی جماعت نے حکمرانوں سے الگ ہونے کا اعلان کیا، انکی وزارتوں اور انکے اختیارات اور انکو تمام ملکی وسائل کو انکی مرضی کے مطابق مہیا کر کے حکمرانوں نے اپنی حکومت کو بچا لیا۔ ملک میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے حکمرانوں نے حکومت کو ایک تجارتی ادارہ بنا رکھا ہے، جہاں وزارتوں، ملکی وسائل، ملکی خزانہ اور ملکی ذرائع کی خرید وفرخت ہوتی رہتی ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۹۔ ۱۹۴۷ سے انگریزوں کا تیار کیا ہوا مفتوحہ ملک کی عوام پر مسلط کیا ہوا اینٹی کرسچن جمہوریت کا طرز حکومت، اسکا انسانیت سوز معاشی اور معاشرتی ضابطہ حیات، اسکا سودی معاشی نظام، اسکا انتظامیہ اور عدلیہ کے تھانے، کچہریوں کا غاصب فرسودہ نظام، طبقاتی تعلیم اور طبقاتی برہمن اور شودر کا معاشی اور معاشرتی نظام، جاگیرداروں، سرمایاداروں کو وزارتوں، مشاورتوں، سفارتوں کی سرکاری خزانہ کی بڑی بڑی تنخواہوں، شاہانہ شاہی سہولتوں کی آپس میں تقسیم اور مفتوحہ ملک وملت پر انکی حکمرانی کا گھناؤنا کلچر۔ مسلم امہ کی وحدت کی عمارت کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے اسکو ریزہ ریزہ کرنے اور حاکم ومحکوم کے دو طبقے تیار کرنے کا لاامتناہی عمل جاری کر رکھا ہے، اینٹی کرسچن جمہوریت انسانوں کا تیار کیا ہوا فرعونی، نمرودی ضابطہ حیات ہے جو انسانیت کی ظاہری اور باطنی پستی کا باعث بنتا چلا جا رہا ہے۔ مخلوط تعلیم مخلوط حکومتیں اور مخلوط معاشرہ دین کے چادر اور چاردیواری کے تحفظ کو روندتا چلا جا رہا ہے، اینٹی کرسچن جمہوریت کے آمر ملت کو فحاشی، بے حیائی، بدکاری، بدکرداری زناکاری کے عمل میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی زندگی اور انکی تیار کی ہوئی تہذیب کو مخلوط معاشرے کی طرز حیات سے روندتے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں ان حکمرانوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو مغربی جمہوریت اور اسکے نظریات کی تقلید پر مجبور کر رکھا ہے۔ ملت کا دین اور دنیا دونوں تباہ کئے جا رہے ہیں۔

۱۰۔ اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت، کسی جماعت یا کسی حاکم وقت کا منشور نہیں۔ اس نظام کا تعلق اللہ تعالی، قرآن حکیم اور رسول پاک ﷺ سے وابستہ ہے۔ مجلس شوریٰ کا انتخاب ایک خدائی بلند ترین تصور کے مطابق معرض وجود میں آتا ہے۔ جس سے خداخوفی اور اسلام کے شعور کی تشکیل اور تکمیل ہوتی ہے جو اللہ تعالی کی حاکمیت کو قائم کرتا ہے۔ اسکے بتائے ہوئے ضابطہ حیات کی پیروی کرتا ہے۔ اعتدال و مساوات پر معاشرے کی بنیادیں رکھتا ہے۔ امانت و دیانت کا نظام قائم کرتا ہے، چادر اور چاردیواری کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی کا نظام عطا کرتا ہے۔ طبقات کی زندگی جرنیل اور بیٹمین، وزیراعظم اور گن مین، وزیراعلی اور اردلی کی سرکاری اجرتوں، تنخواہوں، سہولتوں کا فرق مٹاتا اور معاشرے کو جام عدل پلاتا ہے۔ طبقات کو ختم کرتا ہے۔ انسانی قدروں کی نمائندگی کرتا اور انکو تحفظ مہیا کرتا ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

11 موجودہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔ مسلم امہ کو اسلامی نظریات اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے تضاد کی زندگی سے نجات دلائیں۔ ایسے سیاستدانوں سے بچ نکلیں جو اس سے قبل یہ تین مارشل لا حکومتیں اور مشرقی پاکستان نگل چکے ہیں۔ پاکستان کے دو ٹکڑے کر چکے ہیں۔ عوام اور فوج کا آمنا سامنا کروا کر مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنوا چکے ہیں۔ مغربی پاکستان کو چار صوبوں یعنی اسکے چار پاکستان بنا چکے ہیں، ایک بار پھر عوام اور فوج کو نفرت کی آگ اور جنگ کا ایندھن بنانے کا عمل جاری کیے ہوئے ہیں۔ افواج پاکستان ۱۸ کروڑ اہل پاکستان اور پوری مسلم امہ کا انمول سرمایہ ہے۔ افواج چند جرنیلوں کا نام نہیں ایک پوری سپاہ کا نام ہے۔ جرنل نیازی صرف ایک جرنیل تھا۔ نوے ہزار اسکے ساتھ سپاہ تھے جو ہندوستان کے قیدی بنا دیئے گئے۔ ان بدکردار سیاستدانوں کی اقتدار کی چپقلش نے عوام اور فوج کو نفرت اور نفاق کی آگ میں دھکیل دیا اور آپس میں جنگ کی آگ کا ایندھن بنا دیا۔ ان بداعمالیوں کی سزا پوری ملت کو برداشت کرنا پڑی۔ **ملک** دو ٹکڑے ہوگیا۔ انہوں نے مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھ دیا، اسکے چار نئے صوبے یعنی نئے چار **ملک** بنا لئے۔ ان کیلئے ایم پی اے کی ایک نئی اسمبلی، وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ گورنر کی ایک بہت بڑی سیاستدانوں، حکمرانوں کی فوج ہر صوبے پر مسلط کر دی۔ یہ چاروں صوبوں پر حکمرانی کے مزے لوٹتے رہتے ہیں اور عوام انکے سرکاری شاہی اخراجات کا بجٹ مہیا کرنے کے پابند ہیں۔ کمائے گی دنیا اور کھائیں گے ہم۔ آج بھی **ملک** و ملت انکے غاصبانہ ہارس ٹریڈنگ کے غاصب نظام اور سسٹم کی تقلید اور اس کے کلچر کا ایندھن بنتے چلے جا رہے ہیں۔ **ملک** کی تمام دولت اور وسائل کی امانتوں کو یہ غاصب اعتدال و مساوات کو کچل کر آپس میں تقسیم کرتے چلے آرہے ہیں۔، اقتدار پر مسلط یہ چند عیاش **ملک** کا سرکاری خزانہ اپنے شاہانہ طرز حیات کی زینت بناتے آرہے ہیں۔ **ملک** کے ۱۸ کروڑ انسانوں کے تمام وسائل، تمام دولت، تمام ذرائع، تمام زرمبادلہ، تمام ملکی خزانہ اقتدار کی **نوک** پر ذاتی شاہانہ تصرف میں لاتے آرہے ہیں۔

انقلابِ وقت حکومتی ٹولہ نے مسلم امہ کو مغربی جمہوریت کے کفر کی تقلید کا قیدی بنا رکھا ہے باب 8 پیرا 12-13

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۱۲۔ پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کا عدل کش نظام ان سیاستدانوں کے جرائم کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ اندرون ملک اور بیرون ممالک تمام کارخانے، ملیں، فیکٹریاں، کاروبار، بنکوں میں مخفی ڈالرانکے۔ تمام ملکی خزانہ، تمام ملکی وسائل، تمام ملکی اور غیر ملکی قرضے قانونی جرائم کے ذریعے انکی ملکیت بن جاتے ہیں۔ انکے علاوہ ۳۰۰ ارب ڈالر انکے سوک بنکوں میں بیرون ممالک پڑے ہیں۔ عوام الناس بیروزگاری، تنگ دستی، غربت، افلاس اور خودکشیوں اور خود سوزیوں کی چتا میں جلتے رہیں۔ جبکہ ملک کی تمام دولت اور وسائل پاکستانی عوام کی ملکیت ہیں۔ غور سے سن لو! یہ اقتدار کی نوک پر ملک کی دولت، وسائل اور خزانہ لوٹنے والے اور ملت اسلامیہ میں برہمن اور شودر کے طبقات تیار کرنے والے، اعتدال و مساوات کو کچلنے والے، سب ظالم، غاصب ملت کا دین اور دنیا لوٹنے والے رہزن ہیں۔ ملت کا خزانہ اپنے شاہی محلوں اور تصرف کی زندگی کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔ مخلوط تعلیم مخلوط حکومتیں، مخلوط معاشرہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی پیداوار ہیں جو دین محمدی ﷺ کے چادر اور چاردیواری کے نظام کو پاش پاش کرتے ہیں جو اسلامی نظام حیات کو روندتے ہیں جو مرد و زن کو فحاشی بے حیائی بدکرداری اور زناکاری میں ملوث کر دیتے ہیں، جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی زندگی کی تہذیب کو ایک دجال کی طرح نگلتے جاتے ہیں۔ عوام انکی بداعمالیوں، بدقماشیوں کو پوچھنے اور اسکا تدارک کرنے کی صلاحیت سے محروم کر رکھی ہے۔

۱۳۔ یہ کیسے عالم دین اور مشائخ کرائم ہیں، جو مخلوط حکومت میں اپنی بہو بیٹیوں کو انگلی لگا کر حکومتی پنڈال میں پہنچ جاتے ہیں اور حدود آرڈیننس کے تحفظ کی جنگ لڑتے ہیں۔ جب اینٹی کرسچن جمہوریت کے تحت مخلوط معاشرہ قائم ہو جائے تو اسلام کے مطابق حدود آرڈیننس کی سزا کیسے! ۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ پہلے معاشرے کو تعلیم و تربیت سے نوازتا ہے، بنی نوع انسان کو اسکے مطابق ماحول مہیا کرتا ہے جب کوئی شخص اس حدود قیود کو توڑتا ہے تب اسکو دین کے قوانین کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ یاد رکھو وہ تمام سیاستدان، حکمران جو ان جرائم میں ملوث ہیں اور دین محمدی ﷺ کو ختم کر رہے ہیں یہ سب ملی مجرم ہیں، مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کا مقدمہ بنام کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں، حکمرانوں کے خلاف حضور نبی کریم ﷺ کی کچہری میں آج مورخہ ۲۰۰۵-۱۲-۲۱ بوقت دو بجکر بارہ منٹ پر پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے ۱۸ کروڑ عوام کا دین بھی لوٹ لیا ہے اور دنیا بھی۔ یہ مکافات عمل سے بچ نہیں سکتے، ملک میں مارشل لا کی حکومت ہو یا اینٹی کرسچن جمہوریت کا حکومتی پنڈال پر انکا کنٹرول اور انکی چاروں گھی میں ہوتی ہیں۔ یہ تمام خرابیاں اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی پیداوار ہیں۔ اس نظام کا تدارک ایک دینی فریضہ ہے۔
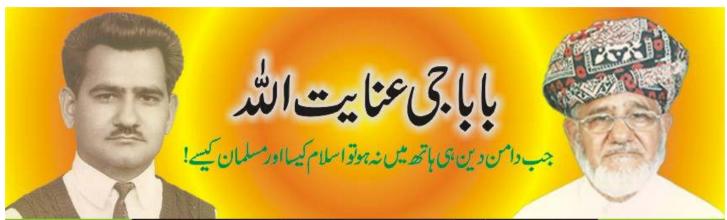
مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۱۴۔ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ اے حکومت وقت کے سربراہان آپ اپنے آپ پر اور بے بس محکوم عوام پر رحم فرماویں۔ ملت کو اس نظام اور سسٹم سے نجات دلائیں۔ اہل وطن کی آپ سے یہی ایک طلب اور درخواست ہے کہ ملک میں اسلامی دستور نافذ العمل کردو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی سلامتی کی تعلیمات اور نظریات کو بحال کردو۔ اللہ نہ کرے کہ آپ دوسرے حکمرانوں کی طرح اپنی دین و دنیا اپنی آنکھوں کے سامنے لٹتے دیکھیں۔ غور اور خوف کا وقت ہے، اپنے احباب، اپنے رفقاء سے مشاورت کریں، ملت کے ساتھ ۱۹۴۷ کا کیا ہوا وعدہ پورا کریں، اپنے ضمیر کے دروازے پر دستک دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرماویں۔ کیا آپ دیکھتے چلے نہیں آرہے کہ بہترین لکھاری اور ملک کے تمام نشر و اشاعت کے ادارے اور ہر قسم کے وسائل، مشیر، وزیر اور یہ بھی اقسام کے دستگیر ہر حکومت وقت کے پاس موجود رہے لیکن فطرت کے عمل کو یہ قوتیں نہ روک سکیں نہ انکو تباہ ہونے سے بچا سکیں۔ شریعت محمدی ﷺ کے نظام کا نفاذ کرو اور اپنی آخرت کو شاداب کرو۔ ہر ظالم کا احتساب کرو۔ تا کہ کوئی کمزور، ناتواں، بے بس انسان کسی قسم کا اعتراض نہ کر سکے۔ مزید انتظار مت کرو حکمرانو! آپ اس کشتی کے سوار لگتے ہو۔ جب وہ بھنور میں پھنسی ہوتی ہے۔ تو دعا کرتے ہیں۔ یا اللہ ہمیں اس بھنور سے نکال۔ اور ہماری زندگی محفوظ کر۔ ہم اس کے عوض تمام مال و متاع تیری راہ میں تقسیم کر دیں گے، تھوڑے سے طوفان سے باہر نکلے تو پھر سوچ آئی، کہ سب کچھ راہ خدا میں لٹا دیا گیا۔ تو زندگی کیسے گزاریں گے۔ وعدہ کیا کہ آدھا مال و متاع تقسیم کر دیں گے۔ جب خیر و عافیت سے کشتی کنارے لگ جاتی ہے۔ تو پھر سوچ آتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کون سی کمی ہے۔ جیسے جیسے وقت ملا۔ اپنی کمائی میں سے کچھ مال غریبوں، مسکینوں میں بانٹتے رہیں گے۔ اس کے بعد وہ جہان ورنگ و بو میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور اس مصروفیت میں وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں، اسکے بعد جو اس قبیلہ پر بیت گئی، ضروری نہیں کہ اس کا انکشاف وقت سے پہلے آپ کو کیا جائے، یہ آگاہ کرنا نہائت ضروری ہے، ملک میں دستور مقدس کا نظام نافذ کریں، اس بدبخت ملاح جیسا رول ادا نہ کریں، کب تک اپنی حکومت کو قائم رکھنے کیلئے منسٹریوں کی رشوتیں اور ملی خزانہ ان بدبخت، بدکردار سیاستدانوں کو پیش کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ آپکو مکافات عمل کی عاقبت کا عبرتناک چہرہ نہ دکھائے۔ آمین۔ یہ مال و متاع، یہ شان و شوکت، یہ حاکمیت، یہ سب عارضی اور بے مقصد ہیں، بنی نوع انسان کیلئے ایسا کام کر جاؤ کہ ہمیشہ زندہ رہو۔ رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے۔ جس میں ایمانداری اور دیانت داری سے نظام حکومت چلانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ جہاں حکومت بنانے کے لئے اتحادی جماعتوں کو وزارتوں کی رشوتیں دینی پڑیں۔ اور اپنی جماعت کے ممبروں کو بھی خوش رکھنے کے لئے وزارتیں دینے کا عمل مجبوری ہو۔ چھوٹی سیاسی جماعتوں کو بھی تعاون کے عوض سرکاری بھتہ دینا لازمی ہو۔ اسی طرح لینے دینے کا یہ بدترین کرپٹ سیاسی کلچر نچلے درجے کے سیاسی ورکروں تک پورے ملک میں پھیلا ہوا ہو۔ تو یہ نظام معاشرے کو انصاف اور فلاح کیسے دے سکتا ہے۔ غور تو کرو! کہ مسلم امہ کے اخلاق و کردار کی تکمیل کن اصولوں پر کی جا رہی ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرپچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۱۵۔ جہاں اپوزیشن کے ممبر ہر وقت اس آڑ میں بیٹھے ہوں۔ کہ کیسے اور کب کسی جماعت یا فوج کو ساتھ ملا کر حکومت ختم کر کے اقتدار حاصل کیا جائے۔ ہر قسم کے جرائم میں ملوث اور دہشت گرد لٹیرے اور اپنی اپنی جماعتوں کے غدار مارشل لا کی نگرانی میں پھر کوئی نئی جماعت اور نئی حکومت بنا بیٹھتے ہیں۔ جو پہلے مختلف لوٹ مار کے الزامات اور مختلف جرائم یعنی معاشی اور معاشرتی قتل و غارت کی وجہ سے مجرم بن چکے ہوتے ہیں۔ ان حالات میں سوائے اس نظام کی پیروی میں ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقہ کار سے جوڑ توڑ کر کے حکومت کو قائم رکھنا، وزیروں مشیروں کی تعداد بڑھانا، ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ ذکواۃ کے فنڈ ہضم کر جانا، رشوت والی وزارتیں الگ مہیا کرنا، ہر گھناؤنے کھیل کو کھیلنا، ہر ایک بداعمالی کو درگذر کرنا حکومتی ٹولہ کی مجبوری بن جاتی ہے۔ لوٹ کھسوٹ، سفارش، حق تلفی رشوت کمیشن چور بازاری، سمگلنگ، ڈاکہ زنی، دہشت گردی، قتل و غارت، طبقاتی معاشی سسٹم کے شعبے ان کی نگرانی میں خوب پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ اس بدترین نظام و سسٹم اور جرائم کی تقلید ملک میں جاری ساری رہتی ہے۔ زندگی کے تحفظ کے تمام محافظ اور ذرائع کسی کو بھی موت سے بچا نہیں سکتے، غرضیکہ یہ تمام برائیاں اس نظام میں عدل و انصاف کو کچلنے اور اعتدال و مساوات اور عدل کے توازن کو بگاڑنے کا باعث اور موجب بنتی چلی آ رہی ہیں، خاص کر اس وقت جب کسی حکومت کے ختم ہونے کا خطرہ یا خدشہ لاحق ہو چکا ہو، پھر حکومتی جماعتیں اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر ممبروں کو خریدتی اور زبردستی اٹھا کر کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دیتی ہیں۔ اور ہوٹلوں میں ہر قسم کی عیاشی کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ملکی خزانہ اور وسائل کی بندر بانٹ کی جاتی ہے۔ ممبروں کی خرید و فروخت جاری رہتی ہے۔ ذکوۃ کا بجٹ بھی یہ نگل جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک دوسرے کے خلاف کیس ختم کرنے کے وچن دیئے اور لئے جاتے ہیں۔ پھر جب کوئی لین دین کا اختلاف پیدا ہو تو یہی سیاستدان پہلے رشوت میں دی ہوئی کروڑوں روپے کی رقموں کا انکشاف کرتے ہیں۔ اس رازداری کے انکشاف سے وہ ایک دوسرے کے خلاف پھر بیان بازی کا عمل جاری کر دیتے ہیں۔ عوام اس گھناؤنے کھیل کو دیکھنے پر مجبور اور بے بس ہوتے ہیں۔ اور یہ بداعمالیاں ملکی استحکام کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ یہ کیسے آمر، غاصب، دہشت گرد اور مجرم کرپچن جمہوریت کے داعی ہیں کہ ملک کا کوئی نظام، کوئی عدالت، کوئی نیک اور صالح جماعت یا کوئی عالم دین یا مشائخ کرام ان کے اس گھناؤنے عمل کو نہ روک سکتا ہے اور نہ ہی مداخلت کر سکتا ہے۔ یہ ایک مجرمانہ نظام حکومت ہے۔

مغربی جمہوریت کے منہ زور، طاقتور استحصالی طبقہ نے مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی تقلید کا پابند اور قیدی بنا رکھا ہے

۱۶۔ ان سیاست دانوں کی اقتدار کی جنگ نے مشرقی اور مغربی پاکستان کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔عوام میں سے کسی کا دوسرے صوبے کے عوام کے ساتھ نہ تو کسی قسم کا جھگڑا تھا۔اور نہ کوئی رنجش۔ اتنا گھناؤنا کھیل کھیلنے والی فوجی سیاسی جماعتیں اب بھی ملک میں اسی طرح دندناتی پھر رہی ہیں۔اس کے بعد ان ہی رہبروں، رہنماؤں نے چپکے سے ملک کے مزید چار ٹکڑے کر دیئے۔یعنی صوبہ پنجاب، سرحد، سندھ، اور بلوچستان۔ان کی اسمبلیاں قائم کر دی گئیں۔اور حسب خواہش ایم پی اے کی تعداد ہر صوبے میں مقرر کر دی گئی۔وہاں تمام ایم پی اے، مشیر، ڈپٹی منسٹر، منسٹر، وزیر اعلیٰ، گورنر، احتساب، کمیشن، کمیٹیوں اور دوسری اہم پوسٹوں پر متعین کر دیئے گئے۔انکے ساتھ ان کی ذاتی پسندیدہ سرکاری فوج افسر شاہی، منصف شاہی کو ان کیساتھ ان کے جرائم کو فروغ دیئے، اور تحفظ کے لئے مہیا کر دیا جاتا ہے، جو کسانوں، محنت کشوں، مزدوروں اور عوام الناس سے مختلف نوعیت کے غاصب ٹیکسوں اور قوانین مسلط کر کے انکے جسموں سے معاشیات کا آخری خون کا قطرہ بھی کھینچ لینے میں مصروف رہتے ہیں۔دوسری طرف صوبوں کا تمام بجٹ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ممبران، انکے وزیروں، مشیروں اور انکی یہ شاہی سرکاری فوج بڑی بے رحمی اور سنگدلی سے چاٹنے میں مصروف ہو جاتی ہے۔خود تو یہ ہارس ٹریڈنگ کی سیاست کی یونیورسٹی سے ضروری سند حاصل کر کے ایوان اقتدار میں پہنچ جاتے ہیں۔ان افسر شاہی اور منصف شاہی کے مخصوص طبقہ کے تعاون سے ہر قسم کا جائز و ناجائز کاروبار اپنی منسٹریوں اور دوسرے اداروں سے لیتے دیتے رہتے ہیں۔ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور تجارتی اداروں اور تمام ذرائع آمدن انکی ملکیتیں بنتی جاتی ہیں۔یہ سیاسی دہشت گرد ملک کے تمام وسائل پر قابض ہو جاتے ہیں۔ملکی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ نظام ہر صوبے میں رائج الوقت ہے۔ان کی وہی ہوس اقتدار اور ہوس زر کی جنگ اب صوبوں میں جاری ہو چکی ہے۔پانی کی تقسیم، ڈیموں کی تعمیر کا مسئلہ صوبوں کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے درمیان چل پڑا ہے۔دوسری طرف بلوچستان کا مسئلہ ایک گھناؤنی شکل اختیار کئے جا رہا ہے۔کہیں پانی، کہیں بجلی اور کہیں گیس کی آمدن اور اسکے حصول کے صوبائی مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔عدلیہ اور انتظامیہ کے ادارے مفلوج کر دئے گئے ہیں۔ملک میں ایسے قوانین وضوابط جاری کر رکھے ہیں جس سے عدلیہ انصاف مہیا کرنے کے قابل ہی نہیں رہتی۔جھوٹے کیس دائر کرنے والوں کو نہ کوئی جرمانہ اور نہ ہی کوئی سزا، جھوٹے کیسوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے اور ججوں کی تعداد بھی اسی لحاظ سے بڑھتی رہتی ہے۔اس گھناؤنے پالیسی سے عدلیہ اور جرائم پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔عمریں بیت جاتی ہیں۔جائیدادیں زمین بوس ہو جاتی ہیں۔اسی طرح حکومتی ٹولہ کے ایم پی اے تھانوں، کچہریوں اور تمام محکمہ جات پر رشوت، کمیشن، کرپشن کا کنٹرول انکے ہاتھ میں ہوتا ہے۔انتظامیہ اور عدلیہ کے ادارے معاشرے کیلئے کینسر کا لاعلاج مرض بن چکے ہیں۔اگر عدلیہ فوری طور پر اعلان کر دے کہ اگر کوئی مجرم جھوٹا کیس دائر کریگا۔اسکو دس سال سزا اور اسکی جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی جائیگی۔اس قانون سے چند کیس قابل سماعت رہ جائیں گے۔تھانوں میں جھوٹے کیسوں کے انبار دکھائی نہ دیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان مشکلات کو حل کرنے کی اور پاکستان میں اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کو رائج کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اب ملکی اینٹی کرپشن جمہوریت کے پروردہ سیاستدان اور حکمران اقتدار کی چپقلش میں ہمیشہ کی طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔ مشرقی پاکستان والا عمل پھر سے دہرانے کی کوشش وکاوش میں مصروف ہیں۔ اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے غدار، بے ضمیر سیاستدان فوج کے سائے تلے نئی حکومتی پارٹی میں شامل ہو چکے ہیں، فوجی ڈکٹیٹر کو اپنی نئی حکومت بنانے کیلئے ایسے بے ضمیر ملک دشمن، غدار سیاستدانوں کی ضرورت اور اسکی مجبوری ہوتی ہے، یہ کون لوگ ہوتے ہیں، ان میں اکثر و بیشتر اقتدار کے بھوکے، ملکی خزانہ کو لوٹنے والے وہ ظالم، غاصب سیاستدان ہوتے ہیں جو پہلی حکومتوں میں کرپشن کے مرتکب ہوتے ہیں، سرکاری خزانہ لوٹنے، ملکی وسائل پر قبضہ کرنے، قرضوں کو ہضم کرنے، حکومتی سطح پر غبن کے کیسوں میں ملوث ہونے اور ان جرائم سے بچنے اور نئے جرائم پر عمل پیرا ہونے کیلئے فوجی ڈکٹیٹر کے حکومتی پنڈال میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد پھر سے حکومتی بالادستی، اختیارات، شاہی ایوان، شاہی محل، شاہانہ سرکاری اخراجات، انمول سرکاری گاڑیوں، شاہی سہولتوں اور تصرفانہ زندگی گذارنے کا ایک نیا دلربا، دلفریب، عیش وعشرت پر مشتمل حکومتی سفر جاری ہو جاتا ہے۔ اسکے علاوہ ان کے تمام جرائم فوجی ڈکٹیٹر کی حکومت میں شامل ہو کر دھل جاتے اور ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ پھر سے معاشی، معاشرتی برتری اور اقتدار کو قائم رکھنے کیلئے میدان عمل میں وارد ہو جاتے ہیں، اس طرح انکا فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کی سیاست کا کھیل اقتدار کی منزل سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

انقلابِ وقت باب ۹

بابا جی عنایت اللہ

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلوائے

اینٹی کرپشن جمہوریت کا طرز حکومت ملک وملت کی وحدت کو سیاسی جماعتوں میں منقسم اور بکھیر دیتا ہے، اعتدال و مساوات، عدل وانصاف کو نگل جاتا ہے۔ تصرفانہ زندگی کو عروج بخشتا ہے، طبقات کو تیار کرتا ہے، ملک اور ملکی خزانہ کو نگلتا جاتا ہے۔ کرپشن، رشوت ہر قسم کے جرائم کو جنم دیتا اور عوام ایک تماشائی کی طرح انکو دیکھنے اور مغربی جمہوریت کے ٹیکسوں کو ادا کرنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔ ضروریات حیات کی کشمکش اور زندگی کے لوازمات کے حصول کی خواہشات کی تکمیل کی چتا عوام الناس کے دلوں میں زندہ رہنے کیلئے جلتی رہتی ہے۔ اسطرح ضروریات حیات کی طلب انکے دل ودماغ میں سلگتی رہتی ہے۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے دیکھا دیکھی ملت اسکی نسلیں جونان ونفقہ سے تنگ، ضروریات حیات کے حصول اور پیٹ کی آگ کو بجھانے کی خاطر مال وزر اور اقتدار پر مسلط معاشی کرپشن اور ہر قسم کی معاشرتی برائی کے تیار کیے ہوئے جہنم کی آگ میں جلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ملت کی بیٹیوں کو مخلوط معاشرے کی چتا میں جھونک دیا گیا ہے۔ حکومتی بالا دستی اور معاشی برتری کی بنا پر وہ غریب ومفلس اور مجبور ومظلوم طبقہ کی بیٹیوں کو سرکاری ملازمتوں یا ذاتی اداروں میں پرسنل سیکٹری یعنی داشتہ کے طور پر کام کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے جبکہ انکے مردوں کو بیروزگاری کے ہاتھوں خودکشیوں کے عمل سے گذارا جاتا ہے۔ یہ چھ ہزار پر مشتمل سیاسی ٹولہ پہلے ہی ۵۱ فیصد اپنی مستورات کو ایم پی اے، ایم این اے سینٹرز، وزیر ومشیر بنا کر اپنے اقتدار اور ملکی خزانہ پر قابض اور ۱۸ کروڑ عوام کو محروم کر چکا ہے۔ یہ شاہی ٹولہ اسی استحصالی نظام کی چپقلش میں آدھا ملک نگل چکا ہے۔ ان بدبختوں سے ملک وملت کو بچانا ایک طیب فریضہ ہے۔ ملک وملت کے جسد پر مغربی جمہوریت کے دانشوروں کی مسلط کی ہوئی معاشی، معاشرتی استحصالی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ کے نفاذ یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت میں مضمر ہے۔ ملت کو دین محمدی ﷺ نے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت عطا کیا ہوا ہے۔ جس سے شورائی ممبران کو دینی نظریات اور صفات کے مطابق چنا یا سیلیکٹ کیا جاتا ہے۔ ان اعلیٰ اوصاف کے ممبران پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ وجود میں آتی ہے۔ دین محمدی ﷺ کے نظام مملکت میں کوئی سیاسی جماعت نہیں ہوتی۔ اسکی بنیاد اعلیٰ کردار اور اعلیٰ اہلیت پر قائم ہوتی ہے۔ یہ دین محمدی ﷺ کا کمال ہے کہ وہ ملت کو خیر کا ایک مرکز عطا کرتا ہے۔ دینی ضابطہ حیات ملت کو جلا بخشتا ہے۔ خیر وشر کی پہچان کرواتا ہے۔ شر کا قلع قمع کرتا ہے۔ اعتدال ومساوات، اخوت ومحبت اور حسن خلق کے چراغ روشن کرتا ہے۔ حاکم ومحکوم اور انکی زندہ رہنے کی بنیادی ضروریات حیات کا فرق ختم کرتا ہے۔ ملت ایک مرکز پر اکٹھی ہو جاتی ہے۔ ان غاصبوں کا ملک میں نشان تک نہیں ملتا۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے، جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور ایسی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اسلامی جمہوریت کے نظامِ حکومت کی خوبی یہ ہے کہ خلیفہ وقت سے لے کر شوریٰ کے ممبران تک عوام الناس کی طرح سادہ، سلیس، مختصر بود و باش، ایک جیسی قلیل ضروریات کے ضابطے کے پابند ہوتے ہیں۔ ملی خزانہ پر انکا بوجھ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ تمام بجٹ ملت کی ترقی اور رفائے عامہ پر خرچ ہوتا ہے۔ ملی خزانہ سے تفاوت اور تصرف کی زندگی گذارنے والے کو نظام عدل کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جاتا ہے بروقت احتساب سے جزا و سزا کا فیصلہ فوری اور اسی وقت ہو جاتا ہے۔ سب کے لئے ایک سا قانون اور ایک سا عدالتی نظام رائج ہوتا ہے۔ مسجد شریف اسکی جائے عدالت ہوتی ہے۔ نہ خلیفہ وقت کی اور نہ ہی کسی مجلس شوریٰ کے ممبر کی جراءت ہوتی ہے۔ کہ وہ کسی قسم کی معاشی، معاشرتی بداعمالی کا مرتکب ہو۔ اور نہ ہی کسی سرکاری منصب پر فائز فرد کی کہ وہ کسی قسم کا غلط عمل یا بددیانتی کر سکے۔ اگر انتظامیہ یا عدلیہ کا کوئی فرد، عدل کا دامن چھوڑ دیتا ہے۔ تو انکو بھی کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے کٹہرے میں لا کھڑا کیا جاتا ہے۔ عدل معاشرے کے جسد کی ہر بیماری کا علاج اور عدل ہی معاشرے کی صحت کا محافظ بن کر ابھرتا ہے۔ **ملک** کا خزانہ صرف **ملک** و ملت کی فلاح و بہبود کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ **ملک** میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں رہتا، اقتدار کی بالادستی سے ملکی خزانہ کو نجی ملکیتوں میں بدلا نہیں جا سکتا۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمیعت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمیعت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

جب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاتی ہے تو **ملک** میں دین کی روشنی میں ایک جدید تعلیمی نصاب، اسلامی اخلاقیات کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں وقت کی ضرورت کے مطابق جدید سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بہترین بین الاقوامی معیار کا تعلیمی نصاب رائج کیا جاتا ہے۔ دنیا میں محنت و ہمت، غور فکر اور ریسرچ کے شعبوں کی عبادات کے دروازے ہر کس و ناکس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ محنت و ہمت، غور و فکر کو سرمایہ حیات اور کامیابی کی چابی تصور کیا جاتا ہے۔ ضرورت کے مطابق ہر فیلڈ کی طرف توجہ دی جاتی ہے، زیادہ سے زیادہ ہنر مند افراد کو تیار کیا جاتا ہے، اعلیٰ صلاحیتوں اور اعلیٰ اہلیت کے سائنسدان تیار کئے جاتے ہیں۔ ذات پات اعلیٰ و ادنیٰ پٹھین اور جرنیل برہمن وشودر، حاکم ومحکوم کے طبقات کو تیار کرنے والے طبقاتی تعلیمی اداروں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ **ملک** میں پھیلے ہوئے میخانہ مغرب کی آہنی سلاخوں سے ملت کو رہائی دلانا ضروری ہو چکا ہے، طبقاتی زندگی کے نظام کا خاتمہ مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرے کا قلع قمع، مغربی جمہوریت کے نظام کو چلانے والے اعلیٰ طبقہ کے چند آمروں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں کا خاتمہ، انکے نظام حکومت کو چلانے والی اعلیٰ طبقاتی انتظامیہ اور اعلیٰ طبقاتی عدلیہ کے ممبران جنکے ذریعہ انہوں نے **ملک** کو لونڈی اور مسلم امہ کے، ۱۸ کروڑ افراد کو غلام، محکوم اور انکا دین دنیا چھین رکھا ہے۔ جبکہ انتظامیہ، عدلیہ کا فریضہ تو ایسے بدقماشوں، غاصبوں کو ملکی مال و متاع اور وسائل کو چھیننے کے ظالمانہ عمل کا تدارک کرنا ہوتا ہے۔ اس اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظام اور سسٹم اور طرز حیات کو ختم کرنا اور اسکو واصل جہنم کرنا ملت کے ہر فرد کا فرض بن چکا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمیعت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمیعت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اس کرپشن جمہوریت کا نظام بدلنے اور دینی ضابطہ حیات کے نفاذ سے ملت کی دولت، وسائل، خزانہ اور تجارت پر یک طرفہ قبضہ کرنے کا عمل خود بخود ختم ہو جائیگا۔ امت کے خزانہ کو اپنی ملکیتوں، کارخانوں، ملوں فیکٹریوں اور تجارتی اداروں میں بدلنے کا عمل فوری طور پر رک جائیگا۔ ملک کی دولت وسائل اور خزانہ ان چند بد قماشوں کے سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، پیلسوں، کلبوں اور سرکاری اور ذاتی تاج محلوں کے نقش و نگار میں چنا نہیں جائیگا۔ ملک کے بجٹ کو چاٹنے والی وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ و گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان اور انکی اولادوں پر مشتمل شاہی سرکاری مشینری کے اعلیٰ عہدیداروں، شاہی محلوں، شاہانہ تنخواہوں، انگنت شاہی سہولتوں، شاہی اخراجات اور شاہانہ تصرفانہ زندگی کے رک جانے سے ملک کفالت کی منزل کا سفر بڑی آسانی اور جلدی سے طے کرلے گا۔ انکی بد دیانتی سے تیار کی ہوئی ملکیتیں بحق سرکار ضبط ہونگی ایک مزدور کی طرح انکا بھی حق ایک جیسا ہوگا۔ ملک کا کاروبار اسی طرح نہیں بلکہ بہترین طریقہ کار سے اپنے سفر کو جاری کرلے گا۔ ملت اللہ تعالیٰ اور سلطان عربی ﷺ کی تعلیمات کے مخزن اور خلق عظیم سے استفادہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جائیگا۔ بنی نوع انسان کو راہ ہدایت کی منزل سے آگاہی نصیب ہوگی۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

۱۹۴۷ سے لیکر آج تک تمام سیاسی جماعتیں اور تمام مذہبی سیاسی جماعتیں ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں میں اسلام کے نام پر ووٹ مانگتی اور حاصل کرتی چلی آرہی ہیں۔ کہ وہ ملک میں اسلام نافذ کریں گی۔ کبھی کسی جماعت نے یہ بتا کر عوام سے ووٹ حاصل نہیں کیا کہ وہ ملک میں کمیونیزم، سوشلزم، ہندوازم، آمریت یا اسلام کیخلاف کسی اور نظریات کے لئے ووٹ طلب کررہی ہیں۔ اسکے علاوہ نہ کسی جماعت نے کبھی مذہب کے خلاف ووٹ طلب کیا ہے اور نہ ہی کبھی کسی مسلم امہ کے فرد نے دیا ہے۔ ملت کے ۱۸ کروڑ افراد کو اسلام کے نام پر، اسلام کے نفاذ کیلئے، اسلام کے ضابطہ حیات، اسلام کی طرز حیات، اسلام کی تعلیمات کو رائج کرنے کیلئے ووٹ ان سیاسی لیڈران کو ۱۹۴۷ سے دیتے چلے آرہے ہیں۔ کیونکہ یہ ملک، مسلم امہ نے مذہب کے نام پر حاصل کیا تھا۔ جب یہ تمام ملکی سیاسی جماعتیں اور تمام دینی سیاسی جماعتیں مذہب کی بالادستی کیلئے ووٹ حاصل کر کے صوبائی، وفاقی اسمبلیوں کے پنڈال میں پہنچ جاتی ہیں تو انکا رویہ بدل جاتا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کی تقلید جاری رکھتے ہیں۔ تمام سیاسی جماعتیں، خاص کر دین کے نام پر سیاست کا کھیل کھیلنے والی اسلامی جماعتیں ملت کے ساتھ منافقت، دھوکہ دہی کے جرم کی مرتکب ہوتی آرہی ہیں اور قابل گرفت ہیں ملک کے تمام فوجی ڈکٹیٹر انکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، ملک کا آئین توڑنے کا مجرم ہی نہیں بلکہ ملک دشمن، ملکی غدار ٹولہ ہے۔ جو آج تک حکومتی ایوانوں میں دندناتا پھر رہا ہے۔ فوجی ڈکٹیٹروں کی تیار کی ہوئی تمام فوجی سیاسی، دینی سیاسی جماعتیں اور انکے رہنما نو لاکھ فوجی سپاہ اور ۱۸ کروڑ مسلم اور انکی نسلوں کے معاشی، معاشرتی قاتل ہیں۔ چار فوجی ڈکٹیٹروں کا نام ۹ لاکھ فوجی سپاہ نہیں اور نہ ہی چھ ہزار جاگیردار، سرمایادار فوجی سیاسی اینٹی کرسچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کا نام ۱۸ کروڑ مسلم امہ ہے۔ پیپلز پارٹی کے جیالے، ایم کیو ایم کے بھتہ خور، اسلامی جماعتوں کے طالبان اور نیشنل عوامی پارٹی کے اسلحہ ساز دہشت گردوں نے کراچی کی معصوم، بیگناہ عوام کا قتال جاری کر رکھا ہے۔ تمام پاکستان کے مجرم حکمران مسلم امہ کو پندرہ سیاسی جماعتوں کے فرقوں میں تقسیم کر کے ملت کی وحدت کو پندرہ منشوروں میں بکھیر چکے ہیں۔ انگریز آزادی مانگنے والوں کا قتال کرواتا، یہ مجرم اسلام کے نفاذ کا نام لینے والوں کا قتال کرواتے ہیں۔ یہ ملکی ملی مجرم خوش نہ ہوں، خانہ جنگی انکے گھروں میں گھس چکی ہے۔ اب بھی اسلامی جمہوریت کا نفاذ کر کے اپنی اور اپنی نسلوں کی جان بچا سکتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمیعت، انکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلیے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمیعت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

تمام سیاستدان، حکمران مغربی جمہوریت کے بے دین باطل نظام حکومت کی طرز حیات اور اسکی پیروی میں مستغرق ہوتے جاتے ہیں۔وہ اسکی شاہانہ زندگی، سرکاری بے پناہ سہولتوں، تفاوتی تنخواہوں، اعلی عمدہ سرکاری رہائشوں، سرکاری شاہی گاڑیوں، ٹیلیفونوں اور تصرفانہ زندگی کے لوازمات میں گم ہو چکے ہیں۔ ملک وملت کے وسائل، دولت اور خزانہ تک رسائی اور انکے سرکاری ایوانوں میں سرکاری شاہی ماحول، شاہانہ تصرف کی آزادی کے نظام کی لذتوں سے ایک جنگل کے وحشی کی طرح پورا پورا فائدہ اٹھائے چلے جاتے ہیں۔انکو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔انکا اسلام کے ساتھ کیا تعلق باقی رہ جاتا ہے۔نہ وہ امین ہیں اور نہ ہی عادل۔نہ وہ اعتدال ومساوات کے نظام حکومت کو رائج کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی عدل وانصاف کے اسلامی نظام حیات کو نافذ العمل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تو اینٹی کرپشن جمہوریت کے مادہ پرستی کے نظام کا ایندھن بن کر رہ جاتے ہیں۔اس طرح یہ ملک کے سیاستدان، حکمران ملک کے وسائل، دولت اور خزانہ کو اپنی ملکیتوں میں بدلتے، ملکی غیر ملکی قرضے نگلتے جاتے ہیں۔انکی تمام ملکیتیں عوام کی وراثت ہیں، انکو واپس لینا، انکی عیاشانہ طبقاتی طرز حیات کو ختم کرنا ایک افضل ترین عبادت اور ۱۸ کروڑ عوام کا فرض ہے۔ہارس ٹریڈنگ کے جرائم سے حکومتیں قائم کرنا، پیپلز پارٹی اور اسکی حریف جماعت مسلم لیگ ق جسکو وہ قاتل لیگ، کافر لیگ اور کنجر لیگ کے نام سے منصوب کرتے تھے اور انکے ساتھ مل کر ۱۸ کروڑ عوام کو یرغمال بنانے کا عمل جاری کر لیتے تھے۔اب وہ وقت گذر چکا ہے۔اب کوئی فوجی ڈکٹیٹر کو تا حیات صدر بنانے کا سہانا خواب دکھا نہیں سکے گا۔مسلم امہ بہت لٹی اب ہوش میں آ چکی ہے۔۱۸ کروڑ عوام کو کوئی چیز بھولی نہیں۔اب تم کو ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی مستورات کو حکومتی ایوان مہیا کیئے گئے واپس کرنے ہیں۔آپ کو لال مسجد کے مدرسہ حفصہ کی طالبات کے قتال کا حساب بیباک کرنا ہے۔فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف ہی ملک کا باغی، غدار قاتل نہیں تھا اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ بھی برابر کا مجرم تھا۔جج نظام عدل میں اب ڈنڈی نہیں مار سکتے۔حکومتی ٹولہ خوب جانتا ہے کہ اب اسکے چند ٹی وی اینکرز اور چند مغربی کلچر کے دانشور، اسلام کے نفاذ میں حائل نہیں ہو سکتے۔انکی چڑیا کے پاس یہ خبر نہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، انکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

۱۹۴۷ سے لیکر آج تک ان منافق سیاستدانوں، غاصب حکمرانوں اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے شیدائیوں نے مغربی جمہوریت کا طرز حکومت اور ضابطہ حیات جس کو انگریز نے ایک مفتوحہ ملک کی عوام کو قابو کرنے کیلئے جاگیردار، سرمایا دار ملکی غدار اور ملک دشمن ٹولہ کو جاگیروں اور سرمائے سے خریدا۔ انکی مدد و معاونت سے قوانین کی ایسی جابرانہ زنجیریں تیار کیں اور ہندوستان کے عوام کو پہنادیں۔ جن کو عوام نہ توڑ سکتے اور نہ ہی بھاگ سکتے تھے۔ انکی اولادوں کے لئے ایچی سن انگریزی تعلیمی ادارے تمام ملک میں پھیلا دئے۔ ان تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل سکالروں کو فوج انتظامیہ عدلیہ کے ادارے سپرد کر دئے۔ فوج، انتظامیہ اور عدلیہ کے سرکاری اعلیٰ طبقہ کو شاہی ایوان، شاہی رہائشیں، شاہی سرکاری سہولتیں مہیا کردیں۔ انگریز اس عدلیہ اور انتظامیہ کے ارکان کے ذریعے مغربی جمہوریت کے باطل ضابطوں اور غاصب نظام کو اس طرح نافذ العمل کرواتا کہ عوام الناس کو اپاہج اور بے بس بنا کر رکھ دیتا۔ انگریز وقت کی نزاکت اور حالات کے مطابق ایسے قوانین لاگو کرتے کہ سر اٹھانے والے باغیوں کا سر قلم کر دیتے۔ انکے خاندانوں کا حشر نشر کر دیتے۔ انہوں نے اس انتظامیہ، عدلیہ کے اداروں سے ہر قسم کا ظالمانہ طرز حکومت مسلط کیا۔ انکے ظلم و جبر، قید و بند کی اذیتوں اور قتال سے انگریز نے ہندوستان پر نوے سال تک حکومت کی۔ ہندوستان کو انگریز سونے کی چڑیا کہا کرتے تھے۔ ہندوستان کے تمام وسائل، دولت اور ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ برطانیہ پہنچا دیتے۔ ۱۹۴۷ سے انگریز اس ملک سے رخصت ہوا۔ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت اسکا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا شاہی طبقہ ملک پر اسی طرح مسلط ہوتا چلا آرہا ہے۔ اب یہ حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ انہی بنیادوں پر حکومت کئے جا رہا ہے۔ اس وقت بھی یہی چھ ہزار جاگیردار، سرمایا دار حکومتی ٹولہ الیکشن لڑتا تھا اور عوام ووٹر تھے، آج بھی الیکشنوں پر انکی اجارہ داری قائم ہے آج بھی انکی اولادیں ان تعلیمی اداروں سے تیار ہو کر انتظامیہ، عدلیہ، فوج کے اداروں پر قابض ہیں، وہ تمام وسائل، دولت اور خزانہ یہ ملی رہزن اسی طرز حکومت اور اسی طریقہ کار سے لوٹتے آرہے ہیں۔ انکا ہاتھ روکنا، انکا تدارک کرنا اور قرآن حکیم کی سرکاری بالادستی اور اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت نافذ کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

۱۹۴۷ کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے پاکستان کی حکومت کا نظم ونسق اپنے مقبول محبوب وفادار جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ کے حوالہ کر دیا۔ ملک کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے انتظامیہ، عدلیہ کے تمام ادارے اور انکو چلانے والی تمام سرکاری مشینری کی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی اور نوکر شاہی انکے سپرد کر دی گئی۔ اسطرح انہوں نے مفتوحہ ملک کا چارج اپنے پروردہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے انگریز کی تیار کی ہوئی مغربی جمہوریت کی طرز حکومت کو اسی طرح رائج رکھا۔ طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کا تعلیمی نصاب، سودی معاشیات کی تعلیم، ٹیکس کلچر کا نظام اور تعلیم و تربیت، افسر و ماتحت کا طبقاتی نظام، براہمن وشودر کا نظام، حاکم ومحکوم کا نظام اور انکی تعلیم وتربیت، مغربی جمہوریت، اسکے الیکشن، اسکے ممبران، اسکی صوبائی اسمبلیاں، اسکی وفاقی اسمبلی، اسکا سینیٹروں کا سپریم ادارہ، اسی طرح قائم و دائم چلے آ رہے ہیں۔ اسکے علاوہ مغربی جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی تلوار سے انہوں نے مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ، مخلوط اسمبلی کے قانون اور بدترین طبقاتی غاصب معاشی تقسیم کے طریقہ کار کو ملک میں نافذ کر کے دین محمدی ﷺ کی روح کو مسخ کر دیا ہے۔ مغربی جمہوریت کے ممبران نے مسلم ملک اور اس میں بسنے والے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے فرزندان کا نام مسلمان تو قائم رہنے دیا، لیکن بدقسمتی سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کے سیاسی پیغمبران کے تیار کردہ باطل نظریات، باطل معاشی تقسیم، باطل طرز حیات، اسکی باطل تعلیم وتربیت کو ملک وملت پر مسلط کر کے انکا اسلامی تشخص مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ پاکستان ۱۹۴۷ سے انگریز کے تیار کردہ مغربی جمہوریت کے نظریات کے آمروں کی گرفت میں ہے، ان آمروں نے مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو محکومیت کی سزا میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس باطل معاشی اور معاشرتی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے المیہ نے ملت کے کردار اور تشخص کو تباہ کر دیا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اپنے دین کے مطابق ذکر رب جلیل اور درود حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور تلاوت قرآن پاک کی کرتے ہیں۔ دل وزبان کو ذکر حمد باری تعالیٰ سے معطر کرتے ہیں۔ گھروں اور مساجد میں قرآن پاک کی تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔ اس کے برعکس سرکاری طور پر سکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں میں تعلیم وتربیت مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب ۱۸۵۷ کے ایکٹ کی، عدلیہ کی تعلیم اسکی، انتظامیہ کی تعلیم اسکی، سودی معاشیات کی تعلیم اسکی، مغربی سیاسیات کی تعلیم اسکی، مخلوط تعلیمی نظام اسکا، طبقاتی تعلیمی نصاب اسکا، طبقاتی تعلیمی ادارے اسکے، حکومتی سطح پر بالادستی مغربی جمہوریت کے نظام، اسکے سیاستدانوں کی، اس جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والی افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی مغربی جمہوریت کے تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ سکالروں کی۔ ہم کیسے مسلمان ہیں! کہ ہم ذکر تو رب جلیل کا کرتے ہیں اور درود پاک حضور نبی کریم ﷺ پر بھیجتے ہیں۔ ہم مانتے خدا اور پیغمبر خدا ﷺ کو ہیں اور ہم سرکاری طور پر اطاعت وعبادت اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے پیغمبران کی، انکی تخلیق کردہ تعلیمات کی، انکے قوانین کی اور انکے ضابطہ حیات کی، انکی انتظامیہ کی، انکی عدلیہ کی کرتے ہیں۔ کیا تمام مسلم امہ منافقت کی زندگی کے عذاب میں مبتلا نہیں ہو چکی، کیا ہمارے سیاستدان اور خاص کر ہمارے دینی سیاسی، ملی جماعتوں کے راہنما اس بارے میں کوئی وضاحت پیش کریں گے۔ انکی عاقبت تو ہے ہی ایسی۔ انہوں نے ملت کے ساتھ کیا کیا ہوا ہے۔ ان سے سوال ہے کہ وہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکے فرزندان کو مطلع کریں کہ مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ قرآن حکیم کے متضاد اور متصادم نظام حیات کی اطاعت کے بعد انکو کس نام سے پکارا جائے۔ قرآن حکیم کے منکر، منافق، کافر یا مسلمان یا مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے کلچر کے مسلمان!۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اے اینٹی کرپچن جمہوریت کے پروانو! اے مذہبی جماعتوں کے رہنماؤ! تم حقوق نسواں کے قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم نظام کے تحت تو اپنی بہو ،بیٹیوں کو انگلی لگا کر اسمبلیوں میں لے پہنچے ہو۔تمہیں معلوم ہے کہ ایک اسمبلی ممبر کا ملی خزانہ پر کتنا بوجھ پڑتا ہے۔تم تو پاکستان کی ۵۱ فیصد اپنے ٹولہ کی مستورات کو صوبائی اسمبلیوں، وفاقی اسمبلی اور سینٹ کی اسمبلی ممبران کی فوج اپنے اسمبلی ہالوں میں لے پہنچے ہو۔ان میں مشیر و وزیر، گورنر و وزیر اعلیٰ ،سفیر، وزیر اعظم ،صدر پاکستان کے اہم عہدوں کی قانونی وارث بنادی گئی ہیں۔ایک منسٹرنی کی تنخواہ ،شاہی دفاتر ،شاہی سرکاری ریذیڈنٹ ،ٹیلیفون ،انکے سیکٹریوں اور عملہ کی افواج اور انکے اخراجات اور بے پناہ سرکاری سہولتوں کی تفصیل کون بتائے گا۔یاد ہے آپکو! کہ یہ ملی خزانہ ایک بیوہ ،ایک یتیم ،ایک معذور، ایک اپاہج، ایک بوڑھے، ایک بے روزگار، ایک کسان ایک مزدور، ایک محنت کش ،ایک ہنر مند، ایک سپاہی، ایک معلم اور عوام الناس کی ملکیت ہے۔کیا وہ ملک چلانے کیلئے ہر قسم کا ٹیکس، گھر کا ٹیکس، بجلی کا ٹیکس، پانی کا ٹیکس، گیس کا ٹیکس، دالوں کا ٹیکس، سبزیوں کا ٹیکس، گوشت کا ٹیکس، آٹے کا ٹیکس، کپڑے کا ٹیکس، جوتے کا ٹیکس گھر سے نکلنے کا ٹیکس ،سڑک پر چڑھنے کا ٹیکس، کرایوں کا ٹیکس ،قدم قدم پر ٹیکس، کروٹ کروٹ پر ٹیکس، ہر چیز پر ٹیکس، ہر وقت ٹیکس، جینے پر ٹیکس ،مرنے پر ٹیکس، ان ٹیکسوں سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ، ملک کے تمام وسائل ، ملک کی تمام دولت ۱۸ کروڑ مرد و زن کی ملکیت نہیں ہے۔کیا سیاستدان، حکمران ملت کے مال و دولت، وسائل اور خزانہ کے امین نہیں ہیں۔کیا ان آمینو! نے انکی حفاظت کی ہے یا انہوں نے طبقاتی زندگی اور تفاوتی معاشی تقسیم کے جرائم مسلط اور جاری کیئے ہوئے ہیں۔کیا ملت نے انکو تصرفانہ اخراجات اور ملی دولت کا بے جا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔کیا ملت نے انکو انکی ظالمانہ استحصالی قرآن حکیم کے متصادم نظام حیات ملک پر مسلط کرنے کی اجازت دی ہے۔نہ انکے شاہی ٹولہ اور شاہی طبقہ کو انکی تعیش کی زندگی گذارنے اور نہ ہی ملت کی شودرانہ زندگی کے تفاوتی مجرمانہ نظام کو رائج کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔کیا تم اس استحصالی نظام حکومت کے بعد مسلمان کہلا سکتے ہو۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے۔ جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اسکی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

کیا ملت نے انکو ملی مال و دولت، وسائل اور خزانہ کو شاہی محلوں، شاہی پیلسوں، شاہی رہائشوں، شاہی ہوٹلوں، رائیونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں، بنی گالا ہاؤسوں میں چنوانے اور خاک میں ملانے کے کلچر سے لوٹ مار مچانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا ملکی زرمبادلہ جو کسی ملک یا ملت کی معاشیات کی جان ہوتی ہے، کیا ملت نے انکو قیمتی سرکاری اور نجی شاہی گاڑیوں کی خریداری پر ہر سال اربوں، کھربوں اور اسی طرح اربوں، کھربوں کا پٹرول، ڈیزل جلا کر ملی خزانہ کے زرمبادلہ کو آگ لگانے، خاکستر کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا ملت انکو پوچھنے کا اختیار نہیں رکھتی کہ انہوں نے پبلک ٹرانسپورٹ یا لوکل گاڑیوں کو چلا کر ملک وملت کا آمدورفت کا مسئلہ حل کیوں نہیں کیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ملک کے ان چند جاگیردار، سرمایہ دار، سیاستدان، حکمران ٹولہ ان سے منسلک چند بھتہ خوروں سمگلروں زمین مافیہ تاوان مافیہ، حکومتی جیالوں کے مجرموں کے جرائم اور مجرمانہ شاہی عیاشیوں، ایک فوجی ڈکٹیٹر کی گن پوائنٹ پر ۱۹ لاکھ فوجی سپاہ، انکے والدین، عزیز و اکارب اور انکے اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا مال و دولت، وسائل اور خزانہ اینٹ گارے کی چنوائی، اور قیمتی گاڑیوں کے لوہے کو ماٹی بنانے اور تیل کو جلا کر خاکستر کرنے کا گھناؤنا عمل جاری نہیں کر رکھا۔ یہ تو بتاؤ! اقتدار پر مسلط ملکی غداروں، ملک دشمن غاصبوں اور انکی مراعات یافتہ شاہی مشینری سے ان امانتوں کو کس نے بچانا ہے۔ ہمارے دینی رہنماؤ! تم تو دین اور دنیا کے رہزن ہی نکلے ہو۔ یہ دینی رہنما، قافلہ نمرود، فرعون اور یزید کے حکومتی پیروکاروں میں شامل ہو چکا ہے۔ انہوں نے تو خدا اور رسول ﷺ کے نظام شریعت کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے ان سیاستدانوں کیساتھ مل کر اسکو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ انہوں نے تو بیعت مغربی جمہوریت کے یزیدی ضابطہ حیات کی کر رکھی ہے اور اسکی حکمرانی میں شامل ہو کر حکومتوں کے مزے لوٹنے میں شامل ہو چکے ہیں۔ غور کرو تم سب کیا کر رہے ہو۔ کیا تمہیں موت یاد ہے۔ اس سرائے فانی سے کیا ساتھ لے کر جاؤ گے۔ کیا تمہارے کفن کو جیب ہے۔ تم کیوں خانہ جنگی کی آگ بھڑکا رہے ہو۔ تم کیوں اس چتا میں اپنی نسلوں کو خاکستر کرنا چاہتے ہو، باز آجاؤ ابھی وقت ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلاب وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور ایسی کرپٹ جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اے اہل وطن یادرکھو! تم سخت غلطی پر ہو۔ دین کی خاطر، دین کی بالادستی کی خاطر مغربی جمہوریت کی حکومت کو خیر باد کہ دو۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے الیکشن کا بائی کاٹ کردو، آپکی شمولیت کے بغیر جمہوریت کا باطل نظام ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ دین نافذ ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ ذرا غور تو کرو! کیا تم ہی دین محمدی ﷺ کے نظام کے نفاذ میں پہلی اور آخری روکاوٹ تو نہیں ہو! ۔ملت کے مال و دولت، وسائل خزانہ اور دین کے امین ملت کے دین و دولت کے رہزن بن چکے ہیں ۔ملت غربت، تنگدستی، بیروزگاری، افلاس کی پریشانیوں اور ضروریات حیات کے حصول کی اذیتوں میں مبتلا خود کشیاں، خودسوزیاں کرتی پھرے، یہ غاصب طبقہ انکی امانتوں سے عیاشیاں کرتا پھرے۔ یہ تو دین کا سبق نہیں ہے۔ اے مغربی جمہوریت کے پروانوں تمہیں کیسے سمجھایا جائے کہ بھٹے میں اینٹ تیار کرنے والا مزدور، کارخانوں میں لوہا تیار کرنے والا مزدور، سیمنٹ تیار کرنے والا مزدور تمہارے کارخانوں، ملوں فیکٹریوں، شاہی محلوں، رائیونڈ ہاؤسز، سرے محلوں کی تعمیر کرنے والے مزدور، محنت کش، ہنر مند۔ یہ تمام مال و دولت، وسائل خزانہ مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، عوام الناس کی ملکیت ہیں۔ تم نے تو ملت سے قومی زبان اردو چھین رکھی ہے۔ ان حکمرانوں نے مغربی جمہوریت اور اسکی مغربی انگریزی زبان کی حاکمیت ملک وملت پر مسلط اور سرکاری بالادستی نافذ العمل کر رکھی ہے۔ ملک میں انگریز کی مفتوحہ قوم پر انگریزی زبان اور محکوم قوم پر جمہوریت کا نظام اور اس نظام حکومت کو چلانے والے انگریز کے پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار حکومتی ٹولہ جوں کا توں مسلط ہے۔ انہوں نے ۱۸ کروڑ اہل وطن انسانوں کو انکی سماعت، بینائی، گویائی جیسی فطرتی قوتوں کو اور ذہنی طور پر مفلوج بنا رکھا ہے، کتنے بدنصیب رہزن حکمران ہیں، وہ یہ تو بتائیں! ۔کہ ستر فیصد دیہاتوں میں کتنے انگلش میڈیم تعلیمی ادارے، سکول، کالجز، اور یونیورسٹیاں ہیں۔ کیا شہروں میں انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں اور ہنرمندوں کی اولادیں ایچی سن جیسے سکولوں، کالجوں کی فیسیں ادا کرنے کے قابل ہیں۔ کیا ان طبقاتی اداروں سے جرنیل، سرکاری سیاسی عہدیدار، ایم پی اے، ایم این اے، سینٹرز، وزیر و مشیر، سفیر، افسر، وزیر اعلیٰ گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان، فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے طبقاتی اعلیٰ نسل کے ارکان، حکمران، بادشاہ اور حاکم معاشرے کے ہر شعبہ حیات کو کنٹرول کرنے کیلئے تیار ہوتے نہیں آرہے۔ یہ کن کی اولادیں ہیں۔ بتا سکیں گے! ۔شرم کرو، عدل کش بدبختو! ۔خدا کے عذاب سے بچ جاؤ۔ دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف کا نفاذ ازبس ضروری ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

ملک کے نشر و اشاعت کے تمام ادارے ٹی وی ریڈیو، رسائل، اخبارات میں ان تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ایک دوسرے کی بدکرداری کی تشہیر، کروڑوں کے غبن، اسمبلی اور سینیٹ کے ایوانوں میں ایک دوسرے کے خلاف حقائق پر مبنی جرموں کی بچھاڑ، ممبران کی آپس میں ہاتھا پائی، اسمبلیوں میں ایک دوسرے کو قتل کی دھمکیاں، نت نئے سیاست دانوں کے بیرون ملک ڈالروں کے اکاؤنٹس کے انکشافات، زمین مافیہ کی گھناؤنی داستانیں، جگے ٹیکسوں کے کلچر اور قتل و غارت کی وارداتیں، پولیس مقابلے، ملک میں انارکی کی فضا، پٹرول اور گندم کی قیمتوں میں اضافوں کی خبریں، ہر روز منی بجٹوں کی اور ٹیکسوں کی بھر مار، عوام کے پیٹ بھرنے اور تن ڈھانپنے کے اپنے اپنے مسائل اور لا متناہی گھناؤنے حالات و واقعات کی عبرت ناک وارداتیں اور داستانیں۔ حکومت وقت کو بدلنے کے لئے سیاسی جماعتوں کے اتحاد۔ وزارتوں میں شمولیت کے خواب، وزارتوں اور جماعتوں کی خرید و فروخت۔ سیاست دانوں نے ملک میں (Hurly Burly Affairs) پیدا کر کے ۱۸ کروڑ عوام کو ہپنا ٹائز کر رکھا ہے۔ ان سیاہ کاریوں کے کالے جادو نے ملت کے جسد کو مفلوج اور ناکارہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے اس طلسم کو توڑنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ اس اینٹی کرپشن جمہوری نظام اور سسٹم کے خلاف اسکے سیاستدانوں اور فوجی ڈکٹیٹر کے خلاف ملت کے دلوں میں نفرت، حقارت، اور بیزاری کی آندھی اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اسلامائیزیشن کا جذبہ اور ولولہ ملت میں بیدار ہو چکا ہے۔ اور شدت کے ساتھ پروان چڑھنے کے لئے اپنی منزل کیطرف رواں دواں ہے۔ سیاسی رہنما، مذہبی رہنما اور یہ فوجی سیاسی ملے جلے حکمران وقت کے فیصلے کو پڑھ لیں۔ جلد از جلد دستور مقدس کو ملک میں رائج کر کے ملت کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کی پاسداری کریں۔ ورنہ ۱۸ کروڑ عوام کے ساتھ ان کی طویل بد عہدی، بدکرداری تاریخ کے سیاہ اوراق کا حصہ بنتی چلی جارہی ہے مسلم امہ اس بدبخت ٹولہ کی عاقبت دیکھنے کیلئے منتظر کھڑی ہے۔ کب تک سیاستدان اقتدار کے جھمیلوں میں الجھتے اور حکمران ملی خزانہ کی امانتوں کو نگلتے اور جرائم پر مشتمل مغربی جمہوریت کے اقتدار کے حصول کی موت مرتے رہیں گے۔ انکے لئے انا للہ وانا علیہ راجعون پڑھ دیا گیا ہے۔ دین کے نفاذ اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ جسکو کوئی روک نہیں سکتا۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

پاکستان میں نہ وسائل کی کمی ہے نہ دولت کی۔ نہ زمین کی کمی ہے اور نہ ہی پیداوار کی، نہ کسانوں کی کمی ہے اور نہ ہی محنت کشوں کی۔ پاکستان میں تو اینٹی کرپشن جمہوریت کے استحصالی معاشی نظام کے ذریعہ کسانوں، محنت کشوں اور عوام الناس سے انکے وسائل، پیداوار، دولت اور خام مال اور انکی محنت ومشقت سے کمائی ہوئی دولت کو ٹیکس کلچر، مہنگائی، گیس، بجلی جیسے یوٹیلٹی بلوں کے ذریعہ چھین کر خزانہ بھر لیا جاتا ہے۔ حکومتیں بناتے وقت کروڑوں کی رشوتیں، وزارتوں کی رشوتیں، لینا دینا حکومتی ٹولہ کا روزمرہ کا مشغلہ بن چکا ہے۔ کیا یہ تمام خام مال، وسائل، دولت اور ٹیکس کلچر سے اکٹھا کیا ہوا ملکی خزانہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کی ملکیت نہیں ہے۔ کیا ہر فرد اس ملکیت میں برابر کا حصہ دار نہیں ہے۔ کیا ان ذرائع، وسائل، دولت اور خزانہ کا استعمال عادلانہ طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ کیا یہ ملی خزانہ، یہ ملی دولت، یہ ملی وسائل، یہ ملی امانتیں، یہ ٹیکس کلچر سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ، امین یا بد دیانت ہاتھوں کے کنٹرول میں ہے۔ یہ خزانہ کیسے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ اس پر اجارہ داری کن کی ہے۔ کیا ان امانتوں کا استعمال ملت کی فلاح و بہبود اور ملک کی ترقی کے لئے کیا جاتا ہے یا حکومتی ٹولہ ذاتی تصرفانہ، تعیش کی زندگی گذارنے ذاتی ملوں فیکٹریوں، کارخانوں، تجارتی اور کاروباری اداروں کو بنانے، چلانے اور ترقی دینے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ کیا ان امانتوں کے امین ان کی حفاظت کرتے ہیں یا اقتدار کے حصول کی خاطر یا حکومتیں بنانے کیلئے ممبران کو خریدنے پر خرچ کرتے ہیں۔ کیا اقتدار حاصل کرنے اور حکومتیں قائم کرنے کے بعد اس خزانہ کو اپنی ملکیتوں میں بدلتے رہتے ہیں یا ملک وملت کے فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ کیا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے پیدا کردہ وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت اور انکے ملکی خزانہ کو ان پر استعمال کرتا ہے یا وہ خود ہی اپنے ذاتی تصرف میں لاتا، اپنی ملکیتوں میں بدلتا آرہا ہے۔ کیا حکومتی ٹولہ نے آج تک کسی معذور، تنگ دست، بیمار، بیروزگار، یتیم، بیوہ کو کبھی گذارہ الاؤنس جاری کیا ہے۔ کیا وہ غربت، تنگدستی، بیروزگاری اور ضروریات حیات کی نایابی کی وجہ سے خودکشیاں، خودسوزیاں کرتے چلے آنہیں رہے۔ کیا ان حکومتی مجرموں کے پاس اسکا کوئی جواب یا جواز ہے۔ کیا حکومتی ٹولہ یہ استفادہ نوکری اٹھا کر یا محنت کر کے حاصل کرتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور انکی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

کیا مزدور، محنت کش، ہنر مند بھٹوں پر اینٹیں تیار نہیں کرتے، سیمنٹ فیکٹریوں میں سیمنٹ یہی لوگ تیار نہیں کرتے، کیا ملک کی تمام فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں کی تعمیر یہی محنت کش نہیں کرتے۔ کیا انکی تمام مشینری یہی ہنر مند تیار نہیں کرتے اور انسٹال بھی یہی نہیں کرتے۔ کیا ملک کے عظیم کسان، انمول ہنر مند، لاجواب مزدور اور باہمت محنت کش حسب ضرورت زیادہ سے زیادہ پیداوار اور سٹاک مہیا نہیں کرتے آرہے۔ کیا ملک کی ہر قسم کی ضروریات حیات یہی محنت کش مہیا نہیں کرتے۔ کیا ملک کا تمام زرمبادلہ انکی محنت کا ثمر نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تمام تجارتی ادارے بناتے، چلاتے تو یہی لوگ ہیں۔ لیکن یہ تمام ملکیتیں ان آمروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، زمین مافیہ، بھتہ خوروں، بلیکیوں، سمگلروں اور حکومتی ٹولہ کی کیسے بن گئیں ہیں۔ نہ یہ کسان ہیں، نہ یہ مزدور ہیں، نہ ہی محنت کش، نہ یہ ہنر مند ہیں اور نہ ہی اس فن سے آشنا۔ انکے اربوں ڈالر سوکس بنکوں میں کیسے جمع ہوئے، یہ مغربی جمہوریت کے غاصب نظام وسسٹم کی پیداوار ہیں۔ جنہوں نے ملک میں امانت و دیانت کا قتل کر رکھا ہے۔ اعتدال و مساوات کو کچل اور عدل و انصاف کو مسخ کر رکھا ہے۔ بے حیائی، بدکاری، رشوت، کمیشن، ڈاکے، سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ، نارکاٹیکس اور ہر جائز و ناجائز کو جائز کر رکھا ہے۔ بھتہ خوری، منافع خوری اور چور بازاری کو ذریعہ آمدن بنا رکھا ہے۔ اقتدار کی نوک پر کارخانوں اور کاروباروں کے لائسنس، امپورٹ اور ایکسپورٹ کے لائسنس، ملکی خزانہ سے قرضہ جات، اعلیٰ سرکاری سٹیٹس سے رشوت کمیشن اور ہر قسم کے جرائم سے انہوں نے دولت، شہرت، اقتدار اور حکومتیں حاصل کر رکھی ہیں۔ حکومتیں قائم کرتے وقت ممبروں کی بولیاں لگتی ہیں۔ زکوٰۃ کے فنڈ تک یہ ہضم کرتے جارہے ہیں۔ یہ اسمبلیوں کے ممبر ہوں یا مشیر، وزیر ہوں یا سفیر، وزیر اعلیٰ ہوں یا گورنر، وزیر اعظم ہوں یا صدر مملکت۔ یہ تمام نظام، یہ تمام سسٹم، یہ تمام ضابطہ حیات، یہ تمام طرز حیات باطل اور یہ تمام حاکم وقت اور انکے اعلیٰ ملکی عہدیداران، غاصب، معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں۔ سیاستدان اور حکمران اور انکی اعلیٰ مشینری کس طرح خزانہ استعمال کرتی ہے۔ انکے سرکاری تاج محل، انکے شاہی اخراجات، انکے پروٹوکول کے اخراجات مغربی جمہوریت کے نظام کے یہ سب جرائم ہیں۔ جنکو صرف وقت کا ایک دین محمدی ﷺ کا عادل ایک ضرب سے اس اینٹی کرپشن جمہوریت کے غاصب نظام حکومت کو پاش پاش کر سکتا ہے۔ یہ ملک ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا ہے۔ یہ تمام ملکیتیں ان سب کی ہیں۔ یہ ملکیتیں انکو، انکے وارثوں کو واپس لوٹانی ہونگی۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی ایک ہی جماعت ہوگی۔ خیر کی داعی ہوگی اور شر کا خاتمہ کرنے کی پابند ہوگی۔ ملت کی وحدت قائم ہوگی۔ یتیموں، بیواؤں، اپاہجوں، مسکینوں، بوڑھوں اور حاجت مندوں کی ذمہ داری حکومتی سطح پر ادا کرنے کی پابند ہوگی۔ بے روزگاروں کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ ملک کا نظم ونسق، امین اور اہلیت کے وارثوں کو سونپنا ہوگا۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرپشن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

ایٹمی دھماکہ کرنا **ملک** کیلئے ایک مشکل کام بن گیا تھا۔ ہندوستان کے ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد پاکستان کا دھماکہ نہ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اگر پاکستان ایٹمی دھماکہ نہ کرتا تو اس خطہ میں جنگی طاقت کا توازن بگڑ جاتا اور پاکستان کی بقا مخدوش ہو جاتی۔ ان وجوہات کی بنا پر پاکستان کا ہر فرد، تمام افواج کے سربراہان، **ملک** کے تمام اہل قلم، اخبار نویس، کالم نویس، اہل شعور، اہل دل، اہل درد، عالم دین، اہل بصیرت یعنی ہر طبقہ خیال نے حکومت وقت کو مجبور ہی نہیں کیا بلکہ اسکا دائرہ اس قدر تنگ کر دیا گیا تھا۔ کہ اس کے پاس ایٹمی دھماکہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ حکمرانوں کے پاس صرف دو راستے تھے۔ یا تو یہ حکومت سے فارغ ہو جاتے۔ یا دھماکہ کرتے۔ یہی فیصلے کا وقت تھا۔ جہاں اہل وطن مسلم امہ کے عروج اور زوال کے نقطہ نے آغاز اور انجام کی منزل کا رخ اختیار کرنا تھا۔ یہ سہرا قدرت نے اس وقت کی قیادت کو عطا کرنا تھا کر دیا۔ یہ حقائق آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہونے چاہئیں۔ کہ اس ایٹمی دھماکہ کو ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو ہمارے سائنس دانوں نے کر دکھایا۔ اہل وطن ان تمام سائنس دانوں اور ان تمام ورکروں کو جنہوں نے **ملک** کے ڈیفنس میں قابل قدر فرائض سرانجام دیئے۔ اور اس عمل کی طرف بھرپور توجہ دی۔ مبارک باد، صد بار مبارک باد، پیش کرتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلاب وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، انکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور امتی کو جن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیئے کہ جب ملت خواب غفلت میں سو رہی تھی ۔ پاکستان کی ایٹمی طاقت کا یہ خالق اور عظیم سپوت ریگزار حیات میں تن تنہا چپکے چپکے ایٹمی صلاحیتوں کے علم کو مغرب کی لیبارٹریوں اور تجربہ گاہوں اور تعلیمی اداروں میں اس علم کے بنیادی اصولوں کے حصول کے لئے کوشاں رہا۔ تمام کلیے اپنے ذہن کے کمپیوٹر میں اکھٹے کیئے اور اس علم سے آراستہ ہوا۔ یہاں تک اس عظیم جوہری صلاحیت پر مکمل عبور اور یقین حاصل کرلیا۔ تو پھر اس نے ملک کے وقت کے حاکموں کے نام ایک موثر اور مدلل چھٹی تحریر کی۔ جس میں اس نے اس شاہکار ایٹمی طاقت کی تکمیل کے لئے حکومت وقت سے معاونت کی اپیل کی۔ اور اس کی اہمیت اور طاقت سے پوری طرح روشناس کرایا۔ مغرب کی طرف سے ہر قسم کی مادی سہولت کو ٹھکرا دیا۔ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اپنے ملک میں واپس لوٹا۔ یہ ایک درویش، منش فقیر صفات، اہل دل، اہل درد، اور پاکستان کے عظیم فرزند کی یہ ایک دعا، ندا، اور صدا تھی ۔ یہ ایک خاموش، دل سوز کے حامل، غور و فکر کے باعمل مسلمان کی آہ و تڑپ تھی ۔ جو آسمان کی طرف اٹھی اور چیرتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں ایسی ملتجی ہوئی۔ جہاں سے اسباب و وسائل، ہمت و کوش، شجاعت و استقامت کے خزانوں کی منظوری لے آئی ۔ یہ تھے جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب جن کو رب العزت نے ان کے نام کی تمام صفات اور قدرتیں عطا کردیں ۔ اللہ تعالی انہیں عطا کردہ توفیق میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔ گو یہ ایک نامور عظیم شخصیت دشمنوں کیلئے ایک ناقابل برداشت ہستی بن گئی ۔ لیکن مسلمانوں میں اس سائنسی فن کے امام نے اپنے احباب سے مل کر اپنی ذمہ داری، ایمانداری، نیک نیتی، محبت، ادب، اور عبادت سمجھ کر بڑے ذوق و شوق سے سرانجام دی ہے۔ اس ملت کے عظیم فرزند نے اہل پاکستان اور ملت اسلامیہ کو اقوام عالم کی ایٹمی طاقتوں کی لسٹ میں لاکھڑا کیا ہے۔ اے قدیر! ۔ تیری عظمت کو سلام، تو نے پاکستان کے مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو دشمن کی زد سے بچالیا۔ اللہ تعالی اس وطن اور اس کے اس عظیم سپوت پر اپنی عنایات میں اضافہ فرمائے۔ آمین لیکن مغربی طاقتوں کے کہنے پر ہم اس عظیم سپوت کیساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں ۔ ہمارے بزدل سیاستدانوں اور حکمرانوں کا نہیں پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کے فرزندان کا فرض ہے کہ وہ اسکا سختی سے نوٹس لیں اور جناب عبدالقدیر صاحب کی قید تنہائی فوری طور پر ختم کروائیں۔ انکی ضعیف العمری اور گرتی ہوئی صحت کا تقاضہ اور تحفظ پورا کریں۔ ملت کبھی احسان فراموش اور ضمیر فروش نہیں ہوسکتی۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف تو نے ذلیل و خوار ہونا ہے۔ ذلت و رسوائی تیرا نصیب بن چکا ہے۔ اللہ تعالی ملت کو اپنے ہیرو کی حفاظت اور اسکی عزت و تکریم کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمیعت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلیے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اپنی کرپشن جمہوریت جیسے جمیعت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

اب اس کارخیر میں ملک کے نامور دوسرے سائنسدانوں کا ایک ہجوم اور بے بہا قیمتی اثاثہ ہماری دفاعی پوزیشن کو نئی نئی ایجادات سے روشناس کروا کر ملک کو دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی لسٹ میں شمولیت کا اعزاز بخشتا چلا آ رہا ہے۔ انکی تخلیقی قوتوں نے اب غوری اور شاہین جیسے میزائل تیار کر لئے ہیں۔ ملک کی دفاعی پوزیشن کو بہتر سے بہتر بناتے چلے آ رہے ہیں۔ ان ہتھیاروں کا پاس ہونا ایک ملک کے دفاع اور اس کی ترقی کی بنیادی اہم ضرورت ہے۔ ملک کی سائنسی اکیڈمی سے جتنے بھی عظیم سپوت اب ابھریں گے۔ ان کا کریڈٹ جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو ہی جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سائنسدانوں اور ورکروں کو ہر آزمائش پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ پاکستان کی آن اور شان ہیں۔ وہ ۵۷ اسلامی ممالک کی مسلم امہ اور دنیا بھر کے غیر ترقی یافتہ ممالک کی عوام کو ایٹمی پلانٹ کے ذریعے بجلی مہیا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ایٹمی قوت کو بنی نوع انسان کی بہبود کیلئے استعمال کرنا ایک فلاحی عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس طیب فرضہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمیعت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلیے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمیعت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

یا درکھو! مسلمان جنگ میں پہل نہیں کرتا۔ وہ مخلوق خدا یعنی فطرت کے شاہکار (انسان) کی عزت واحترام، ادب ومحبت سے ہی صرف پیش نہیں آتا۔ بلکہ ہر ذی جان کی تکلیف، دکھ، درد، پریشانی، بیماری، اذیت اور ناگہانی آفات یا مصیبت میں مبتلا کی تیمارداری اور مرہم پٹی کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ وہ رنگ و نسل اور عقیدوں سے بے نیاز ہو کر اور ابر رحمت بن کر رحمۃ العلمین ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں بڑے احسن طریقہ سے اپنے فرائض خدمت وادب، اخوت ومحبت کو عبادت کا حصہ سمجھ کر سرانجام دیتا ہے۔ وہ خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا شعور عطا کرتا ہے۔ وہ انسانیت کے لئے صرف بے ضرر ہی نہیں بلکہ منفعت بخش ہوتا ہے۔ یا اللہ ہمیں قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات کی روشنی میں زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت اور اسکے غاصب حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ظلم وجبر اور معاشی معاشرتی قتال سے نجات عطا فرما۔ یا اللہ ہمیں اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت نافذ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اینٹی کرسچن جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

لیکن یہ بات کھل کر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک مسلم امہ کے فرزندان کو اسلامی ماحول، دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، کردار سازی، اس کے آداب زندگی، اسکے خدوخال کو شریعت محمدی ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تعلیمات کی روشنی کے سانچے میں نہیں ڈھالا جاتا۔ بدقسمتی سے پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کا ملی تشخص، اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام سے تیار کیا گیا ہے۔ اس سے جو سماج تیار ہوا ہے اس سے اٹھنے والی بدکرداری کی آندھی، ظلم وستم کی فضا، قتل وغارت کا طوفان، چند سیاسی دہشت گردوں کا معاشی اور معاشرتی تشدد، اسمبلی ممبران کی خرید و فرخت، رشوت وکمیشن، لوٹ کھسوٹ کا شوروغل، عدل کشی کی چیخوں کا گھناؤنا شور، یہ خوفناک طوفان ملک وملت کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ پوری ملت اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم سے تنگ اور عاجز آچکی ہے۔ سیاستدانوں، حکمرانوں پر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ کی امت سے پاکستان میں دین محمدی ﷺ کے نفاذ کا وعدہ جسکی بنیاد پر پاکستان ۱۹۴۷ میں وجود میں آیا تھا اسکو پورا کرنے کا وقت انکے سر پر آن پہنچا ہے۔ کب تک پاکستان کے صاحب اقتدار مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی آخر الزماں ﷺ کی گستاخی، بے ادبی اور انکی رسوائی کا باعث بناتے رہیں گے۔

بابا جی عنایت اللہ

انقلابِ وقت باب ۹

پاکستان میں مسلم امہ، اس کی نسلوں کو مغربی جمہوریت کا کینسر چمٹا ہوا ہے

ملت اسلامیہ کی جمعیت، اسکے وحدت خیال کو بحال کرنے کیلئے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت درکار ہے جو ملت کو وحدت کا لباس بھی عطا کرے اور اسنی کرچکی جمہوریت جیسے جمعیت کش نظام حیات سے ملت کو نجات بھی دلائے

سربراہ حکومت کو فوری طور پر ایک ایسی کانفرنس کو بلانا ہوگا، جس میں تینوں افواج کے دین پرست افراد، سپریم کورٹ، ہائی کورٹس کے جج، سینیٹ اور دینی قیادت کے ممبران اس کے علاوہ دوسرے تعلیمی نظام سے منسلک رفقاء، اہل قلم، اہل دل، اہل محبت، اور اہل دردلکھاریوں، دانش مندوں کی اجتماعی میٹنگ کال کریں۔ اور ۱۸ کروڑ عوام سے ۱۹۴۷ میں جو وعدہ کیا تھا، ان سب کو یاد کرائیں۔ اور اس وعدہ کو پورا کر کے ملت کو اس جہالت اور ظلم کی اندھیر نگری سے انکی جان چھڑائیں۔ ملکی ملی ذمہ داری سے فرار کا راستہ تلاش نہ کریں، مزید وقت ضائع نہ کریں، اپنی قسمت کے سنہری الفاظ لکھنے میں دیر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ دور حاضر کے دینی نمائندوں کو فیصلے کا یہ مبارک لمحہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اگر کوئی ایسی مشکل سیاستدان یا کوئی اور طبقہ پیدا کریں۔ تو یہ مسئلہ پاکستان کی عوام کے سپرد کر دیں۔ اسلامائزیشن کے مسئلہ پر ریفرنڈم کروالیں۔ اور اس وعدہ اور کارخیر کو ایک سچے مسلمان کی طرح نبھائیں۔ وعدہ جلد از جلد پورا کریں، ایسا نہ ہو کہ اقتدار یا زندگی کا سانس اپنے انجام سے ہمکنار ہو جائے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ تمام فتوحات اور کامیابیاں دھری کی دھری رہ جائیں۔ اپنے حال کو کلمہ شریف پڑھالیں۔ ماضی خود بخود مومن ہو جائے گا اور مستقبل روشن و درخشاں۔ اللہ تعالیٰ آپکو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ امین

بابا جی عنایت اللہ

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

ا۔ ہندوستان کئی اقوام، مذاہب، نظریات کا مجموعہ تھا، ہندوؤں اور مسلمانوں نے انگریز سے دو قومی نظریات کی روشنی میں آزادی حاصل کی، مسلمان ہندوستان میں کیسے آئے اس دھرتی کے ہندوؤں نے اسلامی نظریات کو کیسے قبول کیا، مسلم بادشاہت کے زوال کے اسباب کیا تھے انگریز نے نان کرسچن جمہوریت سے اسلامی نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، کردار و تشخص کو کیسے ختم کیا۔ ۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز نے اسلامی تہذیب کو ختم کرنے کا عمل کیسے جاری رکھا۔ ہندوستان کی سرکاری زبان عربی اور فارسی کو ختم کر کے ملک میں انگریزی زبان کو رائج کیسے اور کیوں کیا۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک انگریز کے پروردہ جاگیردار، سرمایا دار غدار ٹولہ نے مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت پاکستان کی عوام پر کیسے جاری رکھا۔ انگریزی زبان کی سرکاری سرفرازی اسی طرح جاری کیوں رکھی۔ حکومتی ٹولہ اور ان کے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کے سرکاری طبقہ نے انگریز کا نظام حکومت جوں کا توں کیوں جاری رکھا۔ حکومتی ٹولہ ان کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے اقتدار پر قابض رہنے کی وجہ سے مغربی جمہوریت کے بے دین کلچر کو پوری طرح فروغ دیا۔ مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ غیر اسلامی برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوس پروڈینس کے تعلیمی نصاب کی روشنی میں انگریز کے استحصالی نظام حکومت کو جاری رکھ کر مسلم امہ کا اسلامی کردار و تشخص مغربی کلچر میں ڈھالتے گئے۔ اب پاکستان کی مسلم امہ کے پاس صرف مسلمان کا نام بچا ہے۔ ۱۸ کروڑ عوام مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے ظلم و جبر، انتظامیہ عدلیہ کی ذہنی جسمانی اذیتوں، مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت، طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی، نوکر شاہی کے مراعات یافتہ طبقے، طبقاتی تنخواہیں، طبقاتی مراعات، طبقاتی شاہی ایوان، طبقاتی شاہی رہائشی محل، طبقاتی معاشی تقسیم، طبقاتی معاشرتی نظام، طبقاتی حکومتی ٹولہ، طبقاتی مراعات یافتہ شاہی طبقہ، سودی معاشی نظام، چادر چار دیواری کا خاتمہ، پاکستان میں اسلامی نظریات تعلیمات اخلاقیات کی تہذیب کا خاتمہ، مغربی مادر پدر آزاد نظریات، تعلیمات، اخلاقیات فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کے کلچر کے عروج کا نظام قائم ہے۔ ملک میں زمین مافیہ، بھتہ خور مافیہ، سمگلر مافیہ، تاجر مافیہ، منصف مافیہ، افسر مافیہ، عدلیہ مافیہ، انتظامیہ مافیہ رہزن مافیہ کے طالبان اور فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ کا دہشت گرد مافیہ، مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا انگریزی زبان کے مافیہ کے زیر سایا موجودہ پاکستان جلتا اور بتدریج خاکستر ہوتا جا رہا ہے۔ پاکستان کے یہ طالبان اور دہشت گرد ملک دولخت کر چکے ہیں۔ مغربی جمہوریت کے مافیہ گروپ کے طالبان اور دہشتگردوں سے پاکستان کو بچا لو۔ قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم مغربی جمہوریت کے نظریات سے جان چھڑا لو ملک بچ جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرماویں۔

۲۔ اہل ہند کے ہندی عوام اور انکے سیاست دانوں کو بڑے ادب، محبت اور خلوص سے آگاہ کرنا نہائت ضروری ہے کہ ان کے نظریہ یا عقیدہ ہندوازم کا بنیادی تصور چار قومیتوں پر مبنی ہے۔ یہ نظریہ ان کو برابری یا مساوات کا شعور نہیں دیتا۔ طبقاتی طریقہ کار ذات پات، اونچ نیچ، براہمن وشودر، حاکم ومحکوم اور درجہ بندی ان کے دھرم اور نظریات کا بنیادی مقدس ستون اور حصہ ہے۔ اگر وہ اس درجہ بندی یا نظام کو ختم کر دیں تو ان کا دھرم، نظریہ یا عقیدہ باقی نہیں بچتا۔ انکی تربیت انکے نظریات کی روشنی میں صدیوں سے ان اصول وضوابط کے تحت ہوتی چلی آ رہی ہے جس سے وہ الگ نہیں ہو سکتے، ان کے پاس وحدت و مرکزیت قائم کرنے کی کوئی گنجائش یا مستند طریقہ کار نہیں، اس درجہ بندی کی بنا پر ہندوستان کئی اقوام، کئی نظریات، کئی عقیدوں، کئی مذاہب اور کئی صوبوں پر مشتمل اور منقسم عوام کا مجموعہ ہے، ہر کوئی اپنی اپنی آئیڈیالوجی یعنی نظریئے پر مبنی سرشت کا مالک ہے۔ ہندوازم تو اپنے ہی نظریات کے مطابق اپنے ہی عوام یا افراد سے برابری پر مشتمل انصاف کا مساوات کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ ہندو اس نظام کے تحت دوسرے اتنے کثیر التعداد مذاہب، نظریات، عقیدوں پر مشتمل عوام اور صوبوں کو کس بنیاد پر اکھٹا رکھ سکتے ہیں، جبکہ وہ خود چار طبقوں میں منقسم ہیں اور ذات پات کے پجاری ہیں، برہمن اور شودر کا نظام جب تک ان میں قائم ہے اس وقت تک اعلیٰ وادنیٰ، پاک وپلید، اچھے وبرے، ادب وبے ادب، نفرت ومحبت، عزت وتذلیل کا طبقاتی جہنم سلگتا رہے گا۔ اسلام کا دامن بہت وسیع ہے۔ اسلام اہل اسلام کو انسان کی عظمت اور خالق کی تخلیق کا شاہکار ہونے کی تعلیمات سے آگاہی بخشتا ہے۔ اسلام بنی نوع انسان کی عزت وحرمت کا سبق یاد کراتا ہے۔ اسلام خداوند قدوس کی شاہکار تخلیق کے ساتھ بہترین اخلاق کے ساتھ پیش آنے کے آداب سکھاتا اور اسکی خدمت ومحبت کی راہ دکھاتا ہے۔ اسلام بھوکے انسان کو خوراک، پیاسے کو پانی، بیمار کو دوا، کمزور اپاہج، معذور کی دیکھ بھال کرنے کے آداب سکھاتا ہے۔ اسلام انسانی قافلے میں اعتدال ومساوقت، عدل وانصاف کی شمع روشن کرتا ہے۔ اسلام قلیل ضروریات اور سادہ زندگی کی افادیت سے عوام الناس کو آگاہی بخشتا ہے۔ اسلام انسانی بنیادی حقوق بجالانے کی عبادت سے آشنائی کرواتا ہے۔ اسلام دلوں میں اترنے اور دلوں سے اترنے کا تضاد بتاتا ہے۔ اسلام عفو ودرگذر اور صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا شعور عطا کرتا ہے۔

۳۔ جب چار قومیتوں براہمن، کھتری کھشتری، شودر کے فرقوں کے نظریات ہندوؤں کے دھرم کا حصہ ہے تو وہ کیسے اونچے درجہ کے فرقے براہمن اور دوسرے نیچے درجہ کے فرقے شودر کے عوام یا انسانوں کو مساوی انصاف یا برابری کے حقوق یا اعتدال و مساوات یا عدل و انصاف کے برابر کے حقوق دے سکتے ہیں۔ یہی بنیادی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے دوقومی نظریہ کی بنا پر ۱۹۴۷ء میں ایک الگ ملک پاکستان حاصل کیا، اسوقت بھی بھارت میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً بیس کروڑ سے تجاوز کر رہی ہے یعنی اس پاکستان سے بڑا پاکستان ہندوستان کی سرزمین میں عملی طور پر موجود ہے۔ براہمن اور شودر کی تفریق اور ہندوازم کے طبقاتی نظام کی نفرت کیوجہ سے سکھ علیحدہ ملک اور حکومت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ہندوازم کے براہمن کی معاشرے میں سرکاری بالا دستی قبول نہیں کر سکتے۔ دوسرے مختلف قوموں اور نظریات کے صوبوں کے عوام خود مختاری کی طرف سفر کر رہے ہیں، براہمن اور شودر کا نظریہ بنی نوع انسان کو مساوات اور برابری کے حقوق مہیا نہیں کرتا۔ اسوقت بھارت کا ظاہری الحاق غیر فطرتی بنیادوں پر قائم ہے جو کسی وقت بھی ریت کی دیوار ثابت ہو سکتا ہے۔ بھارت کی عوام یا جنتا جو ہندوازم کے نظریات، براہمن و شودر کے طبقات، بت پرستی، رسم ستی اور انسانی حقوق کو کرش کرنے جیسے اونچ نیچ کی رسومات میں جکڑی پڑی تھی۔ ملکی دولت اور وسائل اعلیٰ نسل کی ملکیت بن چکے تھے۔ ذات پات کی تمیز نے عزت و احترام، مال و دولت اور سوسائٹی میں اعلیٰ مقام براہمن کا نصیب اور انسانیت سوز تذلیل شودر کا نصیب بنا رکھا تھا۔ ادب انسانیت نایاب، حقوقِ انسانی کے ادا کرنے کا تصور مفقود، اونچ نیچ کے طبقاتی نظام کی حکمرانی انسانی ذہن کا حصہ بن چکی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر مسلمانوں نے اپنا الگ ملک پاکستان دوقومی نظریات کی بنیاد پر حاصل کیا۔ تاکہ وہ چار قومی فرقوں کے نظریات سے نجات حاصل کر سکیں۔ بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ پاکستانی مسلم امہ اور انکی نسلیں ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک انہی چار فرقوں کے نظریات کے طبقاتی نظام حکومت کی اذیتوں کی شکار ہے۔ پاکستان میں ہندوازم کے نظریات عملی طور پر نافذ العمل ہیں۔ ان نظریات کو سرکاری سرفرازی حاصل ہے۔ پاکستان کا حکومتی سرکاری ڈھانچہ انہی نظریات پر عمل پیرا ہے۔ کلاس ون، ٹو، تھری، فور کے طبقات کا سرکاری نظام جوں کا توں جاری ہے۔ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت اسی معاشی اور معاشرتی معیار حیات یعنی براہمن اور شودر کو فروغ دیتا چلا آ رہا ہے۔ انگریز کے انگلش میڈیم طبقاتی تعلیمی ادارے اور اکیڈمیاں دن رات ان سکالروں کو تیار کرنے میں مصروف ہیں۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

الف ۔ مغربی جمہوریت کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ہو یا فوج شاہی ،منصف شاہی ،افسر شاہی ،نوکر شاہی کے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے انگریزی زبان کے سکالر ہوں وہ سبھی ہندوازم کے نظریات براہمن وشودر کے نظام حکومت ،نظام حیات کو نافذ العمل کرنے میں کوشاں ہیں۔اسی طبقاتی نظام حکومت کے حکومتی ٹولہ ،انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے براہمنوں نے حکومتی بالا دستی کی نوک پر ۷۰ فیصد کسان، ۲۹ فیصد مزدور محنت کش ،ہنر مند ،عوام الناس کو معاشی معاشرتی طور پر مفلوج کرکے اایک شودر کی اذیتناک زندگی گذارنے پر مجبور کرر کھاہے۔اس عدم مساوات ،عدل کش نظام حیات کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے پہلے پاکستان کو دولخت کیا۔مشرقی پاکستان کا نام بنگہ دیش اور مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھ دیا۔نئے پاکستان کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے چارنئی صوبائی حکومتیں بناڈالیں ۔ایک سینٹ کا سپریم حکومتی ایوان قائم کرلیا۔تمام جاگیردار ،سرمایادار چاروں صوبوں ،سینٹ کے شاہی حکومتی ایوانوں پر مسلط ہوگئے۔انکی اولادیں کارسرکار چلانے کیلئے ان حکومتی ایوانوں میں پہنچ گئیں۔پہلے پاکستان کو دولخت کیا۔پھر نئے پاکستان کو حکومتی ٹولہ ،انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ ،انکی نسلوں کو قیدی بنایا۔پھر ان کے پیدا کردہ وسائل ،مال ودولت ذرائع آمدن تجارت اور خزانہ پر قبضہ کیا۔پاکستان کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ انکی نسلوں کو انکی وراثت سے محروم کیا اور شودر بنا کر رکھ دیا۔پاکستان کو حکومتی ٹولہ ،انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا براہمن نگر بنا دیا گیا ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک جاگیردار ،سرمایا دار حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ پاکستان میں قرآن حکیم کے نظریات ،تعلیمات ،اخلاقیات ،معاشی معاشرتی عدل کو نافذ العمل کرنے سے گریزاں ہے۔نہ وہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی قرآن حکیم کے نظریات ،اخلاقیات ،تعلیمات اور تعلیمی اداروں کو بحال کرنا چاہتا ہے۔حکومتی ٹولہ اور مرعات یافتہ شاہی طبقہ پاکستان میں انگریز کا مفتوحہ ملک کی عوام پر جمہوریت کا استحصالی غیر اسلامی کفر کا نظام حکومت اور نظام حیات مسلط رکھنا چاہتا ہے۔ فوجی ،سیاسی حکومتی ٹولہ تو بدلتا رہتا ہے لیکن انکا مراعات یافتہ فوج شاہی ،منصف شاہی ،افسر شاہی ،نوکر شاہی کا حکومتی طبقہ ۶۰ سال کی ریٹائرمینٹ کے بعد بھی موت تک ملکی وسائل اور خزانہ لوٹتا رہتا ہے۔

ب۔ انگریزی زبان کے سکالروں کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی نہ حکومت چھوڑنا چاہتا ہے اور نہ ہی قومی زبان اردو کو سرکاری سطح پر نافذ العمل کرنا چاہتا ہے۔ انگریزی زبان کی سرکاری برتری سے وہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو قیدی اور شودر بنا کر ان سے گویائی، سماعت، بینائی، شعور سے محروم کر کے پاکستان پر جابرانہ حکومتی اجارہ داری اور جدید علوم سے محروم اور جہالت سے دوچار رکھنا چاہتا ہے۔ مغربی جمہوریت کا قلیل سا حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو قیدی اور شودر بنا کر ان کے وسائل اور خزانہ اور حکومت پر اپنا قبضہ اور ملک پر اپنی اجارہ داری کسی قیمت پر ختم کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی قرآن حکیم کے اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کے نظام حیات کو رائج کرنا چاہتا ہے۔ ۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز آزادی اور اسکے ظلم و جبر، معاشی اور معاشرتی قتال کے خلاف آواز اٹھانے والے افراد کو ملک کا باغی، غدار اور ملک دشمن مجرم قرار دے کر انکا قتال کرواتا۔ تھانوں میں جھوٹے کیس درج کرواتا۔ عدلیہ سے سخت سزائیں دلواتا، تھانے اور جیلوں میں اذیناک سزائیں دیتا، اپاہج اور معذور بناتا، ظلم کی داستانیں رقم کرتا رہتا۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک مغربی جمہوریت کا نظام حکومت، اسکا حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا طبقہ ملک کے وسائل خزانہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ پر اسی طرح مسلط ہے۔ انگریز آزادی مانگنے والوں کا انہی مجرموں سے عوام الناس کا قتال کرواتا رہا۔ اب یہی حکومتی ٹولہ انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ پاکستان میں قرآن حکیم کے نظریات تعلیمات اخلاقیات اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کے نظام حیات کے نفاذ کی بات کرنے والوں کو، طالبان دہشت گرد، ملک دشمن، غدار، باغی اور مغربی جمہوریت کے کفر کے استحصالی نظام حکومت کی حکومتی رٹ کو تسلیم نہ کرنے کا مجرم بنا کر مسلم امہ کے فرزندان کا قتال جاری کئے ہوئے ہیں۔ لال مسجد کے مدرسہ حفصہ کے طلبا اور طالبات کا قتال انگریز سے آزادی مانگنے والے افراد کا جلیاں والے باغ کے اجتماعی قتال کی یاد تازہ کر چکا ہے۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو غاصب مغربی جمہوریت کے باطل، غیر اسلامی استحصالی نظام حکومت کا قیدی بنا کر انکے تمام وسائل، خزانہ لوٹتے آرہے ہیں۔ انکو شودر کی زندگی گذارنی کا پابند بنا چکے ہیں انکے دن گنے جا چکے ہیں۔ یہ بھی انگریز کی طرح اپنا مال و متاع بیرون ممالک پہنچا چکے ہیں۔ یہ بھی اب ملک سے بھاگنے والے ہیں۔

پ ۔ مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے الیکشنوں کا طریقہ کار ایک دوسرے کے متضاد ہی نہیں بلکہ متصادم ہے۔ جمہوریت کے نظام الیکشن میں چھ ہزار جاگیردار، سرمایادار، رہزن، لٹیرے، معاشی معاشرتی قاتل، این آر او اور ہر قسم کے جرائم کے مجرم الیکشنوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ۷۰ فیصد کسان، ۲۹ فیصد مزدور، محنت کش، رزق حلال، طیب زندگی، مٹی اور پانی سے اجناس پیدا کرنے والے شاہکار کسان، نیک وصالح فطرت، اپنے خون جگر سے تعمیرات کے حسن کو پھیلانے والے ہنر مند مزدور اور معمار، سادہ وسلیس زندگی گذارنے والے دین محمدی ﷺ کے شاہکار عوام الناس ان دھوکہ باز، دغا باز، جھوٹے، نوسر باز مجرموں کو ووٹ ڈالنے کے پابند بنا دئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف قرآن حکیم کے نظریات کے مطابق یونین کونسل کی سطح پر الیکشن کروائے جاتے ہیں۔ ان میں سے دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں بہترین اوصاف، نیک اور اعلیٰ اہلیت کے افراد کا چناؤ کر لیا جاتا ہے۔ کتنا اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف پر مشتمل نظام سلیکشن ہے۔ کہ حلقہ انتخاب کے تمام لوگ الیکشن پر کھڑے ہوتے ہیں۔ انہوں نے از خود نظام مملکت کو چلانے کیلئے قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے میں سے اعلیٰ اہلیت اور بہترین اوصاف کے افراد کا چناؤ کرنا ہوتا ہے۔ اس نظام سلیکشن میں کوئی مجرم اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی صفوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ مغربی جمہوریت کا جاگیردار، سرمایادار ملکی غدار ٹولہ، ہارس ٹریڈنگ، نظریہ ضرورت کے مجرموں کا حکومتی ٹولہ ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے پیدا کردہ ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کو چاٹنے کے بعد تین سو ارب ڈالر آئی، ایم، ایف سے قرضہ لے کر بھی ہضم کر چکا ہے۔ مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ استحصالی قوانین، انکے کے لاکھوں سرکاری شاہی ایوان، سرکاری رہائشی محل، لاکھوں سرکاری انمول گاڑیاں، ہر قسم کی سرکاری مراعات، اسکے علاوہ رشوت، کمیشن، کرپشن انکی اضافی آمدن کے ذرائع۔ انکی شاہی بود وباش، انکی اولادوں کیلئے اعلیٰ انگلش میڈیم تعلیمی ادارے۔ ملکی وسائل انکی ملکیت اور خزانہ انکی پاکٹ منی بن چکا ہے۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلیں ان کے قیدی، غلام محکوم اور شودر بن چکے ہیں۔ اب یہ ممکن نہیں رہا کہ مسلمان قرآن حکیم، اسکے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف، سادہ وسلیس نظام حیات کو تسلیم کریں اور عملی طور پر اطاعت مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور براہمن وشودر طبقاتی نظام کی کریں۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۴۔ ہندوستان کی عوام کو مسلم امہ کے بزرگانِ دین، درویشوں، فقیروں اور ولی اللہ نے دین محمدی ﷺ کے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکی طرز حیات، اسکی تعلیمات اور اسکی کردار سازی کی الہامی اور روحانی روشنیوں کے نور سے متعارف کرایا۔ توحید پرستی کا درس دے کر بت پرستی سے نجات دلائی، انسانوں میں اونچ و نیچ، برہمن و شودر کے طبقات کا خاتمہ کیا۔ انسانی حقوق کو برابری کا درجہ دیا۔ ازدواجی زندگی کا نظام دیکر مستورات کو ستی کی رسم سے نجات دلائی۔ دوسری شادی کرنے کی تعلیمات سے متعارف کروایا۔ ماں کے عظیم رتبہ سے آشنا فرمایا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اولاد کو ماں کے قدموں میں جنت کی نوید دی۔ زندگی کے نظام حیات میں ہر بیٹی نے ماں کے اولیٰ و اعلیٰ مقدس رشتہ کا وارث بننا ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات نے مستورات کی عصمت و عفت اور عزت و حرمت، ازدواجی زندگی کے نظام کو ازل سے لے کر ابد تک کا تعین فرمایا۔ مستورات کو انسانی رشتوں کی مالا کی لڑی میں پرو کر محبت کی میٹھی پون بنا کر اس جہان رنگ و بو میں حسن و جمال سے سجا اور مہکا رکھا ہے۔ اس دار الفناہ کو سجانے اور خداوند قدوس کی روشنیاں پھیلانے کیلئے بیٹیوں کو الہامی روحانی تعلیمات کے زیور سے سنوارنے، ازدواجی زندگی کے نظام حیات میں چراغ محبت جلانے، نسل انسانی کی آفرینش کرنے، گھر کو راحت و سکون کی آماجگاہ بنانے، گھر میں کلیوں پھولوں کے پودے اگانے، انکی آبیاری کرنے، خاندان کی تشکیل و تکمیل کرنے، سادگی و شرافت سے سنوارے، پھر کنبہ قبیلہ، معاشرہ اور مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی آشنائی کا فریضہ نبھانے کا علم انکا نصیب بنا دیا گیا۔ خمر مائی دین محمدی ﷺ کی روشنی ایسی پھیلائی کہ آج اس دھرتی پر تین ممالک پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت موجود ہیں۔ جن میں چالیس پچاس کروڑ انسانوں پر مشتمل مسلم امہ کے فرزندان زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جو ذکر رب جلیل اور حمد باری تعالیٰ کی تسبیح دل و زبان سے گنگناتے رہتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر درود و سلوٰت بھیجتے رہتے ہیں۔ ان بزرگان دین نے بنی نوع انسان کو اخوت و محبت، عزت و ادب اور خدمت خلق اور مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے ایسے جام پلائے کہ اسلام کی روح کا بیج ہندوستان کی سرزمین میں بویا جو پھلتا پھولتا اور اپنی خوشبوئیں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ نفرت و نفاق اور انسانی طبقات کے نظریات کو انہوں نے کچل کر رکھ دیا۔ اولاد کو ماں کی نگاہ اور مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا شعور عطا کیا۔ اونچ و نیچ، برہمن و شودر، آقا و غلام، آفیسر و اردلی، حاکم و محکوم کے نظام اور تصور کو معاشرے سے ختم کیا۔ ہمارا حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، نظام حیات، اسلامی جمہوریت اور اسکے نظام ملکات کا باغی اور منکر ہے۔ وہ مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب، طبقاتی، استحصالی کفر کے نظام حکومت کا وارث اور متولی بن چکا ہے۔ حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ کفر کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، طبقاتی نظام حیات کے کفر میں کنورٹ کئے جا رہا ہے۔ مسلم امہ کا کردار و تشخص اور تہذیب و تمدن اسلامی نہیں بلکہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے کفر کا ہے۔ اسکا تدارک کرنا اہل بصیرت، اہل دانش، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگاروں، قلم کاروں، کالم نویسوں کا طیب فریضہ ہے۔ وہ ملت کو مادر پدر آزاد، فحاشی بے حیائی بدکاری، زناکاری کے مغربی کلچر سے نجات دلائیں۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۵۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو برابری و مساوات کا سبق سکھایا اور عمل پیرا کیا۔ انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد مسلم امہ کے ضابطہ حیات، نظریات، تعلیمات اور طرز حیات کو ختم کرنے کیلئے نان کرسچن جمہوریت کا ایک ایسا نظام ہندوستان پر مسلط کیا۔ جس سے اسلام کی سلامتی کی روح، اسلام کے نظریات اسکی تعلیمات، اسکے تعلیمی نصاب اسکے اعتدال و مساوات، اسکے حسن خلق اور اسکے کردار سازی کے تمام دینی تعلیمی اداروں کو سرکاری سطح پر منسوخ کردیا۔ اسکی جگہ نان کرسچین جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات پر مشتمل نظام حکومت، اسکے اسمبلیوں کے پاس کردہ قوانین، انکا تعلیمی نصاب، تعلیمی ادارے سکول، کالجز، یونیورسٹیاں، قائم کئے۔ انگریزی زبان کی سرکاری بالا دستی مفتوحہ قوم پر مسلط کردی۔ نان کرسچن جمہوریت کے طبقاتی زندگی کے نظام کو سرکاری سطح پر نافذ کیا۔ جس نے مسلم امہ کو ہندوازم کے طبقاتی نظام براہمن، کھتری، کھشتری اور شودر یعنی کلاس ون، ٹو، تھری اور فور، کو مسلط کردیا۔ ملت کا دین، دین محمدی ﷺ ہی رہا لیکن کمال یہ ہے کہ ہر فرد دین محمدی ﷺ کے نظریات، ضابطہ حیات کے خلاف نان کرسچن جمہوری نظام حکومت کا سرکاری طور پر پابند بنا دیا گیا۔ انگریز کے الوداع ہونے اور پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہمارے انگریز کے پالتو جاگیردار اور سرمایہ دار جو سیاستدانوں اور حکمرانوں کی شکل میں **ملک** وملت پر مسلط تھے۔ انہوں نے انگریز کی تیار کردہ نان کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کی تقلید جاری رکھی۔ وہی فوج شاہی، وہی افسر شاہی، وہی منصف شاہی، وہی نوکر شاہی، وہی طبقاتی تعلیم، وہی طبقاتی نظام، وہی طبقاتی معاشرہ، وہی طبقاتی برہمن اور شودر کا کلچر، وہی دولت، وسائل اور ملکی خزانہ کی طبقاتی معاشی تقسیم کے نظریات کو جوں کا توں نظام حکومت کا حصہ بنالیا۔ اس طبقاتی طرز حیات طبقاتی معاشی تقسیم اور طبقاتی نظام حکومت کی اطاعت اہل اسلام کیلئے کفر کی اطاعت بن چکی ہے۔ ملت معاشی اور معاشرتی طبقاتی تقسیم کے عذاب میں مبتلا کردی گئی ہے۔ مسلم امہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے ﷺ اور نان کرسچین جمہوریت کے نظریات کے تضاد کا شکار ہو چکی ہے۔ مغربی جمہوریت کے اس طریقہ کار سے مسلم امہ کا دین و دنیا لٹا جا رہا ہے، اس ملت کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ دین کے اعتدال و مساوات کے نظام کی دوری کی سزا کی وجہ سے اور اس معاشی اور معاشرتی تفریق اور ناانصافی کی بنا پر مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لیکن مسلم امہ کے یہ بدنصیب جاگیردار اور سرمایہ دار حکمران بھول گئے کہ یہ **ملک** دوقومی نظریات کی بنا پر معرض وجود میں آیا تھا۔ تا کہ مسلم امہ اپنے دینی نظریات کی روشنی میں اس نان کرسچین جمہوریت کے نظریات اور طرز حیات سے نجات حاصل کرسکے اور دین محمدی ﷺ کے الہامی ضابطہ حیات اور تعلیمات کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی کردار اور تشخص تیار کرسکے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذار سکے۔ لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں ایسا نہ ہوسکا اور ملت ایک غیر اسلامی نان کرسچن جمہوریت کے کلچر کا شکار ہوگئی۔

۶۔ ہندوستان اور پاکستان کے عوام ایک خون، ایک رنگ، ایک نسل اور ایک دھرتی کے باشندے ہیں۔ ہندوازم یہاں کا صدیوں پرانا دھرم، یا نظریہ یا عقیدہ ہے۔ چالیس پچاس کروڑ عوام انہی میں سے حلقہء اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کو کسی نے ظلم یا جبر کے ساتھ اسلام قبول نہیں کروایا۔ ہندو تو نہائیت زیرک، سمجھدار لطیف فطرت، زرخیز ذہن کے لوگ ہیں، ذہن ہندی دنیا تسلیم کرتی ہے۔ گیت سنگیت اور بھجن ان کی عبادت کا حصہ اور جسم و جان کی غذا ہے۔ حسن و عشق کے جذبوں کی ودیعت، اس دھرتی کی مستی کے سرور، دل و دماغ انکے لاثانی روشن مینار ہیں۔ یہ خوبیاں اللہ تعالیٰ نے انکے خمیر میں گوندھ رکھی ہیں۔ وہ دیوی اور دیوتا کے پوجاپات کے نظام سے آشنا ہیں۔ انکی فطرت کی لکڑ سوکھی اور جلوہ حقیقت کی آگ پکڑتے دیر نہیں کرتی۔ کاش آج بھی کوئی مرد حق انکو میسر آسکے۔ ہمارے درویشوں، فقیروں اور ولی اللہ نے انکو دین محمدی ﷺ سے متعارف کروایا۔ ان میں سے جو اسلام کے قریب آئے ان کا دل، دماغ اور روح اسی نور سے منور ہوتا گیا۔ مقناطیسی طاقت اسلام کی تعلیمات، کردار اور حسن خلق میں مضمر ہے جو انسانی دل و دماغ اور روح کے جذبوں کی خوراک اور پرورش انسانی فطرت کے اصولوں کے عین مطابق مہیا کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانی تفریق کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ وہ براہمن و شودر کے نظام حیات کو کفر سمجھتی اور ختم کرتی ہے۔ وہ انسانوں کو برابری کا سبق سکھاتی ہے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

محمود غزنوی جتنے جی چاہے ہندوستان پر حملے کرتا رہے۔ جب تک کوئی اسلام کے ضابطہ حیات کو سمجھانے والا، خلق عظیم کی درس گاہ کا آشنا اور اخوت و محبت کا سفیر نہیں آتا۔ اس وقت تک اسلام قبول کرنے والے اس دنیا میں میسر نہیں آسکتے۔ دین اسلام، اسکے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکا ادب انسانی کا شعور اور اسکے حسن خلق کی خوشبو کو پھیلانے کے لئے جناب حضرت ابوالفضلؒ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت داتا گنج بخشؒ کو ہندوستان کی سرزمین میں اسلام کا سفیر اور دین کا مبلغ بنا کر بھیجا اور انہوں نے یہاں آکر اسلام کی تبلیغ جاری کی۔ حسن خلق کے چراغ جلائے، مہر و محبت کی قندیلیں روشن کیں، ہندوازم کے طبقاتی نظام براہمن اور شودر کا تصور ختم کیا۔ دین محمدی ﷺ کے درس وتدریس کا نظام قائم کیا۔ انہوں نے کئی کتابیں دین محمدی ﷺ کو پھیلانے کیلئے لکھیں، کشف المحجوب انکی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ انکے حسن خلق اور روحانی تصرف سے مسلمانوں کی خاصی تعداد وجود میں آئی انکی تعداد دن بدن بڑھتی گئی، اس دین محمدی ﷺ کی دلکش خوشبو بادنسیم اور باد شمیم کی طرح پورے ملک میں پھیلتی گئی۔ ان کے بعد یہ سلسلہ طریقت خواجہ غریب نوازؒ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے آپ کے مزار سے استفادہ کیا اور ہندوؤں کے گڑھ اجمیر شریف میں جا کر ڈیرہ لگا لیا۔ دین محمدی ﷺ کے اسوہ حسنہ اور اخوت و محبت کی قندیلیں ہی قندیلیں روشن کر دیں۔ لاکھوں کی تعداد میں انہوں نے ہندوؤں کو کلمہ شریف پڑھایا۔ انکے روح کو ذکر و فکر کے مضراب عطا کئے۔ انکے دلوں کی لطیف، دلربا اور پر لطف سریں دلوں کو راحت وسرور عطا کرنے لگیں۔ مندر کے بھجن سننے والے قوالی کی سروں میں توحید پرستی کی منزل طے کر کے مست و الست ہوتے گئے۔ انکے بعد انکا فیض حضرت بختیار کاکیؒ کا مقدر بنا۔ پھر یہ فیض بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ زہد الانبیا کے پاس پہنچا، پھر انہوں نے اس روحانی درسگاہ کا فیض حضرت نظام الدین اولیاؒ اور علاؤالدین صابر پیاؒ کے نصیب کا حصہ بنا دیا۔ امیر خسروؒ نے نظام طریقت کے ایسے چراغ روشن کئے، عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ایسا کلام کہا، سازوں کو نئی سریں، نئی دھنیں عطا کیں۔ ایسا رنگ تیار کیا کہ آج بھی انکا کلام سننے والوں کے روح مستی میں جھوم جاتے ہیں۔ اس کے بعد چشتیہ سلسلہ کے تمام بزرگان دین، مہار شریف، تونسہ شریف، جلالپور شریف، گولڑہ شریف، کلیام شریف اور پورے ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کے مبلغ کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اس دین محمدی ﷺ کی شمع کو انہوں نے قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر روشن و منور کیا۔ قوالوں کے دینی اقوال دلوں کی کھیتیوں کو اسلام کی سلامتی کی آبیاری کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ بزرگان دین ایسے پاکیزہ دامن قوالوں کے روپ میں ایسے مبلغ پیدا کرتے جو دلوں میں ذکر رب جلیل جاری کر دیتے۔ آج ان صاحب مزار میخانوں کے شہزادے، صاحب زدگان روح اور روحانیت جیسے میخانے سے نکل کر مادہ پرستی کے بتوں یعنی اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظریات کا ایندھن بن چکے ہیں۔ وہ دلوں پر حکومت کرنا بھول گئے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۸۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے بعد ہندوستان کی دھرتی پر دوسرے عظیم اور نامور دین محمدیﷺ کے سپوت جن کا تعلق اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمت اللہ علیہ سلسلہ قادریہ سے ہے۔ جنکا نام نامی جناب حضرت سید بہاول شیر قلندر المعروف دم میراں لعل پاک بہاول شیرؒ ہے۔ جن کا دربار حجرہ شاہ مقیم میں بھولے بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی اور رشد و ہدایت کا میخانہ بنا ہوا ہے۔ دوسرے قادریہ خاندان کے عظیم سپوت حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ پیر کوٹ شریف میں مدفن ہیں۔ انکو برصغیر ہند و پاک کے اولیا کرام میں اولیٰ وارفع مقام حاصل ہے۔ آپکے اخلاق حمیدہ، عمدہ کردار بہترین اوصاف اور دلکش صداقتیں کفر کی تاریکیوں میں شمع رسالت کی کرنیں بن کر انسانی قلوب و اذہان کو روشن و منور کرنے کا عمل جاری کیئے ہوئے ہیں۔ انکی کتاب درالعجائب سالک کو راہ سلوک کی منزلیں طے کرواتی اور انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچاتی چلی جاتی ہے۔ اس سلسلہ قادریہ کے خانوادہ کے عظیم روحانی پیشوا جن کا نام نامی حضرت سید علی امیر بالا پیر رحمت اللہ علیہ ہے، آسمان کے ستاروں میں کہکشاں کی طرح نمایاں نظر آتے ہیں۔ جن کے فیض سے سلطان العارفین حق باہوؒ، شاہ عنایت قادریؒ مرشد بابا بلھے شاہ صاحبؒ، حضرت پیر شاہ غازی دمڑی والی سرکارؒ اور حضرت عبداللطیف قادری عرف بری پاکؒ جیسے ولی اللہ نے ان سے استفادہ کیا۔ ایسی تمام شخصیات جو سلسلہ چشتیہ اور قادریہ کے اولیا اللہ اور فقرا کے روپ میں نمایاں ہوئیں وہ تمام ہندوستان میں پھیل گئیں۔ پورا ہند و پاک دین کے اسرار رموز اور علم و حکمت کے فیض کا منبع بن کر ابھرا۔ انہوں نے ہندوستان کی تہذیب و تمدن کو بدل کر رکھ دیا۔ دین اسلام تلوار سے نہیں! پیار، ادب، محبت، شفقت، خدمت اور دلگیری کی صفات اور صداقتوں سے پھیلا اور ہندوستان کی عوام کا نصیب بن کر ابھرا۔ ہند و پاک کی دھرتی کے ان تمام بزرگان دین اور اس میں بسنے والے مسلم امہ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے سلطان العارفین جناب حق باہوؒ، بابا بلھے شاہ صاحبؒ، وارث شاہ صاحبؒ، شاہ حسین پاکؒ، بابا فرید شکر گنجؒ، بابا غلام فرید مٹھن کوٹیؒ، شہباز قلندرؒ، میاں محمد بخش صاحبؒ جناب علامہ محمد اقبال صاحبؒ جیسے سپوتوں کو جنم دیا۔ جنہوں نے اسلام کی روح کی تشہیر اور بوئے محمدﷺ کو پوری کائنات میں پھیلانے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ اسی قافلے کے دور حاضر کے خاموش مبلغ جناب بابا جی کلو سرکارؒ، سید انور علی شاہ صاحبؒ، راجہ محمد اکرم صاحبؒ بابا جی کالا خان صاحبؒ ایک مغنی کی طرح اپنے روحانی ساز چھیڑے بیٹھے ہیں۔ دور حاضر کے ہدی خواں جناب واصف علی واصف صاحبؒ نے حضرت سائیں محمد حسینؒ بالکے سائیں کرم الٰہیؒ کانواں والی سرکار گوجر خان والوں کی صحبت کے روحانی خزانے کی تیس سالہ خاموشی، اور تیس سالہ ہر قسم کی خوراک سے اجتناب کرنے کے عمل اور ایک پیالی چائے پر مشتمل انکے پاکیزہ جسم و جاں اور روح سے کشید کی روحانی خوشبو کی تاثیر گویائی کی شکل میں زمانوں پر محیط کر دیا ہے۔ ان کی تصنیفوں، تحریروں، گفتگوؤں اور انکی لحد اقدس سے بوئے محمدیﷺ کی خوشبوئیں ہمہ وقت پھوٹتی رہتی ہیں۔ یہ سدا بہار قافلہ، بھولے بھٹکے انسانوں اور راہ سلوک کے مسافروں کی ہر دور میں رہنمائی کا فریضہ ادا کرتا چلا آرہا ہے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

اسلام، دین فطرت کے اصولوں کے مطابق ہے، اسکی بنیادی خوبی ہے کہ وہ ہرانسان اوردوسرے عقیدے کے فرد کوادب، محبت، خدمت، درگزر، برداشت، صبر تحمل بردباری، احترام، عزت، تحفظ اور حسن سلوک، خلق عظیم سے پیش آنے کا سلیقہ اور طریقہ عطا فرماتا ہے۔ اسلام کا دامن بہت وسیع اور آفاقی ہے۔ بنی نوع انسان میں اعتدال و مساوات قائم کرتا ہے۔ یہ اعمال دین کا صرف حصہ اور عبادت ہی نہیں بلکہ ایسے عمل نہ کرنا، ان سے گریز کرنا اور کسی قسم کی کوتاہی کرنا حکم خداوندی کی حکم عدولی اور گناہ عظیم کا تصور اپنے پیروکاروں کو پیش کرتا ہے۔ انسان تو کجا، مسلمان تو ہر ذی جان کے حقوق تک کی نگہداشت اور خدمت بجا لانے کی کوشش و کاوش میں مصروف رہتا ہے۔ اگر وہ ان فرائض سے چشم پوشی کرتا ہے تو اس کی تمام عبادت و ریاضت، بندگی و نیک عمل، برباد اور ناکارہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمتہ اللعٰلمین کے درس و تدریس، علم و حکمت، غور و فکر، محنت و تجسس، امانت و دیانت، سادہ و سلیس، پاکیزہ وطیب ، خدمت و ادب، عصمت و عفت، شرم و حیا، سادہ اور قلیل ضروریات حیات المختصر ہر نیکی کا محافظ اور ہر برائی کا قلع قمع کرنے اور روکنے کا سفیر ہوتا ہے۔ آقائے دو جہاں کی تعلیمات کی روشنی میں ہر کس و ناکس اعلیٰ و ادنیٰ، آقا و غلام، مسلم یا غیر مسلم کی تفریق یا تشخیص کے بغیر برابر کے انسانی حقوق ادا کرنا ایسے انسانوں کا ایک عظیم عبادت کا حصہ ہوتا ہے۔ اعلیٰ حسن سلوک، عمدہ حسن خلق، بہترین آداب زندگی، اخوت و محبت، لاجواب خدمت و احترام اعلیٰ اخلاقیات، درگذر، اختصاری زندگی کا پرستار اور وارث ہوتا ہے۔ اعتدال و مساوات کا عارف، خوف خدا کے سائے تلے عدل و انصاف انسانی ضروریات کے تقاضوں میں یکسانیت کی جامع تفسیر اور تاثیر ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کے تضاد، اسکے استحصال، اسکے جھوٹے،، دغاباز، لیڈران کی عیاری مکاری کو سمجھتا اور مخلوق خدا کو با آواز بلند، صدو ندا لگاتا چلا جاتا ہے۔ کہ ان مجرموں سے ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ درندے ملکی وسائل، ذرائع آمدن ملکی خزانہ ۱۸ کروڑ عوام، انکی نسلوں سے چھینتے، لوٹتے، اپنے تصرف میں لاتے، پاکستان کو اپنی ملکیت بناتے چلے آ رہے ہیں۔ انکا ہاتھ روک لو، ان دین و دنی کے رہزنوں، ڈاکوؤں، لٹیروں، جھوٹے غاصبوں سے بچو۔ کہ تم بہت لٹے اب ہوش کرو!۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت چلانے والے ان مغربی جمہوریت کے نکالوں، ان دھوکہ بازوں، ان لٹیروں، ان رہزنوں، کو نیست و نابود کر کے تمام وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کی امانتوں کو اہل وطن کے وارثوں کو پہنچانا ایک عظیم عبادت سمجھتے اور ادا کرتے ہیں۔ صرف چھ ہزار جاگیردار، سرمایا دار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا طبقہ ملک کے مغربی جمہوریت کے باطل شاہی ایوانوں، شاہی محلوں، ملکی وسائل، ذرائع آمدن، تجارت پر قبضہ کیئے بیٹھے ہیں۔ ملکی خزانہ کو پاکٹ منی اور آئی ایم ایف کا تین سو کروڑ ارب ڈالر قرضہ بیرون ممالک پہنچا چکے ہیں۔

مسلمان مخلوق خدا کو موثر اور متاثر کردار کی خوشبو پیش کرتا ہے۔ بنی نوع انسان کی معراج کا حسین اور دلکش امتزاج انسانوں کے دلوں کو سکون و راحت، لطف و قرار کی دلکش قوتوں سے مالا مال کرتا ہے، اسلام کے دائرے میں آنے کی پرکشش الہامی صدائیں ابر رحمت بن کر روح انسانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ دینی نظریات، دینی ضابطہ حیات، دینی تعلیمات، دینی طرز حیات سے جن سے اسلامی کردار و تشخص تیار ہوتا ہے، اسکا عمل و کردار دلوں میں اترتا، دلوں کو تسخیر کرتا جاتا ہے۔ وہ نان کرسچین جمہوریت کی اسمبلیوں، وزارتوں، مشاورتوں کینونشن ہالوں، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس اور سرکاری شاہی ایوانوں اور شاہی محلوں میں نہیں پلتا۔ وہ ۱۸ کروڑ انسانوں، انکی نسلوں کے حقوق کو سلب کر کے مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ قوانین وضوابط سے اسلام کا مبلغ یا حکمران نہیں بنتا۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت چلانے والے عہدیداران کی ضروریات حیات قلیل، سادہ اور ایک عام کسان، مزدور، محنت کش سے بھی کم اور قلیل ہوتی ہیں۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کو چلانے والے عہدیدارن، نان کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے اسمبلی ممبران اور انکے تخلیق کردہ گھناؤنے قوانین وضوابط اور انکے تیار کیے ہوئے کردار و تشخص کے نظام حیات سے اسلام کی روح کو مسخ نہیں کرتا۔ وہ اسلامی جمہوریت کے سادہ و سلیس زندگی کا وارث ہوتا ہے۔ وہ عوام الناس کے مال و دولت، خزانہ اور بنیادی انسانی حقوق کو نہ چھینتا ہے اور نہ محروم کرتا ہے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

نوسو سال تک اسلام کے جسد کو ہندوستان کے مسلم بادشاہ چمٹے اور نوچتے رہے، انگریز ۹۰ سال تک اسلام کی روح کو نان کرسچین جمہوریت کے غیر اسلامی، غیر قرآنی نظام حکومت اور نظام حیات کے ذریعے اسلامی کردار و تشخص اور اسلامی تہذیب کو مسخ کرتا رہا۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک انگریز کے پروردہ نان کرسچین جمہوریت کے نظام حکومت کے دانشور جاگیردار اور سرمایہ دار حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ اس امت کے نظریات، اسکی دین و دنیا کی دولت نوچتے چلا آرہا ہے۔ انہوں نے تو دین کی شکل ہی مسخ کر کے رکھ دی ہے۔ قرآن حکیم کے نظریات سے صرف مسلم امہ ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت اس سے استفادہ کرنے سے محروم کردی گئی ہے۔ کاش پاکستان میں دستور مقدس کا نفاذ ۱۹۴۷ء میں ہو جاتا تو دنیا پر اسلامی کلچر کی گہری چھاپ ہوتی، انسانیت اس سے استفادہ کرتی تو آج دنیا کا نقشہ اور سے اور ہوتا۔ پاکستان میں مسلمانوں کو ان کی دینی تعلیم اور عمل کی وراثت سے نان کرسچین جمہوریت کی سرکاری بالا دستی نے محروم کردیا ہے، نان کرسچن جمہوریت نے مذہب پرست امتوں سے انکے پیغمبران کی تعلیمات کو سلب کرلیا ہے۔ اسکی جگہ نان کرسچین جمہوریت کے اسمبلیوں کے ممبران کی بالادستی اور انکے تخلیق کردہ قوانین و ضوابط کے نظام حیات میں پیغمبران اور انکی امتوں کو سرکاری طور پر مقید اور پابند سلاسل کر دیا ہے۔ جمہوریت کے نظریات، اسکا ضابطہ حیات اور اسکی تعلیمات کو نافذ العمل کر کے مذہبی نظریات اور تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ، بے اثر اور ختم کر دیا گیا۔ جس سے مذہب کی روشنیاں مفقود اور دنیا کی سلامتی و فلاح مخدوش ہو چکی ہے۔ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ نان کرسچین جمہوریت کے اس ناٹک میں وقت کے علما اور صاحب مزار ہستیوں کے گدی نشین اور مشائخ کرام بھی انکی غیر اسلامی، دین کش حکومتوں میں شامل ہوتے آرہے ہیں۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کے دینی کردار، انکی عظمتوں اور انکے اسلامی تشخص کو انہوں نے روند کر رکھ دیا ہے، یہ گدی نشین دینی رہبر بھی رہزن بن چکے ہیں۔ اہل دل، اہل بصیرت، دانش برہانی اور دور حاضر کے شب بیداروں سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنے فرائض منصبی کی طرف رجوع فرماویں اور صاحب اقتدار سیاست دانوں میں سے صاحب دل، اور حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں کو، درویشوں، فقیروں کے ماننے والوں، بزرگان دین کا کلام سننے والوں کے دلوں پر دستک دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ اسلام کے نفاذ کے عمل کیلئے آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کا فریضہ ادا کریں۔ تاکہ مخلوق خدا کو راہ راست کا مسافر بنا سکیں۔ انکے کھوئے ہوئے حقوق اور قربت رسول ﷺ کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، تعلیمی نصاب اور تعلیمی اداروں کو بحال کیا جا سکے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

مسلم امہ کا اولین فرض بنتا ہے کہ وہ حکمرانوں کو مجبور کریں کہ وہ اسلامائزیشن کا وعدہ پورا کریں جسکی بنا پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا وقت ضائع نہ کریں۔ اس کے انعامات اور اسباب کاروانِ ملت کے ہدی خواں کو دوران سفر ہی میسر آ سکتے ہیں۔ اسلامی ماحول انسانیت کو میسر اور مہیا کرنے کا عمل جاری کرو۔ دینی تعلیم اور دستور مقدس کا قانون رائج کرو۔ شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ کرو۔ زندگی کا ہر عمل اس کے نظریات، تعلیمات کے زیر اثر کرو، اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کو دین کی روشنی میں عام کرو۔ سرکاری تصرفانہ زندگی کے اخراجات اور ملک میں رائج اعتدال کشی کے استحصالی طریقہ کار کا خاتمہ کرو۔ عالیشان محلوں کی ڈیکوریشن کا فرعونی کلچر ختم کرو۔ شاہی قیمتی گاڑیوں، انکے ایندھن کے اخراجات بند کرو۔ ملک کا زرمبادلہ ان پر ضائع نہ کرو۔ فضول اخراجات کو سختی سے کنٹرول کرو۔ محنت اور تجسس کا شعور بیدار کرو، امانت و دیانت کا نظام بحال کرو، اسی طریقہ کار سے ملت اپنا کھویا ہوا معاشی، معاشرتی، دین محمدی ﷺ کا مقام حاصل کرسکتی ہے۔ کاروان حیات کو راہ راست کی منزل کا مسافر بنا ڈالو۔ جھوٹے دغاباز، دھوکہ باز، جاگیردار، سرمایادار حکومتی ٹولہ کے ایجنٹ مسٹر بھٹو یا اسکی پیپلز پارٹی کا کوئی بھی سربراہ کب ۱۸ کروڑ عوام کو اسکے بنیادی حقوق، ملکی وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت انکا غصب کیا ہوا ملکی خزانہ ۱۸ کروڑ بھوکی ننگی، خودکشیاں، خودسوزیاں کرنے والی مقید، محکوم عوام کو کیسے واپس کرسکتا ہے۔ ظالم غاصب دھوکہ باز رہنما نے تو ملک کے چاروں صوبوں کے جاگیردار، سرمایادار، بھتہ خور، زمین مافیہ، اغوا برائے تاوان مافیہ کے ٹولہ کے جیالوں کو حکومتی تاج پہنا دیا۔ چار صوبائی حکومتیں بنائیں انکو ایم پی اے، مشیر وزیر، وزرائے اعلیٰ گورنرز کی شکل میں ان کے حوالے کردیں۔ انکے ساتھ مراعات یافتہ فوج، منصف، افسر شاہی کا مافیہ ملک کے وسائل، مال و دولت ذرائع آمدن، تجارت انکی ملکیت بنا ڈالے اور عوام کا ملکی خزانہ انکی پاکٹ منی بنا دیا۔ رشوت کرپشن کمیشن اور مسٹر ٹین پرسینٹ نہیں سینٹ پرسینٹ ملک پر مسلط کردیئے۔ کون سے صوبے کا جاگیردار سرمایادار حکومتی ٹولہ ۱۸ کروڑ عوام کے حقوق بحال کرنے کی سوچ سکتا ہے۔ کون انکو روٹی کپڑا مکان دینے اور بھوک ننگ کی چتا کا ایندھن بنانے کے متعلق غور کرسکتا ہے۔ صاحب اقتدار غاصب حکومتی ٹولہ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ عوام نے مسٹر بھٹو تجھ پر اعتماد کیا اور مسٹر بھٹو تو نے فوجی ڈکٹیٹر ضیاالحق پر اعتماد کیا۔ دونوں کی عاقبت فوجی ڈکٹیٹر اور انکا سیاسی حکومتی ٹولہ دیکھ چکا ہے۔ فطرت کے عمل سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ دوسرے اپنی عاقبت کا انتظار کریں۔ ہے کوئی سیاسی حکومتی ٹولہ یا انکے ذرائع ابلاغ کے اداروں میں ایسا دانشور یا مغربی جمہوریت کا سکالر جو اس حقیقت کو جھٹلا سکتا ہے۔ ہے کوئی کلمہ حق پڑھنے والا ذرائع ابلاغ کا متلاشی یا اس سچی دنیا کے جھوٹے باطل مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے خلاف لب کشائی کرنے والا۔ ہے کوئی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی ثنا خوانی کرنے والا۔ ان جمہوریت کے مجرموں کو صرف ایک وارننگ دینے کی ضرورت ہے۔ یا اللہ ہمیں اس کار خیر کی توفیق دے۔ امین

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

سن لو! ۔ پاکستان میں دولت اور وسائل کی کمی نہیں ۔ نہ زمین نہ پانی، نہ کسانوں اور نہ ہی محنت کشوں کی کمی ہے ۔ یہاں ہر چیز وافر مقدار میں میسر ہے ۔ یہاں فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ فوج شاہی ، منصف شاہی ، افسر م شاہی ، نوکر شاہی کے مغربی جمہوریت کے استحصالی طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی معاشی معاشرتی تقسیم کے عدل کش براہمن وشودر کے طبقاتی نظام وسسٹم کی ہے ۔ اصل وجہ حصول دولت اور تقسیم ضروریات حیات کے کار سر کار میں ہے ۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے سرکاری نظام حکومت کے اعتدال و مساوات ، عدل وانصاف کے منافی بے پناہ استحصالی بد عملی میں مضمر ہے ۔ اس نظام حکومت کا مجرم حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہے جنہوں نے ۱۸ کروڑ عوام ، انکی نسلوں کے وسائل ، ذرائع آمدن ، تجارت کا رخ انہوں نے اپنی طرف موڑ رکھا ہے ۔ ملک کا خزانہ انہوں نے پاکٹ منی اور ملکیت بنا رکھا ہے ۔ انگریز نے اس مفتوحہ ملک کی عوام کو قیدی ، غلام محکوم بنانے کیلئے ایک جابرانہ استحصالی نظام حکومت کی ضرورت تھی ۔ انگریز ۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک ہندوستان پر قابض رہا ۔ اہل ہند کی عوام نے ۹۰ سال تک اسکی انگریزی زبان ، اسکا استحصالی نظام حکومت ، طبقاتی نظام تعلیم ، ٹیکس کلچر ، اسکے مجرمانہ انتظامیہ عدلیہ کے جرائم کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی ۔ آخر کار انگریز کو یہ ملک چھوڑنا پڑا ۔ پاکستان دو قومی نظریات کی روشنی میں معرض وجود میں آیا ۔ انگریز رخصت ہوا مگر اسکا مغربی جمہوریت کا نظام حکومت ، اسکا حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ، اسکے طبقاتی تعلیمی ادارے ، طبقاتی تعلیمی نصاب ، فوج شاہی ، منصف شاہی ، افسر شاہی اور نوکر شاہی کے طبقاتی سکالر ، طبقاتی معاشرہ ، طبقاتی معاشی تقسیم براہمن وشودر کا نظام حکومت اسی طرح جاری ساری رہا ۔ مسلمانوں نے پاکستان میں قرآن حکیم کے نظریات ، اخلاقیات ، اعتدال و مساوات اسکا غیر طبقاتی اسلامی تعلیمی نصاب ، غیر طبقاتی اسلامی طرز کے تعلیمی ادارے ، غیر اسلامی طبقاتی نظام مملکت کو چلانے والے دانشور ، ان سے تیار ہونے والی اسلامی تہذیب ، اسکا ذکوٰۃ ، عشر کا معاشی ، معاشرتی نظام اور اسلامی نظام مملکت قائم کرنے کیلئے پاکستان حاصل کیا تھا ۔ انگریز کا مسلط کیا ہوا مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت ، اسکا استحصالی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے اپنی حکومتی اجارہ داری جاری رکھنے ، ملکی وسائل ، مال و دولت ، ذرائع آمدن ، تجارت پر قبضہ قائم رکھنے ، رشوت ، کمیشن ، کرپشن سے مال و دولت اکٹھی کرنے ، شاہی ایوانوں ، شاہی محلوں کی تعیش کی زندگی گذارنے کیلئے انگریز کا مسلط کیا ہوا نظام حکومت جوں کا توں جاری رکھا ۔ ۱۸ کروڑ عوام غربت تنگ دستی بیروزگاری بھوک ننگ سے دوچار اور خودکشیاں خودسوزیاں کرنے پر مجبور ہیں ۔ وقت آچکا ہے کہ مسلم امہ کے فرزندان کا ہاتھ ان مجرموں کے گریبان پر ہوگا جو ملک وملت کی تباہی کا سبب بنتے چلے آرہے ہیں ۔ مسلم امہ کی نسل کی مذہبی اور روحانی تربیت کرنے اور دستور مقدس کے نفاذ سے ہی یہ بیماری ختم ہو سکتی ہے ۔ انشا اللہ پاکستان دین محمدی ﷺ اور ملت اسلامیہ کی درس گاہ بن کر دنیا میں ابھرے گا ، اسکا نظام بادشاہوں اور مغربی جمہوریت کے آمروں کے ہاتھوں میں نہیں ہوگا ۔

آج کا یہ اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو کچلنے والا نان کرسچن جمہوریت کا حکومتی عبرت کدہ، معاشی ابتری اور ظلم وجبر کی آگ میں پاکستانی عوام کو دھکیلے جارہا ہے۔ انکا دور ختم ہو چکا ہے، یہی ملک خیر کدے میں بدلے گا۔ اسلام کی چودہ سو سالہ پرانی تاریخ پھر سے اسی ملک میں زندہ وپائندہ ہوگی۔ سرائے فانی سے گذرا کرتے ہیں۔ قلیل ضروریات اور بے سروسامانی کی زندگی گذارنے والے لوگ عظیم لوگ ہوتے ہیں۔ تصرفانہ زندگی اور اسکے لوازمات کا حصول ترک کردیتے ہیں۔ دنیاوی ضروریاتِ احتیاجات کی وافر خواہشات کا بوجھ یا وزن نہیں اٹھایا کرتے، زندگی کا سفر، آرام، سکون اور سہولت سے گزر جاتا ہے۔ وہ خالق کی منشا کی پیروی کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں محنت یوں کرو جیسے دنیا میں ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرو کہ جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے۔ جب قوم ، ملت یا عوام اس عمل اور کردار کی عبادت میں ڈھل جاتے ہیں تو قوم یا ملت اعتدال ومساوات کا ایک خوبصورت مرقع بن کر ابھرتی ہے۔ ملک وملت میں بظاہر تفاوتی زندگی گذارنے والوں سے مادیت کی فراوانی کی خوشیاں بھاگ جاتی ہیں اور ساتھ ہی ایسی خوشیوں کی کمی بیشی کے غم بھی بھاگ جاتے ہیں۔ کھیل لطف وکرم کا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہی وسائل، دولت، مال ومتاع، دنیا بھر میں محروم انسانوں تک پہنچانے کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ اس عمل، کردار اور عظیم خلق کی خوشبو دنیا میں بسنے والے محروم انسانوں کے دلوں کو مسحور کردیتی ہے۔ اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کی شمع کی روشنی دنیا میں بنی نوع انسان کی توجو کا مرکز بن جاتی ہے۔ لوگ اس نگری، اس بستی، اس شہر، اس ریاست، اس ملک کی طرف رجوع کرلیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا دستور حیات اور اسوہ حسنہ کے اعمال سے سینچی ہوئی ملت دنیا میں ایک عظیم مبلغ کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ مسلم امہ جمہوریت کے غاصب نظام حیات کی گرفت اور اسکے بے دین رہنماؤں کے شکنجے میں جکڑی پڑی ہے۔ پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت اور اسکے مجرم غاصب حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے مسلم امہ اور انکی نسلوں کا دین ودنیا سلب کر رکھا ہے۔

آج بے سروسامانی اور قلیل ضروریات حیات کے وارثوں کو کہاں سے تلاش کراؤں۔جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین میں شمع رسالت کی قندیلیں روشن کیں۔آج حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ اور علی امیر بالا پیرؒ حضور کو کیسے آواز دوں! حضور نظام الدین صابر پیاؒ ،علاؤ الدینؒ، چراغ الدینؒ اور امیر خسروؒ جیسے دینی مغنیوں کو کہاں سے تلاش کروں۔حضرت علی امیر بالا پیر حضورؒ تمہارے کوڈریوں کے لعل حضور سلطان العارفین حق باہوؒ، شاہ عنایت قادریؒ، پیر شاہ غازیؒ اور عبدالطیف امام بری لطیف شریفؒ جیسے دلنواز خطیبوں کو کہاں سے ڈھونڈوں! اے عثمان مروندی شہباز قلندر جیؒ، اے بابا بلھے شاہ جیؒ، اے وارث شاہ جیؒ، اے شاہ حسین جیؒ، اے مہر علی شاہ جیؒ، اے میاں محمد بخشؒ جی، اے سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار جیؒ۔اے سائیں محمد حسین جیؒ اے بابا جی کلو سرکار جی، اے بابا کالا خاں جیؒ اے علامہ محمد اقبالؒ جی، اے واصفؒ باکمال جی، اے علامہ یوسف جبریلؒ جی تمہارے نسبت ناموں کو سلام، تمہاری عظمتوں کو سلام، تمہارے کرداروں کو سلام، تمہاری بے سروسامانی کی زندگی کو سلام، تمہارے سخنوں اور سخنوں کی تاثیروں کو سلام، تمہاری روح سوزی، روح سازی اور روح پروری کی توفیقوں کو سلام، اے حسینی سپاہ کے شاہسوارو! آج پاکستان میں مسلم امہ اور انکی نسلوں پر اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی بجائے مغرب کے مادہ پرست دانشوروں کا تخلیق کردہ نان کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت اور نظام حیات غالب آچکا ہے، اسکے حکمران دین محمدی ﷺ کے گلستان کو ویرانوں میں بدل رہے ہیں، ان سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔یا اللہ ہمیں توفیق دے۔ہماری رہنمائی فرما، ہمیں حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ انکی پیاری امت کو راہ راست کی منزل کا مسافر بنا۔ امین

آج کا دور بھی کیا خوب دور ہے! چند نمرود، فرعون اور یزید کے پیروکار مذہب کے نام پر پیغمبران کی امتوں میں شامل ہوکر، پیغمبران کی آسمانی کتابوں زبور شریف، توریت شریف، انجیل مقدس، اور قرآن پاک اور انکے نظریات، دستور حیات، مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا شعور، دنیا کی بے ثباتی کا درس، عبادت و ریاضت کا سلیقہ، خدمت خلق کی عظمت کا تعارف، ازدواجی اور معاشی طرز حیات کا منشور، حسن خلق کی آفادیت، اخوت ومحبت کے لطائف، عفوودرگذر کے انعامات، حقوق انسانی، انکے ادا کرنے کے فرائض، بیماروں کو دوا، مریضوں کو شفا، خیر کے طالب، بھلائی کے ساقی، امن وسکون، راحت وسرور کے میخانوں کو، تمام پیغمبران کی امتوں کو دنیا بھر میں نان کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام کی گرفت میں ایک دجال کی طرح لے رکھا ہے۔ نان کرسچین جمہوریت کے نظریات، تعلیمات، ضابطہ حیات، طرز حیات، مخلوط معاشرہ، بدکاری بے حیائی، زنا کاری، مادہ پرستی، ہوس پرستی، طبقاتی طرز حیات، نفرت ونفاق، دہشت گردی، قتل وغارت دنیا کے تمام ممالک میں تمام پیغمبران کی امتوں کو نان کرسچن جمہوریت کے پنجرے میں گرفتار کردیا گیا ہے۔ اس نظام حیات کی روشنی میں زندگی گذارنا ان امتوں کی مجبوری بن چکا ہے۔ جمہوریت کا نظام حکومت مغرب کے دانشوروں نے تیار کیا ہے۔ آج تمام امتوں کو یعنی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی امت کی سربراہی نمرود کے طبقہ کے پاس ہے، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی امت کی رہنمائی فرعون کے ٹولہ کے پاس ہے، عیسیٰ روح القدس علیہ السلام کی رہنمائی نمرود وفرعون کے نان کرسچن جمہوریت کے سیاسی سکالروں اور دانشوروں کے پاس ہے۔ اور محمد الرسول اللہ ﷺ رحمت اللعالمین کی امت پر حکمرانی یزید کے بادشاہوں اور نان کرسچین جمہوریت کے آمروں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح تمام پیغمبران کی امتوں، انکے نظریات، انکی تعلیمات، انکے کردار، انکے حسن خلق کو نان کرسچین جمہوریت کے نظریات کا دجال نگل رہا ہے۔ اسکا تدارک صرف مسلم امہ کے پاس ہے۔

انقلابِ وقت

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

یا درکھو اور کان کھول کر سن لو! یہ ملت دولت اور وسائل کی کمی کا شکار ہرگز نہیں، یہ ملت تو دنیا کی بے ثباتی کا سبق بھول چکی ہے، یہ تو دین کے بنیادی فلسفہ، حیات وممات کو بھول چکی ہے، یہ تو دینی ضابطہ اعتدال ومساوات کو روند چکی ہے، یہ تو احترام آدمیت اور خدمتِ آدمیت کے عمل سے الگ کر دی گئی ہے، یہ تو اخوت ومحبت کے الہامی درس اور اسکے عمل سے بے نیاز ہو چکی ہے، یہ تو مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے فلسفہ سے فارغ ہو چکی ہے، یہ تو اس سرائے فانی کی حقیقت کی آشنائی سے منہ موڑ چکی ہے۔ یہ تو امانت ودیانت کے سنہری باب کا خاتمہ کر چکی ہے، یہ تو دین کی اعلیٰ اور الہامی صفات کو ترک کر چکی ہے، یہ تو دین کی انمول صداقتوں کی منزل سے بھٹک چکی ہے، یہ تو عفو ودرگذر اور ایثار ونثار کی تعلیم وتربیت سے الگ کر دی گئی ہے۔ یہ تو صبر وتحمل اور بردباری کی حسین وجمیل وادیوں کا راستہ ترک کر چکی ہے۔ یہ تو عدل وانصاف کے باغ وبہار اور اسکے جلوؤں کی منزلوں سے جدا کر دی گئی ہے، یہ تو نان کرچین جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات اور اسکی تعلیمات کی سرکاری بالادستی کے کینسر میں مبتلا کر دی گئی ہے، یہ تو جمہوریت کے طبقاتی نظام حیات کے شکنجے میں جکڑی جا چکی ہے، یہ تو جمہوریت کے مخلوط معاشرے کی بے حیائی کی چتا میں جھونک دی گئی ہے، یہ تو مغرب کے سودی معاشی نظام کے بے دین سکالر پیدا کرتی جارہی ہے، یہ تو دین محمدی ﷺ کے خلاف نظام عدل کے بارایٹ لا کے وکلا اور عدل کش جسٹس پیدا کرتی جارہی ہے۔ یہ تو نان کرچین تہذیب کے ججوں کی بہتات اور انصاف کو نایاب اور عدل کا چہرہ مسخ کئے جارہی ہے۔ یہ تو انتظامیہ کی دلسوز طبقاتی افسر شاہی تیار کرتی جارہی ہے۔ یہ تو ملکی، ملی، وسائل، دولت، خزانہ، تجارت اور مکمل معاشیات کو اعلیٰ طبقات کی ملکیت بنائے جارہی ہے۔ مسلم تہذیب تو اس اعلیٰ طبقات کے مجرموں کی سرکاری گرفت میں پھنس چکی ہے، انکی تصرفانہ اور عیش وعشرت کی زندگی ملکی وسائل اور خزانہ کو چاٹتی چلی جارہی ہے، یہ تو عدل کی وادی سے دور، حق تلفی، خودغرضی اور نفس پرستی کے جلتے صحرا میں گم ہو چکی ہے۔ یہ تو مزدور محنت کش کسان ہنرمند اور عوام الناس کو غربت تنگدستی بیروزگاری اور خودکشیوں کا ایندھن بنائے جارہی ہے، یہ تو ملت کو اسلام سے دور اور نان کرچین جمہوریت کے ممبران، انکی اسمبلیوں کے تخلیق کردہ قوانین کی سرکاری اطاعت پر مجبور اور پابند بنا دی گئی ہے۔ جمہوریت کا قلیل سا سیاسی اور حکومتی طبقہ ملک وملت کی دولت، وسائل، خزانہ اور تجارت پر قابض ہوتا جارہا ہے۔ نان کرچن جمہوریت کے نظام حکومت سے ہر قسم کے مادی اور روحانی خزانہ کو محفوظ کرنا اور ان دین کے منافقوں اور نبی کریم ﷺ کے گستاخوں سے مسلم امہ اور اسکی آنیوالی نسلوں کو مغربی جمہوریت کے نظام سے نجات دلانا ملت کی بقا کیلئے نہایت ضروری ہے۔ ان حقائق کو جاننے کے بعد انکا تدارک کرنا ازبس لازم ہو چکا ہے۔ دین کی بنیادی اور اہم ذمہ داری ادا کرنے والو اور دین اسلام کو ملک میں نافذ کرنے والو! دین کے نفاذ کی خاطر جان قربان کرنے والو تمہاری قربانیاں اس اندھیری شب میں قندیلیں بن کر روشن ومنور ہو رہی ہیں۔ اے دین محمدی ﷺ کے پروانو۔ آپ کی خیر ہو۔ دین محمدی ﷺ کے شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت سے آگائی بخشنا اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا مسلم امہ کا ایک اہم بنیادی فریضہ ہے، اللہ تعالیٰ آپکی توفیق میں اضافہ فرماویں۔ آمین۔

۱۸۔ دنیا کی مان کرسچن جمہوریت پسند مغربی قوام اور انکی بڑی طاقتوں کا بنایا ہوا بین الاقوامی عدل وانصاف کا ادارہ جو یو این او یعنی جو اقوام متحدہ کے نام سے منسوب ہے۔ جس کا بین الاقوامی سطح پر جو تاثر دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ادارہ قوموں، ملکوں کے جھگڑوں کو ایمانداری، دیانت داری اور انصاف پر مبنی اصولوں کے تحت فیصلے کرتا ہے۔ وہ کسی قوم کو کسی دوسری قوم پر ظلم، زیادتی، دہشت گردی یا غنڈہ گردی نہیں کرنے دیتا۔ کسی ملک کو کسی دوسرے ملک پر حملہ یا قبضہ بھی نہیں کرنے دیتا۔ اس ادارے کا بنیادی اصول اور منشور یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے ظلم، زیادتی، ناانصافی، حق تلفی کا فوری تدارک کرتا ہے۔ کمزور وغریب، آفت زدہ، غیر ترقی یافتہ ممالک، یا کسی بھی قسم کی ناگہانی آفات میں مبتلا قوموں اور ملکوں کی فوری مدد اور معاونت اس کا فریضہ سمجھا یا تصور کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی قوم یا ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ یا قبضہ کرنے کی جسارت کرے تو اس کو سبق سکھانے کے لئے ہر قسم کی فوجی طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس حملہ آور ملک کے ساتھ ہر قسم کی قطع تعلقی، تجارت، لین دین اور ہر قسم کی مدد و معاونت ختم کر دی جاتی ہے، جب تک اسکا رویہ درست نہیں ہو جاتا، اس وقت تک یہ عمل اسکے ساتھ جاری رہتا ہے۔ اس ادارے کی کارکردگی کی مختصر کاوشیں جو انہوں نے پچھلے پچاس سالوں میں سرانجام دیں۔ پوری دنیا میں وہ روز روشن کی طرح واضح اور رات کی تاریکی کی طرح عیاں اور نمایاں نظر آتی ہیں۔ انکا کردار، انکے اعمال، انکا عدل، انکا انصاف، انکے اعلیٰ بین الاقوامی تشخص کے تمام پہلو دنیا کی تمام قوام کے سامنے عیاں ہیں۔ اب کوئی بات دنیا کی کسی قوم سے چھپی ہوئی نہیں سوائے!۔

۱۹۔ امریکہ جیسی بین الاقوامی طاقت اور اسکے مغربی ممالک کے حواریوں نے امن کے نام پر یو این او کا پلیٹ فارم استعمال کر کے اور دوسرے اتحادی ممالک سے مل کر دنیا کا امن تباہ کر رکھا ہے۔ سب سے پہلے عربوں کے سینے پر اسرائیل کا وجود قائم کیا، اسرائیل کو جدید اسلحہ اور سامان حرب سے لیس کیا، عرب ممالک کی جنگی طاقت کا توازن ختم کیا۔ پھر اسرائیل نے انکی پالیسی کے مطابق انکے زیر سایہ عربوں پر حملہ کر دیا۔ جنگ ہوئی اور اسرائیل نے اسی جدید اسلحہ کا استعمال کیا، عربوں کی افواج کو نائٹروجن بموں سے خاکستر کر دیا۔ انکی افرادی اور مادی قوت ملیامیٹ اور نیست و نابود کر دی گئی۔ ان کے علاقوں پر اسرائیل قابض ہوتا گیا۔ نیپام بموں اور دوسرے جدید اسلحہ سے معصوم و بیگناہ عربوں کا بڑی بے دردی سے قتال کرنے کا عمل جاری رکھا، انکی بستیوں کو خاکستر کیئے جا رہا ہے۔ عرب ممالک کے علاقہ پر نائٹروجن بموں اور دوسرے جدید سامان حرب سے حملے ابھی تک جاری ہیں اور دنیا میں اسرائیل کا وجود قائم کیا۔ آج تک وہ عربوں کا قتال کیے جا رہا ہے۔ عرب اس ناسور کے زخم کو چاٹے جا رہے ہیں۔ اسی اسلحہ کی برتری سے اسرائیل جب چاہتا ہے فلسطینیوں اور عرب ممالک پر حملے کر کے ان کا قتال شروع کر دیتا ہے۔ حال ہی میں اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا، اسکی بستیوں کو تباہ کیا، معصوم، بیگناہ مرد و زن اور بچوں کے اعضا فضا میں بکھیرے، انکا قتال بڑی بے رحمی سے جاری رکھا۔ لبنان ایک کمزور اور غیر ترقی یافتہ ملک ہے، وہاں کے عوام کے پاس کوئی راستہ نہیں سوائے انکے خلاف لڑنے مرنے کے۔ وہ جدید سامان حرب سے لبنانی بیگناہ عوام کا قتال جاری کیے ہوئے ہے۔ وہ انکے زخموں کی اذیتوں سے سسک سسک کر ایک المیہ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ دنیا پر امریکہ کے ظلم وستم اور انسانی قتال کی دہشت طاری ہو چکی ہے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

امریکہ کے نان کرسچن جمہوریت کے سیاسی اور حکومتی دجالوں نے عراق کو پہلے اپنا اتحادی **ملک** بنالیا۔اس کو جدید اسلحہ سے لیس کیا، ایران اور عراق کی جنگ کرائی گئی۔مسلمانوں کی دونوں بڑی طاقتوں کو نفرت اور نفاق کی آگ اور جنگ میں بری طرح الجھا دیا گیا۔ملت اسلامیہ کی طاقت کو کمزور اور اپاہج کیا اور یہ عبرتناک منظر دنیا دیکھتی رہی، امریکی حکمرانوں اور انکے اتحادیوں نے یہ سلسلہ اپنی پالیسی کا حصہ بنالیا ہے۔یہ نان کرسچن جمہوریت کے دجال اس مشن کی تکمیل کیلئے اربوں، کھربوں ڈالر کے اخراجات کرتے چلے آرہے ہیں۔یہ عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی امت میں نفرت، نفاق اور بین الاقوامی جنگ کی شکل اختیار کئے جارہی ہے۔ابراہیم علیہ السلام کی اولادوں کو غور کرنا ہوگا کہ نمرود فرعون، شداد اور یزید کے نظریات کے نان کرسچن جمہوریت کے روپ میں ایک دجال کی شکل میں ان پر کیسے غالب آچکے ہیں۔پیغمبران کو ماننے والی داؤد علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی تمام امتوں کی نسلوں کو دوسرے نظریات کیمونسٹ، شوشلسٹ، بدھ ازم، ہندو ازم اور دوسرے دنیا بھر کے نظریات پر مشتمل اربوں مخلوق خدا اور انکی نسلوں کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنا تھا۔توحید کا درس دینا تھا، اخوت و محبت کا عمل جاری کرنا تھا مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا سبق سکھانا تھا، نفرت و نفاق کی بدعملی کو ختم کرنا تھا، امانت و دیانت کا راہ دکھانا تھا، دنیا کی بے ثباتی کا درس جاری کرنا تھا، خوف خدا کی زرہ پہنانا تھا، اعتدال و مساوات کے عمل کو پھیلانا تھا، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کے جذبوں کو بیدار کرنا تھا، تصرفانہ زندگی کو سادگی کا جام پلانا تھا، حقوق و فرائض کی گرہ کھولنا تھا، سچائی اور بھلائی کے چراغ روشن کرنا تھا، بھوکوں، پیاسوں اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کا فریضہ بین الاقوامی سطح پر ادا کرنا تھا، معذوروں کی تیمارداری، بیماروں کی دوا اور مریضوں کی شفا کا عمل جاری کرنا تھا۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی روشنیاں منور کرنی تھیں۔ہم ان مذہبی آداب اور مذہبی ضابطہ حیات سے دور ہٹتے جا رہے ہیں، ہم مذہبی الہامی مقدس کتابوں، انکی تعلیمات ، انکی ازدواجی زندگی کے نظام، انکے رشتوں کے تقدس اور انکے مذہبی تعلیمی اداروں کو ختم کر کے ، نان کرسچن جمہوریت کے دانشوروں، سیاستدانوں نے ایک جدید ضابطہ حیات، اسکا تعلیمی نصاب، اسکا مخلوط معاشرتی نظام، اسکا مخلوط تعلیمی نظام، اسکا طبقاتی معاشی نظام، اسکے خانگی نظام پر مشتمل ایک نیا مذہب ایک نیا نظریہ ایک نئی تہذیب جنم دینے کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔اس نئی تہذیب کی تعلیم و تربیت کے تعلیمی ادارے سکول، کالجز، یونیورسٹیوں معرض وجود میں آچکے ہیں۔نان کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی نے تمام پیغمبران اور انکی امتوں کو انکے پیغمبران اور انکی تعلیمات اور انکی تہذیب سے محروم کر دیا ہے۔یہاں ایک دین ابراہیم کے ریفارمر کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔

۲۱۔ امریکہ نے ہی عراق کو اکسایا اور اس سے عربوں پر حملہ کروایا۔ اس دفعہ عربوں کا ساتھ دیا اور عربوں کی معاونت کی۔ کروڑوں ڈالروں کا ناکارہ (ٹائم بارڈ) اسلحہ عراق کے غیر ترقی یافتہ ملک کے خلاف استعمال کیا۔ دونوں کی معیشت تباہ کر دی جو دولت عربوں کی ان کے بینکوں میں تھی وہ اس اسلحہ کی ادائیگی میں وصول کر لی گئی۔ عرب ممالک میں ان کی فوجیں اتریں۔ تیل کی دولت قبضے میں کر لی۔ اسی آڑ میں آج وہ سعودی عرب کے سیاہ و سفید کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ کسی قوم، ملک یا ملت کو زیادہ دیر بیوقوف بنایا نہیں جا سکتا۔ انکے ظلم نے مسلم امہ میں آسامہ بن لادن جیسے کردار پیدا کیے، انکو خود کش حملہ آوروں کا تباہ کن، عبرتناک گھناؤنا راستہ دکھایا۔ بدقسمتی سے یہ انکے کسی راڈار میں نہیں آتے۔ انکی تباہی اور انکا خوف انکے دلوں میں سکتہ اور لرزا پیدا کر چکا ہے۔ کوئی انکا مظلوم یا دکھیارا انکے کسی ایک ایٹمی پلانٹ تک رسائی کر گیا تو انکی تباہی کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ انکو اپنا رویہ بدلنا ہوگا۔ مخلوق خدا کو تحفظ فراہم کرنا ہوگا۔

۲۲۔ بوسنیا اور کوسوا میں مسلمانوں پر کیا گذری۔ قتل عام ہوتا رہا۔ بچے، بوڑھے جوان بیدردی سے قتل ہوتے رہے۔ بچیوں اور عورتوں کی عصمتیں اور عزتیں لٹتی رہیں۔ ظلم کے تمام طور طریقوں سے انہیں روندا گیا۔ دس لاکھ انسانوں کا قتال ہوتا رہا، جب ظلم کی انتہا ہوگئی۔ تو لوگ گھر بار چھوڑ کر ملک سے جان بچانے کیلئے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ دس بیس ہزار نہیں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے ملک چھوڑا۔ ان کی مکمل تباہی تک یو این او کے یہ سب مہذب نمائندے اس ظلم و بربیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ نمرودی اور فرعونی نسل کے نان کرسچن جمہوریت کے حکمران حضرت عیسٰی علیہ السلام کی امت میں ایک منافق اور دجال کی حیثیت میں داخل ہو کر انکے نظریات اور تعلیمات کو کچلتے جا رہے ہیں۔ انکا ظالمانہ کردار انکی امت پر بھی واضح ہوتا جا رہا ہے۔ وہ اس جنگ اور ظلم کے خلاف از خود آواز اٹھا رہے ہیں۔

۲۳۔ دیکھتے چلیں۔ امریکی نان کرسچن جمہوریت کے حکمرانوں نے اپنے بین الاقوامی مفادات کے لئے افغانستان کو روس کے خلاف استعمال کیا۔ افغانیوں نے اہل کتاب ہونے کے ناطے سے انکا ساتھ دیا اور دنیا کی ایک عظیم طاقت کو ریزہ ریزہ کردیا۔ یہ جنگ کئی سال تک جاری رہی۔ اس میں افغانستان کے عوام نے بے شمار جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ پاکستان بھی اس جنگ میں امریکہ کا اتحادی رہا۔ جب امریکہ کا مشن پورا ہوگیا تو اس نے حسب عادت اپنے رویئے میں فوری تبدیلی پیدا کرلی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی بجائے یہ نان کرسچن جمہوریت کا حکمران ٹولہ نمرود اور فرعون کے بدترین روپ میں افغانیوں کے سامنے آیا۔ انکے ساتھ ایسا ہولناک رویہ اختیار کیا کہ تاریخ عالم امریکہ اور اسکے مغربی اتحادیوں کے اس سیاہ کردار کے صفات تاریخ انسانی میں سے کبھی واش نہیں کرسکے گی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ امریکہ اور اسکے مغربی اتحادی افغانستان کے جنگی نقصانات کی تلافی کرتے۔ ہر قسم کی معاونت کرتے لیکن انہوں نے تو افغانستان میں دو گروپوں کو آمنے سامنے کردیا اور اس خانہ جنگی کو جاری رکھنے کے لئے امریکہ نے ہر قسم کے حربے استعمال کئے اور یہ سلسلہ جاری رکھا۔ اس مشن کی تکمیل کیلئے ہر قسم کے مادی وسائل کو بروئے کار لائے۔

۲۴۔ اسی دوران ۱۱/۹ کا امریکہ کے چار ٹاوروں کا تباہ کن واقع پیش آیا۔ اسامہ بن لادن اور افغانستان کو مورد الزام ٹھہرایا۔ جبکہ ان کے پاس اس جدید ملک کے جدید دفاعی نظام کو توڑنا یا دنیا کے کسی بھی غیر ترقی یافتہ ملک کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس غیر ترقی یافتہ ملک افغانستان کے ساتھ اتنا بڑا واقع منسوب کرنا اس واقع سے زیادہ اذیتناک ہے۔ پہلے میڈیا کی جنگ انکے خلاف جاری کر رکھی تھی۔ اس میڈیا کی جنگ جیتنے اور رائے عامہ میں کھلبلی مچانے کے بعد امریکہ اور اسکے تمام مغربی اتحادی ممالک جدید اسلحہ لیکر افغانستان کی طرف بھاگ نکلے۔ یو این او کی بین الاقوامی عدالت اسکے مغربی ممالک کے ممبران اسکے کوفی عنان سیکٹری جنرل اور امریکہ کی بین الاقوامی طاقت کے سیاستدانوں، حکمرانوں اور بین الاقوامی ممالک کے بے ضمیر نمائندوں، نان کرسچن جمہوریت کے ان عالمی کرداروں کو اقوام عالم نفرت کی نگاہ سے دیکھتی اور لعنت بھیجتی چلی آرہی ہے۔ اس عالمی عدل وانصاف کے اس ادارے کو تاریخ دان اس واقع کی نسبت سے کیسے یاد کریں گے، وہ کردار وقت کی کتاب میں درج ہو چکے ہیں۔ یہ واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنیوالی نسلوں کیلئے شرمندگی، ندامت، اخلاقی پستی، مذہب کی تباہی اور اذیت کا سبب بن کر ابھریں گے، انہوں نے افغانستان پر قبضہ نہ کرسکے لیکن نان کرسچن جمہوریت کی ڈمی حکومت قائم کرلی۔ لیکن یہ ملک انکی افواج کیلئے قبرستان اور انکے ممالک انکے ماتم کدے بنتا جارہا ہے۔ کیا یہ کردار حضرت عیسیٰ عیہ السلام کی امت کا ہے یا نمرود، فرعون کے پیروکاروں کا!۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

اس دنیا میں اور اس دنیا کے بعد یہ نام نہاد نان کرچین جمہوریت کے کردار، کونسا چہرہ لیکر پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ روح القدس علیہ السلام کے سامنے پیش ہونگے۔ کیا یہ اذیتناک وحشی کردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ضابطہ حیات، نظریات اور تعلیمات کا حصہ ہے۔ غور سے سن لو!۔ یہ بھیانک کردار ہرگز انکی امت کا نہیں ہے۔ یہ اس طیب اور روح القدس جیسی عظیم ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظام حیات اور کردار کو رسوا کرنیوالے ہیں۔ عیسائیت کے ماننے والوں کو سوچنا ہوگا کہ یہ مذہبی منافق کون ہیں، معصوم، بیگناہ مرد وزن کا قتال کرنے والے کون ہیں، یہ دنیا کا امن تباہ کرنے والے کون ہیں، یہ مذہب کے پیروکاروں کو رسوائے زمانہ کرنے والے کون ہیں۔ ان سے نجات کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔ افغانستان جیسے ملک کا کوئی بچہ، کوئی نوجوان یا بوڑھا انسان پنجروں میں بند ہونے اور انکی غیر انسانی اذیتوں کو برداشت کرنے اور سسک سسک کر مرنے کی بجائے وہ خودکش حملہ آوروں کی فوج میں شامل ہونا انکے پرخچے اڑانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ انکی لغت کے دہشت گرد، دورحاضر کے عظیم مجاہد انکا ڈٹ کر مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔ انسانی سوچ فطرت کے اصولوں کو بدل نہیں سکتی۔ افغانیوں نے کبھی کوئی جنگ ہاری نہیں اور امریکہ نے کبھی کوئی جنگ جیتی نہیں۔ افغانستان انکی افواج کا قبرستان اور امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک انکے ماتم کدہ بن چکے ہیں۔ وہاں کی عوام کو سوچنا ہوگا کہ وہ اپنی نسلوں کا قتال کس مقصد کیلئے کروا رہے ہیں۔ کیا وہ اس انسانی سانحہ کے وحشی کرداروں کو حکومت سے الگ کرکے، نیک دل اور مذہب پرست اہل بصیرت انسانوں کے سپرد نظام حکومت کرکے مذہبی راستہ پر چل نہیں سکتے تاکہ یہ دنیا دارالامن بن سکے۔

اسی طرح امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک کے حکمرانوں اور یو این او کے ممبران نے عراق پر الزامات عائد کیئے کہ وہ ملک ایٹم بم، نائٹروجن بم تیار کر رہا ہے۔ جن کی وجہ سے انہیں خطرہ لاحق ہے۔ اسکے لئے یو این او کی عدالت نے فیصلہ کیا اور اسلحہ سازی کے انسپکٹروں کی جماعت اسکی انسپکشن کے لئے عراق بھیجی۔ عراق کے خلاف ان الزامات کو مغربی میڈیا نے جنگ کی شکل دے دی۔ انسپکٹروں کی ٹیم نے چیکنگ کے بعد اپنی رپورٹ شائع کر دی کہ عراق میں نہ تو کوئی اس قسم کا مواد پایا گیا ہے اور نہ ہی کوئی اس قسم کا مہلک اسلحہ تیار کرنے والی کوئی مشینری پائی گئی ہے اور نہ ہی کسی کارخانے یا ادارے کا وجود پایا گیا ہے۔ جب وہ تمام الزامات بے بنیاد اور غلط ثابت ہوئے جنکی وجہ سے انہوں نے عراق پر سالہا سال سے انکی بنیادی ضروریات حیات اور ادویات تک کی تمام اشیا پر پابندی لگا رکھی تھی۔ انکا نان نفقہ بند کر رکھا تھا، جب ان برسراقتدار ممالک کے حکمرانوں کو پتہ چل گیا کہ انکے پاس کوئی مہلک اسلحہ نہیں، تو ان تمام حقائق کو پس پشت ڈال کر انہوں نے اس ملک کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ ان ترقی یافتہ ممالک نے ہر قسم کا جدید اسلحہ اور اپنی اپنی افواج اسکے گرد جمع کر لیں۔ اس ملک کے بے گناہ، معصوم، بچوں، بچیوں، مستورات، مرد و زن پر حملہ کر دیا۔ ان بین الاقوامی رہزنوں اور قاتلوں نے جدید، مہلک ڈیزی کٹر بموں اور میزائلوں کی بارش کر دی۔ انگنت انمول انسانی جانیں خاکستر اور مسخ کر کے رکھ دیں، انسانی اعضا فضاؤں میں بکھرتے رہے۔ انکے سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، عبادت گاہوں، پبلک پلیسوں خوراک کے گوداموں کو نیست و نابود کر دیا۔ انکی طاقت کو مفلوج کرنے کے بعد اس ملک پر قبضہ کرنے کیلیئے اپنی فوجیں اتار دیں۔ عراقی عوام ڈٹ گئے اور انکا بڑی جرات سے مقابلہ کرنا اور ان پر خودکش حملے کرنا شروع کر دیئے، امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک اس جنگ کے جانی نقصان اور نتائج کے بارے میں ورطہء حیرت میں گم ہو چکے ہیں۔ خودکش حملہ آور کسی راڈار میں نہیں آسکتے، دیکھتے جاؤ عراق کو فتح کرنے اور اس کا تیل پر قبضہ کرنے کی جنگ نے انکا اپنا تیل نکال دیا ہے۔ امریکہ اور ان اتحادی ممالک کی عوام کو سوچنا ہوگا، کہ یہ جنگی مجرم ہیں، یہ اس جنگ میں دونوں طرف سے انسانوں کے قتال کے جرم کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اگر ایک امریکی انسان اور سو عراقی انسان قتل ہوتا ہے اور جنگ لامتناہی عرصہ کیلیئے جاری ہو چکی ہو تو فتح کس کی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح افغانستان میں امریکہ اور مغربی اتحادی افواج کا جانی نقصان ہوتا جا رہا ہے اور مغرب کے بیگناہ انسانوں کا قتال اور ایشیا کے تمام ممالک میں انکا کاروبار سمٹتا جا رہا ہے، تمام دنیا میں انکی آمد و رفت بند ہوتی جا رہی ہے۔ یہ جنگ انکے لئے ایک انسانی جانی خطرہ بن چکا ہے۔ کب تک انکی عوام حالت جنگ میں رہی گی اور اپنی معاشی قوت تباہ کرتی رہے گی۔ یہ تمام عالمی قوتیں روس کی طرح بکھر کر رہ جائیں گی۔ مسلم امہ، روس، روسی بارہ ریاستیں، چین، جاپان، ہندوستان کو سوچنا انکی مجبوری بن چکا ہے۔ یہ تمام ممالک کبھی بھی یہ نہیں چاہتے کہ امریکہ انکے سر پر آ بیٹھے، امریکہ اور جنگ میں ملوث مغربی ممالک کیلئے یہ بین الاقوامی دہشت گردی بڑی مہنگی پڑ ے گی۔ یہ اقوام اور حکمران ایک لا متناہی سزا میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ عراقی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ وہی نمرودی ،فرعونی ظالم دجال ہیں، جنہوں نے جرمن قوم کو فتح کرنے کے بعد انکے آٹھ سال کے بچے سے لیکر ۸۰ سال کے بوڑھے تک انسانوں کا قتال کر دیا تھا۔ انکی مستورات کی بے حرمتی کی انتہا یہاں تک کر دی تھی کہ انکی چھاتیاں کاٹ دیں، انکی پیشاب گاہوں کو چیرتے رہے اور انکی عصمتوں کو لوٹتے رہے۔ یہ بد بخت وحشی درندے ہیں۔ عراقی انکی ظالمانہ فطرت سے اچھی طرح آشنا ہیں وہ انکے اس ظلم کو برداشت کرنے کی بجائے انکا مجاہدانہ مقابلہ کرنا بہت ہی بہتر جانتے اور سمجھتے ہیں۔ انکے لئے یہ جنگ ایک اہم عبادت سے کم نہیں۔ عراقی عوام عراق کو انکا قبرستان بنانے میں کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑیں گے۔ مجاہدین کے خودکش حملہ آوروں کا یہ مقابلہ نہیں کر سکتے یہ انکے بس کا روگ نہیں۔ درحقیقت یہ کرسچن عوام اور افواج بھی تو خالق کی پیاری مخلوق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیاری امت کے افراد ہیں، وہ بیجا انسانی قتال کا عمل پسند نہیں کرتے ہیں، یہ دجال نسل کا حکومتی ٹولہ پیغمبران کی امتوں کا ظالمانہ قتال جاری کئے ہوئے ہے۔ فطرت کا عمل جاری ہو چکا ہے، امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک کی افواج اور حکمران ٹولہ اور انکا ماسٹر مائینڈ طبقہ اس جنگ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

امریکی اور انکے اتحادی حملہ آور دجال، نہ یہ افغانستان سے بھاگ سکتے ہیں اور نہ ہی عراق سے، یہ یہاں بری طرح پھنس چکے ہیں، انکی معاشی اور معاشرتی قوت، تباہی کی منازل بڑی تیزی سے طے کر رہی ہے۔ امریکی اور دوسرے اتحادی ممالک کے عوام ان سے پوچھنے کے حقدار ہیں کہ انہوں نے یہ دونوں جنگیں کیوں شروع کیں، انہوں نے اپنی افواج کی قیمتی جانوں اور معیشت کی تباہی کا نقصان کن وجوہات کی بنا پر کیا۔ جو یہ دونوں جنگیں بری طرح ہار چکے ہیں۔ اسرائیل لبنان کی جنگ میں الجھ چکا ہے۔ کیا وہ کمزور اقوام اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے یورینیم اور تیل کے ذخائر پر قابض ہو چکے ہیں۔ یہ اپنے بے گناہ اور بے ضرر انسانوں کو وطن سے دور انکا قتال بھی کروا رہے ہیں اور انکی ضمیر کو بے گناہ، معصوم مرد و زن کے قتال کی ہولناک سزا میں مبتلا بھی کئے جا رہے ہیں۔ اے ترقی یافتہ ممالک کے ظالم، بے رحم حکمرانوں! یہ تو بتاؤ کہ تم دونوں طرف سے مخلوق خدا اور پیغمبران خدا کی امتوں کو کس جرم کی سزا میں انکا قتال کرواتے جا رہے ہو، امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک کے عوام ان سے پوچھنے کے حقدار ہیں کہ وہ ایسا ظالمانہ کردار کیوں ادا کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے انکی امت کے فرزند اور ان ملکوں میں بسنے والے عوام بھی یہ پوچھ سکتے ہیں۔ کیا یہ باطل، غاصب اور بیگناہ بنی نوع انسان کے قتال کا کردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور تعلیمات کا حصہ ہیں۔ ان بے سوجھت کرسچین جمہوریت کے سیاسی دانشوروں، مادہ پرست فرعونوں اور اقتدار پرست نمرودوں پر مشتمل چند حکمرانوں نے مشرق و مغرب کا امن تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ انکی ان غاصب، ظالم اور انسانیت کش پالیسیوں کی بنا پر مغربی ممالک کا کوئی فرد نہ مشرق میں نہ مغرب میں، نہ امریکہ میں نہ برطانیہ میں محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہ آگ پھیلتی اور انکے گھروں تک پہنچتی چلی جا رہی ہے۔ یہ آگ انکو جلد اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اگر ان تمام مظلوم ممالک کے عوام ایک جگہ اکٹھے ہو کر اور مل کر انکا مقابلہ شروع کر دیں تو انکے پاس انکا کوئی تدارک نہیں۔ انکی آمد و رفت اور نقل و حرکت امریکہ تک محدود ہو جائیگی۔ ایک فوجی بھی بچ کر واپس امریکہ نہیں جا سکتا۔ انکی بین الاقوامی اجارہ داری دنوں میں نہیں گھنٹوں میں ختم ہو سکتی ہے۔ انہوں نے دنیا کے امن کو آگ لگا رکھی ہے۔ انکی ایٹمی تنصیبات اور ایٹمی مواد، ان مظلوم دہشت گردوں سے بچ نہیں سکتا۔ انہوں نے اپنے اپنے ممالک میں پال رکھے ہیں۔ کمزور ممالک کو بھی ایسے میزائل تیار کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ انکے ایٹمی پلانٹوں کو سلگا دیں۔ جسکی تلافی ممکن ہو ہی نہیں سکتی۔ یاد رکھو اسکے بعد دنیا کی تاریخ لکھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

پاکستان کے ساتھ کیا بیت گئی۔مت بھولئے۔امریکہ کا ساتواں بحری بیڑہ مشرقی پاکستان کو بچانے کے لئے روانہ ہوا۔وہ ابھی تک نہیں پہنچا۔انہیں کی شہ اور خواہش کے مطابق مشرقی پاکستان ہندوستان کی فوجوں کی سنگینوں کی نوک پر الگ کیا گیا۔بھارت اور پاکستان کی عوام نان کرسچین جمہوریت کی آئیڈیالوجی کی زد میں ہے۔جو ٹڈی ڈل کی طرح آمرانہ،غلامانہ،محکومانہ،مجرمانہ طبقاتی کلچر،صدر،وزیراعظم ،گورنر،وزیراعلیٰ،سینئر وزیر،جونیئر وزیر،مشیر،افسر شاہی ،نوکر شاہی،منصف شاہی کی درجہ بندیوں کی اذیتوں کا شکار ہیں۔برہمن اور شودر،آقا اور غلام،افسر اور ماتحت،جرنیل اور بیٹ مین کا جابرانہ،ظالمانہ اور انسانیت کش توہین سوزی کا آمرانہ طبقاتی نظام اور سسٹم مسلط ہے۔معاشی اور معاشرتی اونچ نیچ کی تقسیم،شاہی تنخواہوں،بے پناہ سرکاری سہولتوں کا فرق ،اختیارات کی زنجیریں ایک دوسرے پر آمروں،بدترین غاصبوں کی تقرریاں پوری ملت کیلئے المیہ بن چکا ہے۔پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے میں یہی طاقتیں بری طرح حائل ہوتی رہیں۔جب کہ ایسا کرنے کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔کیونکہ ہندوستان نے ایٹمی دھماکہ کرلیا تھا۔پاکستان کا اپنی بقا کیلئے ایٹمی دھماکہ کرنا ازبس ضروری ہو چکا تھا ایف ١٦ کی سپلائی کی رقم وصول کرنے کے باوجود امریکہ نے انکی سپلائی مہیا نہ کی ،حکومت وقت کو ان حالات کی روشنی میں اپنے دوست دشمن کی پہچان کرلینی چاہیئے تھی۔لیکن پاکستانی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نان کرسچین جمہوریت اور امریکہ کے حکمرانوں کے ایجنٹ کی حثیت اختیار کر چکے ہیں۔پاکستان ایف ١٦ کی بہت بڑی سیاسی قیمت ادا کر چکا ہے۔یہ اس آڑ میں مسلم امہ کو تباہ وبرباد کئے جا رہے ہیں۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

کشمیر کا کیس ۱۹۴۸ء سے اسی یو این او کے ادارے میں التوا میں پڑا ہے۔ مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لئے رائے شماری اور دوسری قراردادوں کی منظوری یو این او کے نمائندوں نے ہی منظور کی تھی۔ کشمیر کا مسئلہ نپٹانے یا حل کرنے کی بجائے اتنی دیر یا اندھیر انہی کی منشا اور سیاست کا حصہ ہے۔ ہندوستان نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ مضبوط اور قائم رکھنے کے لئے اور استصواب رائے کو کچلنے کے لئے سات لاکھ فوج اس مشن کی تکمیل کے لئے کشمیر میں جھونک رکھی ہے۔ جو پچھلے اٹھاون سال سے ہر قسم کا ظلم، زیادتی، بھیانک وارداتوں کی مرتکب ہوتی چلی آ رہی ہے۔ کشمیری بچوں، بوڑھوں، طالب علموں، جوانوں کا قتل عام، بچوں اور عورتوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم کی خوفناک وارداتیں، گھروں کو مع اہل وعیال جلانے کے واقعات، گھروں، جیلوں، تھانوں، عقوبت خانوں میں کشمیریوں کو اذیتیں تکلیفیں دے کر بے پناہ تشدد سے گذار کر قتل کرنے کا عمل جاری ہے۔ اگر کوئی کشمیری مجاہد ان غاصبوں کی فوج کو نقصان پہنچائے تو یہ شور وغل واویلا مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ انکو دہشت گرد کا نام دیتے ہیں۔ اسی دہشت گردی کی آڑ میں ہندوستانی فوج کشمیر کے مسلمانوں کی نسل کشی کرتی چلی آ رہی ہے۔ دنیا کی یہ مہذب قومیں چپ سادھ کر بیٹھ گئیں۔ ہندوستان کا یہ غیر قانونی، غیر اخلاقی، غیر فطرتی جواز اور پروپیگنڈا دنیا کی کوئی مہذب قوم یا عوام ماننے کیلئے تیار نہیں، حق استصواب رائے کشمیریوں کا قانونی اور فطرتی حق ہے۔ اور یو این او کی قراردادیں موجود ہیں۔ دنیا کی کوئی مہذب قوم ان کے غیر منطقی موقف کو ماننے کو تیار نہیں۔ ہندوستان کسی فورم، کورٹ اور ٹیبل پر بیٹھ کر اس جھوٹے، غلط باطل اور بے بنیاد موقف کا سامنا نہیں کر سکتا۔ اسکی عوام کو انکا احتساب از خود کرنا ہوگا، اب پاکستان اور بھارت دوایٹمی قوتیں ہیں، اگر جنگ چھڑ گئی تو اس دھرتی کی تاریخ لکھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ کشمیر کشمیری مسلمانوں کا ملک ہے۔ دینی لحاظ سے یہ پاکستان کے بھائی ہیں اور پاکستان کی جان ہے۔ ہندوستان کے سیاستدانوں کی سمجھ میں یہ بات آ جانی چاہے۔ کہ کشمیریوں پر جبر، ظلم، قتال اور جنگ اس کا حل نہیں ہے۔ انہوں نے پاکستان کے ساتھ اس سلسلہ میں دو جنگیں لڑیں۔ کشمیری مجاہدین آج بھی آزادی کی جنگ بڑی جرات، حوصلہ، اور دین کی روشنی میں لڑ رہے ہیں۔ یہی جنگ انکی معاشی اور معاشرتی تباہی کا ذریعہ بن چکی ہے۔ حکمران اور عوام اس جنگ کو جاری رکھنے کیلئے متفق نہیں ہیں۔ بھارت کے حکمران اب اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ جنگ جاری رکھنے سے روس کی طرح انکی معیشت جنگ کی نظر ہوتی جائیگی اور تمام صوبے آزاد ہو جائیں گے۔ وہ خودکش حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب کشمیر کی آگ خودکش حملہ آوروں کی شکل میں پورے بھارت میں پھیلنا انکے ظالمانہ عمل کا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ اس قتل وغارت کو روکنا اور اس مسئلہ کو حل کرنا دونوں ملکوں کی عوام کیلئے بہتر ہوگا، ورنہ افرادی قوت، معاشی طاقت متواتر ومسلسل تباہ ہوتی جائیگی۔

۳۱۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم اور مژدہ سنا کر شان جلالی اور جمالی میں عملی طور پر گزرنے کی سعادت عطا فرما رکھی ہے۔ بھارت کی فوج ان مجاہدین سے اس علاقے سے بچ کر نکل ہی نہیں سکتی۔ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ بھارت اور پاکستان کے لیڈران ہوش سے کام لیں۔ اب دونوں ملک ایٹمی طاقت بن چکے ہیں۔ اب فوج کی برتری اور اسلحہ کی برتری ختم ہو چکی ہے۔ دونوں ملکوں کے حکمرانوں کیلئے یہی بہتر ہے کہ دونوں ممالک یو این او کی قرارداد کے مطابق اس مسئلہ کا مناسب حل تلاش کر لیں۔ ورنہ ایٹمی جنگ یہ روک نہیں سکتے۔

۳۲۔ ہندوؤں کا بنیادی نظریہ براہمن اور شودر کی بنیاد پر مشتمل ہے۔ انکی اپنی گوتیں خاص کر شودر انکے علاوہ سکھ، عیسائی، پارسی اور مسلمانوں پر مشتمل کئی اقوام اس میں بستی ہیں۔ ہر قوم براہمن ازم کا شکار اور انکے رویہ سے نالاں ہے۔ کئی اقوام خاص کر سکھ قوم آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ انکے ممالک میں براہمنی نظام کی بالادستی قائم ہے۔ یہ تمام واقعات اور حالات اس بات کے شواہد ہیں کہ بھارت کی جنتا نظریاتی طور پر مختلف نظریات کا مجموعہ ہے۔ یہ نظریاتی اختلافات ان کے مقدر کا حصہ ہیں جو انکی بقا کی تباہی کا باعث ہیں۔ بھارت کے عوام، اقوام، سیاستدان، حکمران ان حالات اور حقائق سے دو چار ہیں اور اسکے علاوہ وہ اس بات سے بھی اچھی طرح آشنا ہے کہ بھارت کشمیر پر جارحیت کا مرتکب ہے۔ کشمیر کے مسئلہ پر مزید ہٹ دھرمی اور جنگ مسلط رکھنا ان دونوں ممالک میں کسی بھی ملک یا قوم کیلئے بہتر نہیں ہوگا۔ تیسری جنگ آخری جنگ ہوگی۔ ایٹم بموں کا ٹکراؤ ہوگا۔ اس جنگ کے بعد اسکی تاریخ لکھنے والا کوئی نہیں بچے گا۔ پاکستان اور بھارت کے عوام، سیاستدان، حکمران اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اب حقائق کو مزید الجھایا یا جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

۳۳۔ ویسے بھی وہ کشمیریوں کے جذبہ حریت سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہیں۔ ہندو سیاستدانوں، حکمرانوں، اور عوام کے قواء اس طویل جنگ کی وجہ سے بری طرح مضمحل ہو چکے ہیں۔ وہ بہتر جانتے ہیں کہ مسلمان ختم نہیں ہو سکتے۔ پاکستان سے دو گنا بڑا پاکستان ہندوستان کے اندر موجود ہے۔ اس کے علاوہ سکھ، ڈوگرہ، عیسائی، پارسی، بدھ مت وغیرہ اور ان کے تمام صوبے اور تمام اقوام ہندوؤں کی تنگ نظری، ذات پات کی تقسیم، خودغرضی، ناانصافی، نفرت، حقارت جیسی اذیت ناک زیادتیوں، براہمن اور شودر کی تقسیم اور براہمنوں کی بھارت پر سرکاری بالادستی جس سے ڈوگرہ، سکھ، عیسائی، پارسی بدھی، جینی، مسلمان شودر کی زندگی گذارنے سے پہلے ہی تنگ آ چکے ہیں۔ اتنے نظریاتی فرقے کیسے قائم رہ سکتے ہیں۔ اسلام کا دامن وسیع و عریض ہے جس میں یہ سما سکتے ہیں۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۳۴۔ پاکستان اور بھارت کی دو جنگیں کشمیر کے مسئلہ کے حل کیلئے پہلے ہی لڑی جا چکی ہیں، دونوں ممالک اور کشمیری عوام کیلئے یہ مسئلہ عبرت کدہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ بھارت کے متواتر و مسلسل ظلم، زیادتی، نا انصافی، قتل و غارت، دہشت گردی نے انکی، رسوائی، اور ندامت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ ذی شعور اہل ہند بھی اپنے سیاست دانوں کی اس ہٹ دھرمی سے نالاں ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر نہ تو ان کا موقف درست ہے نہ کوئی جواز۔ پچھلے چھیاسٹھ سالوں کے طویل عرصہ میں نہ وہ کشمیریوں کے جذبہ حریت کی آگ کو بجھا سکے۔ اور نہ ہی دبا سکے ہیں۔ بھارت کے سیاستدان و حکمران ان ممالک میں بسنے والے انسانوں کے درمیان نفرت و نفاق کی چتا جلاتے اور جنگ کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں، اب دونوں ملک ایٹمی طاقت بن چکے ہیں اور طاقت کا توازن ایک جیسا ہو چکا ہے۔ اگر اب بھی یہ حکمران اس مسئلہ کو حل کرنے میں کوئی کوتاہی کرتے یا روکاوٹ بنتے ہیں، تو کشمیری عوام اپنی بقا کی جنگ لڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ خود کش حملہ آوروں کی تعداد بڑھے گی۔ پہلے کی طرح اگر بھارت کوئی اور محاذ کھولتا ہے تو ان کیلئے اسکے ردعمل کی ذمہ داری اٹھانے کی سکت نہیں ہے۔ استصواب رائے کا حق انکو یو این او نے دے رکھا ہے۔ اور یہی اس مسئلہ کا حل ہے۔ دنیا میں امن کا راستہ اختیار کرو، انسانی نسل کو مکمل تباہی سے بچاؤ۔ اس میں سب کا بھلا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرماویں امین۔

۳۵۔ اے مغربی تہذیب کے دانشورو اور پاکستان کے سیاستدانوں حکمرانوں اب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ! اس نان کرسچین جمہوریت کے نظریات جنہوں نے تمام انبیاء علیہ السلام کے نظریات اور انکی تعلیمات کو ایک دجال کی طرح نگل لیا ہے، امن چاہتے ہو تو پیغمبران کے نظریات، انکی تعلیمات، انکے کردار کی خوشبو میں ڈھل جاؤ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تمہاری طرح تو یہ افواج، جدید اسلحہ، قارون کا خزانہ، ایٹم بم، نائٹروجن بم، تمہاری تمام جدید ترقی، تمہارے تمام مال و اسباب، تمہارے تمام عشرت کدے، تمہاری بین الاقوامی یو این او کی انصاف مہیا کرنے والی عظیم عدالت تو انکے پاس نہ تھی، ان تمام اسباب و واقعات کے نہ ہونے کے باوجود انہوں نے تین کروڑ سے زائد انسانوں کے دلوں میں مذہب کے نظریات اور تعلیمات کی روحانی قندیلیں روشن کیں جو آج بھی بنی نوع انسان کو اپنی طرف کھینچتی چلی آ رہی ہیں۔ لیکن یہ کیسے پیروکار اور انکے امتی ہیں جنہوں نے عظیم پیغمبر خدا کا تشخص اقوام عالم میں ایسا پیش کیا ہے، جس سے غیر مذہبی اقوام، غیر مذہبی نظریات سے منسلک عوام، سوشلسٹ، کیمونسٹ بلاک کے لوگ، ہندوازم، بدھ ازم اور دوسرے مختلف نظریات سے منسلک عوام انکے ظالمانہ کردار، انکے غاصبانہ طور طریقے، انکے باطل نظام حیات، انکے انسانیت سوز اعمال، انکے ازدواجی زندگی کے پاکیزہ، طیب اور منزہ ضابطہ حیات کو پاش پاش کرنے، ناجائز بچے پیدا کرنے، روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے جسد کو کوڑھ، ناسور اور کینسر بن کر چمٹ چکے ہیں۔ انہوں نے ایک دجال کی طرح پیغمبر خدا کی الہامی تعلیمات کو سرکاری سرفرازی سے محروم کر رکھا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ انکے سیاستدانوں نے خود ساختہ نان کرسچن جمہوریت کی بالادستی انکی امت پر سرکاری سطح پر مسلط کر کے مذہب کی تعلیمات اور طرز حیات کو اسمبلیوں کے ذریعے کچل کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے ہتھیاروں کی فروخت کے ذریعہ تمام غیر ترقی یافتہ ملکوں کی عوام کے وسائل، دولت اور خزانے لوٹتے اور خالی کرتے رہتے ہیں۔ دولت کے انبار انکی زر پرستی کی خواہشات کی چتا کو بجھا نہ سکے۔ انہوں نے انسانوں کو فرقتیں تقسیم کی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بے سروسامانی کی ملکیت کے مالک تھے۔ انکے پاس الہامی، روحانی اور آسمانی تعلیمات کا خزانہ تھا۔ وہ تو مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھتے تھے۔ وہ تو اعتدال و مساوات کا سبق دیتے تھے۔ وہ تو اخوت و محبت کی شمع دلوں میں منور کرتے تھے۔ وہ تو مخلوق خدا میں ادب و خدمت کے دیپ جلاتے تھے۔ وہ تو عفو درگذر کے وارث تھے وہ تو بے سروسامان کی زندگی کو رب جہاں کا ایک حسین تحفہ تسلیم کرتے تھے، وہ ایمان اور یقین کے راستہ بتاتے تھے۔ وہ تو خیر و بھلائی کی خیرات تقسیم کرتے تھے، وہ تو بھولے بھٹکوں کو راہ راست دکھاتے تھے وہ تو بنی نوع انسان کو ازدواجی زندگی کا طیب راہ دکھاتے تھے۔ وہ تو انسانوں کو شرم وحیا کی روشنیاں عطا کرتے تھے۔ وہ تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ وہ تو بیماروں کا علاج کرتے تھے۔ وہ تو انسانی زخموں پر مرہم لگاتے تھے، وہ تو عدل وانصاف کو قائم کرتے تھے۔ وہ تو دنیا میں فقر اور رہبانیت کے گلستان تیار کرتے تھے، وہ تو مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ وہ تو انسانوں کو دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتے تھے۔ وہ تو انسانیت کے پرستار اور امن کے دیوتا تھے، انکی تعلیمات آفاقی، انکا کردار آفاقی، انکے نظریات آفاقی، وہ تو امریکہ یا برطانیہ کے پیغمبر ہی نہ تھے۔ مادی خوشحالی اور دنیاوی سہولتیں، اس جہان کی ہر چیز ہر محروم کی امانتیں ہیں۔ اس مذہب کے نظام کو ترک کرنے والا اور دنیا بھر کے انسانوں کے حقوق کو غصب کرنے والا، ان امانتوں کو نگلنے والا، دنیا کے امن کو تباہ کرنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یا محمد الرسول اللہ ﷺ کا امتی یا پیروکار کیسے بن سکتا ہے، یہ تمام مال و اسباب دنیا میں بسنے والے ان غریب انسانوں، غریب ممالک کی پاکیزہ امانتیں ہیں۔ کسی فرد، کسی طبقہ کسی ملک کو انکو جمع کرنے، دوسروں سے انکے وسائل، دولت، ضروریات حیات چھیننے کا حق حاصل نہیں ہے۔

اے اہل مغرب سوچو تو! ذرا غور تو کر لو! کیا تمہارے چند سیاستدانوں اور حکمرانوں نے روح القدس کی تعلیمات، انکے نظریات، انکے کردار کی سرکاری سطح پر بالا دستی ختم کر کے عیسائیت کو فروغ دے رہے ہیں یا اپنی تیار کردہ نان کرسچین جمہوریت کی باطل تعلیمات، انکے غاصب نظریات اور ان سے تیار کئے ہوئے ظالم کرداروں کو فروغ دیکر دنیا میں پیغمبر خدا کی الہامی تعلیمات اور نظریات سے منور کی ہوئی شمع فروزاں کو بجھاتے جا رہے ہیں، کیا وہ بی بی مریم پاک کی شرم وحیا جیسے پاکیزہ کردار، عفت وعصمت جیسی مطہرہ صفات کے تقدس کی زندگی کو مخلوط معاشرے کے ذریعے مسخ کرتے نہیں جا رہے۔ کیا تمہارے حکمرانوں کا نان کرسچین جمہوریت کا نظام حکومت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران اور خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ازدواجی زندگی کے کلچر کو نگل نہیں چکا۔ کیا نان کرسچین جمہوریت کے ضابطہ حیات نے بین الاقوامی سطح پر پیغمبران کے عدل وانصاف، اخوت ومحبت، خدمت خلق اور اعتدال ومساوات کے الہامی اصولوں کو کچل کر رکھ نہیں دیا۔ کیا جمہوریت نے مذہبی نظریات کے فطرتی ضابطہ حیات کو دنیا میں نایاب نہیں بنا دیا۔ کیا مغربی حکمرانوں نے بنی نوع انسان سے ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کا الہامی، روحانی کردار اسی نان کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالا دستی سے تمام پیغمبران کی امتوں سے الگ نہیں کر دیا۔ فیصلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو کرنا ہوگا۔ انکے بشپ اور پادری اسکا جواب دیں۔ یا اللہ ان پر رحم فرما، انکو بی بی مریم پاک کی عصمت وعفت کی چادر اور ازدواجی زندگی کے نظام حیات کو تحفظ فراہم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ انکو اور تمام پیغمبران خدا کی امتوں کو سیدھا راستہ دکھا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو پوری انسانیت کیلئے باعث رحمت بنا۔ انکو انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بنا۔ امین۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۳۸۔ آخری نبی الزماں کی امت کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ تمام اہل کتاب امتوں، تمام بنی نوع انسان کو قرآن حکیم کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اسکے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کی روشنی کو عام کریں، انکو اسلامی، الہامی شورائی طرز جمہوریت اور سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ نان کرسچین جمہوریت کے تضاد سے آگاہ کریں۔ پیغمبران خدا کی تمام امتوں کو نمرود، فرعون، یزید کی طرز حیات اور حضرت ابرہیم خلیل اللہ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت محمد الرسول للہ رحمت اللعالمین ﷺ کی طرز حیات کے نظام حیات سے انکی امتوں کو روشناس کروائیں، اللہ تعالیٰ کے کلام کو زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف قرآن شریف، پیغمبران کے کلام کو حدیث شریف، بزرگان مذاہب کے کلام کو ملفوظات اور عوامی دانشوروں کے کلام کو اقوال، مذہب پرست امتوں پر دانشوروں کے کلام کی بالادستی مسلط کرنا، سیاسی دانشوروں کے ضابطوں کو اللہ تعالیٰ کے ضابطوں پر فوقیت دینا انکو سرکاری سطح پر منسوخ کرنا، نان کرسچین جمہوریت کو اسلامی طرز جمہوریت پر نافذ العمل کرنا، مذاہب کے نظریات کو بتدریج ختم کرنا یہ تمام امتوں اور انکی آنیوالی نسلوں کو مذہب کی تعلیمات اور طرز حیات سے محرومی اور دوری کے اسباب ہیں۔ مسلم امہ کو دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا، اسکے اسلامی جمہوری نظام، طریقہ کار سے تمام پیغمبران کی امتوں اور تمام نظریات، عقائد پر مشتمل دنیا بھر کے عوام کو آگاہ کرنا اور اسکے اصول وضوابط سے آشنا کرنا اور اسکی بنی نوع انسان کیلئے آفادیت کی وضاحت کرنا مسلم امہ کی بنیادی ذمہ داری تھی اور ہے۔

۳۹۔ نان کرسچین ڈیموکریسی سیاسی دانشوروں کا تیار کردہ نظام حکومت ہے جس کے تحت چند ملکی غاصب، مال وزر، جاگیروں، کارخانوں ملکی وسائل لوٹنے والے اور سیاسی گٹھ جوڑ کے وارث ہی حصہ لے سکتے ہیں باقی تمام عوام انکے ووٹر کی حثیت رکھتے ہیں، یہ طبقاتی نظام انہوں نے تمام دنیا کے مما لک پر مسلط کر رکھا ہے۔ ہر حلقہ سے سیاسی جماعتوں کے ورکر یا آزاد امیدوار الیکشن میں حصہ لیتے اور ان میں سے ہی کسی ایک کا بذریعہ الیکشن جس کے ووٹ سب سے زیادہ ہوتے ہیں، اسکو ممبر تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری تمام جماعتوں کے ووٹ اس جیتنے والے امیدوار سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں، وہ کیسے اس حلقہ کا نمائندہ بن سکتا یا کہلا سکتا ہے۔ اسلامی جمہوری نظام کے مطابق کوئی فرد سلیکشن کیلئے اپنا نام پیش نہیں کر سکتا۔ عوام از خود پانچ سے لیکر دس ہزار کے حلقہ انتخاب کے تمام عوام میں سے کسی بھی دینی خوبیوں کے وارث امانت ودیانت، اخوت ومحبت، اعتدال ومساوات، خدمت وادب، عدل وانصاف اور حسن خلق کے پیکر اور حکومتی منصب کے اہل فرد کو اپنے حلقہ سے اسلامی جمہوریت کے ممبران کا چناؤ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی سیاسی جماعت نہیں ہوتی۔ اس نظام حکومت میں خدائی احکام کے مطابق صرف نیک، صالح، باکردار فرد اور اہل اہلیت افراد کو حلقہ انتخاب سے منتخب کیا جاتا ہے۔

مسلم امہ کی نسلوں کو جمہوریت کا کینسر چمٹ چکا ہے

۴۰۔ نان کرسچین جمہوریت کے نظام حکومت کے مطابق سیاسی جماعتیں اپنا اپنا منشور عوام کے سامنے پیش کرتی ہیں، اسکے مطابق اپنے ہم خیال افراد کو کرسچین جمہوریت کے اسمبلیوں کے الیکشن کیلئے کھڑا کرتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند قدوس نے آسمانوں کی بادشاہت کی نوید دی۔ انکے پاس اپنی شریعت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی الزمان کو جب اس دنیا میں بھیجا تو انکے ذریعہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے اور شورائی نظام جمہور کو رائج کرنے کا ضابطہ عطا کیا۔ جو پوری انسانیت کی فلاح کا ضامن ہے۔ اسکے تحت ہر حلقہ کے عوام دین کی روشنی میں اعلیٰ کردار عمدہ اخلاق بہترین اوصاف، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت سے سرشار اسلامی جمہوریت کے ممبران کا انتخاب اپنے اپنے حلقہ سے کرتے ہیں جو فریضہ منصبی کے اہل ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ بنی نوع انسان کو بے ضرر منفعت بخش افراد پر مشتمل شورائی قیادت ملت کو میسر آتی ہے، جنکے سپرد کاروبار مملکت کیا جاتا ہے، یہ خیر کو پھیلانے شر کو ختم، عدل وانصاف کو قائم کرنے اور دنیا کو امن کا گہوارا بنانے کی منزل پر ملت کو گامزن کر دیتے ہیں، وہ ملی خزانہ سے ایک عام فرد کے مطابق ضروریات حیات کو حاصل کرتے ہیں۔

۴۱۔ نان کرسچین جمہوریت کے سیاسی لیڈران اپنے حلقہ میں ایسے سیاسی ممبران کھڑا کرتے ہیں جنکی مالی پوزیشن مضبوط وہ لاکھوں، کروڑوں روپوں کے الیکشن کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اس طرح الیکشنوں میں حصہ لینے والے دنیا بھر کے ممالک کا ایک مخصوص مال وزر کے مالک فرعونی طبقہ کے لوگ اس سیاسی کھیل میں شامل ہوتے ہیں، پاکستان میں انکی تعداد تقریباً چھ سات ہزار افراد پر مشتمل ہے، وہ حکمران اور ملت انکی غلام قیدی بن جاتی ہے۔ یہ طبقہ جاگیردار، سرمایہ دار، سمگلر، راشی، کمیشن خور، زمین مافیہ بھتہ خور، اور اغوا برائے تاوان کے مجرموں پر مشتمل ہے۔ انکے دانش وبرہان اور ان کی اعلیٰ اہلیت کے اوصاف انکی بڑی بڑی جاگیریں شوگر ملیں فلور ملیں رائس ملیں سیمنٹ فیکٹریاں لوہے کے کارخانے کپڑے کے کارخانے ملکی تجارت، امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ، بنکوں کی ملکیت، ملک کے اندر پھیلے ہوئے تمام رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی پیلسز، بیرون ممالک سرے محلوں کے علاوہ جدید ماڈلوں کی قیمتی گاڑیاں، کم وبیش ۱۸ کروڑ عوام کے ملکی وسائل، دولت اور خزانہ انکی ملکیتیں۔ ان چند جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے والا، اعتدال ومساوات کو کچلنے اور عدل وانصاف کو روندنے والا، انکا انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام انکی حکمرانی کا راز اور ۱۸ کروڑ عوام کو مجبور اور محکوم بنانے کا عمل ملک وملت پر مسلط ہے جو ملت کے افراد کا نصیب بن چکا ہے۔ انہوں نے اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کو ترک کر کے نان کرسچین جمہوریت کے بے دین نظام کو مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان پر مسلط کر کے انکا دین اور دنیا لوٹے جا رہے ہیں۔ ملک کے تمام ایچی سن کالج انکے، دنیا کی تمام آکسفورڈ یونیورسٹیاں، اکیڈمیاں انکی، تمام اعلیٰ ملکی، غیر ملکی طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے انکے جو انگریزی زبان کے دانشور، سکالر، حکمران اور حکومتی مشینری کو چلانے والی اعلیٰ نسل کی فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا حکمران طبقہ تیار کرتے ہیں۔ اردو میڈیم تعلیمی اداروں کے فارغ البال جو نہ انکی طرح انگلش زبان بول سکتے ہیں، نہ لکھ سکتے ہیں، نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ستر فیصد دیہاتی آبادی کے پاس نہ کوئی انگلش میڈیم ادارہ، نہ کوئی کالج، نہ کوئی سروس اکیڈمی اور نہ ہی کوئی زرعی یونیورسٹی، ملک میں انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی نے تمام اہل وطن کو آنکھوں، کانوں، زبان اور دل ودماغ سے محروم کر رکھا ہے۔

۴۲۔ ان کسانوں کے پاس آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہوا، زرعی تعلیمی نظام، جسکے ذریعہ انکے کسب زراعت کے ماہر سپوت تیار ہوتے ہیں، جنکا تعلق کسی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے یا کسی ایچی سن کالج اور نہ ہی کسی آکسفورڈ یونیورسٹی سے ہوتا ہے۔ نظام زراعت کو فطرت کے اصولوں کے مطابق بڑے احسن طریقہ سے چلاتے چلے آرہے ہیں۔ زراعت کے وزیروں اور انکے تعلیم یافتہ سیکٹریوں کو نہ بیجوں کی پہچان، نہ انکے ناموں سے آشنائی، نہ زمین کی تیاری کا پتہ، نہ یہ پتہ کہ بیج نمی والی زمین میں بونا ہے یا بیج ڈال کر پانی لگانا ہے۔ نہ انکو کسان کی محنت اور مشقت سے آشنائی نہ اسکی اہمیت سے آگاہی، کھانے کیلئے گندم چاول مکئی باجرہ، ہر قسم کی دالیں چنے، مرچ مصالحے، دودھ کی نہریں، ہر قسم کا جانوروں کا گوشت، ان کے چمڑے کے جوتے، ہر قسم کی سبزی، ہر قسم کا پھل، ہر قسم کے میوہ جات، ہر قسم کی لکڑی، افواج پاکستان میں ننانوے فیصد سپاہی جس میں کسی اعلیٰ طبقہ کا کوئی فرد نہیں ہوتا، جنگ کی اگلی صفوں پر ملک کی پاسبانی اور سرحدوں کے محافظ کے فرائض ادا کرتے ہیں، پولیس میں سپاہی سرکاری دفاتر میں اردلی بیٹ مین مالی چوکیدار سڑکوں پر بیلدار، گن مین، کک، دھوبی، خانسامے، لائن مین، ڈرائیور اور زمین سے پیداوار حاصل کرنے والے ملک کے ستر فیصد دیہاتوں میں بسنے والے، محنت کش، ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی اور فطرت کا شاہکار عظیم کسان۔

۴۳۔ شہروں میں بسنے والے انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس ملک کے تمام شعبوں کے بہترین دانشور اور سکالر جو بھٹوں میں ایک انجینئر کی طرح مٹی سے اینٹیں تیار کرتے بھٹوں میں ایک خاص ترتیب سے بڑی ہنرمندی سے لگاتے، انکو آگ سے پکاتے، انکا بھٹوں سے نکاس کرتے، انکو کارخانوں اور شاہی محلوں تک پہنچانے کا فرض ادا کرتے چلے آرہے ہیں، وہ نہ تو کسی انگلش میڈیم سکول، کالج، یونیورسٹی یا مغربی جمہوریت کے کسی دانش کدہ یا کسی سروس اکیڈمی سے انکا نہ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ نہ وہ افسر شاہی یا منصف شاہی کے ممبر ہوتے ہیں۔ نہ ہی انکے کسی عہدے کی شاہی تنخواہوں، سرکاری سہولتوں سے انکا کوئی تعلق ہوتا ہے۔ وہ تو اپنے فن کے لاجواب شاہکار، محنت و مشقت کے فن کے بہترین گوہر نایاب، ملک و ملت کا بہترین سرمایہ، اعتدال و مساوات کے نظام کے مجروح، عدل و انصاف کے حقوق سے محروم، قلیل ضروریات کے وارث، غربت تنگ دستی اور بیماری کی حالت میں بے بسی اور انسانیت سوزی کا مجسمہ بنے ہوتے ہیں۔ ان عظیم سپوتوں کو سلام۔ اسی طرح مزدور، محنت کش، ہنرمند جو لوہے کو تیار کرنے کے لاجواب عملی بنیادی انجینئر ہوتے ہیں، وہ لوہے کے کارخانوں میں لوہا پگھلاتے، وہ آگ اگلتی بھٹیوں کا سامنا کرتے، سریا تیار کرتے، کٹائی کرتے، لوڈ ان لوڈ کرتے اور منزل مقصود تک پہنچانے کا فرض ادا کرتے چلے آرہے ہیں، وہ صنعت کے وزیروں اور سیکٹریوں کے عہدوں پر فائز تو نہیں ہوتے، وہ نان کرپشن جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی نظام کے کسی سکول، کالج، یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تو نہیں ہوتے لیکن نظام صنعت کی ریڑھ کی ہڈی اور اپنے فن کے شاہکار ہوتے ہیں۔ وہ آگ سے کھیلتے ہیں، آگ کی تپش کی اذیتوں کو برداشت کر کے خام لوہے کو ایک خاص ڈگری تک پگھلاتے اور لوہے کو سریا کی شکل دیتے ہیں۔

یہ نان کرسچین جمہوریت کے نظام کا کیسا شکنجہ ہے کہ جو جاگیردار اور سرمایہ دار، سمگلر، راشی، کمیشن خور، زمین مافیہ کے غاصب اسمبلیوں میں پہنچ کر وزارتوں، سیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکان کے تین روپ بن کر ابھرتے ہیں۔ یہ ملک کا خزانہ وسائل اور سرکاری سہولتوں سے عیش وعشرت لوٹتے اور ملکی دولت کو اپنی ملکیتوں میں بدلنے کا عمل جاری کر لیتے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے حقوق غصب کرتے، انکی محنت کی کمائی کو چھینتے اور انکو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اب آیئے سیمنٹ کے کارخانوں کے مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں کے کردار کا اختصاری جائزہ لیں، سیمنٹ کے کارخانوں کیلیئے پتھر کاٹنا، کرش بنانا، انکو پیس کر سیمنٹ کا پاؤڈر تیار کرنا، کیمیکل سے گذارنا، سیمنٹ کے بیگ بھرنے کا فریضہ ادا کرنا ان عظیم مزدورں، محنت کشوں، ہنر مندوں کا عملی کردار ہے، انگریزی زبان کے نابلد، انکے تعلیمی اداروں سے بے نیاز، نہ وزیر، نہ مشیر، نہ وزیر اعلیٰ نہ گورنر، نہ وزیر اعظم نہ صدر پاکستان، نہ سیکٹری، نہ سی ایس پی، نہ جج نہ بار ایٹ لا، نہ غاصب مالک ہوتے ہیں۔ وہ عملی زندگی کے مثالی پختہ انجینیئر جو چٹانوں کو پھاڑتے، توڑتے، بجری بناتے اور سیمنٹ تیار کرنے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، پلوں، ائیر پورٹوں، بندرگاہوں، سڑکوں، پریذیڈنٹ ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، وزیر ہاؤسز، مشیر ہاؤسز، سندھ ہاؤسز، بلوچستان ہوسز، فرنٹیر ہاؤسز، پنجاب ہاؤسز، کشمیر ہاؤسز، چیف سیکٹری ہاؤسز، سیکٹری ہاؤسز، اسمبلی ہالز ہاؤسز کینوینشن ہالز، اعلیٰ سرکاری عمارتوں کے علاوہ انکے ملک میں پھیلے ہوئے رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی پیلسز، بنی گالا ہاؤسز اور بیرون ممالک سرے محلوں کی تعداد کون گن سکتا ہے۔ جن میں ان مزدوروں، محنت کشوں اور ہنر مندوں کا خون جگر شامل ہوتا ہے۔

لیکن بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ ستر فیصد کسان ضروریات حیات مہیا کرتے، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں کو خام مال مہیا کرتے اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش ہنر منداورعوام ان فیکٹریوں ملوں کارخانوں کو تیار کرتے، جو اینٹیں بناتے، سنگ مرمر کو کاٹتے تراشتے ٹیلیں بناتے، بجری بناتے، سریا تیار کرتے، ایلمونیم کے دروازے کھڑکیاں بناتے، شیشہ تیار کرتے، سیمنٹ مہیا کرتے، بلڈنگیں بناتے محل تیار کرتے ملک بھر میں سڑکیں بچھاتے، ائیر پورٹ بناتے، بندرگاہیں تیار کرتے، ملک کے تمام ترقی کے دروازے یہی محروم طبقہ کھولتا اور انکو احسن طریقہ سے چلاتا اور اعلیٰ اقسام کی پروڈکشن مہیا کرتا چلا آرہا ہے۔ کسان مزدور، محنت کش، ہنر مند طبقے ان غاصب مالکان کے ایک بدترین غلامِ ایک قیدی کی طرح مجبور، ایک محکوم کی طرح مظلوم اور سرکاری محکموں میں جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ پر مشتمل سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ہر جائز و ناجائز احکام کو بجالانے کے پابند، انکی مسلط کی ہوئی نان کرچین جمہوریت کے غیر دینی نظام کی اطاعت کے پابند، ان آمروں، بادشاہوں کے طبقاتی نظام حکومت کے پابند، انکی فرماں برداری اور اطاعت کے پابند، یہ کیسا نظام حکومت ہے جس کی حکمرانی ان چند جاگیردار اور سرمایہ دار، سرکاری عہدیدار آمروں کے قبضہ میں ہے اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو یہ مجرم یرغمال بنائے بیٹھے ہیں۔ ملک کی ملکیت کو عوام الناس سے چھین چکے ہیں۔ پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا ساجھا گھر ہے۔ تمام جاگیریں، ملیں فیکٹریاں کارخانے، ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی خزانہ اور ملکی زرمبادلہ ان سب کی ساجھی ملکیت ہیں۔ اگر یہ نہیں مانتے تو ایک دن بجلی بند کردو، گیس بند کردو، ٹیلیفون بند کر دو، پٹرول پمپ بند کر دو، گاڑیاں بند کردو، ٹریفک جام کردو، ملیں بند کردو، انکا نظام حیات ایک دن کیلئے روک دو، کھانا پکانا بند کردو، ملک کے تمام ذرائع آمد ورفت کا نظام جام کردو۔ انکو شاہی ایوانوں، شاہی محلوں میں بند کردو، ان کا کنٹرول خود سنبھال لو، انکو اعتدال و مساوات کا سبق سکھاؤ، انکو عدل و انصاف کا راستہ دکھاؤ، انکو ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے برابر اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا نظام مہیا کردو، انکے گھر کے ممبران کے مطابق انکا حصہ مہیا کردو، ایک اہل ایمان کی طرح انکے حقوق اور انکی زندگی کا پورا پورا تحفظ فراہم کردو، انکو ہر خطا معاف کردو، مکہ کی فتح کی طرح ہر کس و ناقص کو عام معافی دیکر ان کا حق ادا کردو۔ انکو قرآن حکیم کے مطابق اعتدال و مساوار او عدل و انصاف کا جام پلا دو انکی اصلاح ہو جائیگی۔

ایک طرف تو نان کرسچین جمہوریت کے نظام حکومت میں انہوں نے ملک وملت کے وسائل دولت مال وزر اور خزانہ لوٹنے کا گھناؤنا عمل جاری کر رکھا ہے۔ دوسری طرف انہوں نے ملک وملت پر نان کرسچین جمہوریت کی روشنی میں اپنی انتظامیہ اور عدلیہ کو تیار کرنے والے شاہی اخراجات پر مشتمل طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی نصاب، شاہی فیسوں، شاہی لوازمات والے طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے جن کے ذریعے وہ اپنی نسلوں کی تعلیم وتربیت کرتے حکمران پیدا کرتے، نظام حکومت چلاتے اور دین محمدی ﷺ کے خلاف اسکے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکی تہذیب وتمدن کو ختم کرتے چلے آرہے ہیں، انکے تمام تعلیمی اداروں کو فوری طور پر بند کردو۔ ایک تعلیمی نظام، ایک تعلیمی نصاب دین کی روشنی میں نافذ العمل کردو، مستورات ماں باپ بہن بیٹی، بیوی کا ادب اور تقدس کا راستہ اختیار کرلو، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی زندگی کے معاشرتی رشتوں کی عمارت کو تحفظ فراہم کردو، مخلوط تعلیم اور روزگار کے روپ میں مخلوط معاشرہ جو فحاشی بے حیائی بدکاری زناری کا موجب بنتا ہے اسکو فوری طور پر بند کرنا دین کی روشنی میں مستورات کو بہترین تعلیم سے آراستہ کرنا، چادر اور چار دیواری کا طیب عمل جاری رکھنا، انکو جاب مہیا کرنا، پرائمری تک بچے بچیوں کی تعلیم کا فریضہ اور پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک لڑکیوں کی تعلیم کا فریضہ انکے سپرد کرنا، بچے بچیوں اور باون فیصد مستورات کے علاج معالجہ کی ہسپتالوں کی ذمہ داری انکو سونپنا، انکی جسمانی صلاحیت کے مطابق ان سے کام لینا، انکی چادر چاردیواری، انکی عزت وعصمت کے تحفظ کا فریضہ ادا کرنا، انکے حقوق کو بجالانا انکو طیب وپاکیزہ ماحول مہیا کرنا، انکی عزت وناموس کا تحفظ کرنا ایک دینی فریضہ ہے۔ اسکے متضاد ماں بہن بیٹی کو مخلوط معاشرے کا ایندھن بنانا، معاشی درندوں کو بطور ملازمہ پیش کرنا، انکو علیحدگی اور انکی طویل میں دینا، ایک داشتہ مہیا کرنے کے مترادف ہے جو خانگی اور ازدواجی زندگی کے پاکیزہ نظام کو ختم کرکے فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زناکاری کی منزل کے راستے پر گامزن ہونے کے مترادف ہے۔ پاکستان میں اس مخلوط معاشرے کے ذریعہ یہ مغرب پرست حکمران نان کرسچن جمہوریت کے زیر سایہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب کو کچلنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ سیاسی پنڈال اور حکمران مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ مرد وزن سے دین ودنیا چھینتے آرہے ہیں انکو روکنا، انکی رائج الوقت نان کرسچن جمہوریت کو ختم کرنا ملت کے طیب فطرت صاحب بصیرت دینی رہنماؤں اور شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اینٹی کرسچین جمہوریت کی شر سے محفوظ اور دین کی فلاح سے بنی نوع انسان کا دامن خیر سے بھر دیں۔ امین۔
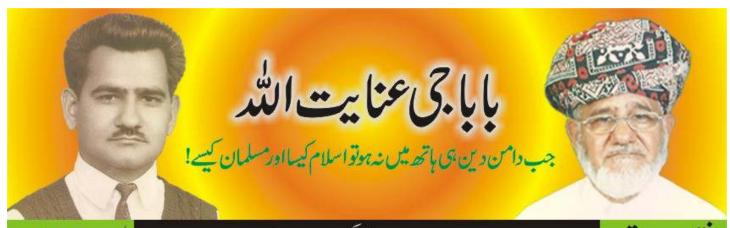
جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

نمبر ا۔ کیا دنیا میں بسنے والے انسان ایک ہی آدم کی اولاد نہیں ہیں۔ کیا وہ ایک ہی خدا کی مخلوق، اسکے کنبہ کے افراد نہیں ہیں۔ کیا انسان مختلف اقوام، مختلف مذاہب مختلف عقیدوں اور مختلف نظریات سے منسلک نہیں ہیں۔ کیا ظالم اور مظلوم، کالے اور گورے برہمن اور شودر، امیر اور غریب، مالک اور نوکر حاکم اور محکوم انسانوں کے پیدا کردہ استحصالی روپ نہیں ہیں۔ کیا ترقی یافتہ، ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں بسنے والے انسانوں میں بطور انسان کوئی فرق ہے۔ کیا دنیا کے کسی ملک کی عدالتیں اعتدال ومساوات کو کچل دیں، عدل وانصاف کو روند دیں، انسانی حقوق کو پامال کر دیں، تو کیا ایسے ممالک میں امن و سکون بحال رہ سکتا ہے اور حکمرانوں کی حکومتیں قائم رہ سکتا ہے۔

نمبر ۲۔ کیا اسی طرح اقوام عالم ان میں ترقی یافتہ ممالک، ترقی پذیر ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی سب سے بڑی عظیم عدالت یو این او، کا منشور دنیا میں اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو بروئے کار لانے یا کچلنے کیلئے ہے۔

الف۔ کیا یہ بین الاقوامی عدالت چند آمروں کی یا چند ترقی یافتہ ممالک کے حکمرانوں کی بالا دستی کو قائم کرنے، دنیا میں امن وسکون کرش کرنے، عدل و انصاف کو مسخ کرنے، کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کا معاشی، معاشرتی قتال کرنے اور دنیا پر ظلم وجبر کے ذریعہ اپنی غنڈہ گردی ٹھونسنے یا اپنی برتری اور حاکمیت قائم کرنے کیلئے معرض وجود میں لائی گئی ہے۔

ب۔ کیا دنیا میں اس عدالت نے عدل وانصاف کو قائم کیا ہے یا اسکا گلہ سختی سے گھونٹ رکھا ہے۔ کیا یہ عدالت غیر ترقی یافتہ ممالک پر جنگیں مسلط کرنے اور انکے وسائل پر قبضہ کرنے کے اجازت نامے انکو جاری کرتی چلی نہیں آ رہی۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

پ۔ کیا ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے والوں، ان شہروں کو بھسم اور خاکستر کرنے والوں اور ان میں بسنے والے معصوم اور بیگناہ لاکھوں انسانوں کی جانوں اور ہر قسم کی مخلوق خدا کو نیست ونابود کرنے اور انکی آنیوالی نسلوں کو مختلف مہلک بیماریوں میں مبتلا کرنے والے انسانی قاتلوں کے خلاف اس بین الاقوامی عدالت نے کیا کاروائی آج تک عمل میں لائی ہے۔یواین او کی عدالت تو ان ترقی یافتہ غاصب ممالک کی داشتہ بن چکی ہے۔انکی دہشت گردی اور کمزور ممالک کے معصوم اور بے گناہ عوام کے قتال کو جائز قرار دینے اور انکی غنڈہ گردی کو مسلط کرنے کیلئے قائم کی گئی ہے۔

ت۔ کیا جرمن قوم اور انکے ملک پر اس قسم کے بموں کے گرانے سے قبل ان کے حکمرانوں نے ہار مان نہیں لی تھی۔کیا انہوں نے اس مفتوحہ ملک کے آٹھ سال کے بچے سے لیکر اسی سال کے مردوں تک کا قتال کر کے انکی نسل کشی نہیں کی تھی۔ان بیگناہ انسانی نسلوں کے قاتلوں کے خلاف یواین او کی عدالت نے کوئی کاروائی عمل میں لائی ہے

ث۔ کیا جرمن قوم کو فتح کرنے کے بعد انہوں نے انکی مستورات اور معصوم بچیوں کی بے حرمتی، انکی چھاتیوں کو کاٹنے اور پیشاب گاہوں کو چیرنے کے عمل، انکی عصمتوں کو سنگینوں کی نوک پر لوٹنے کے انسانیت سوز جرائم اور انکے لواحقین کا انکی آنکھوں کے سامنے قتال کا عمل جو تاریخ کے اوراق میں درج ہیں، کیا ان ممالک اور حکمرانوں کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

ج۔ کیا کوسوا، بوسنیا کے مسلمانوں پر حملے، انکے قتال، انکے بچوں کے قتال، انکی مستورات کی بے حرمتی، انکی دوشیزاؤں کی عصمتوں کو لوٹنے اور انکی نسل کشی کرنے کے جرائم کن کی ایما پر ہوئے اور انکو مہلک اسلحہ کن ملکوں اور حکومتوں نے سپلائی کیا اور انکے خلاف کیا کاروائی عمل میں لائی گئی۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

چ۔ کیا امریکہ، اسکے ترقی یافتہ ممالک نے افغانستان جیسے کمزور اور غیر ترقی یافتہ ملک پر 9/11 کے امریکی ٹاوروں کو تباہ کرنے کے واقعہ کی ذمہ داری اسامہ بن لادن اور افغانی حکمرانوں اور انکی بے گناہ عوام الناس کے سر تھونپ دی۔ اس میں کس حد تک صداقت تھی۔ انسانیت سوز منصوبہ کو کس نے ترتیب دیا تھا۔ یو این او کی عدالت نے اس پر کیا کاروائی عمل میں لائی۔

ح۔ اس یو این او کی عدالت کے ممبران نے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات اسامہ بن لادن اور افغانی حکمرانوں اور عوام کے خلاف عائد کیے۔ انکو خود ہی مورد الزام ٹھہرایا۔ ان جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کی روشنی میں انہوں نے اسی یو این او کی عدالت میں افغانستان کے خلاف کیس پیش کیا۔ کیس کی سماعت کی۔ جسکی لاٹھی اس کی بھینس کا قصہ دہرایا گیا۔ اس عدالت کی آفادیت صرف ان غاصبوں کو میسر ہے۔

خ۔ اس جھوٹی، غاصب یو این او کی عدالت جو تمام مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کے با اثر ممبران پر مشتمل اس عدالت کی جیوری کے فرائض ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ جھوٹا کیس از خود ہی دائر کیا۔ خود ہی اس کیس کے گواہ بنے، خود ہی منصف ٹھہرے، خود ہی اپنا فیصلہ افغانستان کے عوام کے خلاف سنایا۔ اس کمزور اور بے بس ملک اور اسکی بے گناہ عوام کو ایک خاص مشن کے تحت صفحۂ ہستی سے مٹانے۔ انکے ملک پر قبضہ کرنے کیلئے، اکٹھے ہو کر جدید ڈیزی کٹر بموں، جدید ٹیکنالوجی سے لیس جنگی جہازوں، جدید نائٹروجن بموں، جدید گیس بموں، جدید میزائلوں اور ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس ہو کر تمام ممالک کی افواج نے ملکر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ کیا یہ ممالک افغانستان میں دہشت گردی کے مجرم نہیں ہیں۔ مجرم کون ہیں امریکی حکومتی ٹولہ یا افغانی عوام۔

جمہوریت کے عدل و انصاف کے ادارے اعتدال و مساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

د۔ اسکے شہروں، اسکے قصبوں، اسکے دیہاتوں، اسکی بستیوں، اسکی عبادت گاہوں، اسکے تعلیمی اداروں، اسکے ہسپتالوں، اسکے خوراک کے ذخائروں، اس کے قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر میں بسنے والی معصوم اور بیگناہ مخلوق خدا، اسکے بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، بچیوں، مستورات کے اعضا فضا میں بکھیرتے رہے، انکا بڑی بے رحمی سے قتال کرتے اور انکی لاشوں کو مسخ کرتے رہے۔ ان کے عوام کو قیدی بنا کر پنجروں میں بند کر کے انسانیت کی تضحیک اور طرح طرح کی اذیتوں دے کر انکا قتال کرتے، انکے اعضا اذیتیں دے کر کاٹتے رہے، اسکے علاوہ انکی خوراک، انکے جانوروں اور انکی فصلوں کو تباہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ آج بھی انہوں نے اس ظلم کو جوں کا توں جاری کر رکھا ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے۔ کہ انہوں نے کمزور ملک افغانستان اور اسکی معصوم، بے گناہ عوام پر ملکی دہشت گردی کرنے والے اور ان پر حملہ کر کے انکی لاکھوں جانوں کے قتال کرنے کے مجرم، انکے اعضاؤں کو فضاؤں میں بکھیرنے والے بے رحم انسانی روپ میں خون خوار درندے الٹا ان بے بس مظلوموں کو دہشت گرد قرار دیتے چلے آ رہے ہیں۔ افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت جو ان مغربی ممالک کے حملہ آور دہشت گردوں نے فاتحین بنا کر مسلط کی۔ جدید اسلحہ کے استعمال کے باوجود افغانیوں نے افغانستان کو ان مغربی ممالک کی افواج کا قبرستان بنا دیا ہے اور انکے ممالک انکے ماتم کدے بن چکے ہیں۔ مغربی ممالک کے سیاستدانوں کو اس ظلم کا حساب چکانا ہو گا۔ ان مغربی ممالک کا ہر فرد ان خودکش حملہ آوروں کی رینج میں ہے۔ یو این او کے سیکٹری جنرل کوفی عنان صاحب کو اس بات کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی تھی کہ دہشت گرد کون ہیں! فطرتی طور پر تمام مظلوم ممالک کے عوام ان سے انتقام لینے کیلئے کوشاں ہیں اور رہیں گے۔ ہزاروں ایٹمی پلانٹ انکی زد میں ہیں۔ محبت فاتح عالم ہو سکتی ہے ایٹم بم یا انکا جدید اسلحہ فاتح عالم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مغربی ممالک کی عوام اپنے غاصب سیاستدانوں کی وجہ سے مغرب کی حدود میں سمٹنے پر مجبور ہو چکی ہے۔ تھوڑا سا وقت گذرنے دو انکے جان و مال کہیں بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ ترقی یافتہ ممالک کے عوام کو ایسے بدنصیب سیاسی رہنماؤں سے نجات حاصل کرنا ہو گا۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی یا کوئی مہذب اقوام ایسا کیا کرتی ہیں، ہرگز نہیں!۔ یہ تو انکے نظریات اور تعلیمات کو کچلنے کے مجرم ہیں، انکی رسوائی اور شہرت کو نیست و نابود کرنے کے مجرم بھی۔ یہ وقت کے دجال ہیں۔ انکا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔
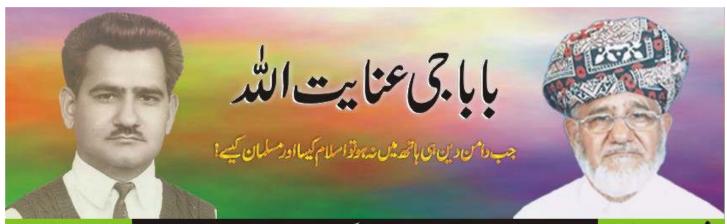
جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

ڈ۔ کیا انہوں نے اسی طرح عراق کے حکمرانوں پر بے بنیاد، جھوٹے الزامات لگا کر کہ وہ ملک میں ایٹم بم، نائٹروجن بم تیار کر رہے ہیں۔ ان کے الزامات کی روشنی میں اسی یواین او کی عدالت نے اپنے عملہ کو ان الزامات کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ انکی رپورٹ نے واضح کر دیا کہ عراق کے پاس ایسا کوئی مواد موجود نہیں اور نہ ہی اور کوئی ایسا ثبوت موجود ہے کہ جس سے پتہ چل سکے کہ وہ اس قسم کا اسلحہ تیار کر رہے ہیں۔ اسکے باوجود اسی عدالت کے جیوری کے ممبران اور امریکی صدر مسٹر بش، برطانیہ کے مسٹر ٹونی بلیر اور تمام مغربی ترقی یافتہ ممالک کو جب یہ پتہ چل گیا کہ عراق کے پاس کوئی مہلک اسلحہ نہیں، انہوں نے مل کر عراق پر جدید اسلحہ نائٹروجن اور ڈیزی کٹر بموں، گیس اور جراثیمی بموں، جدید تباہ کن میزائلوں، سے تباہی اور قیامت مچا کر رکھ دی۔ انکے شہروں، پہاڑوں، میدانوں، بستیوں پر بم گرائے اور پبلک پلیسوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ نسلِ انسانی کو کچل اور مسخ کر رکھ دیا اور ابھی یہ عمل جاری ہے۔ یہ بین الاقوامی بزدل دہشت گرد اپنی کٹھ پتلی حکومت کے ذریعہ عراق کی عوام کو دہشت گرد قرار دیتے چلے جا رہے ہیں۔ انکی آپنی بیگناہ افواج جنکو انہوں نے عراق کی جنگ میں دھکیل رکھا ہے ان کا بھی قتال جاری ہے۔ یہ کب تک اپنی افواج کی قبریں عراق میں کھدواتے رہیں گے اور انکے ممالک ماتم کدہ بنے رہیں گے۔ ان تمام ممالک کے سربراہ عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں۔ انکو سوچنا ہوگا کہ کیا یہ تمام اعمال انکے نظریات اور کردار کا حصہ ہیں یا نمرود اور فرعون کے کلچر کا۔ انکی عوام اور مذہبی رہنما ان ظالم حکمرانوں سے کیوں پوچھتے نہیں! کہ انہوں نے انکو ووٹ بیگناہ مخلوق خدا کے قتال کیلئے یا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو کچلنے اور انکے نظریات کو مسخ کرنے کیلئے دیئے تھے۔ کیا مسٹر بش، مسٹر ٹونی بلیئر، کوفی عنان صاحبان افغانستان اور عراق کی معصوم، بیگناہ، بے بس، ہر قسم کے اسلحہ سے محروم عوام کے قتال کا کوئی جواز پیش کر سکتے ہیں۔ ڈرو اس وقت سے جب کوئی جاپانی، جرمنی، کورین، افغانی، عراقی یا کوئی اور مظلوم تمہارے ایٹمی پلانٹوں سے شعلے نکالنے کا عمل کرنے میں کہیں کامیاب نہ ہو جائے۔ اپنی جانوں کی حفاظت کیلئے اتنے انتظامات، اپنی افواج کو خودکش حملہ آوروں کا دیارِ غیر میں لقمہ اجل بنانا یہ کہاں کا انصاف ہے! تمام مقتولین کے وارثان کا ایک ہی سوال ہے کہ ظالموں اسکا جواب دو۔ کہ ہمارے بھائی، ہمارے بیٹے، ہمارے باپ، ہمارے سر کے تاج کہاں ہیں۔ کیا تیل پر قبضہ کرتے کرتے تم اپنا تیل تو نکال نہیں چلے۔ مغربی ممالک اور خاص کر امریکہ کے حکمرانوں کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ روس اور اسکی بارہ آزاد ریاستیں اور چین تمہارے جیسے عیار و مکار دشمنوں کو اپنی سرحدوں تک پہنچنے دیں گے۔ تمہاری عقل مات کھا چکی ہے۔ تمہاری افواج یہاں سے ہرگز بچ کر جا نہیں سکتیں۔ امن وسکون کی دولت فطرت نے تم سے چھین لی ہے۔

جمہوریت کے عدل و انصاف کے ادارے اعتدال و مساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

ذ۔ کیا اسرائیل کا وجود عربوں کی سرزمین پر انہی مغربی ترقی یافتہ ممالک نے اسلحہ کی نوک پر قائم نہیں کیا۔ کیا یہودیوں نے فلسطینیوں کو بے وطن اور انکا بے پناہ قتال انکی ایما پر جاری نہیں کر رکھا۔ اسرائیل ایٹم بم اور جدید ترین اسلحہ تیار کرتا رہے تو کوئی بات نہیں لیکن اگر کوئی اور ملک یا ایران یورینیم افسودہ کرے تو اسکو تباہ کر دینے کی دھمکیاں اور انکو زندہ رہنے کیلئے انکی ضروریات حیات بند کرنے کی وارننگیں اور احکام جاری کرنے کا عمل شروع۔ یہ یو این او کی عدالت در اصل دہشت گردوں کو ملکی دہشت گردی کے اجازت نامے جاری کرتی ہے اور جو ممالک اور اقوام اپنی مال و جان اور ملک کا دفاع کریں انکو دہشت گرد قرار دیتی ہے۔

۳۔ کیا مغربی جمہوریت کے ایسے باطل نظام سے دنیا میں امن و سکون قائم رہ سکتا ہے۔ کیا ویٹو پاور کے مالک یا ترقی یافتہ ایسے ممالک دنیا میں عدل قائم کرتے ہیں یا کچلتے ہیں۔ کیا تمام پیغمبران کی امتیں انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو ترک کر دیں تو وہ انکی امتیں کہلا سکتی ہیں۔ کیا تمام پیغمبران کی امتوں کے حکمران جب اپنے اپنے ممالک میں مغربی جمہوریت کے ضابطہ حیات اور اسکی تعلیمات کی سرکاری بالادستی مسلط کر دیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ان ملتوں کے فرزندان انکے نظام کی پیروی کرنے کے پابند بنا دیئے جائیں تو ان امتوں کا پیغمبران کے ساتھ کیا تعلق باقی رہ جاتا ہے۔ کیا مغربی جمہوریت کی بالادستی ان تمام پیغمبران کی امتوں کے ضابطہ حیات اور تعلیمات کو نگلتی نہیں جا رہی۔ کیا اس طریقہ کار سے پیغمبران کی امتیں اپنے اپنے پیغمبران کی نافرمانی، بے ادبی اور منافقت میں مبتلا نہیں ہوتی جا رہی ہیں۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت اور اسکا حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ تمام پیغمبران کے تیار کردہ کلچر اور تہذیب و تمدن کے جسد پر ایک کینسر بن نہیں چکے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۴۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے حکومتی پلیٹ فارم پر دنیا کے تمام ممالک کے ظالموں، غاصبوں آمروں کا ایک ایسا معاشی ٹولہ رسائی حاصل کرتا جا رہا ہے جو پہلے ملکوں میں انفرادی طور پر ملکی وسائل پر غاصبانہ قبضہ کرتا ہے۔ اور ملکی دولت کو ہر جائز وناجائز طریقہ سے اکٹھی کر لیتا ہے۔ یہ چند افراد پر مشتمل معاشی ظالم اور غاصب ٹولہ کے افراد اکٹھے ہو کر ملک کے تمام اسباب، ہر قسم کی تجارت، تمام ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کو قبضے میں لیکر معاشیات اور وسائل کی برتری حاصل کر لیتا ہے۔ جس سے ملک میں مالک اور نوکر، آقا اور غلام، برہمن اور شودر، حاکم اور محکوم کے طبقات تیار کر لیتا ہے۔ یہ مادہ پرست اور اقتدار پرست ٹولہ اسی دولت اور وسائل کو ذریعہ حکومت بناتا ہے۔ جمہوریت کی سیڑھی چڑھ کر ملک کے اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے۔ حکومتی پنڈال سنبھالنے کے بعد یہ سیاسی دانشور اسمبلیوں کے ذریعہ قانون سازی کر کے پیغمبران کے ضابطہ حیات اور تعلیمات کی جگہ مغربی جمہوریت کے تیار کردہ ضابطہ حیات اور انکی تعلیمات کو نافذ العمل اور قوانین کو مسلط کر دیتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا سانحہ اور کتنی بڑی ٹیریجڈی ہے کہ ملتوں کے نام پیغمبران سے منسوب رہتے ہیں اور تمام امتوں کے فرزندان سرکاری اطاعت دین کے ضابطہ حیات کے خلاف ان اسمبلیوں کے سیاسی پیغمبران کے تیار کردہ ذاتی منفعت اور مادہ پرستی پر مشتمل قوانین اور ضوابط کی کرتے ہیں۔ جو اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو کچلتے ہیں۔ جسکی وجہ سے دنیا کا امن وسکون مغربی جمہوریت کے جنگ وجدل کی نظر ہوتا جا رہا ہے۔

نمبر ۵۔ کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو خالق کی مخلوق کا تصور اور مخلوق خدا کو کنبہ خدا کا درس نہیں دیا۔ جس سے پوری دنیا کی مخلوق ایک دھرتی، ایک بستی اور ایک گھر کی وسنیک، ایک خاندان کے افراد بن جاتی ہے۔

کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو انسانی نسل کی آفرینش کیلئے ایک پاکیزہ اور طیب ازدواجی زندگی کے نظام سے آگاہی نہیں بخشی۔

کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو انسانی رشتوں میاں بیوی، ماں باپ، بیٹی بیٹا، بہن بھائی، دادی دادا، نانی نانا سے آگاہی نہیں بخشی۔

کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کے رشتوں کا تقدس، انکے دلوں میں آسمانی الہامی روحانی پاکیزہ اور طیب آسمانی تحفہ محبت، عطا نہیں کیا، اسی طرح ہر رشتہ کے الگ الگ محبت کے فطرتی نسبت سے ادب واحترام اور خدمت کے الگ الگ مقدس جذبے ودیعت نہیں کیئے۔

کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو اس جہان فانی کی حقیقت سے آشنا نہیں فرمایا اور خاندان کے روپ میں محبت کا ازلی ابدی نظام کی آگاہی نہیں بخشی۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۶۔ کیا اس جہاں رنگ وبو میں محبت کے جذبے، گھر کی چار دیواری میں انفرادی طور پر نشو نما اور پرورش پاتے، پروان چڑھتے اور بین الاقوامی سطح پر کنبہ خدا میں شامل ہو کر عمل کی زندگی سے محبت کی پاکیزہ خوشبو بن کر انسانوں کے دلوں میں اترتے جاتے نہیں ہیں۔ جس سے بنی نوع انسان کی انفرادی، اجتماعی زندگی کا کتنا جامع محبت کا رشتہ معرض وجود میں آجاتا ہے۔

۷۔ کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو الہامی ضابطہ حیات، الہامی تعلیمات سے نہیں نوازا۔ جس سے انسان انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک اور گھر سے لیکر بین الاقوامی سطح تک اخوت ومحبت، عزت واحترام اور خدمت خلق کی عبادت اور انسانی رشتہ کے تعلق سے آشنائی اور اسکی افادیت سے آگاہی حاصل نہیں کرتا۔

۸۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے ممتاز اور ترقی یافتہ ممالک امریکہ، برطانیہ، انکے علاوہ تمام ترقی یافتہ مغربی ممالک اور پاکستان جیسے ترقی پذیر اسلامی ممالک کے عوام کے روبرو حالات بالا کو پیش کر دیا ہے تاکہ وہ ان پر غور کریں۔ انکو پیغمبران کے نظریات اور مغربی جمہوریت کے نظریات کی بالادستی کے مضمرات سے آگاہی ہو سکے، مذہبی ازدواجی زندگی کے نظام کو مغربی جمہوریت کا مخلوط معاشرہ کا نظام دنیائے عالم میں پیغمبران کے نظام حیات کو کیسے نگلتا جا رہا ہے۔ اور خاندان کے آسمانی رشتوں کا تقدس کیسے ختم کیا جا رہا ہے۔ مذہبی خاندانی اور ازدواجی زندگی کے نظام حیات کے تقدس اور جذبہ محبت کو مخلوط معاشرہ، جنسی آزادی اور بے حیائی کے نظام حیات سے کیسے روندتا جا رہا ہے۔ دنیا میں مذہبی ضابطہ حیات کی ازدواجی زندگی، خاندانی زندگی، ماں کی روحانی اور الہامی آغوش، جذبہ باہمی کا فطرتی نظام، میاں بیوی اور خاندان کے قافلہ کو جمہوریت کا آزادی نسواں کا قافلہ، معاشی ترقی اور مخلوط معاشرہ کے ضابطہ حیات کا تیار کیا ہوا کاروان پیغمبراں، ان کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کا کیا حشر کر رہا ہے کسی سے چھپا نہیں۔ پیغمبران کی امتوں کے پاس انکا مذہبی ازدواجی زندگی کا نظام موجود ہے۔ لیکن حکمران مذہب کے اس ازدواجی زندگی کے نظام حیات کو کچلنا چاہتے ہیں۔ وہ تو پیغمبران کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ وہ تو اسمبلیوں کے ممبران کا استحصالی منشور یعنی اینٹی کرپچن جمہوریت کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کا دجالی نظام، تمام پیغمبران کی امتوں کے نظریات کو ایک غلط حرف کی طرح مٹاتا جا رہا ہے۔ اقوام عالم اور پیغمبران کی امتوں پر بڑی کٹھن گھڑی ہے۔ یہ آئینہ، یہ صدا، یہ ندا، یہ آواز، یہ ناد، یہ چراغ، بھی انقلاب وقت کی بات ہیں۔ اقوام عالم، بنی نوع انسان، پیغمبران کی امتوں، اور خاص کر مسلم امہ کے پاسبانوں کیلئے رحیل صحرا بن کر سنائی دے رہی ہے۔ جمہوریت کے شاہی ایوانوں اور عشرت کدوں میں انہوں نے ہلچل مچا کر رکھ دی ہے۔ پیام پیغمبراں، ساز سرود، بے نوا کی طرح انکے ایوانوں میں گونج رہی ہیں اور سراپا سوال بنی کھڑی ہیں۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۹۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی نے دنیا میں اخوت ومحبت اور بھائی چارہ کے مذہبی ضابطہ حیات کی تعلیمات اور عمل کو کیسے الگ کردیا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت نے حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی امت سے خدمت خلق کا جذبہ، عمل اور کردار کی روح کو کیسے چھین لیا ہے۔ اسی جمہوریت کے نظریات کی پیروی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت سے رہبانیت اور فقر کا جبہ چھین کر مادیت کی خودغرضی، نفس پرستی، جنس پرستی کی سلگتی آگ میں کیسے دھکیل دیا ہے۔ وہ انسانیت اور ادب انسانیت کے رہنما کیسے حیوان ناطق بن کر رہ گئے ہیں۔ اسکے کیا اسباب ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات آفاقی ہیں۔ انکے معجزات تو مردہ انسانوں کو زندہ کرنے، کوڑھوں کو تندرست کرنے، بیماروں کو شفا عطا کرنے، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے، دکھیاروں کے دکھ دور کرنے، بھوکوں کو خوراک، ننگوں کو لباس مہیا کرنے، بچوں سے شفقت، بڑوں کا ادب، مستورات کی عزت وتحریم کرنے کے سلیقے، انکا دنیا کی بے ثباتی کا درس، انکی سچائی کی قندیلیں روشن کرنے کے اعمال، انکا ادب جہاں کا منشور، انکے دلوں کو مسخر کرنے کے آداب، ان کا محسن انسانیت کا رول، انکا جنگ وجدل سے مکمل طور پر اجتناب کرنے کی تعلیم، انکا ترک دنیا کا عمل، فقر کی چادر کا دلکش حسن، انکی اختصاری زندگی کی داستاں، حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے کے آفاقی درس سے متعارف کرواتے رہے۔ مخلوق خدا پر رحم وشفقت، انکی اعلیٰ صفات، انکی فطرتی خوبیاں، انکی صداقتوں کا نور دنیا میں اس طرح برنگ بہار بن کر چھا گیا۔ جنکی مثال دنیا میں نہ تھی۔ انکے حسن عمل اور حسن اخلاق اور خدمت خلق کے کردار نے بنی نوع انسان کی روحوں کو تسخیر کرلیا۔ جنکی وجہ سے آج کم وبیش تین کروڑ سے بھی زائد ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا دنیا میں موجود ہیں۔ انکی آبرو ملت کس نے لوٹی، ابن مریم کی شان عظیم، انکی تعلیمات، انکی اخلاقی کردار اور مذہبی تہذیب کو روندنے والے کون ہیں۔ انکی تعلیمات اور اخلاقیات کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمات میں گم کرنے والے کون ہیں۔ عیسائیت کے گداز دلوں کو پتھر بنانے والے کون ہیں۔ دنیا کے امن کو تباہ کرنے والے کون ہیں۔ دنیا میں اسلحہ سازی سے تباہی مچانے والے کون ہیں۔ نائٹروجن بم، ایٹم بم، گیس بم، جراثیمی بم، ایٹمی پلانٹوں کو بنانے اور پھیلانے والے کون ہیں، جنگی جہاز، ڈیزی کٹر بم اور دنیا میں ہر قسم کے مہلک ہتھیار تیار کرنے والے کون ہیں۔ ان ہتھیاروں سے بنی نوع انسان کی تباہی مچانے والے کون ہیں۔ ان ہتھیاروں کو فروخت کرنے والے کون ہیں۔ ان ہتھیاروں کی خرید وفرخت سے دنیا کے تمام ممالک کی دولت لوٹنے والے کون ہیں۔ دنیا میں جنگیں کروانے والے کون ہیں۔ دنیا کے امن کو تباہ کرنے والے دجال کون ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو ہو کر جواب دو! کیا تم انکے امتی ہو۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات انکے ضابطہ حیات ۔، انکے مذہب کی تمام الہامی اقدار کو روندنے والے کون ہیں۔انجیل مقدس کے الہامی نظام حیات کی حکومتی سرفرازی ختم کرنے اور مذہب کو پابند کلیسا کرنے والے کون ہیں۔مادہ پرستی خودغرضی، نفس پرستی، جنس پرستی کی چتا جلانے والے کون ہیں۔ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے، لاکھوں انسانوں اور خالق کی دوسری تخلیق کو خاکستر کرنے والے کون ہیں۔کمزور، غیر ترقی یافتہ ممالک پر حملے اور انکے عوام کے جسدوں کو مسخ کرنے والے کون ہیں۔ان بموں اور مہلک اسلحہ سازی سے محروم ملکوں اور ان میں بسنے والی مخلوق خدا پر جنگیں مسلط کرنے والے اور انکا قتال کرنے ، انکے اعضا فضا میں بکھیرنیوالے، انکی بستیوں کا حشر نشر اور انکے ممالک میں قیامت بپا کرنے والے کون ہیں۔انکی دولت، وسائل، ضروریات حیات اسلحہ کی برتری سے چھین کر خوشحالی کا راستہ اختیار کرنے والے کون ہیں۔امریکہ، برطانیہ اور مغربی ممالک کے ترقی یافتہ کروڑوں عوام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں۔ان نام نہاد مادہ پرست فلاسفرز کے حکومتی ٹولہ کے عیسائیوں نے دنیا کے تمام انسانوں کی بھلائی، بہبود اور آفادیت کے نظام کو روند کر رکھ دیا ہے۔ساری خدائی اور سارے جہانوں کیلئے وہ رحمت کی بجائے عذاب بن کر ابھر چکے ہیں۔ان چند معاشی اور معاشرتی اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصبوں نے عیسائیوں کی الہامی تعلیمات، انکے نظام حیات اور طرز حیات کی سرکاری بالادستی کو ترک کر کے فطرت کے عظیم الہامی روحانی عطیہ کو روند کر رکھ دیا ہے۔انکو اپنے اپنے ممالک میں پابند سلاسل کر کے انکی سوچ اور عمل کو معذور بنا دیا گیا ہے۔انہوں نے نمرود، فرعون کے ضابطوں پر مشتمل اینٹی کرسچن جمہوریت کی عیار، مکار مذاہب کش، اعتدال ومساوات کو کچلنے والی، انسانی حقوق غصب کرنے والی، عدل وانصاف کو روندنے والی آمرانہ طرز حیات اور ضابطہ حیات کو تمام انبیا کی امتوں اور خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر مسلط کر کے انکے مذہب کی الہامی، روحانی انمول دولت کو ان سے چھین کر نیست نابود کر کے رکھ دیا ہے۔انہوں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کا کلچر تمام پیغمبران کی امتوں اور اقوام عالم پر مسلط کر کے، اس پر ایک حکومتی ٹولہ کی اجارہ داری مسلط کر کے انکو تباہی کی طرف دھکیل دیا ہے۔وہ ایک دجال کی طرح تمام امتوں کے مذہبی کلچر کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی حکومتی بالادستی سے نگلتے جا رہے ہیں۔ان حالات سے نجات پانا اور پیغمبران کی طرف رجوع کروانا اس وقت کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔دنیا میں امن وسلامتی کو بحال کرنے کیلئے انقلاب وقت کا سنہری عمل ناگزیر ہو چکا ہے۔عیسائیت کے صاحب بصیرت رہنماؤں کو اپنے سیاسی دانشوروں کو راہ راست دکھانا ہوگا۔کیا پیغمبران خدا نے بنی نوع انسان کو انسانی فلاح کے وہ تمام راستے جو انسان کو بھلائی اور خیر کی منزل کا مسافر بنا دیتے ہیں اور انسان کو باعث رحمت بناتے ہیں ان سے آگاہی عطا نہیں کی۔
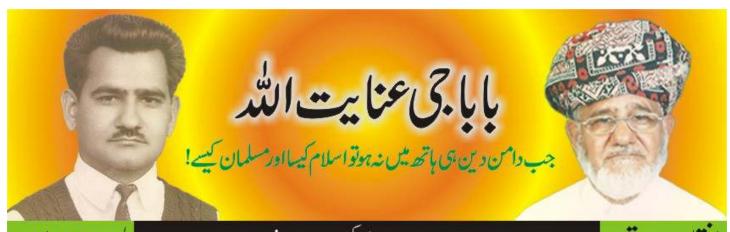
جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۱۰۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تیار کی ہوئی تہذیبی عمارت کو انکی امتوں نے انکی تعلیمات کی روشنی سے نہیں سینچا۔

۱۱۔ پاکستان ہو یا امریکہ یا کوئی اور دنیا کا ملک اس وقت یہ آمر، غاصب اور بے رحم حکمران طبقہ انفرادی، ملکی اور بین اقوامی سطح پر اینٹی کرسچن جمہوریت کی تلوار سے دنیا کی تمام معاشی، معاشرتی اور اقتدار کی جنگ جیت کر دنیاء عالم کے ممالک پر قابض ہو چکا ہے۔یہ دنیا میں یہودی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ان کو یہودی کہنا ایک گناہ عظیم ہے۔یہ تو دنیا کی ایک عظیم پیغمبر کی عظیم امت کا نام ہے۔

۱۲۔ بدقسمتی سے یہ فرعونی نسل کے عدل کش ذہنیت اور غاصب فطرت کے لوگ فرعون کے پیروکار ایک منافق کی حثیت سے تمام مذاہب میں داخل ہوتے چلے آرہے ہیں۔یہ قلیل سا طبقہ ملکوں کے وسائل اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد پیغمبران اور انکے نظریات، انکی تعلیمات اور انکی امتوں کے اخلاقیات اور کردار کو کچلتے چلے آرہے ہیں۔

۱۳۔ یہ دنیا کے تمام ممالک کا قلیل سا غاصب طبقہ تمام پیغمبران کی امتوں کو، پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، صفات اور ان کی صداقتوں کو، پیغمبران کے ازدواجی نظام کو، خاندان کے ضوابط کو، انسانی رشتوں کے تقدس کے نظام کو، میاں بیوی، ماں باپ، بیٹی بیٹا، بہن بھائی کے آسمانی محبت واخوت کے رشتوں اور جذبوں کو، مستورات کے احترام وتقدس کو، پیغمبران کی طیب طرز حیات کے نظام کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تیار کی ہوئی خاندانی تہذیبی عمارت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصبوں کے تہذیبی کلچر، آزادی نسواں کے نام پر مخلوط معاشرہ، جنسی آزادی، روشن خیالی، بے حیائی، بدکاری، فحاشی، زناکاری نے ریزہ ریزہ اور نیست ونابود کر دیا ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۱۴۔ تمام پیغمبران کی امتوں کو اور خاص کر مسلم امہ کے فرزندان کو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات کی عمارت کو، انکی تعلیمات کو، انکے خلق عظیم کو، انکے اعتدال و عدل کو، انکے انصاف ومساوات کو، انکے ضابطہ حیات کو، ان کے ازدوجی زندگی کے نظام کو، انکے رشتوں کے تقدس کو، انکے رشتوں کے دلکش اخوت ومحبت کے فطرتی جذبوں کو، انکے حسن کردار کو، انکی عمدہ صفات کو، انکی اعلیٰ وارفع صداقتوں کو، انکے امانت ودیانت کے ضوابط کو، انکے عفوودرگذر کے عظیم طریقہ کار کو، انکے احترام آدمیت کے عمدہ اصولوں کو، انکے تمام بنی نوع انسان کو کنبہ خدا سمجھنے کے لاجواب درس کو، انکے سنہری طرز حیات کے ضابطوں کو، انکے مخلوق خدا کیلئے بے ضرر ہونے کے فطرتی آداب کو، انکے مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہونے کے لاجواب عمل کی قندیلوں کو اینٹی کرپشن جمہوریت کے اس ظلمت کدہ میں روشن کرنا انکی مقدس عبادت کا ایک پاکیزہ فریضہ ہے۔

۱۵۔ سائنسدانوں نے فاصلہ کو تسخیر کر کے دنیا کے تمام ممالک، اقوام عالم، اور تمام انسانوں کو، ایک گاؤں، ایک بستی اور ایک شہر کا وسنیک اور رہائشی بنا دیا ہے۔تمام دنیا کے ممالک ایک ملک کی حثیت اختیار کر چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس دور میں انسان کو آفاقیت بخشی ہے۔اس جہان رنگ وبو میں بسنے والی تمام نسل انسانی سمٹ کر ایک محور ایک نقطہ اور ایک مرکز پر اکٹھی ہوچکی ہے۔

۱۶۔ مذہب کے نظریات اور اس کی تعلیمات اور طرز حیات بنی نوع انسان کو فرد سے لیکر افراد تک ایک جیسا فلاح کا راستہ دکھاتا ہے۔مذہب آفاقی صلاحیتوں سے مالامال ہوتا ہے۔مذہب انسان کو انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کی خدمت بجالانے کا تصور اور سلیقہ پیش کرتا ہے۔مذہب معاشی اور معاشرتی اعتدال ومساوات کے اجتماعی اصولوں سے انسانیت کو نوازتا ہے۔مذہب ہی انسان کو امانت ودیانت کا سبق سکھاتا ہے۔مذہب انسان کو خدمت اور ادب کا راستہ دکھاتا ہے۔مذہب بدنی اور روحانی عبادات کے نور سے آگاہی بخشتا ہے۔مذہب نیکی اور بدی، خیر اور شر کی پہچان کرواتا ہے۔مذہب بنی نوع انسان کو دنیا کی بے ثباتی کے عرفان سے مطلع کرتا ہے۔دنیا کے تمام مذاہب مخلوق خدا اور پوری انسانیت کو خدمت وادب اور سلامتی کی تعلیمات سے نوازتے چلے آرہے ہیں۔انکے بنیادی اصول وضوابط انسان کے انفرادی اور اجتماعی حقوق وفرائض کو بجالانے کے راستوں کی نشاندہی کرتے رہے۔مذہب انسان کو کنبہ خدا اور اجتماعیت کا شعور عطا کرتا ہے۔مذہب اس دنیا کے بازار کی رونق کو، اس فناہ کے دیس کو، ایک سرائے فانی سے تشبیہ دیتا ہے۔مذہب انسان کو اسکی اصل سے روشناس کرواتا ہے۔مذہب انسان کو قربت خداوندی کے راستے بتاتا ہے۔پیغمبران کی تعلیمات کی پیروی کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی ہے۔جو حکمران اللہ تعالیٰ کے احکام کی بالادستی قائم کرتا ہے، خود بھی انکے اصولوں کی پیری کرتا ہے، عوام الناس سے بھی انکی اطاعت کرواتا ہے۔ وہی حکمران اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرتا ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۱۷۔ جو ملت اپنے پیغمبر کی، اس پر نازل ہونے والی کتاب کی عزت وحرمت بحال رکھتی ہے۔ اسکے نظریات کی اطاعت کرتی ہے اور اس کی تعلیمات کی ملکی اور حکومتی سطح پر بالادستی قائم کرتی ہے۔ اسکی الہامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اخلاق وکردار کو سنوارتی ہے۔ انکے بتائے ہوئے ازدواجی زندگی کے قوانین کی اطاعت کرتی ہے۔ جو خاندان کے آسمانی رشتوں کے سسٹم کے احترام کو بجا لاتی ہے۔ جو انکے امانت ودیانت کے اصولوں پر گامزن رہتی ہے۔ جو انکے صداقتوں کے چراغ جلاتی ہے۔ جو مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیری کرتی ہے۔ وہی ملت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرتی ہے، وہی ملت دنیا میں انکی عزت اور سرفرازی کی وارث اور صاحب نصیب ہوتی ہے۔

۱۸۔ اینٹی کرپچن جمہوریت میں معاشرے کے ہر طبقہ کے فرعون صفات، دولت اور وسائل کی طاقت سے الیکشن جیت کر جمہوریت کی نچلی سطح سے لیکر اسمبلی ممبران تک تمام اعلیٰ فرعونی طرز حکومت کے ممبران کا چناؤ جمہوریت کے خودکار نظام اور سسٹم کے تحت ہوتا جاتا ہے۔

۱۹۔ اسمبلیوں کے ذریعہ یہ آمر اور غاصب ممبران حکومتوں میں شامل ہو کر ملکی دولت اور وسائل پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اسمبلیوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، اپنے تحفظ کیلئے اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنے معاشی، معاشرتی جرائم کو قانون میں بدل لیتے ہیں۔ اعتدال ومساوات کا اجتماعی، فلاحی نسخہ، انکی اسمبلیوں سے کوڑے کرکٹ کی طرح باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ عدل وانصاف کے اصولوں کو کرش کر دیا جاتا ہے۔ نفس پرستی، عیش پرستی اور مخلوق خدا کو تنگ دستی، غربت افلاس، بیروزگاری، بھوک ننگ کی اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ وہ زندہ رہنے کیلئے ضروریات حیات کی کشمکش میں خودسوزیاں، خودکشیاں کرنے پر مجبور، دوسری طرف انکی تعیش اور تصرف کی زندگی ملکی خزانہ اور وسائل کو نگل جاتی ہے۔ ملک کا تمام سرمایہ اور تمام وسائل انکے کارخانوں، انکے سرکاری شاہی محلوں، ذاتی رائے ونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں اور شاہی پیلسوں اور بنکوں میں منتقل اور محفوظ ہوتے جاتے ہیں۔ اب تنگ دستوں غریبوں بیروزگاروں کے آنسوؤں کو جاری کرنے والی غربت کی سلگتی چنگاری ان ظالموں، معاشی معاشرتی قاتلوں کے گھروں اور دلوں میں گھس چکی ہے۔ ان آمروں اور غاصبوں کے دن گنے جا چکے ہیں۔ فطرت کی طرف سے انکا احتساب جاری ہو چکا ہے۔ اب انقلاب وقت انکے گرد گھیرا تنگ کئے جا رہا ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۲۰۔ دنیا بھر کے ممالک میں بسنے والے بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کی پیاری مخلوق ہے، یہ ایک ہی قبیلہ حضرت آدم کی نسل کے افراد ہیں۔ انسان ایک قطرہ کی مانند ہیں۔ دنیا بھر کے قطروں کو جمع کر لیا جائے تو وہ انسانی قلزم کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ دنیا میں بسنے والی انسانی نسلیں، مختلف اقوام، مختلف نظریات، کیموزم، شوشلزم، ہندوازم، بدھ ازم کے نظام حیات سے منسلک ہیں۔ اسی طرح مختلف مذاہب اور انکے پیروکار یہودی ،عیسائی اور مسلمانوں کے روپ میں اور مختلف ممالک میں اپنے پیغمبران کی رشد وہدایت کے مطابق اپنی زندگیاں گذارتے چلے آرہے ہیں۔ ان تمام مختلف نظریات اور مذاہب سے منسلک عوام، انسانوں کے حسین وجمیل اور دلربا، انمول گلدستے ہیں۔ جن کی نشونما اور تعلیم وتربیت اپنے اپنے نظریات کے تعلیمی نصاب کی روشنی میں مختلف ممالک میں جاری ہے۔ نظریات اور مذاہب سے نفرت انسانوں سے نفرت کا سبب بنتی ہے۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان امتیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ انسانو ں سے نفرت قربت خداوندی سے دور کر دیتی ہے۔ ان نظریات اور مذاہب کے اپنے اپنے ضابطہ حیات، طرز حیات ہیں، انکے اپنے اپنے قوانین وضوابط، اصول اور طریقہ کار ہیں۔ انکا اپنا اپنا تعلیمی نصاب ہے جنکی روشنی میں نظریات، عقائد اور مذہب کی اخلاقی، روحانی، انسانی اقدار کی قندیلیں تیار ہوتی ہیں، جو اپنی افادیت سے بنی نوع انسان کو آگاہ کرتی ہیں۔ اس وقت تمام نظریات، عقائد اور مذاہب کے ساتھ منسلک انسان ایک ناگہانی کشمکش حیات کی آفات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ دنیا میں مادہ پرست اور اقتدار پرست انسانوں کا ایک قلیل سا گمراہ طبقہ جو سیاستدانوں کے روپ میں نمود پذیر ہے۔ جنکا نظریہ، عقیدہ ،مذہب اینٹی کرسچن جمہوریت ہے، جنکا اقتدار دنیا کے تمام ممالک پر ایک ٹریجڈی، ایک المیہ، ایک سانحہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۲۱۔ مذہب پرست امتیں اپنے اپنے پیغمبران کی الہامی مقدس کتابوں، انکے نظریات، انکے عقائد، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکے ازدواجی زندگی کے ضابطے، انکے اولاد اور ماں باپ کے الہامی مقدس رشتے، انسانی مقدس رشتوں کے اخوت ومحبت کے لاانتہا ہی چشمے، انکے حسن اخلاق وکردار کے نمونے، ساری خدائی ہے کنبہ خدا کے آفاقی جذبوں کی تعلیم، انکے اعتدال ومساوات کے ابدی اصول، انکی خدمت خلق کی تعلیمات، انکے انسانوں سے ادب واحترام، اخوت ومحبت کے سنہری آداب، انکے عدل وانصاف کے ضابطے، انکے حقوق فرائض کے آداب، انکے عفو درگذر کے آداب، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اسباق، کو اپنے اپنے ممالک میں سرکاری بالادستی سے محروم کردیا ہے اور تمام پیغمبران اور انکی امتوں اور انکی آنیوالی نسلوں کو انکے الہامی نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکی تعلیمات، انکا اعتدال ومساوات کا نظام، انکا چادر اور چاردیواری کا نظام انکی درسگاہوں کی قندیلوں کو بجھا کر مغربی جمہوریت کے مادہ پرستی کے ظلمات کے نظریات، اسکے باطل ضابطہ حیات، اسکا غاصب طبقاتی طرز حیات، اسکا مادہ پرستی کا فرعونی نظام، اسکے مخلوط تعلیمی نظام کے اندھیروں کا ایندھن بنا کر رکھ دیا ہے۔ اسلامی جمہوریت اور انسانی تخلیق کی ہوئی باطل جمہوریت کو سمجھنے کیلئے کسی ارسطو کی ضرورت نہیں۔

۲۲۔ نمرود، فرعون، یزید کے کردار کے ایجنٹ پیغمبران کی امتوں میں ایک مذہب پرست کی حثیت سے داخل ہوئے۔ دنیا کے تمام ممالک میں پہلے یہ ان طیب امتوں کے فرزندان کے وسائل اور دولت پر ہر جائز وناجائز طریقہ سے قابض ہوتے ہیں۔ پھر انکے مذہب کے نظریات کے خلاف باطل ضابطہ حیات، غاصب طرز حیات پر مشتمل نئے استحصالی جمہوریت کے نظریات کو نافذ کرتے ہیں۔ جمہوریت کے اسمبلیوں کے ممبران مذہب کے خلاف قانون سازی کرکے مذہب کے نظریات کو کچلتے چلے آرہے ہیں۔ یہ طبقہ دولت، وسائل کے ذریعہ جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی روشنی میں الیکشن کا ایک ایسا مہنگا طریقہ کار ترتیب دیتے ہیں۔ جسکے اخراجات اور وسائل انکے سوا کوئی اور شخص برداشت نہیں کرسکتا۔ اس طرح یہ دنیا کے تمام ممالک پر اور تمام پیغمبران کے نظریات پر، انکی تعلیمات پر انکے اسوہ حسنہ پر اینٹی کرپچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی قائم کرکے انکو کچلتے چلے آرہے ہیں۔
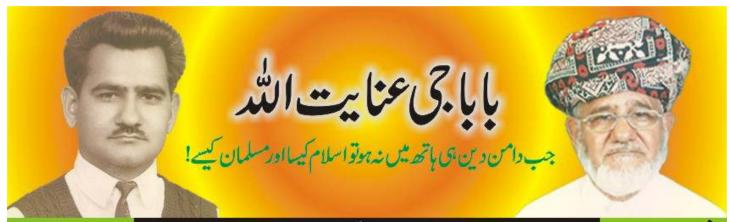
جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۲۳۔ پاکستان میں انگریز کے مسلط کئے ہوا مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام حکومت اور اسکا حکومتی ٹولہ کی تعداد تقریباً چھ سات ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ یہ جاگیروں وراثتوں، دولت، وسائل کی طاقت سے الیکشن لڑتے ہیں۔ ملک کے تمام جاگیردار، سرمایا دار، بھتہ خور، زمین مافیہ معاشی معاشرتی دہشت گرد، لٹیرے، رہزن، قاتل مادی قوت اورانفرادی طاقت کی بنا پر الیکشنوں کی جنگ لڑتے ہیں۔ ستر فیصد کسان، انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند، نیک اور صالح عوام ان معاشی معاشرتی قاتلوں، ملک دشمن، این آر او کے مجرموں کو ووٹ ڈالنے کے پابند لئے جاتے ہیں۔ اور اقتدار پر کبھی ایک فیملی کبھی دوسری فیملی الیکشن میں کامیاب ہو کر ملک پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ملک کے تمام طبقوں کے یہ معاشی اور معاشرتی وسائل اور طاقت کے مالک اور معاشرے کی نچلی سطح سے لیکر اقتدار اعلیٰ پر قابض ہو جاتے ہیں۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے ممبران ملک کی تمام دولت، وسائل اور اقتدار پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ اسکے بعد انکو ملک پر ہر قسم کی فوقیت اور برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں چھوٹے طبقہ کے سیاسی کارکنوں، نچلے درجے کے ممبروں اور کروڑوں عوام الناس کو بے بس مجبور اور بے یارومددگار اور مفلوج بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ صوبائی اور وفاقی اسمبلیوں کے سیاستدان صوبائی اور مرکزی حکومت پر قابض ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا اور رسول ﷺ کے خلاف تھانے، کچہریوں کے قوانین ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے تحت مرتب کرتے ہیں۔ انتظامیہ اور عدلیہ پر اپنی گرفت مضبوط رکھتے ہیں۔ مغرب کا دیا ہوا سودی معاشی نظام اپنی افادیت کے مطابق تیار کرتے ہیں۔ ٹیکس کلچر سے غریب، مسکین، اپاہج۔ بوڑھے، یتیم، بیوہ اور بیروزگاروں سے انکا معاشی خون چوس لیتے اور پی جاتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کے نظام اور سسٹم کو چلانے کیلئے ایسا تعلیمی نصاب نافذ کرتے ہیں۔ جو طبقاتی معاشرہ تیار کرنے کیلئے طبقاتی تعلیم اور طبقاتی تعلیمی ادارے ملک میں ترتیب دیتے ہیں۔ جن سے اینٹی کرپشن جمہوریت کے دانشور تیار ہوتے ہیں جو مغربی جمہوریت کا نظام حکومت چلاتے ہیں۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کوکچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

انگریز نے یہ اینٹی کرچن جمہوریت کا یہ غاصب نظامِ حکومت ایک مفتوحہ قوم کومحکوم اور غلام بنانے کیلئے مسلط کیا تھا۔ ایسے افراد جوانکے ظلم وتشدد، معاشی معاشرتی حق تلفیوں اورظلم کے خلاف آواز اٹھاتے یا انکے غاصبانہ قوانین کے متعلق بات کرتے توانہوں نے ایسے لوگوں کوکرش کرنے کیلئے تھانوں میں جھوٹی ایف آئی آر تیار یا درج کرنے کانظام بنایا تھا اوراس جھوٹی ایف آئی آر کے مطابق کیسوں کی سماعت اور سخت سزائیں دینے کا عبرتناک سسٹم نافذ کیا تھا۔ اس ملک کے انگریز کے پروردہ سیاستدانوں اور غاصب حکمرانوں نے یہ نظام اور سسٹم جوں کاتوں مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد پر مسلط کررکھا ہے۔ جوانکے پیدا کردہ وسائل، دولت اورخزانہ کواسمبلیوں کے تیارکردہ، انگریزوں سے بدترین ٹیکس کلچر کے قوانین اور مختلف طریقہ کار سے چھینتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے ملک کا انتظامیہ اور عدلیہ کانظام چلانے کیلئے ایسے قوانین مرتب کئے اوراس نظام حکومت کو چلانے کیلئے ایک ایسا تعلیمی نصاب مسلط کیا جس سے وہ عدلیہ اورانتظامیہ کے عہدیدار تیارکرتے چلے جارہے ہیں جنکو اس نظام حکومت کو چلانے کاپابند بنادیا جاتا ہے۔ اسمبلیاں قانون سازی کرتی جاتی ہیں یہ سرکاری اعلیٰ عہدیدار حکمرانوں کے ان قوانین اور احکام کی بجا آوری کیلئے ایک غلام کی طرح پابند ہوتے ہیں اور وہ چوں چرا ں نہیں کرپاتے۔ ان غاصب سیاستدانوں، حکمرانوں کوظالم، غاصب کہنا ان الفاظ کی توہین ہے۔ اس نظام حکومت کو چلانے والوں کو پوچھو کہ انکوکس نام سے پکاریں!۔ ان کو کچھ نہیں کہنا چاہئے۔ ان طبقاتی تعلیمی اداروں جو برہمن اورشودر، افسر اور بیٹمین، حاکم اور محکوم اوراینٹی کرچن جمہوریت کے ایسے طریقہ کار جس سے ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، وزیر ومشیر، گورنر، وزیراعلیٰ، وزیراعظم اور صدر کے سرکاری عہدوں کے، اعلیٰ اور ادنیٰ، طبقاتی بنیادوں پر ملت کے وسائل اورخزانہ کوشاہانہ اخراجات میں استعمال میں لانے والوں اورملکی وسائل، مال ودولت، خزانہ پر شب خون مارنے والے نظام پر لعنت بھیجنا اور انکوختم کرنا وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔ جن کے ذریعہ اینٹی کرچن جمہوریت کے یہ سیاسی سکالر اورانکی مشینری کے تیارکردہ انتظامیہ اورعدلیہ کے یہ دانشور تیار ہوتے اوراس نظام کو چلاتے چلے آرہے ہیں۔ جنہوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو ۱۹۴۷ سے تھانے اور کچہریوں کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ انکے ذریعے وہ ملک میں اعتدال مساوات اورعدل وانصاف کوکچلتے اورانکے حقوق کوروندتے اورملکی دولت کو اپنے تصرف میں لاتے اورملکیتوں میں بدلتے چلے آرہے ہیں۔

جمہوریت کے عدل و انصاف کے ادارے اعتدال و مساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

ملک کی دولت، وسائل، خزانہ اور معیشت کا کیا حال ہے۔ مسٹر بھٹو کے تخم سے پیدا کئے ہوئے ایم پی اے، سینیٹرز اور ایم این اے، کی بڑھتی ہوئی تعداد اور انکی تنخواہوں کا اندازہ لگالو۔ انکے اعلیٰ اسمبلی ہالوں کی ڈیکوریشن کی طرف دھیان دے لو۔ انکے مشیروں وزیروں اور سفیروں کی تعداد کی گنتی کر لو۔ انکے وزیر اعلیٰ اور گورنروں کی طرف نظر کر لو۔ انکے وزیر اعظم اور صدر ہاؤس کی طرف کم از کم نفرت کی نگاہ سے تو دیکھ لو۔ انکی بلٹ پروف کاروں، ہیلی کاپٹروں اور جہازوں کے بہترین جدید ٹیکنالوجی سے لیس تصرفانہ سلسلہ حیات کی طرف تو نگاہ کر لو۔ انکے پروٹوکول کے اخراجات بھی ان سے سن لو۔ انکے فرزندان پر مشتمل سیکٹریوں، ایڈیشنل سیکٹریوں جائنٹ سیکٹریوں ڈپٹی سیکٹریوں اور سیکشن آفیسروں کی تعداد، انکی رہائش گاہوں کی گنتی انکے شاہانہ اخراجات کا حساب کرنا ناممکن ہو چکا ہے، انکے ملک میں پھیلے ہوئے کمشنر اور انکے ہاؤسز، ڈی سی آفیسز اور ہاؤسز، ایڈیشنل کمشنر اور ہاؤسز، آئی جی اور ہاؤسز، ڈی آئی جی اور ہاؤسز، ایس ایس پی اور ہاؤسز کی تعمیرات اور انکے ڈیکوریشن کے اخراجات اور انکی بڑھتی ہوئی تعداد کا اندازہ تو کر لو۔ انکے اعلیٰ ادنیٰ افسران کے پاس گاڑیوں اور پٹرول کا حساب تو مانگ لو، یہ طبقات کا برہمن اور شودر کا نظام اور طبقاتی سیکٹریوں اور گن مینوں کی تنخواہوں اور سہولتوں کے فرق کا اندازہ تو کر لو، ملک کی دولت، ملک کے وسائل، ملک کا خزانہ انکی تصرفانہ زندگی کی نظر۔ انکی ملکی دولت سے تیار کی ہوئی تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے اور کاروبار، کوٹھیوں، محلوں اور شاہی پیلسوں کے روپ میں مختلف کرپشن کی یہ بدترین نمایاں داستانیں بنتی چلی آ رہی ہیں۔ جو انکی ملکیتوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ملک کی انتظامیہ اور عدلیہ انکی حفاظت پر معمور رہیں۔ یہ سرے محل، یہ رائے ونڈ ہاؤسز، یہ شاہی پیلسز، یہ ہارس ٹریڈنگ کا نظام وہ کیسے ایک دوسرے کا احتساب کر سکتے ہیں، یہ انکے لئے اور انکی حکومتوں کیلئے ممکن نہیں، یہ ۱۸ کروڑ عوام کا فرض بنتا ہے وہی ان سے اپنی ملکیتیں واپس لے سکتے ہیں۔ انقلاب وقت انکے روبرو ہے۔ عوام کے قہر و غضب سے بچنا انکے اختیار میں نہیں۔ پاکستان کی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان جب تک اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کا نظام سسٹم، معاشی و معاشرتی نظام کو اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا غسل نہیں دیتے وہ کبھی بھی ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ انکی تصرفانہ زندگی ملک و ملت پر عذاب بن کر نازل ہو چکی ہے۔ درویش اور فقیر کا ماننے والا نہ کسی غاصب کا دوست ہوتا ہے اور نہ کسی معصوم انسان کا دشمن۔ وہ تو صرف کلمہ حق کا پیامی ہوتا ہے۔ خدمت خلق اسکا ماٹو ہوتا ہے۔ دور حاضر کے حکمران اس بدکاری کو از خود ختم کر دیں تو گھوڑا بھی بچ سکتا ہے اور سوار بھی ورنہ انقلاب کی عبرتناک گھڑی انکے سر پر کھڑی ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۲۶۔ اس ملک کے ستر فیصد کسان اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس اپنے یہ ملکی وسائل، دولت اور اپنے خون جگر سے کشید کیا ہوا قطرہ قطرہ ملکی خزانہ کہاں سے تلاش کریں۔ یہ سب کچھ جو ان ناصبوں آمروں کی ملکیتوں کی میں انکے پاس موجود ہے، وہ سب کچھ ان کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس کی ملکیت ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے کان کھول کر سن لو! عوام الناس، محنت کش، کسان انگریز کے مسلط کیئے ہوئے اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس طبقاتی طرز حیات، اسکی طبقاتی تعلیمات، اسکی طبقاتی معاشی اور معاشرتی بندر بانٹ کے باطل نظام اور سسٹم کو ختم کرنے کا فیصلہ ۱۸ کروڑ عوام کر چکے ہیں۔وہ دین محمدی ﷺ سے دور رہنے کی سزا بھگت چکے ہیں اب ملکی وسائل، ملکی خزانہ سے تیار کی ہوئی انکی ہر قسم کی ملکیتیں واپس لینے اور ملکی وسائل کے غلط استعمال، انکی شاہانہ زندگی، شاہانہ اخراجات اور تصرفانہ لائف سٹائل کو روکنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔اب انکے ملکیتی اور حکومتی حقوق بدل چکے ہیں۔اب دور دین محمدی ﷺ کے انقلاب کا ہے۔ملک وملت کی دھرتی کے مال ومتاع کے مالک اور وارث کسان، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس ہیں۔انکا یہ حق بنتا ہے کہ وہ ایک نظر غور سے دیکھ تو لیں کہ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک کا اکٹھا کیا ہوا خزانہ، انکے پیدا کئے ہوئے وسائل، انکا اکٹھا کیا ہوا زرمبادلہ اور ہر قسم کی دولت جو انکے خون پسینے کی کمائی ہے۔ یہ تمام امانتیں کہاں ہیں اور کن کے پاس اور کن کے کنٹرول میں چلی آرہی ہیں، انکا استعمال کیسے ہو رہا ہے۔کیا وہ خزانہ ملک وملت کی فلاح کیلئے خرچ ہو رہا ہے۔کیا اس اجتماعی ملکیت کا استعمال غیر ضروری تو نہیں ہو رہا۔کیا ۱۸ کروڑ انسانوں کے معاشی حقوق کو مساوات کے مطابق ادا کیا جا رہا ہے۔کیا ملک میں حکمرانوں نے دینی نظام کے ضابطہ اعتدال ومساوات کو قائم کر رکھا ہے۔کیا ملک میں عدل وانصاف کا راج ہے، یہ سب سوالات تشنہ لب ملک وملت اور حکمرانوں کے سامنے ایک تلخ اور اذیتناک سوال بنے کھڑے ہیں۔کیا یہ مسلم امہ کا کردار ہے، انگریز کے مسلط کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کو چلانے والا ملک میں ایک ایسا ٹولہ موجود ہے۔جو اس ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بن چکا ہے، جو مغربی جمہوریت کے عوامی نمائندوں کی شکل میں اسمبلیوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، اسمبلیوں میں بیٹھ کر ایسی قانون سازی کرتے ہیں۔جس سے ملک کی دولت، وسائل، ملکی خزانہ اور تجارت پر کنٹرول حاصل کر کے اپنی ملکیت بنا لیتے ہیں۔یہی لوگ تاجر بھی ہیں اور حکمران بھی۔وہ مانگ، سپلائی، مہنگائی اور ٹیکسوں کے ضابطوں سے خوب آشنا ہیں۔وہ سیاہ سفید کے مالک بن جاتے ہیں۔اختیارات کی نوک پر کسانوں کی پیداوار، خام مال اور ملوں فیکٹریوں، کارخانوں کی تیار کی ہوئی محنت کشوں کی تمام پروڈیکشن کو قانونی جرائم سے اپنے قبضہ میں لیکر وہ اپنی ملکیتیں بنا لیتے ہیں۔کسان، محنت کش اور عوام الناس اپنے وسائل، دولت اور خزانہ اور اپنے خون پسینے کی کمائی ان رہزنوں کو لوٹتے دیکھ سکتے ہیں، نہ وہ روک سکتے ہیں اور نہ مداخلت کر سکتے ہیں۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یواین او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۲۷۔ یاد رکھو! ملک کا عمدہ قسم کا چاول، بہترین قسم کی کپاس، تروتازہ سبزیاں، خوبصورت اور لذیز پھل، طاقت سے بھرپور میوہ جات، لاجواب جانوروں کا چھوٹا بڑا گوشت، کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کا پیٹ کاٹ کر ایک ایک پائی کا زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بیرون ممالک بھیجنے سے یہ اشیا ملک سے غائب ہوجاتی ہیں۔ ان اشیا کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ یہ اشیا، کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی قوت خرید سے باہر ہوجاتی ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام کو مہنگائی کے عذاب کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے۔ یہ تمام زرمبادلہ ان چند بااثر معاشی دجال تاجروں اور حکمرانوں کے پاس پہنچ جاتا ہے جو بڑی بے دردی سے ذاتی تصرف میں لاتے اور فضول خرچی کا ایندھن بناتے اور اپنی ملکیتیں بناتے جارہے ہیں۔ انکو روکنا وقت کی ضرورت ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۲۸ (۱)۔ ملک اس لینڈ مافیہ کے اسی ٹولہ کی زد میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ سی ڈی اے ہو یا آر ڈی اے، ایل ڈی اے ہو یا کے ڈی اے، بحریہ ٹاؤن ہو یا ڈیفنس یا اسی طرح کی بیشمار مختلف ناموں کی پرائیویٹ سوسائٹیوں، کواپریٹو۔ سوسائٹیوں کے ختم کرنے کے گھناؤنے جرائمی ہاتھ کن پردہ نشینوں کے ہیں، کتنی سوسائٹیاں عوام سے پلاٹوں کی شکل میں اربوں کھربوں کی رقوم لیکر غائب ہو چکی ہیں ان سب جرائم میں سیاستدان، اعلی حکمران اور انکی شاہی سرکاری مشینری انکے وزیر، مشیر ملوث ہوتے ہیں۔ یہ کیسا ظلم وجبر ہے کہ ہزاروں روپوں کنال کے حساب سے غریب کسانوں سے انکی ملکیتیں چھین لی جائیں۔ اور کروڑوں روپوں کے حساب سے یہ فروخت کرتے پھریں۔ ان جرائم پر مشتمل ان گھناؤنے کاروبار کو کون چلا رہے ہیں۔ سرکاری زمین کو اونے پونے داموں میں ۹۹ سال کی لیز پر کون دیتے ہیں اور کون لیتے ہیں۔ یہ ملکی وسائل دولت، خزانہ ان چند معاشی دہشت گردوں کے ہاتھوں میں پہنچتا چلا جاتا ہے۔ پھر وہ اس ملکی دولت کو سرکاری محلوں، اپنے ذاتی تاج محلوں کو سنگ وخشت کے لاجواب نگینوں سے تیار کرواتے اور حسین وجمیل رنگوں سے پینٹ کرواتے، خوبصورت گلوبوں، عمدہ شاوروں اور قیمتی ساز وسامان سے سجاتے، لطف اندوز ہوتے اور ایک دوسرے کو داد دیتے چلے آرہے ہیں۔ ملک کی اربوں، کھربوں کی دولت کو اینٹ گارے میں چنوا کر انہوں نے ملت کے سرمائے کو ناکارہ بنانے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ ہے کوئی جو، ان فرعونوں ! کو روک سکے۔ ملک کے چند جاگیردار، سرمایہ دار، سمگلر، کمیشن ایجنٹ، رشوت خور، کمیشن خور، زمین مافیہ کے چند بے رحم عیاشوں پر مشتمل اینٹی کرپشن جمہوریت کے سیاستدان، حکمران اور انکی اعلی نسل کی حکومتی مشینری کے سرکاری احباب ملک کے زرمبادلہ کے ذخیرہ کو غیر ضروری سرکاری گاڑیوں، ذاتی گاڑیوں پر اربوں کھربوں ڈالرز، ہر سال خرچ کرتے چلے آرہے ہیں۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے مما لک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

پ۔ کیا ہیروشیما اور ناگاسا کی پر ایٹم بم گرانے والوں،ان شہروں کو بھسم اور خاکستر کرنے والوں اوران میں بسنے والے معصوم اور بیگناہ لاکھوں انسانوں کی جانوں اور ہر قسم کی مخلوق خدا کو نیست و نابود کرنے اور انکی آنیوالی نسلوں کو مختلف مہلک بیماریوں میں مبتلا کرنے والے انسانی قاتلوں کے خلاف اس بین الا قوامی عدالت نے کیا کاروائی آج تک عمل میں لائی ہے۔یو این او کی عدالت تو ان ترقی یافتہ غاصب مما لک کی داشتہ بن چکی ہے۔انکی دہشت گردی اور کمزور مما لک کے معصوم اور بے گناہ عوام کے قتال کو جائز قرار دینے اور انکی غنڈہ گردی کو مسلط کرنے کیلئے قائم کی گئی ہے۔

ت۔ کیا جرمن قوم اور انکے ملک پر اس قسم کے بموں کے گرانے سے قبل ان کے حکمرانوں نے ہار مان نہیں لی تھی۔کیا انہوں نے اس مفتوحہ ملک کے آٹھ سال کے بچے سے لیکر اسی سال کے مردوں تک کا قتال کر کے انکی نسل کشی نہیں کی تھی۔ان بیگناہ انسانی نسلوں کے قاتلوں کے خلاف یو این او کی عدالت نے کوئی کاروائی عمل میں لائی ہے

ث۔ کیا جرمن قوم کو فتح کرنے کے بعد انہوں نے انکی مستورات اور معصوم بچیوں کی بے حرمتی،انکی چھاتیوں کو کاٹنے اور پیشاب گاہوں کو چیرنے کے عمل، انکی عصمتوں کو سنگینوں کی نوک پر لوٹنے کے انسانیت سوز جرائم اور انکے لواحقین کا انکی آنکھوں کے سامنے قتال کا عمل جو تاریخ کے اوراق میں درج ہیں،کیا ان مما لک اور حکمرانوں کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

ج۔ کیا کوسوا،بوسنیا کے مسلمانوں پر حملے،انکے قتال،انکے بچوں کے قتال،انکی مستورات کی بے حرمتی،انکی دوشیزاؤں کی عصمتوں کو لوٹنے اور انکی نسل کشی کرنے کے جرائم کن کی ایماپر ہوئے اور انکو مہلک اسلحہ کن ملکوں اور حکومتوں نے سپلائی کیا اور انکے خلاف کیا کاروائی عمل میں لائی گئی۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۲۹۔ ملک کا شاہی طبقہ، جاگیردار، سرمایہ دار، سیاستدان، اسمبلی ممبران، وزیر ومشیر، نظام حکومت چلانے والی شاہی سرکاری مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے ارکان، تاجر وحکمران کا شاہی ٹولہ ملک کی دولت، وسائل، خزانہ اور قیمتی زرمبادلہ کے ذخائر کا بیشتر حصہ اینٹ گارے، سنگ وخشت، رنگین ودلکش طرح طرح کے رنگوں کی پینٹنگ، گلوبوں، شاوروں اور قیمتی سازوسامان سے ڈیکوریٹ کیئے ہوئے شاہی محلوں، پیلسوں، تاج محلوں، کنونشن ہالوں، ریسٹ ہاؤسوں، شاہی کلبوں، شاہی ہوٹلوں اسمبلی ہالوں، وزیر ومشیر ہاؤسوں، گورنر ہاؤسوں، وزیر اعلیٰ ہاؤسوں، وزیر اعظم ہاؤس، صدر ہاؤس میں بسنے والی سپر نیچرل مخلوق کس بے دردی سے یہ کسانوں، محنت کشوں کی دولت وسائل، خزانہ اور زرمبادلہ کو اس امتیازی نظام حیات کی چتا میں بھسم کیئے جارہے ہیں۔

نمبر۳۰۔ چند جاگیردار، سرمایہ دار۔ چند سمگلر اور کمیشن خور۔ چند راشی اور مرتشی۔ چند انتظامیہ وعدلیہ کے اعلیٰ بددیانت ممبران، چند اسمبلی ممبران، وزیر، چند معاشی ماہرین اور سکالر، چند تاجر اور حکمران ملک کی دولت، وسائل، خزانہ اور قیمتی زرمبادلہ کا بہت بڑا حصہ بڑی بے رحمی سے بڑی بڑی شاہی لاتعداد قیمتی سرکاری اور ذاتی گاڑیوں کی خریداری پر اربوں کے روزانہ پٹرول، گیس، ڈیزل وغیرہ کے اخراجات ملک کے معاشیات کے جسد کو ایک کینسر کی طرح چمٹ چکے ہیں۔ یہ عیاش ٹولہ ستر فیصد کسانوں انتیس فیصد محنت کشوں اور عوام الناس کی خون پسینے کی کمائی کو عیاشی کی چتا میں جھونکتے چلے جارہے ہیں۔ یہ ملکی دہشت گرد ایک طوفان بھرپا کیئے جارہے ہیں۔ انکے یہ معاشی جرائم گاڑیوں کی شکل میں چیختے چلاتے اور ہارن بجاتے اور ۱۸ کروڑ انسانوں کا پیدل چلنا بھی محال کیئے جارہے ہیں، اس کا علاج انکے کسی ماہر معاشیات کے پاس نہیں ایک عادل رہنما، ایک منصف نبی کریم ﷺ کی زندگی کے قریب ترین سادہ اور قلیل ضروریات، امین اور صادق، اعلیٰ اہلیت، اعلیٰ بصیرت کے میر کارواں کے پاس ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے کلچر کا یہ گھناؤنا مجرم چہرہ انقلاب وقت کی ضرب کا منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل وطن کو یہ دن دکھائے۔ امین

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہو سکتا ہے

۳۱۔ **ملک** کے تمام بیرون مشروبات، شیمپو وصابن، میک اپ کا سامان اوراس طرح غیر ضروری اشیا کی خریداری **ملک** کے زرمبادلہ کی تباہی کا باعث بنتا جا رہا ہے۔ **ملک** کی عوام تو صاف پانی کی بوند بوند کو ترسیں اور یہ غاصب، یہ ظالم تاجر اور حکمران **ملک** کے وسائل کو اس طرح روندتے پھریں، انکو کون روک سکتا ہے، اس اینٹی کرپچن جمہوریت کی اکیڈمی کے سکالروں کو راہ ہدایت کون دکھا سکتا ہے۔ ایسے تباہ کن نظام تجارت کا فوری طور پر خاتمہ کون کر سکتا ہے۔ اس سے **ملک** کا تمام خزانہ سرمایہ، دولت، وسائل اور زرمبادلہ کو تباہی سے کون بچا سکتا ہے۔ **ملک** کے تمام مشیر ووزیر، وزیر اعلیٰ و گورنر، وزیر اعظم وصدر پاکستان اور انکے **ملک** میں پھیلے ہوئے تمام سرکاری اعلیٰ عہدیداروں جنکے پاس سرکاری گاڑیاں موجود ہیں، انکا حساب مانگ لو، انکے پٹرول کے اخراجات پوچھ لو! ۔ اس کا تدارک کرلو! ۔ سرکاری تمام عہدیداروں کو گاڑیوں کی سرکاری سپلائی کو فوری طور پر منسوخ کر کے اسکی جگہ پبلک ٹرانسپورٹ ان کو مہیا کر دو۔ **ملک** وملت کی تفاوتی زندگی کو ختم کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔ اسطرح بیشمار طبقاتی معاشی اور معاشرتی بیماریوں کا خاتمہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں۔ جبکہ یہ نظام دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں قائم ہے۔

جمہوریت کے عدل وانصاف کے ادارے اعتدال ومساوات کو کچل دیں۔ اقوام عالم کی یو این او کی عدالت بھی دنیا میں عدل کچلتی جائے دنیا بھر کے ممالک میں معاشرہ کو پاکیزہ ماحول اور عمدہ صفات ہی مہیا نہ کی جائیں تو دنیا میں امن قائم کیسے ہوسکتا ہے

۳۲۔ چند سالوں میں ملک ہر فیلڈ میں خود کفیل ہوسکتا ہے۔ سرکاری اور ذاتی محلوں کی بجائے ہر قسم کی انڈسٹریز اور عوام کی رہائش کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے، زراعت اور اس سے حاصل کیا ہوا خام مال اپنی انڈسٹریوں میں استعمال ہوسکتا ہے۔ ملک ان چند غاصبوں کی ملکیت بن کر رہ گیا ہے۔ اس ملک کے قیمتی اثاثے زرمبادلہ کے ذخائر، ان غیر ضروری اشیا کی خریداری کے جرائم کی نظر ہوتا جا رہا ہے۔ اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کو کچلنے والے مجرم اور تصرفانہ زندگی گذارنے والے جمہوریت کے اسمبلی ممبران، حکمران، انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کے طبقاتی ارکان، جو ایسی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں مسلم امہ پر مسلط ہو چکے ہیں۔ انکے دن گنے جا چکے ہیں۔ اس نظام سے نجات وقت کا اہم تقاضا ہے۔ یا اللہ یہ امت تیرے پیارے آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی امت ہے۔ اس پر رحم فرما، اس پر کرم فرما، اسکو خلق عظیم کی دولت سے مالا مال فرما، اس کو امانت و دیانت کا امین بنا، اسکو اعتدال ومساوات کی زندگی عطا فرما، ادب انسانیت کا شعور عطا فرما، اسکو خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرما، اس کو عدل وانصاف کی صلاحیتوں کا نور بخش اسکو رحمت اللعالمین ﷺ کے اوصاف حمیدہ عطا فرما۔ یا اللہ تو اس امت پر رحم فرما اور رحم تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین

پیغمبران خدا نے بے سرو سامانی کی حالت میں صداقت کے ایسے چراغ روشن کئے جو بنی نوع انسان کیلئے ازل سے لیکر ابد تک الہامی روحانی فلاحی ضابطہ حیات کی رہنمائی فرماتے رہیں گے۔ بنی نوع انسان کو ازدواجی زندگی کے نظام کی تعلیمات دیکر انسانی دنیا میں میاں بیوی کے رشتہ سے ایک گھریلو وحدت قائم کردی، آفرینش نسل کے ساتھ بیٹی بیٹا کے رشتوں پر مشتمل کنبہ کی تشکیل کا راستہ بتایا، گھر سے انسانوں کو ایک خاندان کے روپ میں مرکزیت عطا کردی، خاندانوں کے اجتماعی ہجوم سے معاشرہ تیار کرنے کا عمل سکھایا، نظریات، عقیدے، مذاہب معاشرے کو ایک خوبصورت ماحول عطا کرتے ہیں!۔ کیموزم، سوشلزم، ہندوازم، بدھ ازم، بت پرست، آتش پرست، مذہب پرست، نظریات کے رنگارنگ کے پھولوں پر مشتمل یہ جہان رنگ و بو کا حسین و جمیل گلستان مہکا ہوا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران خدا نے اس جہان رنگ و بو کے تہذیب و تمدن کو سنوارنے کیلئے یکے بعد دیگرے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران بھیجے۔ چار پیغمبران دنیا میں ایسے تشریف لائے جن پر اللہ تعالیٰ نے الہامی، روحانی، آسمانی مقدس کتابوں کا نزول فرمایا، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل مقدس اور آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن مقدس کا نزول ہوا۔ ان تمام پیغمبران کی امتوں اور تمام مخلوق خدا کو ان پیغمبران کی مقدس کتابوں، انکی تعلیمات سے الگ کر کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں، حکومتی سکالروں کے تیار کردہ حکومتی نظام اور تعلیمی نصاب کے حوالے کر دیا گیا، یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشور اور سکالر جمہوریت کے الیکشنوں کے طریقہ کار کے ذریعہ دوسری جماعتوں کے امیدواروں سے عوامی رائے کی برتری حاصل کر کے اسمبلیوں میں پہنچ جاتے ہیں اور اپنے اپنے ممالک پر قابض ہو جاتے ہیں۔ نہ یہ لوگ مذہبی سکالر ہوتے ہیں اور نہ ہی کوئی مذہبی پیشوا ہوتے ہیں، نہ وہ ان مقدس الہامی کتابوں کو مانتے ہیں اور نہ ہی پیغمبران کو تسلیم کرتے ہیں، نہ وہ انکے الہامی ضابطہ حیات کو مانتے ہیں اور نہ وہ انکے نظام حیات کو تسلیم کرتے ہیں، نہ وہ انکے حسن خلق کو مانتے ہیں اور نہ وہ انکے خدمت کے اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں، نہ وہ انکے ادب انسانیت کے پاکیزہ اصولوں سے آشنا ہوتے ہیں اور نہ وہ انکے خدمت انسانیت کے عمل کو اپناتے ہیں، نہ وہ انکی طرح عادل ہوتے ہیں اور نہ وہ ان کے عدل و انصاف کے اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں، نہ وہ بھوکوں کو خوراک، نہ پیاسوں کو پانی، نہ بیماروں کو دوا نہ ہی شفا کا فریضہ ادا کرتے ہیں، بلکہ وہ تو خوراک اور پانی کے ذخائر کو تباہ اور بیماریاں پھیلانے، انسانی جسموں کو زخم لگانے، انسانی شکلوں کو مسخ کرنے، انکے اعضا کو فضا میں بکھیرنے کو تسلیم کرتے ہیں۔

وہ تو مذہب کے بین الاقوامی اصول وضوابط سے نہ آشنا ہیں اور نہ ہی وہ بنی نوع انسان کے اجتماعی حقوق کو بین الاقوامی سطح پر ادا کرنے کے عمل کو بروئے کار لانے کو تسلیم کرتے ہیں، وہ تو خودغرضی، نفس پرستی، مادہ پرستی، خوشحالی اور عیش وعشرت پر مبنی گھریلو زندگی اور ملک پرستی تک محدود ہوتے ہیں، وہ تو مذہب کی اجتماعی اقدار، مخلوق خدا کے حقوق اور فرائض بین الاقوامی سطح پر ادا کرنے کو تسلیم ہی نہیں کرتے، وہ تو مخلوق خدا کو خالق کی مخلوق سمجھنے سے گریزاں ہی نہیں وہ تو مخلوق خدا کے بنیادی حقوق غصب کرنے، انکے گھروں کو تباہ کرنے، انکے ممالک کو برباد کرنے اور انکے وسائل پر قبضہ کرنے، انکے مال واسباب لوٹنے، انکے قتال کرنے کو اپنا حق اور اپنے کلچر کا حصہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا میں فرعون کی زندگی گذارتے ہیں اور عاقبت موسیٰ علیہ السلام کی مانگتے ہیں، عملی طور پر وہ پیغمبران خدا کے دستور مقدس، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکے اسوہ حسنہ، انکے الہامی نظریات، انکے تعلیمی نصاب، انکی مذہبی درسگاہوں، معبد، کلیسا، گرجا، مسجد کو ختم کرنے۔ انکے ازدواجی زندگی کے نظام، انکے ماں باپ، بیٹا بیٹی کے خاندان کے نظام، انکے گھر اور گرہستی لائف کے نظام، انکے چادر اور چاردیواری کے نظام، انکے اخوت ومحبت کے نظام، انکے خلق عظیم کے نظام، انکے انسانی زندگی کے تحفظ کے نظام، انکے فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زناکاری سے بچنے کے نظام، انکے انسانی فلاح اور بہبود کے نظام پر مشتمل تہذیب کو نیست ونابود کرنے کا عمل جاری کئے ہوئے ہیں۔

۳۔ پیغمبران نے انسانی کردار کو اعتدال و مساوات کے عمل سے گذار دیا۔ انسان کو مخلوق خدا کے بنیادی حقوق کو ادا کرنے کا علم اور عمل سکھایا۔ امانت اور دیانت کا سبق عام کیا۔ خلق خدا کی خدمت کو عبادت کا حصہ بنایا۔ خلق عظیم کا راستہ بتایا۔ بنیادی فطرتی حقوق خوراک و لباس کو ادا کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا۔ ادبِ آدمیت اور احترامِ آدمیت کے فلسفہ سے آگاہی بخشی۔ تسخیر جہان رنگ و بو اور دل و روح کا عرفان سمجھایا۔ مخلوق خدا کے دلوں پر حکمرانی اور جسموں پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کی حکمرانی کا فرق سمجھایا۔ حمدِ باری تعالیٰ کے ذکر و اذکار کے دیپ روشن کئے۔ غور و فکر کی عبادت کی گرہ کھولی۔ تنہائیوں میں حقائق اور سچائی کو تلاش کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ انسانی زندگی کو راحت و سکون مہیا کرنے کی افادیت سمجھائی۔ انسانی دلوں کو تسخیر کرنے کے ازلی اور ابدی راز افشاں کئے۔ صبر و برداشت، عفو و درگذر کے جذبوں کو انسانی زندگی میں بیدار کیا۔ دنیائے عالم میں انسانی زندگی میں اخوت و محبت کے پر سوز گیت کے ساز بجائے۔ بنی نوع انسان کی اصلاح اور فلاح کے کائناتی نظام اور رموز سے آشنائی کروائی۔ فناہ اور بقا کی داستانیں سنائیں۔ معاشرے کے جسد کی اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو شفا عطا کی۔ اس کائنات کے انسانوں کو کائناتی ضابطہ حیات کا فطرتی علم سکھایا۔ نہ جنوں سے الجھاؤ نہ خرد سے جھگڑا، زندگی کو ادبِ جہاں کے فیض سے آشنائی بخشی۔ دلوں کو تسخیر کرنے اور ان پر حکومت کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات اور ضابطہ حیات کی حسین و جمیل اور دلکش تہذیبی عمارت کو سنوارا اور تیار کیا۔

بدقسمتی سے نان کرسچن جمہوریت کے غاصب طرز حیات باطل ضابطہ حیات پر مشتمل نظریات کے سیاسی قائدین نے ایک ایسے نظام اور سسٹم کا خوفناک جال بنی نوانسان کے گرد بن لیا، جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے الہامی نظریات اور آسمانی تعلیمات کی رائج کی ہوئی طرز حیات کی بالا دستی کو ختم کر دیا گیا۔ اوران کی امتوں کے گرد اینٹی کرسچن جمہوریت کا ایسا گھیرا ڈال لیا گیا۔ جس سے تمام پیغمبران کی امتیں مذہب کے نظام حیات یعنی اسلامی جمہوریت اور جمہوریت کے نظام حیات کے تضاد کا شکار ہو گئیں۔ اس مغربی جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات کی تعلیمات نے مذہب کی الہامی، روحانی اور آسمانی تعلیمات کی شمع کو گل کر دیا۔ مذہب کی تعلیمات کی لطیف کارگذاری اوران کے تیار کردہ دلکش تہذیب وتمدن کے دلربا ساز کو چپکے سے خاموش کر دیا، دنیائے عالم میں انہوں نے سیاسی دانشوروں کے تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات، تعلیمی نصاب کی سرکاری بالا دستی کو تمام ممالک میں رائج کر دیا۔ مذاہب کے نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات اور اسکے تعلیمی نصاب کو سرکاری سطح پر منسوخ اور ختم کر کے انکی بین الاقوامی حاکمیت اور افادیت ختم کر دی گئی ہے۔ مادہ پرست مغربی سیاسی دانشوروں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کو پوری دنیا پر مسلط کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ اس طرز حکومت کے قلیل سے سیاسی اور اقتدار پسند پیروکاروں اور اسمبلیوں کے ممبران نے انسانی نسلوں کو اور تمام پیغمبران کی امتوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالا دستی کے نظام میں دبوچ لیا ہے۔

۵۔ مغربی سیاستدانوں اور اقتدار پر مسلط تمام ممالک کے اینٹی کرسچن جمہوریت پسند سیاسی دانشوروں، سکالر اسمبلی ممبران اور انکے چنے ہوئے حکمرانوں نے پیغمبران کے الہامی منشورحیات کے تمام اصول وضوابط، انسانی وحدت کے تصور اور بھائی چارہ، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف، اخوت ومحبت، ادب واحترام، عفو ودرگذر، شرم وحیا، ازدواجی زندگی کی پاکیزہ فضا یعنی مرد وزن میں پردہ کی دیوار اور خدمت خلق کے جذبوں کو بیدار کرنے والے تمام تعلیمی نصاب تعلیمی اداروں کو ختم کر کے نہ صرف اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کش تعلیمی نصاب، سودی معاشی نظام، مغربی سیاسی نظام، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کے قوانین ضوابط کا تیار شدہ انتظامیہ اور عدلیہ کا نظام، طبقاتی تعلیمی نظام مخلوط تعلیمی نظام کو سرکاری طور پر تمام پیغمبران کی امتوں پر مسلط کر دیا، جسکی وجہ سے وہ عملی طور پر مذہب سے دور ہوتی چلی جا رہی ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کے تعلیمی نصاب کی روشنی میں حکومتی نظام چلایا جاتا ہے۔ اس طرح سرکاری سطح پر تمام پیغمبران اور انکے مذاہب کی پذیرائی ختم کر دی گئی اور سیاسی ممبران پر مشتمل اسمبلیوں کا تیار کردہ سرکاری مذہب اینٹی کرسچن جمہوریت معرض وجود میں آتا چلا جا رہا ہے، اسمبلیوں کے ممبران نے پیغمبران کا رول ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے پیغمبران کی تعلیمات اور انکی تہذیب کو کچل کر رکھ دیا ہے، جسکی سزا میں تمام امتیں اور پوری انسانیت ایک دلسوز نظریاتی سانحہ کی عبرتناک اذیتوں سے گذر رہی ہے۔

۶۔ مذہب کی نظریاتی ریاست اور ملی جمعیت کو تباہ کر دیا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشور سیاستدانوں اور حکمرانوں نے تمام پیغمبران کی امتوں کی جمعیت کو ختم کر کے سیاسی جماعتوں میں بکھیر اور منقسم کر کے رکھ دیا ہے۔

۷۔ مغرب کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مخلوط معاشرے اور جنسی آزادی کے ناسور کا نظام قائم کر کے پیغمبران کے نظام حیات اور انکے ازدواجی زندگی کے نظام کو منسوخ کر دیا ہے۔ میاں بیوی، اولاد اور ان سے منسلک تمام رشتوں کی اخوت ومحبت، عزت واحترام کے انمول جذبوں کو مسخ اور ناپید کرتے جا رہے ہیں۔

۸۔ مغرب کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے بین الاقوامی سطح پر انفرادی، ملکی اور بین الاقوامی اجتماعی زندگی کے مذہبی اعتدال و مساوات کے نظام کو کچل کر رکھ دیا ہے۔

۹۔ مغرب کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کی ترجماں یو این او کی عدالت نے تمام پیغمبران کے عدل وانصاف کے اصول وضوابط کو مسخ کر رکھ دیا ہے۔ دنیا کی تمام دولت وسائل پر چند ترقی یافتہ ممالک کے معاشی دجال قابض ہو چکے ہیں اور انہوں نے مخلوق خدا کو غربت، تنگدستی، بیروزگاری اور بنیادی ضروریات حیات سے محروم کر رکھا ہے۔ یو این او کے پلیٹ فارم سے ترقی یافتہ ممالک نے اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور دنیا میں عدل وانصاف کو کچلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک دنیا کے کمزور ممالک پر جنگیں مسلط کرتے، ایک دہشت گرد کی طرح تباہ کن ہتھیاروں سے بے گناہ اور معصوم عوام کا قتال کرتے اور دنیا کا امن وامان تباہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔

۱۰۔ اینٹی کرسچن جمہوریت نے! ساری خدائی ہے کنبہ خدا کا تصور! پیغمبران کی تعلیمات سے تیار کرنے والے ادارے اور انسانی رشتوں کے عالمگیر نظام کو نایاب بنا دیا ہے۔ مذہب آفاقی بھلائی کا رہنما ہے اور جمہوریت آفاقی بھلائی کی رہزن۔ پیغمبران کی امتوں کو اس بارے سوچنا اور غور کرنا ہوگا اور پیغمبران کی تعلیمات اور ضابطہ حیات کا آفاقی نظام بحال کرنا ہوگا۔

۱۱۔ پیغمبران کی امتوں کے سیاسی رہنماؤں نے اپنے اپنے ممالک میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر اور تمام مذاہب کے نظریات اور ضابطہ حیات پر مغربی جمہوریت کے نظام کی سرکاری بالادستی مسلط کر کے ان کا قتال کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۲۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے مذہبی منافق جمہوریت پرست سیاسی ممبران نے اسمبلیوں میں بیٹھ کر سلسلہ پیغمبران کے الہامی دستور کو ختم کر کے اس پر فوقیت کے بگل بجاتے ہیں۔ مذہب کے نظریات انکی تعلیمات اور پیغمبران کی عظیم شان کو اور انکی امتوں کو ان کے دستور حیات سے الگ کرتے جا رہے ہیں۔ یہ دین کے خاکے مٹائے جا رہے ہیں۔

۱۳۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشور حکمرانوں نے تمام امتوں سے انکے پیغمبران کے الہامی نظریات، روحانی تعلیمات، انکے عمدہ اخلاق، اعلیٰ کردار، اسوہ حسنہ کی فطرتی صفات اور حقیقی صداقتوں پر مشتمل تمام رشد و ہدایت کے تعلیمی نصاب کو سرکاری سطح پر منسوخ اور ختم کر دیا ہے۔ اسکی سرکاری بالادستی کو ختم کر کے مذاہب کے کلچر اور اسکی تہذیب کی پرورش کرنے والے تعلیمی اداروں اور تعلیمی نصاب کو سرکاری سطح پر یک قلم منسوخ کر دیا ہے۔ اس طریقہ کار سے بنی نوع انسان کا پیغمبران کے نظریات کی آگاہی اور آشنائی تک کا رشتہ ختم کر دیا ہے۔ انہوں نے روحانی اور الہامی نظام حیات کی آفادیت سے تمام پیغمبران کی امتوں کو محروم کر دیا ہے۔

۱۴۔ تمام امتیں پیغمبران کے رشد و ہدایت اور فلاح کے تعلیمی نصاب کے متضاد اینٹی کرسچن جمہوریت کے مادہ پرست اور اقتدار پرست نظام حیات پر مشتمل تعلیمات کو مسلط کر رکھا ہے۔ مغربی جمہوریت کی اسمبلیوں کے دانشور ممبران جمہوریت کے نظام حیات کے مطابق تیار کردہ انتظامیہ و عدلیہ کے قوانین اور ان کی تعلیمات سرکاری سطح پر نافذ کر چکے ہیں۔ مذہب کا راستہ ترک اور مذہب کو عملی طور پر ختم کر دیا ہے

۱۵۔ سیاسی طور پر مذہبی حقوق غصب کرنے اور جمہوریت کے اخلاقیات کی تعلیم،

۱۶۔ دنیا کے غریب ممالک اور عوام الناس سے دولت اور انکے وسائل چھیننے کے جمہوریت کے سیاسی معاشیات کے نظام کی تعلیم،

۱۷۔ کمزور ممالک اور اقوام پر بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی الزامات کی تشہیر کرنے کی تعلیم، انہی بنیادوں پر جدید ڈیزی کٹر بموں، نائٹروجن بموں، جراثیمی بموں اور تباہ کن جدید مزائلوں، ایٹمی مزائلوں، ڈرون حملوں سے غیر ترقی یافتہ ممالک کے معصوم عوام پر حملوں کی تعلیم۔

۱۸۔ بنی نوع انسان اور اس جہان رنگ و بو کو نیست و نابود کرنے والے جدید ہتھیاروں کے تیار کرنے اور انکو بلا جواز استعمال کرنے کی تعلیم،

۱۹۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت میں انسانیت کے حقوق غصب کرنے کی تعلیم،

۲۰۔ چند جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کا دنیا بھر کے تمام ممالک کی دولت، وسائل اور پوری معاشیات پر قبضہ کرنے کی تعلیم اور اعتدال و مساوات کو کچلنے کی تعلیم۔

۲۱۔ بنی نوع انسان کے حقوق اور معصوم و بے گناہ انسانوں کے بلا جواز قتال کی تعلیم، عدل و انصاف کو روندنے کی تعلیم،

۲۲۔ انسانی ضمیر کو بے حس اور ظالم بنانے کی تعلیم،

۲۳۔ ازدواجی زندگی کے مذہبی نظام کو ختم کرنے کی تعلیم، جنسی آزادی کی تعلیم، شرم و حیا کو نگلنے کی تعلیم، انسانی رشتوں کو ختم کرنے اور ان میں اخوت و محبت کو ناپید کرنے کی تعلیم،

۲۴۔ نان کرسچن جمہوریت ایک دجالی نظام حکومت اور غاصب سسٹم ہے، اسکے سیاسی دانشور اس نظام کے دجال ہیں جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کو پوری دنیا سے نگلتے جا رہے ہیں۔

۲۵۔ تمام پیغمبران کی امتوں کا کردار و تشخص مغربی جمہوریت کے فلسفہء حیات میں گم ہو گیا ہے۔ تمام امتیں منافقت کے عذاب اور المیہ سے دوچار ہو چکی ہیں

۲۶۔ ملت کے افراد کی ملک میں آپس کی فرقہ پرستی کی مذہبی چپقلش نان کرسچن جمہوریت کے غاصبوں کے ہاتھ مضبوط کرتی ہے۔

۲۷۔ اسی طرح بین الاقوامی سطح پر مذاہب پرست امتوں کی آپس کی جنگیں، جھگڑے، نفاق و نفرت کے پیدا کردہ حالات و واقعات اور اعمال نان کرسچن جمہوریت کے نظام کی کامیابی کے اسباب بنتے ہیں۔ دراصل جمہوریت کے حکومتی دانشور ہی اپنی سرکاری حثیت اور سرکار ایجنسیوں کے ذریعہ اس آگ کو جلاتے اور بھڑکاتے رہتے ہیں۔ عوام کو ایسے حالات میں پھنسا اور الجھا کر اپنا اقتدار اور حکومتیں بحال رکھتے چلے آ رہے ہیں۔

۲۸۔ اس نان کرسچن جمہوریت کے دجالی نظام اور سسٹم اور اسکے چلانے والے دانائے وقت سیاسی دانشوروں کے دن گنے جا چکے ہیں۔ انہیں بنی نوع انسان کی اجتماعی فلاح و بہبود کیلئے، اس جہان رنگ و بو کو زندہ، پائندہ رکھنے کیلئے خدا و بزرگ و برتر کے الہامی، آسمانی اور روحانی دینی شورائی نظام حیات کا بدی جام پینا ہوگا۔ مغربی جمہوریت کے سیاستدان اپنے مذہب کش نظریات اور انکے اذیت ناک انجام کا چہرہ دیکھنے والے ہیں۔

۲۹۔ نان کرسچن جمہوریت کی بین الاقوامی عدالت یو این او کا معیار انصاف کیا ہے، وہ عدالت کیسے فیصلے کرتی ہے۔ وہ کیسوں کو التوا کا ایندھن کیسے بناتی ہے۔ وہ کن کے اشاروں اور شفارش پر عمل پیرا ہوتی ہے۔ وہ سچے کیسوں کو کیسے الجھاتی اور ختم کرتی ہے۔ وہ دنیا کے ممالک کو کسطرح جنگوں میں الجھاتی ہے۔ انکے پیچھے ہاتھ کن کے ہوتے ہیں۔ جنگوں کے نقصان اور فوائد کن ممالک کو ہوتے ہیں۔ کن ممالک کی معیشت برباد ہوتی ہے۔ کن کی معیشت ان جنگوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ کن کے ممالک خوشحال ہوتے ہیں۔ کون سے ممالک غربت کی اذیتوں سے گذرتے ہیں۔ جنگ کو لڑنے کیلئے اسلحہ کن ممالک کا فروخت ہوتا ہے۔ کون سے ممالک ان کو خرید کرتے ہیں۔

۳۰۔ معصوم بچوں، بے ضرر مستورات بے گناہ نوجوانوں، بوڑھوں اور تمام مخلوق خدا کے قتال کے ذمہ دار کون ہیں۔ ان ممالک پر جنگیں مسلط کروانے والے کون ہیں۔ وہ جنگیں کن کے اشاروں پر لڑی جاتی ہیں۔ کون سے ممالک ان جنگوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان جنگوں میں افرادی قوت اور معاشی طاقت کن کی تباہ ہوتی ہے۔ ان جنگوں سے معاشی خوشحالی کن ممالک کی ہوتی ہے۔

۳۱۔ عربوں پر اسرائیل نے حملہ کن کے اشاروں پر کیا۔

۳۲۔ اسرائیل کو جدید اسلحہ کن ممالک نے مہیا کیا۔

۳۳۔ فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کس نے کیا ہوا ہے۔ وہاں انسانیت کی بے حرمتی اور انکا قتال کون کر رہا ہے۔ اسکا مجرم کون ہے۔

۳۴۔ اس ریاستی دہشت گردی اور انسانی قتال کا مجرم کون ہے۔

۳۵۔ کیا جس ملک پر بائی فورس قبضہ کر لیا جائے۔ وہ حملہ آور دہشت گرد ہوتے ہیں یا اس ملک کے باشندے جو اپنے ملک کی حفاظت، اپنے معصوم بچے بچیوں کی جانوں کی حفاظت، اپنے ماں باپ کی حفاظت، اپنے مال و جان کی حفاظت کیلئے مجبوراً لڑتے اور مرتے ہیں وہ دہشت گرد ہوتے ہیں۔

۳۶۔ کیا کشمیر میں ہندوستان نے سات لاکھ فوج زبردستی داخل کر نہیں رکھی۔ کیا ہندوستان کی فوج پچاسی لاکھ کشمیریوں کا قتال کر نہیں چکی۔ کیا کشمیری بھارت کے ساتھ اپنی بقا کی جنگ لڑ نہیں رہے۔ کیا کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت نہیں۔ کیا کشمیر پاکستان کا حصہ نہیں۔ کیا پاکستان اپنے ان مسلم بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتا۔ کیا ہندوستان دہشت گرد ہے یا کشمیری۔

۳۷۔ بھارت پاکستان کو موردالزام ٹھہراتا ہے کہ وہ کشمیریوں کی مدد کرتا ہے۔ اس سے قبل بھارت دو جنگیں پاکستان پر مسلط کر چکا ہے۔

۳۸۔ کیا کشمیر کے استصواب رائے کا کیس بھارت ۱۹۴۸ میں از خود دنیا کی یو این او کی عدالت میں لے کر نہیں گیا تھا۔ کیا یہ درست ہے کہ ہندوستان نے استصواب رائے کروانے کی بجائے مقبوضہ کشمیر میں سات لاکھ فوج داخل کر دی جو آج تک کشمیری مسلمانوں کا قتال کرتی چلی آ رہی ہے۔ کیا کشمیری ۱۹۴۸ سے لیکر آج تک اس عدالت سے انصاف کی بھیک مانگتے چلے نہیں آ رہے۔

۳۹۔ کیا مسلم امہ کے چھپن ممالک میں سے کسی ایک ملک کے پاس بھی کوئی جدید اسلحہ سازی کا ادارہ یا کارخانہ موجود ہے، کیا یہ تمام ممالک ہر قسم کے اسلحہ کی خریداری ان ترقی یافتہ ممالک سے نہیں کرتے۔ کیا یہ تمام ممالک انکی اسلحہ فروخت کرنے کی مارکیٹیں نہیں ہیں۔ کیا یہ ان مسلم ممالک کے بے شعور اور احمق حکمرانوں کو ایک دوسرے ملک کے خلاف جنگوں میں مبتلا کرتے چلے نہیں آ رہے کیا اس عمل سے انکے جدید اسلحہ کی خرید و فروخت شروع نہیں ہو جاتی۔ کیا یہ ممالک ان ممالک سے اربوں، کھربوں کی دولت اور انکے تمام وسائل اس اسلحہ کی خریداری کے طریقہ کار سے چھین نہیں لیتے۔ کیا جنگ کی صورت میں یہ ممالک اپنی افرادی قوت، معاشی قوت کو ختم کر نہیں دیتے۔ کیا یہ ہنستی کھیلتی بستیوں کو کھنڈرات میں نہیں بدل دیتے۔

۴۰۔ کیا ایران، عراق جنگ، عراق کویت جنگ ان بد بخت حکمرانوں کی اسی پالیسی کی بدترین داستانیں نہیں ہیں۔ کیا عراق کو ایران کیخلاف جدید اسلحہ اور نیپام بم ان طاقتوں نے مہیا نہیں کیئے تھے۔ جس سے انہوں نے ایران اور عراق کی فوجی طاقت اور افرادی قوت خاکستر کر کے رکھ دی۔ ان مغربی ممالک نے اسرائیل کو جدید اسلحہ اور نیپام بموں سے لیس نہیں کیا تھا جس نے عربوں کی فوجی طاقت کو خاکستر کر دیا، عربوں کی سرزمین پر اسرائیل کا وجود قائم کر دیا گیا ہے، اسرائیل ابھی تک عربوں کو نیست و نابود کرتا چلا آ رہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کی دو جنگیں کروائیں اور انکی دولت اور وسائل کو خوب لوٹا۔ بوسینیا میں مسلم امہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ انکی نسل کشی اور انکی مستورات کی بے حرمتی کی انتہا کر دی۔

۴۱۔ روس اور افغانستان کی جنگ میں افغانستان کو اسلحہ مہیا کیا۔ یہ جنگ افغانستان کے ملک میں لڑی گئی۔ انکا ملک نیست و نابود ہو گیا۔ انکی پانچ لاکھ جانیں اس جنگ میں کام آئیں، افغانستان کھنڈرات کی شکل اختیار کر گیا، روس یہ جنگ ہار گیا۔ وہ اپنے مقاصد حل نہ کر سکا۔

۴۲۔ اسکے بعد امریکہ نے اپنی فوجیں افغانستان میں اتار دیں اور افغانستان پر قابض ہو گیا۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کی دو وجوحات موجود ہیں۔ ایک تو اس ملک کے وسائل اور قدرتی ذخائر کو قابو کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا وہ بارہ روسی ریاستوں، روس اور چائنا کی شاہ رگ پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتا ہے۔ افغانستان میں ان مقاصد کے حصول کے لئے امریکہ اور اسکے اتحادی ممالک ملکی دہشت گردی کے مرتکب ہوئے۔ افغانستان پر کنٹرول حاصل کرنے اور آپنی گرپ مضبوط کرنے کیلئے امریکہ اپنی کٹ پتلی حکومت کے ذریعہ اپنی کاوش میں مصروف ہے۔ افغانی اسکی فوج کے خلاف گوریلا جنگ میں مصروف ہیں۔ اصل میں یہ افغانی حریت پسند ان بارہ روسی آزاد ریاستوں، روس اور چائنا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ امریکہ سے افغانستان خالی کروانے کیلئے دیکھئے اب یہ تمام ممالک کیا لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں۔ اس ملکی دہشت گردی کے بعد بھی افغانی دہشت گرد ہیں جو اپنی بقا کی جنگ لڑنے پر مجبور ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے فرزندان ہیں یا نان کرسچن جمہوریت کے نظریات اور نظام کے سیاسی پیروکار ہیں۔ انکو کس نام سے پکارا جائے۔ انکی پہچان کیا ہے۔ انکا تشخص کیا ہے۔ کیا یہ عیسائی ہیں۔ کیا یہ کافر ہیں۔ کیا یہ منافق ہیں۔ ان سے انکا نام پوچھ لینا مناسب ہوگا! عوام ان حکمرانوں کے خلاف ایک مرکز پر اکٹھے ہو چکے ہیں انکے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔

۴۳۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد امریکہ اور مغربی ممالک کے اتحادیوں نے ملکِ عراق کے قدرتی وسائل اور تیل پر قابض ہونے کیلئے عراق پر حملہ اور اس پر قبضہ کرلیا ہے۔ وہاں بھی عراقی بری طرح مزاحمت کررہے ہیں۔ یہی امریکہ اس سے قبل عربوں کے ملک پر اسرائیل کے روپ میں قابض ہو چکا ہے۔ وہاں بھی فلسطینی آزادی کی جنگ میں مصروف ہیں۔ امریکہ اور اسکے اتحادی بین الاقوامی سطح پر ملکی دہشت گردی اور دنیا میں بدامنی پھیلانے کے مرتکب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ جب سے حکمرانوں نے عیسائیت کے خلاف مغربی جمہوریت کی سیاست کا مذہب قبول کیا ہے اس وقت سے انہوں نے اپنے نئے نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کے مطابق مظلوموں، مقتولوں، کمزوروں اور بیگناہ انسانوں کو عبرت ناک سزا دینے کیلئے ان مظلوموں کو دہشت گرد قرار دینا شروع کررکھا ہے۔ انکے اس ظالمانہ فعل سے پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا گذر رہی ہوگی۔ انکے مذہبی رہنماؤں، نکے صاحب بصیرت، انکے شب بیدار، انکے خدمت خلق کے داعی، انکے انسانی رشتہ کے تقدس سے آشنا دیدہ وروں، انکے خدمت خلق کے رازداروں، انکے ترکِ دنیا کرنے والے راہبوں، فقیروں پر کیا گذر رہی ہے اور عیسائی ملت اپنے عظیم پیغمبر خدا کیلئے باعث شرمندگی کے عمل میں کیسے دھکیل دی گئی ہے وہ بہتر جانتے ہیں۔ ان سے ملتجی ہوں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی نورانی تعلیمات کی روشنیوں سے اس ظلم کدہ کو پھر سے منور کریں ورنہ ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو فطرت خود عمل میں آجاتی ہے یاد رکھو! انکے تیار کردہ دہشت گرد، ان سے ختم نہیں ہوسکتے۔ یہ فطرت کا عمل ہے۔ وہ دہشت گرد پھیلتے جائیں گے اور یہ حیرت سے دیکھتے جائیں گے۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب تمام مسلم کے ممالک ایک مرکز پر جمع ہوکر ان مادہ پرست مغربی جمہوریت کے غاصبوں سے اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت قائم کر کے پوری کائنات کے عوام کو ان دہشت گردوں سے نجات دلائیں گے۔ انکے پاس ایٹم بموں اور دوسرے اسی طرح کے مہلک بموں کے انبار انکے ممالک میں بہت بڑے دشمن کی شکل میں تیار پڑے ہیں۔ انکے ایٹمی پلانٹوں کی گنتی مشکل ہوچکی ہے۔ ان مظلوم دہشت گردوں یا فطرت کے کسی عمل کا ان تک رسائی کرنا ناممکن نہیں رہا ۔ اسکے بعد اسکا منظر اور اس منظر کی منظر کشی کرنے والا کون ہوگا۔ ان سے پوچھ لیں۔ یہ بہتر جانتے ہونگے۔ یہ تمام اتحادی ممالک کی افواج کیلئے افغانستان اور عراق کے یہ ممالک گورستان بنتے جائیں گے اور انکے ممالک ماتم کدوں میں بدل کر رہ جائیں گے۔ یہ ایک بہت بڑا انسانی المیہ سرزد ہونے والا ہے۔

۴۴۔ اس سے قبل جاپان کے شہروں ہیروشیما، ناگاساکی پر انہی اتحادی ممالک نے ایٹم بم گرا کر لاکھوں جانوں کو خاکستر اور آبادیوں کو غلط حرف کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا تھا۔ آج تک وہاں انسانی نسلیں مختلف مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ مغربی اقوام اور دنیا کے تمام مذہبی ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو کر سوچنا ہوگا۔ آج کے ایٹم بم تو ان سے کئی گناہ زیادہ مہلک ہیں۔ اس کا تدارک کرنا ہوگا۔ اس جہان رنگ و بو کو مکمل تباہی سے بچانا ہوگا۔ یہ اہل بصیرت مذہبی رہنماؤں کا مقدس فریضہ ہے۔ یہ طاقت کے فرعونوں کے بس کا روگ نہیں۔

۴۵۔ کیا تمام پیغمبران کی امتوں کا تعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی ﷺ رحمت اللعالمین سے نہیں ہے۔

۴۶۔ کیا تمام امتیں ان طیب پیغمبران سے تعلق نہیں رکھتیں۔

۴۷۔ کیا یہ تمام اہل کتاب پیغمبران اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اس دنیا میں نہیں بھیجے۔ کیا تمام الہامی کتابیں زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف، اور قرآن شریف رشد و ہدایت کی الہامی کتابیں نہیں ہیں۔ کیا تمام امتوں کی نسلیں اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کا ایندھن بن نہیں چکیں،

۴۸۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران علیہ السلام یکے بعد دیگرے اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے، بنی نوع انسان کو راہ راست دیکھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجے۔

۴۹۔ کیا تمام پیغمبران نے انسانوں کو توحید پرستی کی تعلیمات اور مخلوق خدا کی خدمت کا نظریہ پیش نہیں کیا۔

۵۰۔ کیا انہوں نے بنی نوع انسان کو نیکی اور بدی، خیر اور شر کا تصور پیش نہیں کیا اور اس سے آگاہی نہیں بخشی تاکہ بنی نوع انسان خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چل سکیں۔

۵۱۔ کیا انہوں نے آدم علیہ السلام کی تخلیق، فرشتوں اور شیطان کے نظام حیات سے آگاہی نہیں بخشی ۔ کیا انہوں نے نسلِ انسانی کو عبادات کے طریقے نہیں بتائے ۔ کیا انہوں نے ادبِ انسانیت کا درس نہیں دیا۔

۵۲۔ کیا انہوں نے گناہ اور ثواب کے فلسفہ سے انسانیت کو روشنی عطا نہیں کی۔

۵۳۔ کیا اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق ماننے کا درس انہوں نے آدم کی اولاد کو نہیں دیا

۵۴۔ کیا انہوں نے انسان کو اس حسین وجمیل کائنات کو دیکھنے، سمجھنے، غور وفکر اور تدبر کرنے کی تلقین نہیں فرمائی ۔ کیا انکی تعلیمات آفاقی نہیں ہیں۔

۵۵۔ کیا انہوں نے ساری خدائی کو کنبہ خدا سمجھنے کی آگاہی نہیں بخشی ۔

۵۶۔ کیا انہوں نے دنیا کی بے ثباتی کی تعلیمات سے انسانیت کو نہیں نوازا۔

۵۷۔ کیا انہوں نے اس دنیا کے نیک اعمال کے پھل اور برے اعمال کی سزا یعنی جنت اور دوزخ کی تعلیمات سے آشنائی نہیں بخشی۔

۵۸۔ کیا پیغمبران نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے معجزات نہیں دکھائے۔

۵۹۔ کیا ابراہیم خلیل اللہ پر نمرود کی جلائی اور بھڑکائی ہوئی آگ اللہ تعالیٰ نے بے اثر اور گلزار نہیں بنا دی تھی ۔ کیا تمام امتوں کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں۔

۶۰۔ کیا موسیٰ کلیم اللہ کا عاصہ سامریوں کے تمام سانپوں کو نگل نہ گیا تھا۔

۶۱۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے عاصہ نے دریائے نیل کو دو ٹکڑے نہ کر دیا تھا۔

۶۲۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے تمام امتی بحفاظت دریا کو پار اور فرعون اور اسکی تمام سپاہ غرق دریا نہ ہو گئی تھی۔

۶۳۔ کیا فرعون کی ممی آج تک لندن کے عجائب خانہ میں محفوظ نہیں۔

۶۴۔ کیا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اپنی پیاری امت کے سامنے معجزات کی بارش نہ برسائی۔ کیا وہ پیدائشی اندھوں کو روشنیاں عطا نہ کرتے رہے، کیا انہوں نے کوڑھے انسانوں کے لاعلاج مرض کو شفا عطا نہ کی۔ کیا انہوں نے مریضوں کو شفا، بھوکوں کو غذا، ننگوں کو لباس، معذوروں کے حقوق کو ادا کرنے کا سبق نہ سکھایا۔ کیا انہوں نے مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے معجزات اپنی امت کو نہ دکھائے۔ کیا انہوں نے مخلوق خدا کی خدمت کا درس نہ دیا۔ کیا خداوند قدوس کے تمام پیغمبران کا فریضہ اسی نسب العین کو ادا نہ کرتا رہا۔ کیا انکی زندگی کے اعمال پر گامزن ہونا انکی سنت کی پیروی نہیں!۔

نمبر ۶۵۔ کیا اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبران اور انبیا علیہ السلام کے بعد آخری نبی حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کو پوری انسانیت اور تمام مخلوق خدا کیلئے رحمت العالمین بنا کر نہیں بھیجا۔

نمبر ۶۶۔ تمام پیغمبران کی امتوں کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونا ہوگا۔ اپنے اپنے پیغمبران کی الہامی کتابوں کے رشد و ہدایت کے انوار کو الگ الگ اکٹھا کرنا ہوگا۔ انکے نظریات اور انکی طرز حیات کی روشنیوں کا نور قلمبند کرنا ہوگا، انکی تعلیمات کو ترتیب دینا ہوگا، انکی زندگی کے آداب کو اکٹھا کرنا ہوگا، انکے اعتدال و مساوات کے اصولوں کو، انکے اخوت و محبت کے آداب کو، انکے عفو درگذر کے طریقوں کو، انکے صبر و تحمل اور بردباری کے راستوں کو، انکی خدمت خلق کی عبادات کو، انکے رحم اور شفقت کے آداب کو، انکے حسن خلق اور انکے عمدہ کردار کو، انکے رحمت و بخشش کے طریقہ کار کو، انکی بیمار پرسی اور تیمارداری کے سلیقہ شعار کو، انکے بھوکوں کو خوراک اور ننگوں کو لباس کے حقوق نبھانے کے فرائض کو، انکے خدمت خلق کے جذبوں کو، انکے مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور اسکے بعد منفعت بخش ہونے کے کردا کو، مذہب کے ازلی ابدی، آفاقی نظام حیات کو، انکی عمدہ صفات کو، انکے حسین و جمیل کردار کو، انکی بتائی ہوئی فطرتی صداقتوں کو یکجا کرنا ہوگا۔ انکے عدل و انصاف کے نظام کو پھر سے متعارف اور دنیا بھر کے ممالک میں رائج کروانا ہوگا۔ جن کو مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کے دانشوروں نے مغربی جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کو دنیا بھر کے ممالک میں سرکاری بالادستی قائم کر کے پیغمبران کے الہامی نظریات، روحانی تعلیمات اور مقدس طرز حیات کو بری طرح مفلوج، اپاہج اور بے اثر بنا کر رکھ دیا ہے۔

۶۷۔ کیا پیغمبران کی تعلیمات صرف ان کیلئے ہیں جو مذہب کو تسلیم کر چکے ہیں یا یہ تعلیمات دنیا کی تمام نسلِ انسانی کی وراثت ہے۔

۶۸۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، آئیڈیالوجی یا تعلیمات کا محور ایک ہی نہیں۔ کیا تمام پیغمبران سلامتی کا ایک ہی پیغام لیکر اس دنیا میں تشریف نہیں لائے۔ کیا کسی پیغمبر یا اسکی آل پر درود بھیجنے پر کسی پیغمبر نے روکا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوا۔! مسلمانوں کی تو نماز جیسی افضل ترین عبادت اس وقت تک منظور نہیں ہو سکتی جب تک ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کی آل پر درود ابراہیمی نہ بھیجا جائے۔

۶۹۔ کیا کسی ایک پیغمبر کی امت نے بھی سرکاری طور پر اپنے ملک میں ان کے نظریات، تعلیمات اور طرز حیات کی انفرادی یا اجتماعی سطح پر پیروی کی پابندی کی ہے۔ کیا تمام پیغمبران نے اپنی امتوں کو فلاحی راستے، فلاحی طرز حیات، فلاحی صفات ،فطرت کی حقیقی صداقتیں جو ان پر وحی کے ذریعہ نازل ہوئیں، ان کے مطابق فلاحی قوانین وضوابط، حالات و واقعات یا ماحول یہودیوں عیسائیوں یا مسلمانوں نے دنیا کے کسی ملک میں اپنی نسلوں کو مہیا کیا ہے۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کا ضابطہ حیات، نظام حیات، تعلیمی نصاب، اس سے تیار کیا ہوا کردار و تشخص اور اس پر مشتمل طرز حیات پیغمبران کی تعلیمات اور طرز حیات کی مکمل نفی نہیں کرتی ہے۔ کیا ہم ماننے والے پیغمبران، انکے نظریات اور انکی تعلیمات کے نہیں اور حکومتی سطح پر اطاعت نمرود، فرعون، یزید کے نظریات، تعلیمات کی کرتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا تمام امتیں کفر اور منافقت کے عذاب میں مبتلا نہیں۔ کیا اس بدبختی کو روکنا نہیں چاہیے۔

۷۰۔ کیا یہودیوں، عیسائیوں یا مسلمانوں نے اپنے اپنے پیغمبران کے حسب ونسب کی نسبت سے آپس میں اخوت ومحبت کے رشتوں کو فروغ دیا ہے یا نفرت ونفاق کے عمل سے دوری کا راستہ اختیار کیا ہے۔ کیا ان امتوں پر مذہب کی نظریاتی حقیقتوں کو پوری انسانیت تک پہنچانے کا فرض عائد نہیں ہوتا۔

۷۱۔ کیا وہ تمام امتیں اپنا سبق بھول نہیں چکیں۔ کیا وہ مذہب کے نظریات کو ختم نہیں کر بیٹھیں۔ کیا تمام امتیں اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں کے نظریات اور انکے تعلیمی نصاب کو اپنے اپنے ملک میں رائج نہیں کر چکیں۔ کیا انکے پیغمبران کا فریضہ اسمبلیوں کے جہلا ممبر ادا نہیں کر رہے۔ کیا یہ تمام امتوں کی بدنصیبی اور بدبختی نہیں۔

۷۲۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان اور حکمران یعنی مغربی جمہوریت کے اخلاقی دانشور اور سیاسی رہبر پیغمبران کے نظریات، ضابطہ حیات اور نظام حیات کے رہزن نہیں بن چکے۔

۷۳۔ ان حالات میں پیغمبران کے مقدس الہامی صحیفوں کے نظریات کا دستک انسانی دلوں پر کیسے دیا جا سکتا ہے۔ دلوں میں اترنے والا علم اور عمل جمہوریت کا ضابطہ حیات نگل چکا ہے۔

۷۴۔ یہ تو بتاؤ! کہ جب دنیا کے تمام ممالک کے تعلیمی سرکاری اداروں میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے مطابق تعلیمی نصاب کی تعلیم وتربیت جاری ہو، سرکاری ضابطہ حیات اور روزمرہ زندگی کا نظام جمہوریت کے ان تعلیمی اداروں کے فارغ البال سکالر اور دانشور چلا رہے ہوں۔ تو پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات کا قتال کیسے روکا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں پیغمبران کے الہامی نظریات اور روحانی تعلیمات اور مقدس فلسفہ حیات کو انکی امتوں کے فرزندان تک کیسے پہنچایا جا سکتا ہے اور کیسے انکی تربیت کی جا سکتی ہے اور کیسے انکا مذہبی تشخص تیار کیا جا سکتا ہے۔ ان سیاسی دانشوروں نے تمام انبیا علیہ السلام کی امتوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت اور مذہب کے نظریات کے تضاد کی اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔

۷۵۔ کیا پیغمبران اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کے بنیادی نظریات، تعلیمات، مقدس طرز حیات کے تضاد کے عمل سے پوری انسانیت اور آنیوالی انسانی نسلیں اس حسین وجمیل کائنات اور اسکے شاہکار انسان کی تخلیق اور تمام مخلوق خدا کو نیست ونابود اور خاکستر کرنے کی منازل کا سفر بڑی تیزی سے طے نہیں کر رہی ہیں۔ کیا اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے فتنہ کو روکا جا سکتا ہے۔

۷۶۔اس وقت دنیا میں بسنے والی پیغمبران علیہ السلام کی تمام امتیں اور انکی آنیوالی نسلیں ان سے دوری کا راستہ اختیار کرتی جارہی ہیں۔وہ اپنے پیغمبران علیہ السلام کی گستاخ، ان کے الہامی نظریات، روحانی تعلیمات اور مقدس طرز حیات سے منقطع اور بے ادب ہو چکی ہیں۔دنیا بھر کے انسانوں میں انکی بدعملی معاشی اور معاشرتی نا انصافی، ناجائز قتل و غارت انکی تذلیل اور رسوائی کا باعث بن چکی ہیں۔آج کی تمام امتوں کے فرزندان زندگی نمرود، شداد، فرعون، ہامان اور یزید کی گزار رہے ہیں اور عاقبت پیغمبران علیہ السلام کی چاہتے ہیں۔جس شخص کی زندگی اور اسکے نظام حیات کی عاقبت کو پسند نہ کرو۔اسکی بالادستی اور حاکمیت کو بھی قبول نہ کرو۔اینٹی کرسچن جمہوریت ایک دجال کی طرح تمام پیغمبران علیہ السلام کے نظریات، تعلیمات، طرز حیات کو روند چکی ہے، انکے پیروکاروں کو عملی طور پر نگل چکی ہے۔

۷۷۔پیغمبران علیہ السلام کی امتیں اپنے دلوں میں ذکر رب جلیل کا کرتی ہیں، عبادات اپنی عبادت گاہوں میں اپنے پیغمبران علیہ السلام کے الہامی نظریات کے مطابق کرتی ہیں، الہامی، روحانی اور مقدس آسمانی صحیفوں کو پڑھتی اور سنتی ہیں انکے مقدس ضابطہ حیات کو تسلیم کرتی ہیں۔لیکن عملی زندگی اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشور حکمرانوں کے باطل نظریات، غاصب تعلیمات اور مذہب کش طرز حیات کی سرکاری بالادستی کی گذارنے پر مجبور ہیں۔

۷۸۔کیا تمام پیغمبران علیہ السلام کی امتوں کے فرزندان مذہب کے خلاف مغربی جمہوریت کے نظام حیات کے کافرانہ، منافقانہ قوانین کی زندگی نہیں گذار رہے۔

۷۹۔کیا پیغمبران علیہ الاسلام کی امتیں یہودی، عیسائی اور مسلمان اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کو اپنا الہامی، روحانی رہنما تسلیم کرتی ہیں۔

۸۰۔کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں مذہب کے مطابق اعتدال و مساوات کو دنیا بھر میں قائم کرتی جارہی ہیں یا کچلتی جارہی ہیں۔

۸۱۔کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں انسانوں کیساتھ عفو و درگذر سے کام لیتی ہیں یا ظلم وزیادتی کے عمل کو روا رکھتی ہیں۔

۸۲۔کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں اخوت و محبت کے عمل کو بروئے کار لاتی اور پھیلاتی ہیں یا ختم کرتی جاتی ہیں۔

۸۳۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھتی اور انکی خدمت بجالاتی ہیں یا انکو روندتی اور کرش کردیتی ہیں۔

۸۴۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں بنی نوع انسان کے لئے باعث رحمت عمل کرتی ہیں یا باعث زحمت۔

۸۵۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں بنی نوع انسان کے زخموں کی مرہم پٹی کرتی ہیں یا ان کو گھناؤنے زخم لگاتی ہیں۔

۸۶۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں انسانی بستیوں کو تباہ کرنے والے ڈیزی کٹر بم تیار کرتی اور انسانوں پر مشتمل بستیاں تباہ کیا کرتی ہیں یا ایسی آفات سے نجات دلانے کا رول ادا کرتی ہیں۔

۸۷۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں انسانوں کو اور انکے ہنستے، بستے شہروں کو آگ لگانے والے نائٹروجن بم تیار کرتی انکو استعمال کرتی اور شہروں کو خاکستر کرتی ہیں یا انکو ایسی آگ سے محفوظ کرتی ہیں۔

۸۸۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں صحت مند انسانوں کو بیماریوں میں مبتلا کرنے والے جراثیمی بم بناتی اور انسانوں کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کیا کرتی ہیں یا انکا تدارک اور علاج کیا کرتی ہیں۔۔

۸۹۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں انسانی جسموں اور ذہنوں کو ماعوف کرنے والے گیس بموں کو تیار کرتی اور انکو استعمال کیا کرتی ہیں یا ان سے انسانیت کو نجات دلایا کرتی ہیں۔

۹۰۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں بچوں کے سکولوں، ہسپتالوں، انسانی اور حیوانی ضروریات کو پورا کرنے والے پانی کے ذخائر، خوراک کے ذخائر، تیل، گیس کے ذخائر اور انکی ہر قسم کی اہم تنصیبات کو تباہ کرنے والے مختلف نوعیت کے ہر قسم کے تباہ کن بموں کو تیار کرتی اور استعمال کیا کرتی ہیں یا انکو ختم کرنے کا رول ادا کیا کرتی ہیں۔
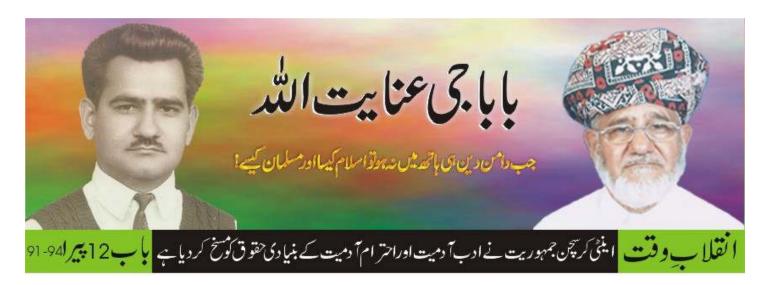
۹۱۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں جو اس جہان رنگ و بو کو پوری طرح خاکستر کرنے والے نائٹروجن بموں کو تیار کرتی اور مخلوق خدا پر استعمال کیا کرتی ہیں یا ختم کیا کرتی ہیں یا انکی نجات کا سبب بنتی ہیں۔ تمام پیغمبران کی امتوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

۹۲۔ کیا پیغمبران علیہ السلام کی امتیں مخلوق خدا کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے جدید نائٹروجن بموں، ڈیزی کٹر بموں، گیس بموں، ایٹم بموں کی ایجادات کیا کرتی اور انکو استعمال کیا کرتی ہیں۔ وہ ہرگز ایسے نہیں کیا کرتیں بلکہ انکا تدارک کیا کرتی ہیں۔

۹۳۔ ان بموں کو صحیح اور درست ٹارگٹ اور درست نشانہ پر پہنچانے والے کمپیوٹرائزڈ سسٹم پر مشتمل میزائلوں کی ایجادات سے تمام کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کو نیست و نابود اور خاکستر کیا کرتی ہیں یا مذہب پرست امتیں ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجا کرتی ہیں۔

۹۴۔ کیا پیغمبران کی امتوں کے پیروکار مذہب کی تعلیمات اور اسکے ضابطہ حیات کے مطابق دنیا بھر کے بھوکوں، ننگوں، اپاہجوں، مسکینوں، حاجتمندوں کو قریہ قریہ، بستی بستی، گاؤں گاؤں، شہر شہر، ملک ملک تلاش کر کے انکی حاجت روائی کیا کرتے ہیں یا انکے زندہ رہنے کے یہ تمام فطرتی لوازمات اور ضرویات کو اقتدار اور طاقت کی نوک پر چھین لیتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی خودغرضی، نفس پرستی، لوٹ کھسوٹ کے نظریہ نے بنی نوع انسان کو جدیدیت، مادیت اور ترقی کے حصول کی چتا میں بھسم اور دنیا کی محبت، مرتبہ اور دولت کے حجابات میں گم کر دیا ہے۔ امانت و دیانت اور صداقت کے چراغ بجھ چکے ہیں۔ اخوت و محبت اور خلق عظیم کی وادیاں صحراؤں اور بیابانوں میں بدل چکی ہیں۔ حسن صفات، حسن کردار کے الفاظ اپنی تاثیریں ختم کر چکے ہیں۔ پیغمبران، انکے نظریات، انکی تعلیمات، انکی عبادات، انکی عبادت گاہیں، انکا طرز حیات، انکا منشور دنیا کے تمام ممالک اور تمام امتیں منسوخ کر چکی ہیں اور جمہوریت کے باطل نظام حیات کو دنیائے عالم پر مسلط کر چکی ہیں۔ تمام مذاہب اور تمام امتیں معبد، کلیسا اور مسجد میں پابندِ سلاسل ہو چکی ہیں۔ تمام ممالک کے اہل مذاہب، اہل عرفان، رہبانیت پرست فقیروں، بے سروسامانی کے وارثوں اور اپنے اپنے پیغمبران کے باادب صاحب نصیب انسانوں سے ملتجی ہوں کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس ظلمت کدہ میں پیغمبران علیہ السلام کی بات کریں۔

۹۵۔تمام امتوں نے یہ کس جرم کی سزا پائی ہے۔یاد نہیں! آؤ ذرا غور کرلیں، وہ گناہ کیا ہے، وہ خطا کیا ہے، وہ بھول کیا ہے۔جس کی وجہ سے انسانی جسد اور روح، اجتماعی طور پر اس اذیت ناک کینسر کا شکار ہو چکے ہیں۔تمام مذاہب میں مادیت اور اقتدار کے نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظریات کے پیروکار، ان میں داخل ہوتے رہے۔امتوں، ملکوں کی معاشیات اور اقتدار پر قابض ہوتے چلے گئے۔نمرود، فرعون اور یزید کے داناؤں اور دانشوروں کے قلیل ٹولہ نے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات پر مشتمل ایسے قوانین اور ضوابط تیار کئے جن کے ذریعے یہی مذہب کا منافق طبقہ معاشیات کی طاقت سے اسمبلیوں تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔اسطرح تمام پیغمبران کی امتوں کی قیادت اور اقتدار ان غاصب اور باطل قوتوں کے ہاتھ لگ جاتا ہے اور رہ یہ ان امتوں پر قابو پاتے چلے آرہے ہیں۔مذہب پرست امتوں نے انکے حقائق اور واقعات اور نتائج پر غور نہ کیا۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل ٹولہ اور بدبخت، غاصب قائدین اور مذہبی منافقین کی سیاست کے نظام حکومت کی طرف کسی مذہب کے دیدہ ور نے توجہ نہ دی بلکہ عدم دلچسپی سے کام لیا۔وہ دنیا کی بے ثباتی کے عارف مذہب کے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکی عبادات میں ہمہ تن محو اور مصروف رہے۔مذہب پرست، خدا پرست، طیب فطرت لوگ مذہب کی پاکیزہ وادیوں میں یاد الٰہی اور تابع فرمان الٰہی کے مطابق زندگی گذارنے میں ہمہ تن گوش رہے۔جس کی وجہ سے یہ مذہب پرست ملتیں ان اینٹی کرسچن جمہوریت پسند مذہبی منافق قائدین اور انکے اس گھناؤنے جمہوریت کے باطل اور غاصب نظام اور اسکے مضمرات کی طرف دھیان نہ دے سکیں اور نہ ہی وہ اس کو روکنے کی طرف متوجہ ہو سکیں۔جو تمام مذہب کے کلچر کی تباہی کا باعث بنیں۔ویسے بھی مسلم امہ کو آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ذریعہ ازل سے لیکر ابد تک کی رہنمائی کیلئے دستور مقدس عطا ہوا۔جسکے ذریعہ انسانی زندگی کو ایک نظام حیات، ایک ضابطہ حیات، ایک تعلیمی نصاب عطا ہوا۔اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کا نظریہ اور نظام سکھایا گیا۔شورائی نظام حکومت کا شعور عطا ہوا۔یہ مسلم امہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس طرز حیات سے پوری انسانیت کو متعارف کرواتی لیکن بد قسمتی سے ہمارے عالم دین اور مشائخ کرام از خود اس دین کش اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل ہو چکے ہیں۔جب رہبر رہزن بن جائیں تو۔۔۔۔۔۔!

۹۶۔ اس باطل غاصب اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام میں حصہ نہ لینا اور اسکی تقلید نہ کرنا ایک طیب اور مقدس سوچ اور عمل ہے۔لیکن پیغمبران علیہ السلام کی امتوں اور انکی نسلوں کو اور پوری انسانیت کو انکے مغربی جمہوریت کے فساد اور فتنہ کی گرفت میں دے دینا ایک عظیم مذہبی سانحہ سے کم نہیں۔اس جمہوریت کے عمل کو روکنا اس سے کہیں زیادہ ضروری تھا۔اب اس پاکیزہ فریضہ کو ادا کرنے کیلئے تمام امتوں کو آگاہ کرنا اور انکو اینٹی کرسچن جمہوریت اور مذہب کے نظریاتی تضاد اور منافقت کے عذاب سے نجات دلانا مذہب کی بحالی کیلئے نہایت اہم پاکیزہ فرض ہے جو مسلم امہ کو ادا کرنا ہوگا۔

۹۷۔مسلم امہ میں بیداری کی روح پھونکنا، چھپن ممالک کو جمہوریت اور بادشاہت کے عذاب سے نجات دلانا، مذہب کے بارے میں بے حسی اور بے عملی کو ختم کرنا، مذہب کے مطابق قول وفعل کے تضاد کو دور کرنا، عملی زندگی میں اخوت ومحبت کو اجاگر کرنا، اعتدال ومساوات کے عمل کو متعارف کروانا، شرافت اور صداقت کے دینی معیار کو برقرار رکھنا،مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنا، انسان کی عزت وتعظیم، احترام آدمیت کی شمع کو دلوں میں روشن کرنا، مذہب کی آفادیت کو پھر سے ملت کے دل ودماغ میں اجاگر کرنا، معاشی اور معاشرتی طبقاتی نظام کو ختم کرنا، ملت کے تشخص کو دین کی روشنی میں منور کرنا، ایک جدید تعلیمی نصاب دین کی روشنی میں تیار کرنا اور اسکا نفاذ کرنا، ملت اسلامیہ کو دین ودنیا کے رہزنوں سے نجات دلانا اس دور کے صاحب بصیرت شب بیداروں کا فریضہ ہے۔طلبا انکے ہراول دستہ کے فرائض ادا کریں گے۔مغربی جمہوریت اور بادشاہت کے باطل نظام اور غاصب غیر مذہبی سیاسی قیادت کو ختم کرنا ہوگا۔

۹۸۔ انکے ساتھ اینٹی کرسچن جمہوریت کی طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی تعلیمی نصاب پر مشتمل آقا اور غلام، نوکر اور ملازم، افسر اور بیٹ مین، برہمن اور شودر، حاکم اور محکوم تیار کرنے والے ان تمام تعلیمی اداروں کو بند کرنے سے یہ تمام مغربی جمہوریت کے دانشور اور سکالر اور حکمران اور یہ بے دین نظام حکومت از خود ختم ہو جائیں گے۔ اعتدال و مساوات قائم کرنا ہوگی۔

۹۹۔ مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے سودی معاشیات اور اسکی غیر دینی تعلیمات اور اس سے تیار کیا ہوا غاصب ٹیکس کلچر جس کے متولی پندرہ سولہ کروڑ مسلم امہ کا خون پی جاتے ہیں۔ اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

نمبر ۱۰۰۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی عدلیہ کے منصفوں اور وکلا کی عدل کش غیر دینی تعلیمات جس کے ذریعہ عدلیہ کے یہ سکالر تیار ہوتے ہیں۔ جنکی وساطت سے یہ غاصب سیاستدان اور حکمران ملک میں اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کو کچلتے ہیں جنکے ذریعہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے معاشی، معاشرتی اس غاصب کلچر کی حفاظت کرتے ہیں۔ جن کے زیر سایہ ملک کے وسائل اور ملکی خزانہ ملک کے چند غاصبوں کی ملکیت بنتا جا رہا ہے۔ جن کی شاہانہ زندگیاں اور بے جا تصرفانہ اخراجات سولہ کروڑ اہل وطن، ستر فیصد کسان اور انتیس فیصد محنت کش اور عوام الناس کی ملکیت کو نوچنے کا عمل جاری کیئے ہوئے ہے۔ وہ نظام اور سسٹم جس سے ملت کی تمام دولت اور وسائل چھینے جاتے ہیں۔ ملت کے فرزندان جو دو وقت کا کھانا میسر نہ آنے کی وجہ سے خودکشیاں اور خود سوزیاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ نظام اور اسکے خالق اور حکمران اپنے انجام سے واصل ہونگے۔

۱۰۱۔ انگریز کا ۱۸۵۷ کا ایکٹ جو ایک محکوم قوم کیلئے تیار کیا گیا تھا آج تک نافذ العمل ہے یعنی انتظامیہ کا اذیت ناک تھانے کلچر اور دوسرے تمام ملک کے محکمہ جات کو چلانے والی انتظامیہ کو تیار کرنے والی تعلیمات، جس کے ذریعہ انتظامیہ کی افسر شاہی اور نوکر شاہی کے دانشور تیار ہوتے ہیں۔ جو جمہوریت کے باطل اور غاصب کلچر کی حفاظت کرتے اور اس کو فروغ دیتے ہیں۔

اینٹی کرپچن جمہوریت نے ادب آدمیت اور احترام آدمیت کے بنیادی حقوق کو مسخ کر دیا ہے

۱۰۲۔ انگریز کا تیار کیا ہوا ۱۸۵۷ کا ایکٹ جسکے تعلیمی نصاب کے مطابق لا گریجوایٹس، بار ایٹ لا، کی تعلیمات کے فارغ البال نامور دانشور اور لاجواب منصف جو ملک میں عدل و انصاف کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ جو پولیس کی بے بنیاد ایف آئی آر اور جھوٹے کیسوں کی سماعت اور ان کیسوں کی بڑی بڑی فیسیں لینے والے عظیم جھوٹے وکلا کی بحث جن کی بنا پر ملک میں کرپچن جمہوریت کے انصاف کی شمع روشن ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ عظیم منصف اور قانونی سکالر اس غاصب اور باطل طریقہ کار کے مطابق پچھلے ساٹھ سالوں سے حکومتوں کی پالیسی کے مطابق ایسے تمام بوگس، جعلی، جھوٹے کیسوں کی سماعت کرتے اور سزائیں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ بوگس رقبہ فروخت کرنے والوں، ناجائز قبضہ کرنے والوں کے خلاف عدالتیں ایک عمر تک سائل کو انصاف دینے میں لگا دیتی ہیں۔ ایسے مالکوں، پراپرٹی ڈیلروں اور مجرموں کو کسی قسم کی کوئی سزا نہیں۔ عدالتیں زمین مافیہ اور ایسے مجرموں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں، جھوٹے کیس دائر کرنے والے وکیل، غلط فیصلے دینے والے جج، سرکاری اہلکاروں اور منشیوں کے اخراجات، ہر قسم کی رشوت عدالتوں کے نظام کا حصہ ہیں۔ ہر جج کے دروازے پر سو پچاس کیسوں کی لسٹ، دو چار کی سماعت، باقی بیگناہ انسانوں کو صبح سے لیکر شام تک عدالتوں کے باہر کھڑا ہونے کی اذیتیں، عدالتوں میں پہنچنے کی مالی اور بدنی سزاؤں کی اذیتیں اسی جمہوریت اور انہی منصفوں کے عدل کش نظام کا حصہ ہیں۔ یہ قوانین، یہ طریقہ کار انگریز نے ایک مفتوحہ ملک کی عوام کو محکوم اور غلامی کی زنجیریں پہنانے کیلئے ترتیب دیا تھا۔ اب ہمارے عظیم حکمران ان منصفوں کو بڑی بڑی تنخواہیں، شاہی سرکاری سہولتیں، شاہی سرکاری رہائشیں، شاہی سرکاری سپریم کورٹ جیسی قیمتی ساز و سامان سے سجائی ہوئی عمارتیں، شاہی گاڑیاں، شاہی تصرفانہ زندگی کے لوازمات انکو سرکاری طور پر مہیا کیے جا رہے ہیں۔ اس ظالمانہ طریقہ کار اور نظام کے خلاف کسی مظلوم کو، کسی فریادی کو، کسی بے گناہ انسان کو، کسی محکوم کو آواز اٹھانے ہی نہیں دیتے۔ اس سے قبل ہی انکا سر کچل دیا جاتا ہے۔ وکلا صاحبان کا کردار انصاف کے شعبے کا ایک اہم ستون ہے۔ جھوٹے اور سچے کیس سے اچھی طرح آشنا ہوتے ہیں۔ جھوٹے کیس دائر کرنے میں انکی مہارت کا جواب نہیں۔ عوام سے جھوٹے حلفی بیان دلواتے اور عدالتوں میں جھوٹی قسمیں اٹھوانے کا عمل جاری رکھتے ہیں، اگر انکے بھی حلفیہ بیان عدالتوں میں لئے جائیں کہ اگر ان کو یہ معلوم ہے کہ کیس جھوٹا ہے تو انکے بچے مریں اور انکا خانہ خراب ہو۔ اللہ کی لعنت ان پر ہو۔ اسی طرح ہر جج فیصلہ سنانے سے قبل اسی قسم کا اوتھ عدالت میں تمام پارٹیوں کے روبرو پیش کریں تو بہت سے بوگس کیس عدالتوں میں دائر ہی نہیں ہونگے۔ جھوٹے کیس، جھوٹی گواہی اور جھوٹے بیان، جھوٹے فیصلے کافی حد تک ختم ہو جائیں گے۔ اگر جھوٹے کیسوں کو دائر کرنے والوں کی سزائیں بھی مقرر کر دی جائیں تو عدالتیں خالی ہو جائیں گی۔ یہ تھانے یہ کچہریاں، یہ انتظامیہ اور عدلیہ، یہ عالی مرتبہ منصف، ملک میں معاشی اور معاشرتی انارکی پھیلانیوالی اینٹی کرپچن جمہوریت اور اسکی بد اعمالیوں کو مسلط رکھنے، اسی نظام کو جاری رکھنے، تمام جابر ظالم حکمرانوں کی مدد و معاونت کرنے، انکے خلاف ہر قسم کی مداخلت کو روکنے کا فرض ادا کرتی ہیں۔ اس راشی کرپٹ اور ظالم نظام، ان سے تیار ہونے والے غاصب باطل منصفوں کے خلاف کسی قسم کی لب کشائی توہین عدالت بن چکا ہے۔ اس غاصب تعلیم اور غاصب تعلیمی ادارے اور ان میں تیار ہونے والے باطل منصف اور بے ضمیر وکلا ملت کا مقدر بن چکے ہیں۔ یہ اعلیٰ طبقاتی منصف شاہی ٹولہ ملک کے اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کیلئے اور بدامنی پھیلانے اور ملی کردار تباہ کرنے کے مجرم ہے۔

۱۰۳۔ فحاشی، بدکاری اور جنسی آگ کو بھڑکانے اور پھیلانے والا مخلوط ثقافتی معاشرہ، مخلوط تعلیمی نظام، مخلوط حکومتی نظام جس کے ذریعے اس بے حیائی پھیلانے والے نظام کو مقام عروج دینے والے دانشور حکمرانوں کی پالیسی کے مطابق تیار کیے جاتے ہیں۔ جو ملت کا بے دین تشخص تیار کرتے ہیں اور اس کلچر کو فروغ دیتے ہیں۔ اس نظام کا خاتمہ کرنا ہوگا۔

۱۰۴۔ اس دھرتی پر کئی نسلیں کئی زمانے بیت گئے۔ اب پاکستان بنے بھی ۶۷ سال ہونے کو ہیں لیکن یہ بات کتنی بدنصیبی کی ہے کہ مذہب پرست امت اور اسکے تبلیغی مبلغ، تبلیغ تو پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعلیمات کی کرتی ہے اور عملی زندگی اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل سودی معاشی نظام، طبقاتی نظام، مخلوط تعلیمی نظام، عدل کش غاصب اور ظالم نظام، اعتدال و مساوات کو کچلنے والا نظام، عدل و انصاف کو روندنے والے نظام، اسمبلی کے ممبران کے پاس کردہ قوانین سے دین کو مسخ کرنے والا نظام، ملکی دولت، وسائل، تجارت اور خزانہ چند غاصب حکمرانوں کی ملکیت بنانے والا نظام، ملک کی معیشت کو شاہی محلوں پر کروڑوں روپوں کو چنوانے والا نظام، بے سوجھت حکمرانوں کا اربوں ڈالر کا زرمبادلہ کو گاڑیوں کی خریداری کرنے کا نظام، ان گاڑیوں میں کروڑوں ڈالرز کا پٹرول جلانے کا نظام، رشوت، کرپشن، کمیشن کا نظام۔ ملت اس ظلم و تشدد کی چتا میں جھونک دی گئی ہے۔

یا اللہ ہمیں کیا ہو گیا ہے، یا اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ہماری نسلوں کو اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے عذاب سے بچا،
ہمیں پیغمبران علیہ السلام کا رشد و ہدایت کا راستہ دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق بھی عطا کر۔ آمین۔

ا۔ عدل مذہب کی تہذیبی عمارت کا ایک ایسا عنصر ہے جس کے نافذ کرنے سے اسکے نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات کو پروان چڑھنے میں ہر قسم کا تحفظ فراہم ہوتا ہے۔ عدل سے ملتیں، اقوام اور ممالک اپنے نظریات کے ثمرات کے حصول میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی ملت قوم اور ملک کے افراد پر حکمران انکے دینی نظریات، دینی ضابطہ حیات اور دینی طرز حیات کے دینی عدل کے متضاد کوئی اور نظریات، اسکی تعلیمات، اسکا ضابطہ حیات اور طرز حیات کا عدل سرکاری طور پر مسلط کر دیں تو اس عدل کے نظام اور سسٹم سے نہ دینی نظریات اور نہ ہی ملت کا وجود بچتا ہے۔ دین محمدی ﷺ کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ وہ مسلم امہ کو پہلے دینی تعلیمات پھر دینی طرز حیات، پھر دینی حدود وقیود کا پابند بناتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس منزہ، پاکیزہ اور طیب ماحول اور حدود وقیود کو توڑتا ہے تو پھر اس شخص پر اسکی تعزیرات لاگو ہوتی اور سزا دی جاتی ہے۔ فحاشی، بدکاری، بے حیائی اور زنا کاری سے بچنے کیلئے اسلام نے اپنے پیروکار مرد و زن میں پردہ کی دیوار کھڑی کر رکھی ہے۔ اگر کوئی شخص دین کی ان حدود وقیود کو توڑتا ہے اور وہ فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کا مرتکب ہوتا ہے تب اسکو دین کے ضابطہ عدل کے مطابق سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر حکمران فحاشی، بدکاری، بے حیائی اور زنا کاری کو روکنے والی پردہ کی دینی دیوار کو سرکاری طور پر منہدم کر دیں مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت قائم کر دیں تو ان حالات میں ملت پر دینی احکام لاگو ہو ہی نہیں سکتے۔ اس سلسلہ میں اینٹی کرپشن جمہوریت سے منسلک دینی سیاسی جماعتوں کے رہنما ملت کی رہنمائی فرما دیں۔ تا کہ ملت مغربی تہذیب کے اس تباہ کن بھنور سے نکل سکے اور نجات حاصل کر سکے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی زندگی کے نظام حیات کی بنیادی عمارت کو ان دین کش حکمرانوں سے بچا سکے۔ ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی ہی مستورات کو حکومتی ٹولہ کی ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، مشیر، سفیر وزیر سے لے کر وزرائے اعلیٰ تک، وزرائے اعلیٰ سے لیکر وزیراعظم تک، گورنرز سے لے کر صدر مملکت تک نوکر شاہی سے لیکر افسر شاہی تک، منصف شاہی سے لے کر فوج شاہی تک کے حکومتی ادارے انکی ملکیت بنا دیئے۔ ملکی وسائل، ملکی خزانہ انکی ملکیت بنا دیئے جبکہ ۱۸ کروڑ عوام جو پاکستان کے وسائل اور خزانہ کے پیدا کرنے والے اور مالک ہیں انکو فوج کی گن پوئنٹ پر اس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ملک پر قرآن حکیم کے الہامی نظریات اور اسلامی جمہوریت کی سرکاری سرفرازی کی بجائے انگریز کا ایک مفتوحہ ملک کی عوام پر مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کا تخلیق کردہ استحصالی نظام حکومت اسی طرح جاری ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا حکومتی طبقہ قرآن حکیم کی حکومتی بالا دستی کے نظام مملکت کے نفاذ کی بات کرنے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کر ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا قتال کرتے جائیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، اخبار نویس، کالم نگار پہلے اپنا قبلہ درست کرلیں پھر بات کریں۔ تب پاکستان اور اس میں بسنے والی مسلم امہ خانہ جنگی کے المیہ سے بچ سکتی ہے۔ پاکستان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے پہلے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کو دولخت کیا۔ اب یہ بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکا حکومتی ٹولہ ملک دشمن اور ملکی غدار ٹولہ ہے۔ لال مسجد کی طالبات کا قاتل ہے۔ ان سب کو کٹہرے میں کھڑا کرنا پاک دامن فوجیوں کا طیب فریضہ ہے۔ مغربی جمہوریت کا استحصالی نظام عدل نہیں قرآن حکیم کے نظریات کا اسلامی جمہوریت کا نظام عدل قائم کردو پاکستان اور مسلم امہ بچ جائیگی۔

۲۔ عدل مذہبی تشخص تیار کرنے کا ایک بنیادی اہم عنصر ہے۔

۳۔ عدل کو قائم کرنے سے معاشرے میں صحت مند معاشی اور معاشرتی زندگی پروان چڑھتی ہے۔

۴۔ عدل سے ہی معاشرے میں اعتدال قائم کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ اعتدال سے ہی ایک فلاحی معاشرہ اور فلاحی ریاست تشکیل پاتی ہے۔

۶۔ عدل انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

۷۔ عدل معاشرے میں خیر اور شر کی حد بندی کی حفاظت قائم کرتا اور خیر کو تحفظ فراہم کرتا ہے

۸۔ عدل ایک جیسی زندگی کے نظامِ مساوات کو عروج بخشتا ہے۔

۹۔ عدل فطرت کا ایک شاہکار ضابطہ ہے جو معاشرے میں صداقت کے چراغوں کو منور کرتا ہے۔

۱۰۔ عدل ظلم کی تاریکی کو نگل جاتا ہے۔ ظالموں غاصبوں اور منافقوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔

۱۱۔ عدل فطرت کے اصولوں کی نگہبانی اور دین محمدی ﷺ کے ضابطوں کی حفاظت کا محافظ ہے۔

۱۲۔ عدل مادہ پرستوں اور اقتدار پرستوں کے ظالمانہ نظام اور سسٹم پر کڑکتی بجلی بنکر گرتا ہے۔ جو انکے خرمن کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیتا ہے۔

۱۳۔ عدل مذہب کے نظام حیات کا ملہار راگ ہے اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے دیپک راگ کو پریم کی بانسری سے ختم کر دیتا ہے۔

۱۴۔ عدل کے فقدان کے سبب معاشرے کا ظاہر و باطن ہر قسم کی بیماریوں کا مرکز بن جاتا ہے۔

۱۵۔ عدل معاشرے کو صحت عطا کرتا ہے اور عدل کشی معاشرے کا کینسر ہے۔

۱۶۔ عدل کا حصول آج اینٹی کرسچن جمہوریت کے طریقہ کار سے وابستہ ہے۔ جو دین محمدی ﷺ کے نظریات کو کچلتا جا رہا ہے۔

۱۷۔ منصف، وکلا اور مغربی جمہوریت سے منسلک سیاستدان ملک میں دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کے قاتل اور ملت کے مجرم ہیں۔ ملت اسلامیہ کے جسد پر ایک ناسور ہیں۔ تاریخ ان دانشوروں کو کبھی نہیں بخشے گی۔ عدل مذہب کا نور ہے جو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمات میں ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔

۱۸۔ عدل کش منصف خوبصورت سرکاری اور ذاتی محلوں میں عذاب کی تصرفانہ زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔ یاد رکھو! عادل اور منصف ایسا نہیں کیا کرتے۔ وہ خوف خدا کے وارث اور اس جہان فانی سے آشنا ہوتے ہیں۔

۱۹۔ عدل محمدی ﷺ سے دور! ہمارا سماج اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کا ایندھن بن چکا ہے۔ جو مسلم امہ کا ایمان، وقت، پیسہ اور سکون نگلتا جا رہا ہے۔ دین کی اعلیٰ صفات اور ساتھ ہی اسلامی سماج کو کچلتا جا رہا ہے

۲۰۔ عدل کے الفاظ کے معنی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کی سرکاری بالا دستی نے بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ جمہوریت کی بین الاقوامی عدلیہ نے تمام پیغمبران کی امتوں کا نظریاتی راستہ روک دیا ہے۔ تمام پیغمبران کی امتوں کا ارتقا اور بقائے حیات ان کے نظریات، تعلیمات، طرز حیات انکے ضابطہ عدل میں مضمر ہے، اینٹی کرسچن جمہوریت میں نہیں!

۲۱۔ عدل، اعتدال اور مساوات کو جنم دیتا ہے اور دین محمدی ﷺ کی روشنی سے پروان چڑھتا ہے۔

۲۲۔ عدل کی منازل تنہائی میں طے ہوتی ہیں۔ توازن کا شعور عطا کرتی ہیں۔

۲۳۔ عدل! انبیا علیہ السلام کے ادب واحترام کا پھل ہے۔ یہ عادل کو پہلے خیال کا عادل پھر عمل کا عادل بناتا ہے۔

۲۴۔ عدل انسانی زندگی اور معاشرے میں توازن قائم رکھتا ہے۔

۲۵۔ عدل سے وابستہ انسان کے پاس خیال کی پاکیزہ لائبریری موجود ہوتی ہے وہ خیال کی غیر پاکیزہ کتاب اپنی لائبریری میں نہیں رکھتا۔ پھر وہ خیال اور عمل کا عادل کہلاتا ہے۔

۲۶۔ نگاہ کا عادل انسانی رشتوں کے تقدس کا عارف اور انکا احترام بجالاتا ہے

۲۷۔ زبان کا عادل مخلوق خدا کیلئے بے ضرر ہوتا ہے۔

۲۸۔ عدل عادل کی زبان سے جنم لیتا ہے۔ مذہب کا عدل کسی فرد، کسی ملت اور کسی ملک کی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا، بنی نوع انسان کی میراث اور آفاقیت کا مظہر ہوتا ہے۔

۲۹۔ عدل سے محروم، مظلوم، بے بس اور محکوم طبقہ بے زبان ضرور ہوتا ہے، لیکن اعلیٰ ایوانوں کیلئے ایک خطرناک، عبرتناک زلزلہ سے کم نہیں ہوتا، یہ عبرتناک گھڑی! کسی وقت بھی ایک المیہ بن کر نمودار ہو سکتی ہے۔

۳۰۔ مسلم امہ کے پاس آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور رحمت اللعالمین کا دین جو عدل کا منبع ہے، اسکے نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، اخلاقیات، خوف خدا، اسکا اس دنیا کی بے ثباتی اور فانی ہونے کا شعور، اسکی خدمت خلق کی عبادت سے آشنائی، اسکی اخوت و محبت کے سلیقہ سے آگاہی پر مشتمل آفاقی تعلیمی نصاب سے تیار کیا ہوا، اسلامی تشخص، اس کا حسن خلق، اسکا حسن کردار بنی نوع انسان کیلئے باعث رحمت اور انسانی دکھوں کا مداوا، انسانی زخموں کا علاج، انسانی وباؤں اور بلاؤں کا تدارک، انسانی حقوق کا محافظ، انسانی روح کی لطافتوں کا مخزن بن کر ابھرتا اور انسانی زندگی کو اعتدال و مساوات، راحت و سکون مہیا کرتا ہے۔

۳۱۔ ایسی آفاقی صفات اور صداقتوں سے سینچے ہوئے کرداروں پر مشتمل مجلس شوریٰ یعنی اسلامی جمہوریت کے ممبران۔ ان ممبران میں سے حکومتی نظام کو چلانے والے اعلیٰ صلاحیتوں اور عمدہ اہلیت کے وارث خلیفہء وقت کا چناؤ، جو عدل قائم کر سکے، جسکو ایک عام انسان، ایک عام شہری، ایک عام امتی کی بنیادی ضروریات کے مطابق اسکو اور اسکے لواحقین کو ضروریات حیات میسر ہوں۔ تصرفانہ زندگی اسکا مقصود حیات نہ ہو، وہی اس دین اور ملت کے کردار کا ترجماں، وہی اس ملت اور پوری انسانیت کے حقوق کا محافظ، وہی کردار خلیفہء وقت کے فرائض ادا کرنے کا وارث ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت انکے ان ضابطہ حیات کی صداقتوں کو رائج الوقت کر کے قائم کرتا ہے۔ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات کی اطاعت کرتا ہے۔ مخلوق خدا اور ملک و ملت پر اسکی بالادستی قائم کرتا ہے۔
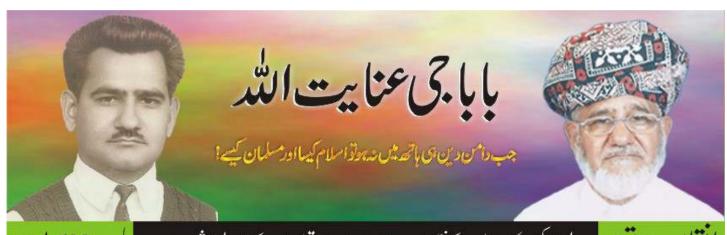
۳۲۔ اسکے برعکس اینٹی کرپچن جمہوریت کے دانشوروں کا طرزِ حکومت انکے نظریات، انکی تعلیمات، انکا طرزِ حیات، انکا ضابطہ حیات، انکی ملکی معیشت اور ملکی وسائل اور ملکی خزانہ پر بالادستی اور قبضہ، انکا اعتدال و مساوات کو کچلنے کا عمل، انکا تصرفانہ زندگی گذارنے کا طریقہ کار، انکے عدل و انصاف کو روندنے والی عدلیہ کی منصف شاہی فوج، انکے اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں سے فتح کیئے ہوئے مفتوحہ ملک کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد۔ انکے انتظامیہ کے ظالم اور غاصب نظام حکومت کو چلانیوالی سرکاری فوج، انکے اسمبلیوں میں پاس کردہ قوانین کی پابندی کروانے والی سرکاری گوریلا فوج اور بحری، بری، ہوائی افواج جو اس ملک کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے بھرتی کی ہوتی ہیں وقت پڑنے پر عوام کے خلاف استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ سیاستدانوں اور حکمرانوں کا غاصب ٹولہ ۱۸ کروڑ انسانوں سے انکی دولت انکے وسائل، ان کے مال و متاع، ان کے خوراک جیسے زندہ رہنے والے بنیادی حقوق اور دین کا ضابطہ حیات چھیننے کیلئے اسمبلیوں میں بیٹھ کر قانون سازی کرتے ہیں۔ ملکی معیشت انکی ملکیت اور اور ملکی خزانہ انکی تصرفانہ زندگی کا جیب خرچ بن جاتا ہے۔ اقتدار کی تلوار سے اپنی اس انتظامیہ اور عدلیہ کی شاہی سرکاری افواج کے ذریعہ عوام سے عدل و انصاف، مال و دولت، وسائل اور تمام مال و متاع چھینتے اور اپنی ملکیتوں میں بدلتے اور دینی ضابطہ حیات کو روندتے جاتے ہیں۔

۳۳۔ ڈیڑھ ارب ملت اسلامیہ کے فرزندان سے ملتجی ہوں کہ یہ مت سوچو! کہ تمام سربراہ مملکت اس قسم کی اسلامی کانفرنس جس میں چھپن ممالک پر مشتمل ملت اسلامیہ کے ڈیڑھ ارب سے زائد فرزندان کے حقوق، انکی مشکلات یا انکے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے متعلق غور و فکر یا بات چیت کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ یا وہ ۵۶ ممالک پر مشتمل تمام ممالک کو ایک اسلامی متحدہ ریاست بنانے کے متعلق غور کرتے ہیں باوجود اسکے کہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ افغانستان اور عراق کے بیگناہ انسانوں اور معصوم و بےضرر بچے بچیوں اور مستورات پر بے بنیاد الزامات کی بنا پر نان کرپچن جمہوریت کے حکمرانوں پر مشتمل امریکہ اور انکے مغربی ممالک کے حواریوں نے جدید اسلحہ ڈیزی کٹر بموں، نائٹروجن بموں، گیس بموں سے بغیر کسی جواز کے حملے کر کے ملکی دہشت گردی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لاکھوں بیگناہ اور معصوم انسانی زندگیوں کو قتل کرنے اپاہج اور مفلوج کرنے کے انسانی مجرم اور ان کے ممالک کو تباہ کرنے کے گھناؤنے جرائم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان چھپن ممالک کے سربراہوں کی نیم خاموشی دنیا میں عدل کچلنے والوں کی معاونت کر رہی ہے!۔ جبکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ دنیا میں پھیلی ہوئی تمام مسلم امہ اور تمام مسلم امہ کے ممالک کو ایک مرکزیت عطا کرنے پر غور کرتے، متحدہ سٹیٹ آف مسلم کا نام دیتے، اسلام کے نفاذ کی بات کرتے، ایک خلیفہ وقت مقرر کرنے، تمام ممالک کو متحدہ سٹیٹ آف مسلم کی ریاستیں ڈیکلئر کرنے، ہر سٹیٹ کا گورنر مقرر کرنے کی بات کرتے، تمام قدرتی وسائل، افرادی قوت اور عسکری طاقت کو اکٹھا کرنے کی بابت سوچ بچار کرتے، آئندہ کیلئے کوئی لائحہ عمل تیار کرتے اور ایسے ظلم و قتال کا تدارک کرتے۔ وہ تو صرف اپنے اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے پریشان تھے۔ وہ تو سب بادشاہت، اینٹی کرپچن جمہوریت کے آمریت کے نظام کے تحفظ اور اپنی بقا کی فکر میں گم تھے۔ انکا دین محمدی ﷺ کے شورائی نظام حکومت کیساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ انہوں نے تو ان مظلوم عوام اور ممالک کی بات تک نہیں کی۔ یہ سیاستدان، آمر حکمران دین محمدی ﷺ اور مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم ہیں۔

۳۴۔ تمام سیاستدان، آمر حکمران جو دنیا کے عدل کو کچلتے ہیں اور امن کی زندگی چاہتے ہیں۔ یاد رکھو! امن اینٹی کرسچن جمہوریت یا بادشاہت، یا آمریت کے ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات اور طرز حیات میں نہیں بلکہ، پیغمبران خدا کے ضابطہ حیات، تعلیمات اور طرز حیات میں مضمر ہے، مغربی ممالک کے دہشت گرد ظالموں کے مظالم نے خودکش حملہ آوروں کی لا متناہی افواج پیدا کردی ہیں۔ اب انکی زندگی دنیا کے کسی کونے میں بھی محفوظ نہیں ہے۔ مسلم امہ کے ممالک کے یہ بزدل ملی رہنما، ملی رہزن ملت کے معاملات کو حل کرنے کیلئے نہیں وہ تو اپنی اپنی حکومتوں کے تحفظ کیلئے اکٹھ کرتے ہیں۔ وہ تو اپنے اپنے ذاتی ذرائع آمدن بڑھانے کیلئے جمع ہوتے ہیں وہ تو اپنے خوشحالی کے راستے تلاش کرنے کیلئے غور وفکر کرتے ہیں۔ وہ تو سرکاری خزانہ کے شاہانہ اور تصرفانہ اخراجات سے ذاتی ملاقاتیں اور ذاتی استفادہ کرنے کیلئے اکٹھ کرتے ہیں۔ وہ اپنی اپنی بقا کو دوام اور اپنے اپنے معاشی مسائل اور اپنے اپنے اقتدار کی رکاوٹوں کو دور کرنے یا ان کے حل اور طریقہ کار پر غور کرتے ہیں۔ وہ تو اس قسم کی اسلامی کانفرنسیں دین محمدی ﷺ کے نظریات کے منافی اینٹی کرسچن جمہوریت یا بادشاہت کے ضابطہ حیات کے اصول وضوابط کے مطابق اپنی اپنی تقدیر بدلنے، اپنی گرفت مضبوط کرنے اور ضروری ثمرات کے حصول کی خاطر ایسی کانفرنسیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ تمام مسلم ممالک کا ایک مرکز پر اکٹھا ہونا انکی مجبوری بن چکا ہے

۳۵۔ مسلمانوں کے زوال کی وجوہات، واقعات، غلطیاں، کوتاہیاں جنکی وجہ سے مسلم امہ اور پوری انسانیت کو یہ غلیظ، اذیتناک، شرمناک، تباہ کن بدامنی، قتل وغارت، لوٹ کھسوٹ اور دہشت گردی جیسے حالات کا سامنا ہے انکی وجوہات کیا ہیں! انکا تدارک کیا ہے! انکے ذمہ دار کون ہیں! مسلم امہ ہے یا حکمران یا طرز حاکمیت! بادشاہت ہے یا اینٹی کرسچن جمہوریت یا دین کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم نہ کرنے کی سزا ہے۔ یہ سب خرابیاں کیا ہیں انکا علاج کیا ہے!

۳۶۔ ہمیں سنجیدگی، متانت، فراخدلی اور ادب انسانیت کو ملحوظ رکھ کر دین کی روشنی میں غور کرنا ہوگا کہ ہماری اجتماعی غلطی کیا ہے، جو ہمارے زوال کا سبب بنی پڑی ہے۔ دین محمدی ﷺ اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت کا فریضہ کیا ہے۔ کیا ہم مخلوق خدا اور پوری انسانیت کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ کیا ہم سلسلہء انبیاء علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخری امت نہیں ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نہیں ہیں۔ کیا حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام ید بیضا کے انعام یافتہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیحائی کی صفات کے مالک اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمت العالمین کی رحمتوں کے وارث ایک ہی نسل اور ایک ہی لڑی کے موتی نہیں ہیں۔ کیا زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف، قرآن شریف الہامی صحیفوں کا نزول ان پیغمبران خدا پر نہیں ہوا۔ کیا ہم ان تمام پیغمبران اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لائے بغیر مسلمان کہلا سکتے ہیں۔

۳۷۔ کیا مسلمان کی نماز درود ابراہیمی کو پڑھے بغیر بارگاہ الٰہی میں قبول ہوسکتی ہے۔

۳۸۔ کیا ہم دوارب سے زائد عیسائی مذہب پرست انسانوں سے قطع تعلقی کر کے انکے انسانی حقوق کی خدمت کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

۳۹۔ کیا ہم دنیا میں عقیدوں، مذہبوں، نظریوں سے منسلک انسانوں میں نفرت اور جنگ کی آگ جلا کر امن کے پجاری بن سکتے ہیں۔

۴۰۔ کیا ہم بادشاہت، مغربی جمہوریت، مذاہب اور خاص کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے دین کے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات سے آشنا اور انکے تضاد سے آگاہ نہیں ہیں۔

۴۱۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم پیروی نمرود، فرعون اور یزید کے ضابطہ حیات، نظام حیات اور انکی تعلیمات کی کریں اور نتیجہ ہمیں انبیاء علیہ السلام کے نظریات کی تعلیمات کا ملے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کی امتوں کو سوچنا ہوگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی تو نمرد، فرعون، یزید کے نظام حیات کی گذاریں اور عاقبت پیغمبران خدا کے طلبگار رہوں۔ ہمیں یہ حقائق تمام امتوں کو بتانے ہونگے۔

۴۲۔ کیا مسلم امہ کے چھپن ممالک جہاں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کی بالادستی کو قائم کرنا تھا وہاں ان تمام ممالک میں دین کے نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات اور دینی تعلیمات کے خلاف بادشاہت اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات، طرز حیات اور انکے نظریات کی تعلیمات کی بالادستی اور انکی حکومتیں قائم نہیں ہیں۔

۴۳۔ کیا انکا تعلق حضرت امام حسینؓ کے پیروکاروں سے ہے یا یزید کی نسل سے۔

۴۴۔ کیا ہم ان ممالک کو اسلامی ممالک یا دینی ممالک کہہ سکتے ہیں۔

۴۵۔ کیا تمام مسلم ممالک کے سربراہ، بادشاہ یا اینٹی کرسچن جمہوریت کے آمر حکمران مسلمان کہلا سکتے ہیں یا دین کے منکر یا منافق کہلائیں گے۔

۴۶۔ کیا ان چھپن اسلامی ممالک کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلم امہ کے فرزندان پر بادشاہت اور جمہوریت کے حکمرانوں کی اطاعت کے بعد ان کا دین محمدی ﷺ کے ساتھ کوئی واسطہ رہ جاتا ہے۔

۴۷۔ کیا اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے نظام کے خلاف بادشاہت یا اینٹی کرسچن جمہوریت کے حاکموں کی اطاعت کرنا اسلام سے فارغ ہونے کے مترادف نہیں۔

۴۸۔ کیا اللہ تعالیٰ کے اعتدال و مساوات کے نظام کو ختم کر دینے کا نام اسلام ہے۔ کیا حاکم وقت اور اسکے چند حواریوں کی اعلیٰ بود و باش، عیش و عشرت، خوشحالی اور رعایا کی بنیادی ضروریات کی محرومی کا نام اسلام ہے۔ یہ کیسے عدل کش اور غاصب حاکم ہیں۔

۴۹۔ کیا مسلم امہ سے طبقاتی طرز حیات، مالک اور نوکر، افسر اور بیٹ مین، برہمن اور شودر کی پیروی کروانے کا نام اسلام ہے۔

۵۰۔ کیا مسلم امہ کے فرزندان کو بادشاہت اور اینٹی کرسچن جمہورریت کے دین کش نظاموں کی اطاعت کروانے کا نام اسلام ہے۔

۵۱۔ کیا مسلم امہ کے فرزندان پر مغربی جمہوریت اور بادشاہت کی انتظامیہ اور عدلیہ کی تلوار سے حکمرانی کرنے کا نام اسلام ہے۔

۵۲۔ کیا مغرب کی طرح مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط قومی اسمبلی اور مخلوط حکمرانی اور مخلوط دفتری نظام کے سرکاری فنکشن کا نام اسلام ہے۔

۵۳۔ کیا اسلام کے بنیادی جز، پردہ کی دیوار کو حکومتی سطح پر توڑنا مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ، مخلوط حکومت کے قوانین **ملک** میں نافذ کرنا، بے حیائی، فحاشی، بدکاری، زنا کاری کے نظام کو متعارف کروانا، اسکو مسلم امہ پر مسلط کرنے کا نام اسلام ہے، کیا مخلوط معاشرے سے زنا کاری کا ماحول اور حکومتی سطح پر ہر قسم کی قانونی **سہولیات** مہیا کرنے کا نام اسلام ہے۔ جب **حکومت وقت** ایسا معاشرہ تیار کریگی تو مسلم امہ پر حدود آرڈیننس کیسے لاگو ہو سکتا ہے۔

۵۴۔ کیا امریکہ کا صدر اسی مخلوط معاشرے کی وجہ سے اپنی پرسنل سکریٹری سے زنا کاری کا مرتکب نہیں ہوتا رہا۔

۵۵۔ کیا صدر مملکت پاکستان، انکے وزیر اعظم، وزیر و مشیر اور انکے اسمبلیوں کے ممبران اور خاص کر دینی سیاسی جماعتوں کے رہنما ملت اسلامیہ کو بتانا پسند فرماویں گے کہ اس طرز حیات کا نام اسلام ہے۔

۵۶۔ کیا آزادی نسواں کے نام پر اپنی طیب فطرت بیٹیوں، پاکیزہ دامن بہنوں اور اسلامی اقدار سے آگاہی اور آراستگی عطا کرنے والی ماؤں کو بے پردگی، بے حیائی، فحاشی اور انکے مقدس جسموں اور عصمتوں کے تحفظ کو ختم کرنے اور دین محمدی ﷺ کے نظام کو روندنے کا نام اسلام ہے۔

۵۷۔ کیا عورت کو مغرب کی طرح مارکیٹ کا شو پیس بنا کر انکی غربت اور تنگ دستی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملازمتوں، اعلیٰ تنخواہوں کے دھوکہ میں ان آمروں، سرمائے داروں، حکمرانوں اور عیاشوں کو داشتہ مہیا کرنے کا نام اسلام ہے۔

۵۸۔ کیا مغرب کی طرح پہلے مخلوط معاشرے کا افتتاح، پھر فحاشی، زنا کاری کی آزادی کا افتتاح اور پھر حرامی بچوں کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے وکٹورین ہاؤسز جیسے اداروں کے قوانین مسلط کرنے کا افتتاح کا عمل سرکاری سطح پر جاری رکھنا اسلام ہے۔ حکمران ایسے قوانین مسلم امہ پر نافذ کرتے اور اسمبلیوں میں ممبران کی عددی برتری کی بنا پر تمام **ملک** میں بگل بجاتے جائیں۔ کیا ان باطل اسمبلیوں کے ممبران اور انکے حکمران جو ہارس ٹریڈنگ کی پیداوار ہوں، اب این آر او کے مجرموں کا ٹائیٹل انکے پاس ہو۔ کیا ان مجرموں کا نام اسلام ہے۔ جب ملت اسلامیہ کے فرزندان کو مغرب کی طرح پردہ ختم کرنے، فحاشی، بدکرداری اور زنا کاری کی سہولتیں سرکاری طور پر میسر ہو جائیں تو اسلام کیسا اور حدود آرڈیننس کا مقصد کیا۔!

۵۹۔ کیا یہ ملت اسلامیہ کے ازدواجی نظریات کی عمارت کو زمین بوس کرنے اور ملت کے کردار کو نیست و نابود کرنے کا نام اسلام ہے۔

۶۰۔ کیا یہودی عیسائی مذہب کے مطابق ایک بیوی، ایک شادی، ایک رفیقہ حیات کے مذہبی نظریہ حیات کے پابند نہیں ہیں۔ کیا دین محمدی ﷺ کے مطابق مسلم امہ کے فرزندان چار بیویاں، چار شادیاں، چار رفیقہ حیات ایک وقت میں رکھنے کے ضابطہ حیات سے آشنا نہیں ہیں۔ کیا دین اسلام نے مسلم امہ کے فرزندان کو ان بیویوں کے ساتھ ایک جیسا حسن عمل، حسن سلوک اور ایک جیسا اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کو قائم کرنے کا پابند نہیں بنا رکھا۔

۶۱۔ کیا دین اسلام نے بیوہ کو دوسری شادی اور بیوی کو طلاق لینے اور دینے کا حق مختص نہیں کر رکھا۔

۶۲۔ کیا اسلام نے مسلم امہ کے مرد و زن کے جنسی، جسمی اور روحانی حقوق کا تحفظ اور ہر قسم کی بے حیائی کا تدارک کا نظام عطا نہیں کر رکھا۔

۶۳۔ کیا دین اسلام نے مسلم امہ اور پوری انسانیت کو بے حیائی اور زنا کاری سے بچنے، پاکیزہ اور طیب زندگی گذارنے کا آفاقی دستور حیات عطا کر نہیں رکھا۔

۶۴۔ کیا پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔

۶۵۔ کیا پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ کا ملک نہیں ہے۔

۶۶۔ کیا اسلام میں خلیفہ وقت یا امیر المومنین اور ایک عام شہری کی بود و باش، روزمرہ کے اخراجات اور ضروریات حیات میں کسی قسم کا کوئی فرق ہوتا ہے۔

۶۷۔ کیا پاکستان میں ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان جو غربت تنگ دستی، بے روزگاری کی چتا میں جل رہے ہیں انکی زندگی اور شاہی محلوں میں رہنے والے صدر پاکستان، وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ، گورنرز، وزیروں، مشیروں، سفیروں، سیاستدانوں اور انکے چند سرکاری اعلیٰ انتظامیہ اور عدلیہ سے منسلک حواریوں کی زندگی اور انکی ملکیتوں کا معاشی اور معاشرتی فرق اسلامی ہے یا فرعونی یا یزیدی۔

۶۸۔ کیا یہ ۱۸ کروڑ امت محمدی ﷺ کے فرزندان برے، بدکار، بدکردار یا غاصب ہیں یا یہ اینٹی کرسچن جمہوریت، بادشاہت کا طبقاتی نظام حکومت، اسکا بے دین طبقاتی تعلیمی نظام جس سے یہ معاشرے کی غیر اسلامی طبقاتی تعلیم وتربیت ہوتی ہے۔ تمام معاشی، معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ زندگی کا معاشی اور معاشرتی تضاد پیدا کرتی ہیں۔ فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کا ماحول مہیا کرتی ہیں۔ کیا یہ نظام حیات اسلامی ہے۔

کیا ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان پر اینٹی کرسچن جمہوریت کا یہ کلچر مسلط کرنے والے حکمران مسلمان ہیں۔ جنہوں نے مسلم امہ کی تہذیب کی عمارت کو جمہوریت کے ملبے میں دبا دیا ہے۔ نہ ملت کے پاس انہوں نے دین چھوڑا ہے اور نہ ہی دنیا۔ کیا ملت انکا تدارک اور علاج نہیں چاہتی۔

۶۹۔ کیا پاکستان کی تمام پیداوار، تمام وسائل، تمام دولت، تمام ملکی خزانہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور عوام کی امانت نہیں ہیں۔

۷۰۔ کیا پاکستان کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان اسی خالق کی تخلیق نہیں ہیں۔

۷۱۔ کیا یہ دھرتی، یہ پہاڑ، یہ میدان، یہ ریگستان، یہ صحرا، یہ بارش، یہ پانی، یہ دریا، یہ سمندر یہ تمام مخفی اور ظاہری خزانے، تمام وسائل، تمام پیداوار، یہ تمام دولت، اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور عوام کی امانتیں نہیں ہیں۔ عوام کو ان سے محروم کیوں کیا جارہا ہے۔ اسکا تدارک کون کریگا۔

۷۲۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے ہیں، محمد مصطفی ﷺ کو آخری نبی الزماں مانتے ہیں، قرآن کو اللہ تعالیٰ کا مقدس رشد وہدایت کا ضابطہ حیات تسلیم کرتے ہیں، خالق کی تمام تخلیق پر خالق کی حاکمیت کا نظریہ تسلیم کرتے ہیں۔ کیا یہ ملک دین کے نام پر قائم نہیں ہوا تھا۔

۷۳۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر، اللہ کے نبی ﷺ پر، اللہ کی کتاب پر، اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر اور اسکے مالک ہونے پر اور اسکی حاکمیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات کو اسکی مخلوق پر، اسکے ملک پر نافذ کرنے سے گریزاں کیوں ہیں۔

۷۴۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات کے علاوہ کسی آمر، کسی بادشاہ، کسی جمہوریت کے سیاسی دانشور کے ضابطہ حیات کی بالا دستی یا حاکمیت مسلم امہ کے ۱۸ اکروڑ فرزندان پر ملکی سطح پر ملی سطح پر نافذ کرتے ہیں۔ اسکی اطاعت سرکاری طور پر تمام امت محمدی ﷺ کے فرزندان پر مسلط کرتے ہیں۔ تو سچ بتاؤ! اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشورو، ملکی حکمرانوں، وقت کے آمرو، اس باطل نظریہ حیات اور ضابطہ حیات کی سرکاری طور پر اطاعت کرنے، اسکے نظام تعلیم کی پیروی کرنے کے بعد تمام امت محمدی ﷺ کا دین کیا ہوگا اور انکا کردار کیا ہوگا۔ کتنے ظالم، غاصب اور پس پردہ دین کے نظریات اور ضابطہ حیات اور امت محمدی ﷺ کے دستور حیات کے قاتل چھپے بیٹھے ہیں۔ کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ دہشت گرد ہے یا اسلام کے نفاذ کی بات کرنے والے ۱۸ اکروڑ مسلم امہ اور انکی نسلیں دہشت گرد ہیں۔

۷۵۔ یہ کیسے منکر دیں ہیں، یہ کیسے دھوکہ باز ہیں، جو مسلمانوں کے روپ میں مسلم امہ کے حکمران بن کر اسلام کے نظریات کو کھلم کھلا حکومتی سطح پر روندتے، کرش کرتے اور ختم کرتے جا رہے ہیں۔ کیا چار فوجی ڈکٹیٹر اور انکے چند کور کمانڈوں کا نام افواج پاکستان ہے۔ ہرگز نہیں!۔ پاکستان نولاکھ سپاہ کا نام ہے۔

۷۶۔ کیا یہ ملک ۱۸ اکروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا نہیں۔ کیا دین کے دستور حیات کا نفاذ مسلم امہ پر لازم اور اسکی پیروی کرنا انکا فرض نہیں۔

۷۷۔ کیا ستر فیصد کسان دیہاتوں میں کھیتی باڑی اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند ملوں، فیکٹریوں میں مصنوعات تیار کرنے کا فریضہ ادا کرتے چلے نہیں آرہے۔ نولاکھ جری، بہادر، انمول فوجی سپاہ انکی اولادیں نہیں۔ کیا چار فوجی ڈکٹیٹروں کا نام افواج پاکستان ہے۔ کیا نولاکھ سپاہ ملکی غدار ہے یا چار فوجی ڈکٹیٹر اور انکا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ملک وملت کا مجرم ہے۔

۷۸۔ کیا وہ کسان اور مزدور ۱۸ اکروڑ انسانوں کو خوراک، لباس اور ہر قسم کا خام مال مہیا کرتے چلے نہیں آرہے۔

۷۹۔ کیا وہ پاکستان کی صنعتی ترقی کو آج تک بام عروج تک پہنچانے کی ریڑھ کی ہڈی کا فریضہ ادا نہیں کررہے۔

۸۰۔ کیا وہ ہر قسم کا پھل، میوہ جات، سبزیاں، گوشت اور روئی ملک کے عوام کے علاوہ بیرونی دنیا میں وافر مقدار میں مہیا کرتے، زرمبادلہ کماتے نہیں آرہے

۸۱۔ کیا اس ملک کا کسان ایک پاکیزہ زندگی اور طیب روزی نہیں کماتا اور اپنے کھیتوں میں محنت کی عبادت نہیں کرتا۔

۸۲۔ کیا انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنر مند طبقہ ملک کی فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں، سرکاری اور نیم سرکاری اداروں اور تجارت کے ہر قسم کے فرائض، ہمت، محنت اور ہر قسم کی مشقت برداشت کر کے چلاتے نہیں جا رہے۔

۸۳۔ کیا اس ملک کے ستر فیصد کسان اور شہروں میں بسنے والے انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنر مند افراد غربت، تنگدستی، بیروزگاری اور ضروریات حیات کی بنیادی ضروریات کے حصول میں مجبور اور بے بس اور خودکشیوں، خودسوزیوں کے عمل سے گذرتے چلے نہیں آ رہے۔ انکے مجرم کون ہیں۔

۸۴۔ کیا ملک کی تمام پیداوار، تمام وسائل، تمام دولت، تمام ملکی خزانہ، تمام ملکی اور غیر ملکی تجارت ملکی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے مجرموں کی ذاتی ملکیتوں میں بدلتا چلا نہیں آ رہا۔ کیا یہ فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ دہشت گرد اور انسانی قتال کا مجرم ہے یا ۱۸ کروڑ عوام اور انکی نسلیں، رائج الوقت دہشت گردی، قتال کی مجرم ہیں۔ دور حاضر کے مغربی کلچر کے چند حکومتی ٹولہ کے سکالر، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، کالم نویس، قلم کار اپنی، اپنے شعبہ اور مسلم امہ کی حرمت بحال کریں چڑیوں سے خفیہ خبریں لانے والے مغربی جمہوریت کے روحانی پیشوا اپنا قبلہ درست کریں۔ ۱۸ کروڑ عوام کو بتائیں کہ دہشت گرد، انسانی قاتل اور ملک دشمن، قرآن حکیم کے باغی، مغربی جمہوریت کے کفر کے رسیا، پاکستان کو دولخت کرنے والے، پاکستانی عوام پر خانہ جنگی مسلط کرنے والے دو فوجی ڈکٹیٹر یا دونوں کے چند کور کمانڈر یا انکا جاگیردار، سرمایادار سیاسی، فوجی حکومتی ٹولہ غیر ملکی ایجنٹ، ملک دشمن، غدار، انسانی قاتل، ملکی وسائل خزانہ لوٹنے والے دہشت گرد، قرآن حکیم کے باغی، ملک میں خانہ جنگی کے مجرم ہیں یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ جو قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے نفاذ کی بات کرتے ہیں وہ ملکی غدار، دہشت گرد اور انسانیت کے قاتل، ملکی وسائل اور خزانہ لوٹنے والے مجرم اور واجب القتل ہیں۔ اسلامی جمہوریت قرآن حکیم کی تعلیمات کا حصہ اور مسلم معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ مغربی جمہوریت کا نظام حکومت انسانی استحصالی تخلیق ہے

۸۵۔ کیا مغربی جمہوریت کے حکومتی پرستاروں نے کبھی سوچا ہے کہ تمام پیداوار، تمام ملکی وسائل، تمام ملکی دولت، تمام ملکی خزانہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کی محنت و مشقت اور خون پسینے کی کمائی ہے۔ کیا ملک کے سب افراد اس کے برابر کے حصہ دار نہیں ہیں۔ پھر یہ طبقاتی اور تفاوتی معاشی اور معاشرتی نظام حیات ملت پر مسلط کیوں!۔

۸۶۔ کیا ملک کی تمام سڑکیں اور سرکاری غیر سرکاری نجی گاڑیاں، ملک کے تمام ہوائی اڈے، جہاز، بندرگاہیں، بحری جہاز، ملیں اور فیکٹریاں، کارخانے اور تجارتی ادارے، جاگیریں اور ملک کی تمام املاک ان ۱۸ کروڑ اہل وطن کے خون پسینہ کی کمائی سے تیار نہیں ہو رہے۔

۸۷۔ کیا تمام اہل وطن مغرب کے ممالک کی طرح تمام ٹیکس اور سرکاری واجبات بجلی کے بل۔ پانی کے بل، گیس کے بل، منگائی کے اضافی بل۔ مکانوں کے ٹیکس اور ملک کی تمام اشیا کی خرید و فروخت پر ٹیکس، کرایوں پر پچاس فیصد ایندھن کے ٹیکس، جینے پر ٹیکس، مرنے پر ٹیکس، بے شمار ٹیکس، بے حساب ٹیکس ادا کرتے چلے نہیں آ رہے۔ کیا تمام خزانہ حکمرانوں انکے اعلیٰ عہدیداروں اور انکے اہلکاروں کی ملکیت بن نہیں چکا۔

۸۸۔ کیا ان سے اکٹھا کیا ہوا یہ ملی خزانہ سب کی ملکیت نہیں۔ جوائنٹی کرپشن جمہوریت کے حکمرانوں، ممبروں، وزیروں، مشیروں اور انکے اعلیٰ سرکاری عہدے داروں کی ملکیت اور شاہانہ تصرفانہ نظام کی نظر ہوتا جا رہا ہے۔

۸۹۔ کیا انہوں نے ملک میں ٹیکس کلچر کی وصولی کیلئے ایک گھناؤنا نظام و سسٹم ایک اذیتناک طریقہ کار، اور قانونی شکنجا مسلط کر نہیں رکھا۔ جس سے ملک میں کوئی غریب، مسکین، محتاج، اپاہج، بیوہ، یتیم، بھوکا، ننگا، بیمار، عمر رسیدہ، بیروزگار کوئی بھی ہو انکے ٹیکسوں کی ادائیگی سے بچ نہیں سکتا۔ سوائے ان آمروں، حکمرانوں، جاگیرداروں اور کارخانوں کے مالکان کے جنہوں نے دو نمبر کھاتے اور ناجائز طریقہ کار تیار کر رکھے ہیں۔ کسی کی جرأت نہیں ہوتی کہ کوئی ان سے پوچھ سکے۔ جبکہ یہ تاجر بھی ہیں اور حکمران بھی!

۹۰۔ کیا ان ٹیکسوں کے علاوہ مسلمانوں سے زکوۃ، عشر کے مذہبی نظام کی کٹوتی بھی اینٹی کرسچن جمہوریت کے قانون کی نوک پر نہیں کی جاتی۔ عوام انکے غاصبانہ، ظالمانہ نظام حیات کی اذیتوں غربت اور تنگدستی سے تنگ آ کر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتے نہیں جاتے۔ کیا ملت کو ان آمروں، غاصبوں سے نجات درکار ہے یا نہیں۔

۹۱۔ کیا ملک مغربی جمہوریت کے نظام کی معاشی اور معاشرتی مقتل گاہ نہیں بن چکا۔ کیا یہ سیاستدان، حکمران مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کے گلوں میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام کا طوق ڈال کر گھسیٹتے چلے نہیں جاتے۔ کیا یہ تمام عدل کشی انکا جمہوری حق بن نہیں چکا۔

۹۲۔ کیا ملت اسلامیہ کے چھپن ممالک میں بسنے والی امت کے جسد سے دین کی روح پرواز کر نہیں چکی۔ کیا ان ممالک میں دین کی بالادستی اور سرفرازی سرکاری طور پر ختم نہیں ہو چکی۔ ملت مذہبی روایات میں گم نہیں ہو چکی۔

۹۳۔ اے فقیر بے نوا، تو دین محمدی ﷺ کے گلستان میں ڈھونڈ، رات کے سناٹے اور تنہائی میں اس اجڑی ہوئی امت کی حیات نو کی منزل کو۔ اللہ تعالیٰ جل شان ھو تیرا حامی و ناصر ہے۔

۹۴۔ کیا مغرب کے ممالک صرف صاحب حیثیت افراد سے ٹیکسوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت سے بیروزگاروں کو بیروزگاری الاؤنس دے کر انسانی حقوق کا تحفظ فراہم نہیں کرتے۔ کیا وہ اپاہجوں، بوڑھوں اور مستحق عوام کیلئے اولڈ ہاؤسز بنا کر انکی انسانی ضروریات خوراک، لباس اور علاج کی طبی سہولتیں مہیا نہیں کرتے۔ کیا وہ ان کی کفالت کا فریضہ ادا نہیں کرتے۔ کیا اسکے علاوہ دنیا بھر سے آئے ہوئے محنت کشوں کو جن کو وہاں کی شہریت مل جاتی ہے، انکو بھی اسی طرح معاشرے کی تمام سہولتیں مہیا نہیں کرتے۔

۹۵۔ہمارے حکمران کیسا اسلام پیش کر رہے ہیں۔ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ وہ اس خزانہ سے اپنی **ملکیتیں** بنائیں، کارخانے بنائیں، ملیں بنائیں، فیکٹریاں بنائیں، بنک بنائیں، گاڑیاں بنائیں، جہاز بنائیں، شیش محل بنائیں، تاج محل بنائیں، رائے ونڈ ہاؤسز بنائیں، سرے محل بنائیں، کنونشن ہال بنائیں، اسمبلی ہال بنائیں، وزرائے اعلیٰ ہاؤسز بنائیں، گورنرز ہاؤسز بنائیں، وزیر اعظم ہاؤس بنائیں، صدر ہاؤس بنائیں، عدل کش سپریم کورٹ، ہائی کورٹ بلڈنگیں بنائیں، پنجاب ہاؤس بنائیں سندھ ہاؤس بنائیں، اسلام آباد **کلبیں** بنائیں یا ریسٹ ہاؤسز بنائیں، کالج بنوائیں، یونیورسٹیاں بنوائیں، ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک انہوں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کی تلوار سے ملک کے تمام بجٹ، ملک کے تمام وسائل ملک کی تمام پیداوار، ملک کی تمام مال و دولت کو اپنی ملکیتوں میں بدلنے کا کام جاری کر رکھا ہے۔ قرضے حاصل کئے اور اپنی **ملکیتیں** بنائیں، کارخانے بنائے اور اپنے کاروبار چلائے۔ اقتدار میں آئے سرکاری خزانہ کو عیش وعشرت کی چتا میں جلاتے اور جھونکتے چلے آ رہے ہیں۔ حکومتوں کو خطرہ ہو تو اسمبلیوں کے ممبران کی منڈی لگ جاتی ہے۔ سودے طے ہوتے ہیں، وزارتیں رشوت میں دی جاتی ہیں۔ قرضے معاف کئے جاتے ہیں، کیس ختم کئے جاتے ہیں۔ طرح طرح کی سہولتیں بانٹی جاتی ہیں، ملکی وسائل، دولت اور خزانہ کا منہ انکے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ یہ کیسی اینٹی کرسچن جمہوریت ہے کہ تمام جماعتوں کے غدار مل کر ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے ایک نئی غداروں کی جماعت بنا کر ملک کے حکمران بنتے چلے آ رہے ہیں۔ ان سے کوئی اہل وطن یا انکی جماعت کا ووٹر ان سے پوچھ نہیں سکتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ فطرت انکو خونی انقلاب کی طرف دھکیلے جا رہی ہے۔ نہ یہ خود بچیں گے اور نہ ہی انکی **ملکیتیں**۔ قلم کار، ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار اپنا طیب فریضہ ادا کریں۔

۹۶۔مشرقی پاکستان انہی سیاست دانوں کے کردار کی بھینٹ چڑھا۔ اب وہ مزید کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھ تو لو۔ انکو بدنصیب اور بدکردار کہنا کوئی بری بات نہیں۔ انہوں نے تو دین محمدی ﷺ کی بجائے اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت مسلم امہ کا دین و دنیا لوٹنے کے لئے مسلط کر رکھا ہے۔ جو ملت کے زوال اور پستی، کردار کا سبب بنتا جا رہا ہے۔

۹۷۔ یاد رکھو! جس ملت کے نظریات ختم ہو جائیں، جسکا ضابطہ حیات ختم ہو جائے، جسکی تعلیمات ختم ہو جائیں، جسکا ازدواجی زندگی کا نظام ختم ہو جائے، جسکی تہذیب ختم ہو جائے نہ وہ ملت بچتی ہے اور نہ ہی وہ تہذیب بچتی ہے اور نہ ہی ملک قائم رہ سکتا ہے۔ ملک چند جاگیرداروں، سرمائے داروں، آمروں فوجی ڈکٹیٹروں، حکمرانوں اور انکے چند مردو زن پر مشتمل اسمبلی ممبران، انکی مستورات کا ٹی وی پر شو آف کرنے، اعلیٰ عہدوں پر فائز سرکاری مستورات کا نہیں۔

۹۸۔ اینٹی کرسچن جمہوریت، اسکا نظام حکومت، اسکا طرز حیات، اسکا ضابطہ حیات انگریز نے ایک مفتوحہ ملک کی عوام کو غلام اور قیدی بنانے، انکے نظریات کو کچلنے کیلئے بنایا اور اسکو نافذ کیا ہوا تھا، بطور ایک فاتح قوم کے انکا حق فائز ہو چکا تھا کہ جو انکا جی چاہتا، مفتوحہ عوام کے ساتھ کرتے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی ہمارے حکمرانوں نے آج تک اپنی حکومتوں اور اقتدار کو دوام دینے کیلئے اسی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کی گرفت کو مضبوط کرنے میں مصروف رہے۔ یہ ظالم آدھا ملک مشرقی پاکستان اسی جمہوریت کے نظام کے اقتدار کی کشمکش کی بھینٹ چڑھا بیٹھے۔ اب وقت تیور بدل چکا ہے۔ رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان اور حکمران ایک سے ایک بڑھ کر غاصب ہیں حکومتوں کو بدلنا یا حکمرانوں کو بدلنا کوئی عقلمندی نہیں۔ ان حکمرانوں کو موقع مہیا ہے۔ کہ وہ از خود بھی اس باطل جمہوریت کے بے دین نظام کو بدل کر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے دینی نظام کو نافذ کر کے ملت کو اسکی کھوئی ہوئی روحانی، الہامی دینی، دنیاوی دولت واپس لٹا دیں۔ تو یہ عمل انکے لئے خسارے کا سبب ہرگز نہیں بنے گا۔ بلکہ اس سے انکی دنیا اور آخرت سنور جائیگی۔ ورنہ عبرتناک انقلابِ وقت کی داستاں شروع ہو چکی ہے۔ کوئی جاگیردار، سرمایادار، کوئی آمر انکی اولادیں، انکی جائدادیں بچ نہیں سکیں گی۔ اس ملک میں اسلام کا نفاذ ہو کر رہے گا۔

۹۹۔ تمام اہل وطن بزرگوں، صاحب بصیرت احباب، قابل قدر عالم دین اور دیدور طیب ہستیوں اور ہونہار طالبعلموں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک مرکز پر اکٹھے ہوں۔ ملت کے جسد کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس کینسر سے نجات دلائیں۔

۱۰۰۔ ایسے لطیف قلوب کے وارثوں کو جو ملت کے شعور سے نفاق اور نفرت کی آگ کو بجھانے والے ہوں۔

۱۰۱۔ ایسے دیدہ وروں کو جو ملت کو قوت برداشت سے اصلاح احوال تک کی منزل تک پہنچانے والے ہوں۔

۱۰۲۔ ایسے رہنماؤں کو جو شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی روشنی پھیلانے والے ہوں۔

۱۰۳۔ ایسے حق پرستوں کو جو وحدت ملت کے نظام کو بحال کرنے والے ہوں۔

۱۰۴۔ ایسے عارفوں کو جو ایک مرکز پر اکٹھا ہو کر ایک لائحہ عمل تیار کرنے والے ہوں۔

۱۰۵۔ ایسے دانشوروں کو جو باہمی رضامندی، باہمی مشاورت اور اجتہاد کی روشنی میں راہ ہدایت کی منزل کو تلاش کرنے والے ہوں۔

۱۰۶۔ ملت ان طیب ہستیوں کی رہنمائی اور ان کے احکام کی منتظر کھڑی ہے۔ کہ وہ آگے بڑھیں اور اس ملت کے قافلے کی رہنمائی فرمائیں۔ یااللہ اس ملت کے رہنماؤں کو اس طیب فریضہ کو ادا کرنے اور دین محمدی ﷺ کی حاکمیت کو بحال کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

۱۰۷۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظریہ حیات، اسکا ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات کا تعلق کسی مذہب کا نعم البدل نہیں اور نہ ہی اسکا تعلق کسی پیغمبر کے ساتھ ہے۔ مذہب کا نظام تو شورائی طریقہ کار سے متعارف کرواتا ہے، اس نظام میں ملت کی جمعیت کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا، یہ نظام اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا راہ دکھاتا ہے، دین کی روشنی میں خیر اور شر کی پہچان کرواتا ہے، دین کی صفات، دین کی صداقتوں اور اعلیٰ اہلیت کے وارثوں کو منتخب کرنے کا راستہ بتاتا ہے۔ انکو تو دستور مقدس کی پیروی کرنی ہوتی ہے۔ اس دستور کے مطابق انکو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنی ہوتی ہے۔ انکو تو ملی امانتوں، ملی مال و دولت، ملکی وسائل، ملکی خزانہ اور بنی نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔ انکو اعتدال و مساوات قائم کرنا ہوتا ہے۔ انکے اخراجات قلیل ایک عام انسان کی ضروریات سے بھی کم ہوتے ہیں۔ جمہوریت کا نظام مادہ پرست، اقتدار پرست سیاسی دانشوروں کے تخلیق کردہ عقلی شعور کی پیداوار ہے جو خود غرضی، نفس پرستی، اقتدار پرستی کی چتا جلاتا اور اس جہان رنگ و بو میں بنی نوع انسان کو نفاق اور نفرت کا ایندھن بناتا ہے۔!

۱۰۸۔ مغربی جمہوریت کے دسیاسی جماعتوں کے ممبران اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشن میں حصہ لیتے ہیں، جو ممبر سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتا ہے وہ الیکشن جیت جاتا ہے۔ تمام ممبران جو علاقہ میں الیکشن میں حصہ لیتے ہیں اور الیکشن ہار جاتے ہیں، انکے ووٹوں کی تعداد اس جیتنے والے ممبر سے کہیں زیادہ ہوتی ہے، ان حقائق کی روشنی میں وہ اس علاقہ کا نمائندہ کہلا نہیں سکتا، اسی طرح وہ جماعت جو ایسے الیکشن جیت کر اسمبلی تک پہنچ جاتی ہے وہ بھی عوامی نمائندہ جماعت نہیں ہوسکتی، یہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں پر مشتمل ایک غاصب سیاسی ٹولہ کا گھناؤنا کھیل ہے جو ایک آمرانہ نظام حکومت مسلط کر لیتا ہے اور ملک میں عدل کو کچل کر رکھ دیتا ہے۔ جنکا تعلق عوام سے یا انکے حقوق تحفظ کرنے سے نہیں ہوتا، اس نظام حکومت سے تو استحصالی طبقہ پیدا ہوتا ہے اور تعش کی زندگی گذارتا حکمرانی کرتا ہے۔

۱۰۹(ا)۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے غاصب ممبران، اسمبلیوں میں بیٹھ کر بڑی بڑی تنخواہوں، سرکاری شاہی سہولتوں، تصرفانہ شاہی زندگی کا نظام قائم کر لیتے ہیں، اپنی ذاتی منفعتوں اور عیاشیوں کیلئے ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی خزانہ کو اکٹھا کرنے اور اس پر قابو پانے اور عیش و عشرت لوٹنے کیلئے ملیں فیکٹریاں، کارخانے لگانے کیلئے، انمول گاڑیاں خریدنے کیلئے، امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کے لائسنس حاصل کرنے کیلئے، رشوت، کمیشن کرپشن سے دولت اکٹھے کرنے کیلئے، تجارت کے نام پر لوٹ مار مچانے کیلئے۔ بجلی، گیس، تیل کی قیمتوں میں اضافوں سے ۱۸ کروڑ عوام کو لوٹنے کیلئے، مہنگائی کے قوانین سے پورے ملک کی عوام کا خون چوسنے کیلئے۔ طبقاتی تعلیم کے نظام سے ستر فیصد کسانوں اور اٹھتیس فیصد محنت کشوں اور عوام الناس کی نسلوں کو تعلیم سے محروم اور ملکی نظام حکومت سے الگ رکھنے کیلئے۔ قومی زبان اردو پر انگریزی زبان کو فوقیت دینے کیلئے، سولہ کروڑ اہل وطن سے انکی بینائی، سماعت، گویائی اور ذہنی طور پر مفلوج کرنے کیلئے۔ ایک ملک کے چار ملک بنانے کیلئے۔ ممبران کی تعداد بڑھانے کیلئے، ۵۱ فیصد مستورات کے حقوق نسواں کے نام پر ۹۹۰۹ فیصد مستورات کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے۔ جس سے ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، معماروں اور عوام الناس کی مستورات کے بنیادی معاشی اور معاشرتی حقوق غصب کرنے کیلئے۔

۱۰۹ (۲)۔ ملک کے سرکاری نظام کو چلانے کیلئے۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں سے تربیت حاصل کرنے کے بعد انکی نسلیں سرکاری اہم عہدوں پر فائز کرنے کیلئے ۔ یہ غاصب ٹولہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر ایسے مجرمانہ اور غاصبانہ قوانین مرتب کرتے رہتا ہے۔ عوام الناس کو بیروزگاری کا ایندھن بنانے ۔ انکی پاکیزہ محنت ومشقت کی روزی کو لوٹنے ۔ انکو زندہ رہنے کیلئے معاشیات کے حصول کے کینسر میں مبتلا کرنے ۔ انکے حاصل کیئے ہوئے وسائل اور انکی پیدا کی ہوئی پیداوار اور دولت کو ٹیکس کلچر کے ذریعے چھین لینے ۔ اقتدار کی نوک پر ان جرائم پر مشتمل غاصبانہ قوانین وضوابط کو تیار اور لاگو کر کے عوام الناس سے ملکی وسائل اور مال و دولت چھیننے کیلئے ، اپنے تحفظ اور اپنی ملکیتوں ، حکومتوں اور ہر قسم کے جرائم کو قوانین میں ڈھالنے کیلئے ، فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ مغربی جمہوریت کی اسمبلیوں کی چھتری تانے رہتا ہے۔ ملک کے حکمران اور انکے اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کا ٹولہ اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھ کر تصرفانہ زندگی اور شاہانہ اخراجات سے ملکی خزانہ کو بڑی بے دردی سے آگ لگاتے اور جاتے رہتا ہے۔ عوام محکوم اور مجبور ، جمہوریت کے پنجرے میں بند اور یہ حکومتی ٹولہ دادعیش دیتا اور محکوم ملت اور اسکی نسلوں کو قیدی بنائے رکھتا ہے۔ جب چاہئیں ملک کو دولخت کر دیں ۔ اقتدار کا دامن نہ چھوڑیں اور نئے پاکستان کے چار صوبے بنا دیں۔ جب چاہیں محکوم عوام پر روٹی کپڑا ، مکان کا دھوکہ دے کر چاروں صوبوں پر انگریز کے نظام حکومت کے پروردہ غداروں کو حکومتی ایوان مہیا کر دیں۔ یہ بھی جمہوریت کی آڑ میں ملک دشمن ، ملکی نسل در نسل غدار ملک کے رہزن ، ملک کے نامور رہنما بن کر سامنے آتے رہتے ہیں۔ کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ملک دشمن ، آئین توڑنے والا غدار اور قرآن حکیم کے متصادم نظام حکومت مسلط کرنے والا غدار ٹولہ اور اور انکی اولادوں پر مشتمل غاصب طبقہ قرآن حکیم کا منکر اور منافق اور دہشت گرد ہے یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان انکی نسلیں دہشت گرد یا غیر ملکی ایجنٹ ہیں ۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے پاکستان کی مسلم امہ کو مغربی کلچر اور نظام کفر میں کنورٹ کیا جارہا ہے۔ ملک کے ایک فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند ملک دشمن ، غدار ٹولہ کا نام افواج پاکستان ہے یا نو لاکھ فوجی سپاہ کا نام افواج پاکستان ہے۔ یا اسکا مجرم سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق ، ایم کیو ایم اور اسکے چند حکومتی اتحادیوں کا نام پاکستان ہے یا ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کا نام پاکستان ہے ملک کے ٹی وی اینکرو ، کالم نویسو ، قلم کارو ، تجزیہ نگار یہ کون مجرم ہیں انکو اچھی طرح پہچان لو۔

۱۱۰۔ اسکے بعد ملک کے تمام وسائل، ملکی دولت، ملکی خزانہ اینٹی کرپچن جمہوریت کے قانونی جرائم سے اپنی ملکیتوں، فیکٹریوں، کارخانوں، رہائشوں، گاڑیوں، شاہی بودوباش اور بنک بیلنسوں میں بدلتے رہتے ہیں، ملکی، غیر ملکی اخبارات انکے جرائم کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں:۔

۱۱۱۔ انکے خلاف اندرون، بیرون ممالک بین الاقوامی عدالتوں اور ملکی محتسبوں کے پاس بھی کیس دائر ہوتے رہتے ہیں جو بنیادی طور پر اسی ٹولہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ محتسبوں کو اور انکے عملہ کو بڑی بڑی تنخواہیں شاہی سہولتیں سرکاری خزانہ سے ادا ہوتی یعنی ملکی وسائل اور خزانہ کی لوٹ مار ہوتی رہتی ہے، ملک میں غبن در غبن، ان جرائم کی معافی در معافی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ محتسب مجرموں کو تحفظ دینے کی تنخواہیں شاہی سرکاری سہولتیں لیتے اور لوٹتے رہتے ہیں۔

۱۱۲۔ یہ آمر و غاصب حکمران ٹولہ ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کیلئے اربوں، کھربوں کے اندرون بیرون ممالک ایک دوسرے کے خلاف لوٹ مار کے کیسوں کو ختم کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتے۔ انکا لوٹا ہوا مال ان کیلئے مال غنیمت بن جاتا ہے۔ اسکے علاوہ حکمرانی میں بھی حصہ دار بن جاتے ہیں۔ یہ ٹولہ رہزن بھی ہے محتسب بھی اور حکمران بھی ہے۔

۱۱۳۔ ہر قسم کی بدعنوانی انکی زندگی کا معمول بن چکا ہے۔ سیاستدان، حکمران اور محتسب ایک ہی ہتھیلی کے باٹ ہیں۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کا کیسا نظام حکومت ہے کہ ملک کی تمام عدالتیں اس ٹولہ کے جرائم کا کوئی تدارک کرنے کی بجائے انکو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ انکی تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تجارتی ادارے، سرے محل، رائیونڈ ہاؤسز، شاہی پیلس تمام جائدادیں، ہر قسم کی ملکیتیں ۱۸ کروڑ اہل وطن کی وراثت ہیں جو عوام سے اقتدار کی نوک اور انتظامیہ اور عدلیہ کی طاقت سے چھینی جاتی ہیں۔ انتظامیہ اور عدلیہ کے ادارے انہوں نے اپنے اقتدار کے محافظ اور ۹۹۰۹ فیصد عوام الناس کے ہر قسم کے دینی اور دنیاوی حقوق غصب کرنے کیلئے مسلط کر رکھے ہیں۔

۱۱۴۔ کوئی ملکی عدالت ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہیں لا سکی۔ورنہ ان تمام سیاستدانوں حکمرانوں، غاصب اور رہزن فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے جرائم کی سزائیں بڑی اذیتناک،عبرتناک ہیں،جس سے یہ ٹولہ، انکی نسلیں اور انکا مال ومتاع بچ نہیں سکتا،جو حقیقت میں ۹۹۰۹ کسانوں،محنت کشوں،ہنرمندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہیں۔

۱۱۵۔ انہوں نے ملک میں عدل وانصاف واعتدال ومساوات اور امانت ودیانت کے نظام حیات کو کچل دیا ہے۔انکی عیش وعشرت اور تصرفانہ طبقاتی زندگی کا نظام حیات اس ملک وملت کی تباہی کا باعث بن چکا ہے۔ان سے نجات حاصل کرنا ۱۸ کروڑ اہل وطن اور انکی نسلوں کی بنیادی ضرورت ہے۔

۱۱۶۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظریات، باطل ضابطہ حیات، غاصب نظام حکومت کی تعلیم وتربیت سے حکمران طبقہ کی دختران اور انکے فرزندان کو پروان چڑھاتے اور ملک وملت پر مسلط کر دیتے ہیں۔جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والا غاصب طبقاتی تعلیمی نصاب، اسکے تعلیمی ادارے اور ان اداروں کے تربیت یافتہ غاصب سیاستدان اور رہزن حکمران تیار ہوتے ہیں۔جمہوریت کے نظام حکومت کے نظام کو چلانے کیلئے یہی تعلیمی ادارے عدلیہ انتظامیہ کے سکالر بھی مہیا کرتے ہیں۔جمہوریت کے ضابطہ حیات کا تیار کیا ہوا تعلیمی نصاب جس کو اسمبلیوں کے ممبران تیار کرتے اور عوام الناس پر متعین کرتے ہیں۔انکے تیار کردہ قوانین وضوابط کو انتظامیہ اور عدلیہ کے ارکان من وعن عوام الناس پر مسلط کرنے کا عمل بجالاتے ہیں۔جس سے ملک وملت پر جبر وظلم اور قتل وغارت کا معاشی، معاشرتی عمل شروع ہو جاتا ہے۔اسکے برعکس سائنسی اینڈ ٹیکنالوجی کی ترقی اور جدید علوم کی تعلیمات اور ملکی ترقی ایک الگ شعبہ ہے۔یاد رکھو! دین محمدی ﷺ اور دینی تعلیمات، اسوہ حسنہ۔حسن خلق، اخوت ومحبت اور ازدواجی زندگی کا نظام اس سائنسی ترقی کے تعلیمی نظام میں ہرگز حائل نہیں ہوتا۔دینی تعلیمات کی روشنی میں عدل وانصاف، اعتدال ومساوات اور امانت ودیانت کا ضابطہ حیات پروان چڑھتا ہے۔اس کے روشن چراغوں سے جو تہذیب تیار ہوتی ہے وہ لاجواب ہوتی ہے۔وہ سائنس کی ترقی اور جدید علوم کی تعلیمات میں روکاوٹ نہیں بلکہ وہ تو اسکو چار چاند لگا دیتی ہے۔

۱۱۷۔ دراصل انتظامیہ اور عدلیہ کے روپ میں انہوں نے ایک ایسی ذاتی ملکی فوج تعلیمی اداروں کے ذریعہ تیار کی ہوتی ہے جن کو انہوں نے بطور جلاد ملک میں ۱۸ کروڑ انسانوں کا معاشی و معاشرتی قتال کرنے کیلئے سرکاری ملازمتیں مہیا کی ہوتی ہیں۔ وہ ادارے اور انکے اعلیٰ عہدیدار انکے محافظ ہوتے ہیں۔

۱۱۸۔ حکمرانوں کی طاقت کا اس سے اندازہ کرلو کہ اگر کوئی چیف جسٹس سپریم کورٹ سٹیل مل کی اونے پونے داموں فروخت میں حائل ہو۔ اگر کوئی جج گندم کو بیرون ممالک فروخت کرنے اور اسکے بعد ڈبل ریٹ سے بھی زیادہ دوبارہ ملک کی ضرورت کے مطابق گندم خرید کرنے اور کمیشنیں کھانے کے بارے میں پوچھ لے۔

۱۱۹۔ اگر کوئی جج حکومتی ایجنسیوں کے اٹھائے ہوئے افراد کا اتہ پتہ پوچھ لے۔

۱۲۰۔ اگر کوئی جج لال مسجد اور حفصہ کے طلبا اور طالبات کے بیگناہ قتال کی وجہ اور سیاق و سباق پوچھ لے۔

۱۲۱۔ اگر کوئی جج حکومت کی پاور آف شو کے سلسلہ میں کراچی میں لاشوں کے ڈھیر لگانے کے بارے میں پوچھ لے۔

۱۲۲۔ اگر کوئی جج کارگل کی پہاڑیوں پر افواج کی تباہی کے متعلق پوچھ لے۔

۱۲۳۔ اگر کوئی جج ۹۰ ہزار افواج کا مشرقی پاکستان میں ہتھیار پھینکنے اور قیدی بن جانے کے ملی سانحہ کے بارے پوچھ لے۔

۱۲۴۔ اگر کوئی جج مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کے بارے میں ان غداروں سے پوچھ لے۔

۱۲۵۔ اگر کوئی جج مغربی پاکستان کو پاکستان بنانے، اسکے چار صوبوں کو الگ ملک بنانے، چار نئے مشرقی پاکستان بنانے کی بابت پوچھ لے۔

۱۲۶۔ اگر کوئی جج چاروں صوبوں کو الگ کرنے، چار نئی حکومتیں قائم کرنے ایم پی اے، مشیر و وزیر، وزرائے اعلیٰ، گورنرز انکے سرکاری اعلیٰ عہدیداروں کی افواج کے بجٹ کا حساب پوچھ لے۔

۱۲۷۔ انکے شاہی محلوں پر مشتمل وزرائے اعلیٰ کے دفاتر، انکی شاہی انمول رہائشیں، انکی سرکاری گاڑیاں، ان کے پٹرول، انکی شاہی تنخواہیں، شاہی سرکاری انگنت سہولتوں کے بارے میں پوچھ لے۔

۱۲۸۔ اس غاصب، رہزن ٹولہ کے شاہی اخراجات کس نے ادا کرنے ہیں۔وزیروں، مشیروں، وزرائے اعلیٰ، گورنرز، وزیراعظم یا صدر پاکستان نے یا بے بس و مجبور، غریب و مسکین، بیوہ و یتیم، اپاہج محتاجوں، بوڑھوں و بیروزگاروں، یا زندہ رہنے کیلئے ضرویات حیات کی نایابی سے تنگ آکر خودکشیاں و خود سوزیاں کرنے والی عوام الناس نے۔

۱۲۹۔ پہلے یہ ملکی غدار، انگریز کے کندھے پر بندوق رکھ کر یہ ظلم کرتے تھے اب انہوں نے جرنیلوں کی گن پوائنٹ پر اس ملت پر ہر قسم کا جبر، ہر قسم کا ظلم، ہر قسم کا معاشی اور معاشرتی قتال کا عمل جاری کر رکھا ہے۔خونی انقلاب انکے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔انکے دن گنے جا چکے ہیں۔

۱۳۰۔ انکا سرکاری خزانہ پر ہر روز شب خون مارنا، انکی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، اندرون، بیرون ممالک تمام تجارتی ادارے اسی گن پوائنٹ پر انکی ملکیتیں بنتی، پھلتی پھولتی جا رہی ہیں۔

۱۳۱۔ ملک کا کوئی تجارتی ادارہ یا ٹھیکہ ایسا نہیں جن میں انکی حصہ داری نہ ہو۔کوئی ایسا بنک یا ہاؤسنگ سوسائٹی ایسی نہیں جن کے غبن کے کیسوں میں یہ شامل نہ ہوں۔

۱۳۲۔ ہارس ٹریڈنگ کے سیاسی جمہوری نظام سے اربوں کے کیس معاف، تمام سیاستدانوں، حکمرانوں کے تمام جرائم معاف۔ملکی وسائل، مال و دولت، تجارت اور تمام ذرائع آمدن انکی ملکیتیں اور ملکی خزانہ انکی جیب خرچ بن چکا ہے۔

۱۳۳۔ صدر مملکت کا کمال یہ ہے کہ جو جج انکی مرضی کیخلاف چلے، جو انکے غیر آئینی صدر ہونے پر دستخط نہ کرے، چاہے وہ چیف جسٹس پاکستان ہی کیوں نہ ہو اسکو کان سے پکڑ کر اسکے دفتر سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ان نئے من پسند ججوں کو متعین کیا جاتا ہے جو انکے تمام دین کش، آئین کش اور صدر پاکستان کا غیر آئینی حلف لینے پر رضامند ہو۔

۱۳۴۔ جب عدلیہ اور وکلا اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں، عدلیہ کے جج نئے سرے سے آئین کے خلاف اوتھ دینے سے انکار کر دیں انکی ملازمتیں ختم کر کے انکی جگہ اپنی پسند کے نئے جج مقرر کر کے تمام آرڈیننس جو آئین پاکستان کے خلاف تھے انکو منظور کروا لیا جائے۔
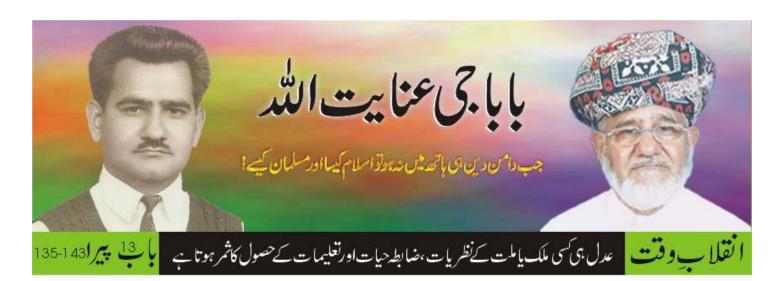
۱۳۵۔کس کی مجال کہ کوئی جج اگلے پانچ سالوں کے لئے اس جنرل پرویز مشرف کو صدر پاکستان نامزد نہ کریں۔

۱۳۶۔ ملک کی تمام پاور فوجی ڈکیٹیر پرویز مشرف اپنے ہاتھ میں لے لیں۔دوسرے جرنیل برائے نام جرنیل بنے رہیں، یہ جمہوریت کا کیسا مظاہرہ ہے

۱۳۷۔ پاکستان کے اس فوجی ڈکیٹیر پرویز مشرف کو ہائی جیک کر کے مسلم لیگ ق نے اپنی جماعت میں شامل کرلیا۔

۱۳۸۔ انہوں نے جنرل پرویز مشرف کو صدر پاکستان تسلیم کیا۔اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے اسکو تا حیات صدر پاکستان بنانے کا لالچ دیا۔اس کے نعرے لگائے۔تمام سیاسی جماعتیں صدر پاکستان کے اس عمل سے نالاں ہوگئیں۔اس طرح افواج پاکستان کو انہوں نے سیاسی جماعتوں میں تقسیم کردیا۔

۱۳۹۔ فوجی ڈکیٹیر پرویز مشرف صدر پاکستان، انکے فوجی مشیر کتنے دانائے وقت ہیں کہ ملت نے تو انکو پاکستان کا جھنڈا دیا تھا انہوں نے مسلم لیگ ق کا جھنڈا ہاتھ میں تھام لیا۔پاکستانی سپاہ کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔اسی طرح افواج کا سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہونا ایک فطرتی عمل ہے۔

۱۴۰۔ پاکستان مسلم لیگ ق کے تعاون سے صدر مملکت نے حقوق نسواں کے نام پر ۵۱ فیصد مستورات کی ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز کے ممبران کی تعداد بڑھا کر ملک کے تمام وسائل، مال و دولت اور ذرائع آمدن اور ملکی خزانہ کی لوٹ مچا دی ہے۔

۱۴۱۔ سیاستدان اور حکمران ٹولہ کی مستورات کو حکومت پاکستان کے حکومتی ٹولہ ،مراعات یافتہ شاہی طبقہ میں شامل کر کے ملکی مسائل اور خزانہ پر شب خون مارا ملک میں غربت ،تنگدستی ، افلاس سے تنگ آ کر ملت کے نوجوان خودکشیوں ،خودسوزیوں کے ایک ہولناک سانحہ سے دوچار ہو چکے ہیں۔

۱۴۲۔ مہنگائی سو فیصد سے بھی ایک فیصد مزید بڑھ چکی ہے۔عوام چیخیں مار رہے ہیں، ملکی معیشت کو دوگناہ سے بھی ایک فیصد زیادہ انکی مستورات کا مادر پدر آزاد ٹولہ حکومت اور سرکاری مشینری اور اعلیٰ عہدوں میں لوٹ مار مچا چکا ہے۔

۱۴۳۔ دوسری طرف دین محمدی ﷺ کے بنیادی رکن چادر و چاردیواری اور ازدواجی زندگی کے نظام حیات کو بھی جمہوریت کے ممبران کی عددی برتری سے ختم کردیا ہے۔اب پاکدامن ، باحیا، عصمت و عفت کی پاکیزہ، غیر محرم مرد و زن کے ملاپ سے پاک ماں، بیٹی، بہن کی تلاش کرنا ممکن نہیں رہا۔

۱۴۴۔ انہوں نے دین محمدی ﷺ کے ازدواجی نظام، چادر اور چار دیواری کو حکومتی سطح پر ختم اور مسخ کر دیا ہے۔ پاکستان میں مسلم امہ اور انکی نسلوں کو مخلوط تعلیم مخلوط حکومت مخلوط معاشرہ کی بے حیائی، فحاشی، بدکاری، زناکاری کے نان کرپچن جمہوریت کے مغربی معاشرتی زندگی کے نظام حیات کے کلچر میں بدل کر مسلم امہ کو سرکاری طور پر مخلوط معاشرہ میں مقید کر دیا ہے۔

۱۴۵۔ پاکستانی فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ جرائم میں ملوث ممبران کی عددی برتری گن پوائنٹ پر اکٹھی کی۔ خود مارشل لا ایڈ منسٹریٹر بنا اور بعد میں صدر پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ فوج کو سول حکومت میں شامل کیا اور اسکو کرپشن کا راستہ دکھایا۔

۱۴۶۔ فوجی ہنر، فوجی مہارت اور اہلیت کو ختم کیا۔ اسکے افسران اعلیٰ کو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کی لوٹ سیل میں شامل کیا۔ ملک کے محافظ ملک کے غاصب، بددیانت تاجر اور رہزن بنا دیئے گئے۔ فوج کا کردار اور اسکا نام رسوائے زمانہ کیا۔ اصلاح کرنے والے شتر بے مہار ہو گئے۔

۱۴۷۔ جو کام جاگیردار، سرمایہ دار اور ملکی غدار ٹولہ از خود نہ کر سکا وہ فوج کے جنرل مشرف پرویز سے لے لیا۔ مسلم امہ کے نظریات کو کچل کر رکھ دیا۔

۱۴۸۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اپنے پلاٹوں، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور بنک بیلنسوں کو ملک کی ترقی سمجھتا ہے۔ ملک میں گاڑیوں کی بہتات کر دی، بیرون ممالک سے بیشمار گاڑیاں اقساط پر خرید کیں۔ کرپٹ ٹولہ کے حکمرانوں نے دو تین لاکھ روپے کی پہلی قسط وصول کی ملک کا تمام حاضر زرمبادلہ باہر بھجوا دیا۔ سات سال تک گاڑیوں کی اقساط ادا ہوتی رہیں گی۔ انکو چلانے کیلئے اربوں، کھربوں کا پٹرول بھی ہر ماہ جلایا جائیگا۔ ملکی اخراجات کا بجٹ عوام کی معاشی حالت بد سے بدتر نہیں بنائیگا تو اور کرے گا۔ اسطرح اس حکمران ٹولہ نے خوب کمیشن کھائی اور رشوت لے کر ان گاڑیوں کی ایجنسیاں ملک میں جاری کیں۔ اگر آج ان تمام گاڑیوں کی قیمت کی ادائیگی کی جائے تو ملکی زرمبادلہ منفی زیرو ہو جاتا ہے۔ یہ لٹیروں کا حکومتی ٹولہ ہے جو ہر حکومت میں موجود ہوتا ہے۔ ۹۹۰۹ فیصد عوام الناس چالیس ارب ڈالر کی مقروض، یہ شاہی ٹولہ ملکی وسائل، مال و دولت، خزانہ اور ملکی چالیس ارب ڈالر کا قرضہ بھی نگل چکا ہے۔ ملک کی ترقی کو اپنے عیش وعشرت کے پیمانہ، اپنے شاہی تصرفانہ اخراجات کی بدعملی، اپنی اس شاہانہ بود و باش کی نسبت سے ناپتا اور تولتا جاتا ہے۔ ۹۹۰۹ فیصد محکوم عوام الناس کی سسکتی زندگی سے نہیں۔ یہ کتنے ظالم اور غاصب معاشی اور معاشرتی درندے ہیں جو ملک و ملت کو تباہی کی طرف دھکیلتے جا رہے ہیں۔

انقلابِ وقت | عدل ہی کسی ملک یا ملت کے نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کے حصول کا ثمر ہوتا ہے | **باب 13 پیرا** 149-150

۱۴۹۔ ملک میں رائج الوقت نان کرسچن جمہوریت کی جیتی ہوئی جنگ کے فاتحین یعنی سیاسی سکالر اور دانشور حکمران ٹولہ نے اس ملت کے ۱۸ کروڑ ۹۹۰۹ فیصد کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، معماروں، ہنر مندوں، عوام الناس اور انکی نسلوں کو محکومی کی زنجیریں پہنا رکھی ہیں۔ ملکی انتظامیہ اور عدلیہ کے پنجرے میں پابند سلاسل کر کے بے بس بنا دیتے ہیں۔ اہل وطن انکے احکام کو ایک مجبور قیدی کی طرح ہر جرم کو من وعن تسلیم کرتے۔ انکی معاشی اور معاشرتی اذیتیں برداشت کرتے رہتے ہیں۔ عوام ان کے تیار کردہ قوانین پر عمل درآمد کرنے پر مجبور اور حکمران انکو گدھوں کی طرح ہانکتے جاتے ہیں۔ ان سیاسی حکمرانوں کے غاصبانہ، ظالمانہ طرز حیات، طرز حکومت اور جمہوریت پر انگلی اٹھانے والا ملک کا دہشت گرد، باغی اور غدار قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ظالمانہ طرز حکومت اس ملک پر کب تک مسلط رہے گا۔ انکے ایام پورے ہو چکے ہیں۔ اگر یہ اس جمہوریت کے ظالمانہ ضابطہ حیات کو ترک نہیں کرتے انکا انجام کیا ہوگا۔ وقت سے پہلے اس کی تصویر کشی نہیں کی جا سکتی۔

۱۵۰۔ مغربی جمہوریت کے طرز حکومت میں مذہب کے خلاف بچے بغیر باپ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ماں، باپ، بہن، بھائی اور تمام ازلی اور ابدی رشتے نایاب اور ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ ان رشتوں کا ادب اور تقدس ختم ہو چکا ہے۔ محبت جیسا پاکیزہ، مقدس اور فطرت کا عظیم آسمانی تحفہ ان رشتوں کے روپ میں نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ عیسائیت کے ممالک کے حکمران عیسیٰ علیہ السلام کے ازدواجی نظام حیات کو توڑنے کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو سوچنا ہوگا۔ اہل مذہب، صاحب بصیرت انسانوں کو اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں کی حکومتی بالا دستی نے تمام مذہبی ممالک میں پیغمبران کے نظریات کو روند کر رکھ دیا ہے۔ وہ عملی طور پر اپنے اپنے پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور ضابطہ حیات کے منکر گستاخ اور بے ادب ہو چکے ہیں۔ انہوں نے انکی شکل مسخ کر کے رکھ دی ہے۔ ازدواجی زندگی کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے، انہوں نے پیغمبران کی امتوں سے انکی الہامی قدریں، انکا دین اور دنیا چھین لی ہے۔ اسکے عوض انہوں نے تمام امتوں کو جنسی آزادی، بے حیائی، بدکاری اور زناکاری کے راستے پر گامزن کر دیا ہے۔ دنیا کی خواہشات کی آگ جلا کر نفرت، نفاق اور جنگ وجدال کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ یا اللہ بنی نوع انسان پر رحم فرما، ان بداعمالیوں کے تدارک کی توفیق عطا فرما اور اپنے فضل سے نواز۔ آمین

ا۔ مسلم امہ کے چھپن ممالک کے سیاسی دانشوروں اور حکمرانوں اور خاص کر پاکستان کے اینٹی کرسچن جمہوریت پرست فوجین سیاسی سیاستدانوں اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے لیڈر صاحبان کو سوچنا اور غور کرنا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب کیا ہیں۔ انکی وجوہات کیا ہیں، انکی اجتماعی غلطی کیا ہے، جسکی بنا پر یہ عظیم ملت پستی اور تباہ کن حالات و واقعات سے دوچار اور زوال کی منزلوں پر گامزن ہے۔ اسکے ذمہ دار کون ہیں۔ مسلم امہ از خود آپ ہے یا حکمران ہیں یا طرز حکومت ہے، آمریت ہے، بادشاہت ہے یا اینٹی کرسچن جمہوریت کا سیاسی ادارہ ہے یا دین سے دوری کی سزا ہے!۔ بیماری کیا ہے اور اسکا علاج کیا ہے!۔ ملت اسلامیہ کے صاحب بصیرت ملت کی رہنمائی فرماویں۔ ان سوالات کا جواب تلاش کر کے ملت کو اسکے زوال کی وجوہات سے مطلع فرماویں۔ اسکا تدارک کا راستہ بتائیں!۔ اسکی اصلاح احوال فرما کر مشکور فرماویں، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ منزل سے دور، بھولی بھٹکی ملت کا قبلہ درست فرمائیں۔ تمام مسلم ممالک کے حکمرانوں کو راہ راست سے آگاہی بخشیں تا کہ مسلم امہ اور اسکی آنیوالی نسلیں درست منزل پر گامزن اور بنی نوع انسان اس سے استفادہ کر سکیں۔ مسلم امہ کے پاس اس وقت دنیا میں چھپن ممالک ہیں، جہاں پر انکی حکومتیں قائم ہیں۔ انکی آبادی ایک ارب پچیس، چالیس کروڑ افراد کے قریب ہے، دنیا کی کم و بیش بہترین باسٹھ فیصد عمدہ رقبہ انکے پاس موجود ہے، اسی طرح ان ممالک کے پاس دنیا کے کم و بیش اڑسٹھ فیصد قدرتی وسائل تیل گیس، یورینیم، سونا اور طرح طرح کے انگنت قیمتی ذخائر فطرت کی طرف سے انہیں میسر ہیں۔ سمندر، ندی، نالے، دریا، پہاڑ و دامن، جنگل و بیاباں، صحرا و میدان انکی ملکیت ہیں۔ ہر قسم کی خوراک، پینے کیلئے ٹھنڈے میٹھے پانی کے ذخائر، لباس، ہر قسم کے پھل سبزیاں، میوہ جات انکے پاس وافر مقدار میں موجود ہیں۔

۲۔ سکے علاوہ انکے پاس انکی رہنمائی کے لئے دنیا کا بہترین الہامی دستور مقدس، بہترین الہامی نظریات، بہترین ضابطہ حیات، بہترین تعلیمی نصاب ،بہترین اخلاق وکردار سنوارنے کے آداب، رحمت اللعالمین ﷺ کی بہترین رہنمائی انکی وراثت ہے۔ پھر یہ ملت دنیا میں ذلیل وخوار کیوں! ہمیں غور کرنا ہوگا۔ ہماری اجتماعی غلطی کیا ہے۔ جو ہمارے زوال اور پستی کی وجہ بنی ہوئی ہے۔ تمام ممالک کے سربراہان ایک مرکز پر اکٹھے ہوں۔ آپس میں نفرت اور نفاق کو ختم کریں۔ اگر مغربی اقوام صدیوں کی دشمنیاں اور جنگیں ختم کرسکتی ہیں تو مسلم ممالک کیوں نہیں کر سکتے۔ امریکہ کی طرح یونائیٹڈ سٹیٹ آف مسلم قائم کریں۔ تمام ممالک کی ایک مجلس شوریٰ ترتیب دیں۔ تمام ممالک دین کی روشنی میں اتفاق رائے سے ایک امیر المومنین مقرر کریں۔ تمام ممالک میں گورنر راج قائم کریں۔ ہر ملک میں شورائی نظام کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت قائم کریں۔ تمام ممالک کی ایک کرنسی مقرر کریں۔ دین کی روشنی میں جدید بنیادوں پر ایک تعلیمی نصاب قائم کریں۔ دین کی روشنی میں اخلاق وکردار کی آبیاری کریں۔ دین کی روشنی میں محنت وتجسس کے عمل کی پیروی کریں، دنیا کی بے ثباتی کا سبق یاد کروائیں۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا درس عام کریں۔ احترام انسانیت کے عمل کو اپنائیں۔ خدمت خلق کو عبادت کا اہم وسیلہ تسلیم کریں ۔طبقاتی نظام اور تصرفانہ زندگی سے نجات حاصل کریں۔ ملت کو محنت کا عادی بنائیں۔ ڈسپلن قائم کریں۔ ملت کے فرزندان کو خوف خدا کی آفادیت سے آگاہ کریں۔ حسن عمل اور حسن کردار کی شمع روشن کریں۔ اعلیٰ الہامی صفات کو زندگی میں اجاگر کریں۔ صداقت کی قندیلیں منور کریں۔ تمام پیغمبران کی امتوں کو عزت وصد احترام دیں، امیر المومنین کی زندگی اور عام انسان کی زندگی کے فرق کو ختم کریں، ملکی ملی امانتوں کو تحفظ فراہم کریں، اعتدال ومساوات کو ملی سطح پر قائم کریں، ملی کردار کو عدل کی آبیاری سے سینچیں۔ عدل وانصاف کے نور سے ظلمت کدہ کو روشن کریں۔

۳۔ دستور مقدس کی اطاعت کریں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کریں۔ اس میں پوری بنی نوع انسان اور اسکی آنیوالی نسلوں کیلئے ایک مکمل رہنمائی اور سراپا رحمت ہے۔ اس آفاقی دستور حیات نے اقوام عالم اور دنیائے عالم کی رہنمائی کے فرائض ادا کرنے ہیں۔ پاکستان اس مشن کی تکمیل کے لئے ہمارے معزز اکابرین اور عظیم رہنماؤں اور عوام نے مل کر حاصل کیا تھا۔ دستور مقدس اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا انکی منزل مقصود تھی۔ اس اینٹی کرسچین جمہوریت کے نظریات اور اسکے فاسق فاجر اور منافق زندگی کے طرز حیات سے نجات حاصل کرنا ان کا بنیادی مشن تھا۔ پاکستان جیسا ملک تو ملت اسلامیہ کے فرزندان نے دین کے نام پر بہت بڑی قربانیاں دے کر حاصل کرلیا۔ لاکھوں معصوم بچے بچیوں، بیگناہ نوجوانوں، لاتعداد بوڑھے والدین اور بزرگوں کی شہادتوں کا خون، پانچ چھ لاکھ مستورات کے چھن جانے اور بطور یرغمال ہندووں کے پاس چھوڑ آنے کے زخم، معصوم و بیگناہ مستورات کی عصمتوں کے لٹنے کی اذیتیں، ماں باپ اور بزرگان کی قبروں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑ آنے کے غم، وطن سے بے وطن ہونے کے دکھ، مال و متاع اور گھروں کے لٹ جانے کی اذیتوں کی کسک اس ملک کی بنیادوں میں دین اور دین کی بالادستی کی خاطر دفن ہیں۔ آج تک انکی روحیں حکمرانوں کے سامنے سراپا سوال بنی کھڑی ہیں۔ ان سے سوال کرتی ہیں! کہ اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشورو اور حکمرانوں یہ تو بتاؤ! کیا یہ ملک مخلوط معاشرہ، فحاشی، جنسی آزادی، زنا کاری، شراب نوشی، حق تلفی، ناانصافی، قتل و غارت، رشوت، کمیشن، کرپشن، طبقاتی نظام حیات، طبقاتی تعلیمی نظام، سودی معاشی نظام، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کی انتظامیہ، عدلیہ کا بھیانک طرز حیات، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کی بجائے اسمبلی ممبران کے پاس کردہ قوانین وضوابط کی اطاعت سیاستدانوں، حکمرانوں کے سرکاری جرائم پر مشتمل قوانین کے ذریعہ ملکی وسائل اور دولت کو ٹیکسوں اور مہنگائی کے ذریعہ چھیننے اور اپنی ملکیتوں میں بدلنے کا طریقہ کار، کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس سے انکے وسائل اور دولت چھیننے کے ضوابط، انکی سرکاری اور نجی شاہانہ زندگی، شاہانہ بودوباش اور تصرفانہ زندگی کے بے پناہ لوازمات اور اخراجات، ٹی وی پر ناچ، گانوں اور چند برائی، فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والے بےضمیر ڈرامہ نویسوں اور فنکاروں کی یلغار، ملک کے مخلوط طبقاتی تعلیمی ادارے انکی اس تہذیب کو تیار کرنے کی گھناؤنی فیکٹریاں بن چکی ہیں۔ کیا پاکستان مسلم امہ کے دینی، معاشی اور معاشرتی قتال کے لئے بنایا گیا تھا۔ ملک و ملت کو ان حکمرانوں نے اینٹی کرسچین جمہوریت کے ان قوانین وضوابط اور انکو چلانے والی سرکاری مشینری، انکے مخلوط طبقاتی تعلیمی ادارے، قومی اردو زبان پر چند انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کے فارغ البال افراد کی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان پر سرکاری بالادستی۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ مسلم امہ کو آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرہ، زبان سے گونگا، دماغ سے ماعوف، یعنی نہ وہ انگریزی پڑھ سکتے ہیں، نہ وہ سن کر سمجھ سکتے ہیں نہ وہ بول سکتے ہیں اور نہ وہ ذہنی طور پر اس زبان سے آشنا ہیں۔ اس طرح ملک کے ۱۸ کروڑ انسانوں کو جاہل بے بس، لاچار، محکوم، قیدی، شودر اور گدھے بنا کر ان انگریزی دانوں نے یرغمال بنا رکھا ہے۔ وہ قومی زبان جس کو ہم سمجھتے، بولتے اور روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔
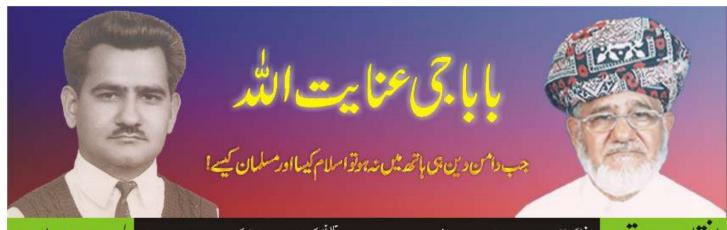
۴۔ ان انگریزی دانوں کی خاطر اردو زبان کو ترک کر کے کتنے سالوں میں اس انگریزی زبان کو قوم کو سیکھنے میں لگیں گے۔ بطور زبان انگریزی کو سیکھا جاسکتا ہے۔قومی زبان نہیں بنایا جاسکتا۔اردو ایک لشکری زبان ہے تمام زبانوں کے روزمرہ کے الفاظ اس میں سموئے جاسکتے ہیں۔ انکا ترجمہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسکا دامن بہت وسیع ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری حکومتی مشینری کو یہ زبان نہیں آتی۔ اس لئے وہ اس زبان کی اہلیت سے آشنا ہی نہیں۔تم مسلم امہ کے روپ میں کون ہو! ۔ جو اس اسلامی ملک کو دین کُشی ،عدل کُشی کی چِتا میں جھونکتے جا رہے ہو۔تمہارے ضمیر کو ہوس زر کے نشے، شہوت اور بے حیائی کے نشے، ملت کا مال و متاع چھیننے کے نشے، تصرفانہ زندگی گذارنے کے نشے، اعتدال و مساوات کو کچلنے کے نشے، دین کی اقدار اور نظریات کو مسخ کرنے کے نشے، اقتدار کی جنگ جیت کر حکمرانی کے نشے میں تم یہ سب کچھ بھول چکے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ کتنے ظالم اور غاصب ہو۔وقت تیزی سے بدلتا جا رہا ہے۔ تم سمجھ نہیں پا رہے ہو۔

۵ (ا)۔ دیکھنا کہیں یہ امت محمدی ﷺ کے فرزند اور ملت کے یہ عظیم سپوت جو تمہارے اینٹی کرسچن جمہوریت کے پیدا کردہ تمام عبرتناک حالات و واقعات اور انکے بدترین زخموں میں نڈھال اور مدہوش ہوئے پڑے ہیں۔ وہ کہیں بیدار نہ ہو جائیں۔ کہیں وہ آپ سے پاکستان بناتے وقت ہجرت کے بے پناہ زخموں کی اذیتوں کا حساب نہ مانگ لیں کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آنے کا مقصد کیا تھا۔کہیں وہ نعرہ جس پر تمام امت ایک مرکز پر اکٹھی ہوئی تھی، لا الہ الا اللہ محمد الرسول ﷺ اللہ۔ کے متعلق نہ پوچھ لیں کہ اسکا مقصد کیا تھا۔کہیں وہ آپ سے آج تک ملک میں دین محمدی ﷺ کے نافذ نہ کرنے کی وجہ اور پس پردہ اصل حقائق و واقعات نہ پوچھ لیں کہ تم مسلم امہ اور پوری انسانیت کے ساتھ کیا کر رہے ہو۔کہیں وہ آپ سے پانچ لاکھ بیٹیوں کے دوران ہجرت یرغمال بنانے کے زخموں کے حسابات نہ مانگ لیں ۔کہیں وہ آپ سے وطن چھوڑنے کے اسباب و اہل نہ پوچھ لیں۔ کہیں وہ آپ سے اپنے معصوم بچے بچیوں، بے گناہ ماں باپ، بیٹے بیٹیوں، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب اور بزرگوں کی پانچ چھ لاکھ شہادتوں کی عظیم قربانی کا حساب نہ مانگ لیں۔ کہیں وہ آپ سے اس مشن کے بارے میں نہ پوچھ لیں جس کی خاطر یہ تمام قربانیاں دی گئی تھیں۔
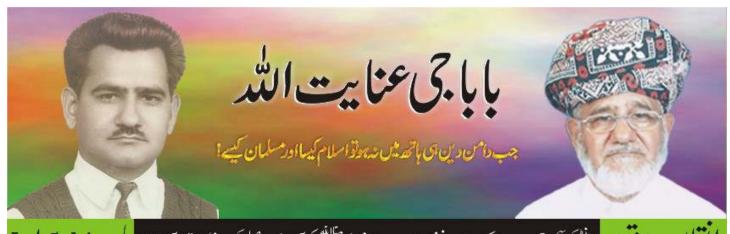
۵(۲)۔ کہیں وہ سیاسی جماعتوں، دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے پاکستان میں اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو نافذ نہ کرنے کی وجوہات دریافت نہ کرلیں۔ کہیں وہ آپ سے دین محمدی ﷺ کے نظریات اور انٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کا فرق نہ معلوم کرلیں۔ کہیں وہ آپ سے دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات اور انٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کا فرق نہ پوچھ لیں۔ کہیں وہ آپ سے اسلامی طرز حیات اور انٹی کرسچن جمہوریت کی طرز حیات کے تضاد کی معلومات حاصل کرنے کیلئے سوال نہ کردیں۔ کہیں وہ آپ سے اسلامی تعلیمی نصاب اور انٹی کرسچن جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی مخلوط طریقہ کار کے بارے میں سوال نہ کردیں کہ تم مسلم امہ کو کس عذاب میں ڈالے جا رہے ہو۔ کہیں وہ آپ سے پیغمبر خدا پر وحی کے علوم اور انٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے علوم کا موازنہ نہ کروالیں۔ کہیں وہ آپ سے پیغمبر خدا ﷺ کے اسلامی جمہوری نظام مملکت اور مغرب کے دانشوروں کے تیار کردہ انٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کا فرق معلوم نہ کرلیں۔ کہیں وہ آپ سے مذہب کے اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے شورائی ممبر کے انتخاب اور انٹی کرسچن جمہوریت کے ممبران کے چناؤ کے الیکشن کے طریقہ کار کے متعلق وضاحت طلب نہ کرلیں۔ کہیں وہ آپ سے شورائی نظام سلیکشن کے مطابق اعلیٰ دینی صلاحیتوں، بہترین دینی صداقتوں اور بہترین امانت و دیانت کے دینی اوصاف پر مشتمل افراد، صاحب بصیرت اور اعلیٰ اہلیت کے حامل شخصیات کے چناؤ کے طریقہ کار اور انٹی کرسچن جمہوریت کے مادی وسائل، شاہی اخراجات اور معاشرے کے با اثر، بدقماش، مادی وسائل پر قابض افراد کے الیکشن کے ذریعہ چناؤ کا فرق معلوم نہ کرلیں۔ کہیں وہ آپ سے شب بیدار صاحب فہم و ادراک اور خدائی نظام کے نمائندہ، پرخودغرض، مادہ پرست، نفس پرست، انسانی معاشی حقوق غصب کرنے والے جمہوریت کے طبقاتی نمائندگان کے طرز چناؤ کے نافذ کرنے کی وجہ اور اسکی فوقیت کے بارے میں پوچھ نہ لیں۔ کہیں وہ آپ سے اسلامی معاشیات اور انٹی کرسچن جمہوریت کے سودی معاشیات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی وضاحت طلب نہ کرلیں۔ کہ کونسا نظامِ معاشیات مسلم امہ کے ایمان کا حصہ اور لازم ہے اور کس سے دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

۶۔ کہیں وہ آپ سے سودی معاشیات کی رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت کی پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک کی دین کش معاشی تعلیمات اور اسکے تیار کردہ معاشی دانشوروں کا حساب نہ مانگ لیں۔ جو مسلم امہ کی نسلوں کو بے دین بنانے کی ایک کھلی سازش ہے۔ کہیں وہ آپ سے اسلامی نظام حکومت چلانے والی انتظامیہ، عدلیہ اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والی انتظامیہ اور عدلیہ کے قوانین وضوابط کی وضاحت قرآن کی روشنی میں طلب نہ کر لیں۔ کہ مسلم امہ پر کونسا نظام حکومت لازم ہے۔ کہیں وہ آپ سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو چلانے والی انتظامیہ کی افسر شاہی اور نوکر شاہی کی بے دین تعلیمات اور اسکے تیار کردہ انتظامیہ کے بے دین سکالر اور دانشوروں کے بارے میں پوچھ نہ لیں کہ انکو کس جرم کی سزا میں دینی نظریات اور دینی تعلیمات سے محروم کیا جا رہا ہے۔ کہیں وہ آپ سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو چلانے والی عدلیہ کے ارکان، وکلا اور منصفوں کی دین کش تعلیمات اور اسکے تیار کردہ بے دین عدلیہ اور وکلا کے عظیم دانشوروں کے بارے میں یہ وضاحت طلب نہ کر لیں کہ کس جرم کی سزا میں ان کو دینی اور دینی تعلیمات کے نظام سے محروم کیا جا رہا ہے، کسطرح اعلیٰ کلاس کے افراد کو تفاوتی زندگی کی ضروریات دے کر ہائی جیک کر کے انکو دائرہ اسلام سے خارج اور اپنا حکومتی نظام کو ملک پر جاری رکھا ہوا ہے۔ کہیں وہ آپ سے پیغمبر اسلام ﷺ کے دین کے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے طرز حیات پر مشتمل تعلیمی نصاب اور مغرب کے سیاسی دانشوروں کا تخلیق کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکے طرز حیات پر مشتمل تعلیمی نصاب کی بالادستی اور پیروی کے متعلق خوفناک سوال نہ کر بیٹھیں! کہیں وہ آپ سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کو اپنانے کے بعد یہ سوال نہ پوچھ لیں کہ آپ کا اور مسلم امہ کا دین کے ساتھ کونسا رشتہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس کا کیا جواب دو گے! زندگی یزید کی اور عاقبت حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کی کیسے ممکن ہے! کہیں وہ آپ سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی لیڈران کے اسمبلیوں میں پاس کردہ قوانین وضوابط جن کے ذریعے وہ پاکستان میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی مذہب کے نظام حکومت کو چلاتے ہیں کی وجوہات نہ پوچھ لیں۔ کہیں وہ دین کش سودی معاشیات کے معاشی سکالر پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک، اور ملک کے تمام انتظامی امور کو چلانے والی دین کش افسر شاہی، نوکر شاہی کے پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک کی تعلیم وتربیت کے متعلق پوچھ نہ لیں۔ کہیں وہ ملک کی عدلیہ کے نظام کو چلانے والے منصف شاہی اور وکلا کے پرائمری سے لیکر لاگریجوایٹ اور لا گریجوایٹ سے لیکر بار ایٹ لا، تک کا تمام غیر دینی تعلیمی نصاب اور اسکی تربیت کے متعلق سوال نہ کر لیں! ملک کے تمام معاشی، معاشرتی، انتظامی اور عدالتی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے والے بے دین عظیم سکالر اور عظیم دانشور تیار کرنے والے تمام طبقاتی تعلیمی اداروں کو جو ملت پر مسلط کئے ہوئے ہیں، اس سازش کے بارے میں پوچھ نہ لیں کہ کیا تم مسلم امہ کے حکمران ہو یا۔! پاکستانی مسلم امہ اور اسکی نسلوں کو پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انکے دین، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، انکے طرز حیات، انکی تعلیمات جن کی خاطر یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔ اسکی سرکاری برتری اور بالادستی پس پشت ڈالنے والے تم کون ہو۔ تمہیں کس نام سے پکارا جائے، ملت کو اپنا نام تو بتا دو! پاکستان میں دین اسلام کو سرکاری طور پر جمہوریت کے ان چند سیاستدانوں اور حکمرانوں نے معطل اور منسوخ کر رکھا ہے۔ آخر کیوں!۔
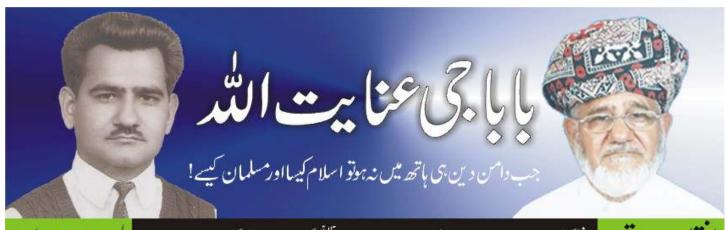
۷۔ ووٹ تو اسلام کے نام پر **ملت** سے طلب کئے جاتے ہیں اور **ملت** پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے **باطل**، **غاصب نظام** کو مسلط کئے جا رہے ہیں۔ **غور سے سن لو! اب** ایسا **نظام** حکومت **ملت** پر مسلط نہیں ہوگا۔ **ملک** میں دین محمدی ﷺ کی **بالا دستی** کو ختم کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں نے اسکی بالا دستی قائم کر رکھی ہے آخر کیوں! کیا **یہ مغربی** جمہوریت **کا مسلم** امہ پر نفاذ، دین کے **نظریات**، دین کے ضابطہ حیات، دین کے طرز حیات، دین کی **تعلیمات** سے **مسلم** امہ کو اور اسکی آنیوالی نسلوں **کو ختم** کرنے کی ایک **گہری** سازش نہیں ہے، آخر ایسا کیوں!۔ اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے فوجی ڈکٹیٹرو، سیاستدانوں!۔ اے دین کے منافقو! اے **محمد مصطفیٰ** ﷺ کے گستاخو اور بے ادبو! **تمہیں ملت کو جواب** دینا ہوگا کہ تم **مسلم امہ** اور اسکی نسلوں **کو جمہوریت** کے کفر کی چتا میں کس جرم کی سزا میں **دھکیلتے چلے** جا رہے ہو۔ تم نے **مسلم** امہ کے فرزندان پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے کفر کا **تعلیمی نصاب** کیسے مسلط کر رکھا ہے۔ تم **مسلم** امہ کے الہامی **نظریات** کو کیسے بدل رہے ہو۔ **بہت** کچھ کر چکے ہو۔ **خبردار وقت** گذر چکا ہے۔ **اب** اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ **حیات کو چلا**نے **والے** ایکشن **ملت** پر مسلط کرنا ایک گناہ عظیم ثابت ہونگے۔ تم جانتے ہو کہ اس جرم کی سزا کیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ **یہ** تمام وسائل، دولت اور تمہارے تمام کاروبار، تمام **ملکیتیں** اور تمہاری تمام **عیش** و**عشرت** کی زندگی اسی اینٹی کرسچن جمہوریت کے جرائم کی پیداوار ہیں۔ **یہ مشیر** وزیر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ **ہاؤسز**، گورنر **ہاؤسز**، یہ وزیر اعظم **ہاؤس** یہ **پریذیڈینٹ ہاؤس**، یہ سرے **محل**، یہ رائے ونڈ **ہاؤس**، یہ شاہی پیلس اور ایک **بے** گھر اہل وطن، ایک **غریب** کی کٹیا **کا فرق** اینٹی کرسچن جمہوریت کی تعلیم **و**تربیت کا **نتیجہ** ہے یا اسلام کا۔ یہ ایسا کیوں ہے اور ان جرائم کے مجرم کون ہیں! یہ چند غاصب کون ہیں! یہ چند دین اور دنیا کے رہزن کون ہیں! یہ چند نمرود، **فرعون** اور یزید کے ایجنٹ **مسلم** امہ کی صفوں میں کیسے گھس آئے ہیں! یہ چند دین کے منافق کون ہیں۔! کہیں عوام آپ سے **پیغمبر اسلام** ﷺ کے دین کے مطابق **ازدواجی** ضابطہ حیات سے **بچے** پیدا کرنے کے **عمل یا مغرب** کے دانشوروں کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے **مخلوط** معاشرے **کو جنسی** آزادی دیکر بے دین **طریقہ** کار سے حرامی **بچے** پیدا کرنے کے **عمل** کو بتدریج رائج کرنے کے بارے میں پوچھ نہ لیں! کیا آپ پاکستان میں دین **محمدی** ﷺ کے **خلاف مغربی** جمہوریت کی **مخلوط** تعلیم کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا شرم وحیا کو نگلنے **والے مخلوط تعلیمی نظام** کو ملک میں ختم کرنے سے طالب **علموں**، طالبات **کو علم** سیکھنے میں کوئی مشکل یا دشواری پیش آسکتی ہے۔ ہرگز نہیں! کیا آپ دین **محمدی** ﷺ کے ازدواجی **ضابطہ حیات** اور اسلامی **شرم** وحیا کے **کلچر کو**، اینٹی کرسچن جمہوریت **کے مخلوط** معاشرہ کے رائج کردہ قوانین سے **ختم** کرنا چاہتے ہیں یا مذہبی **ضابطہ حیات** کو بحال کرنا چاہتے ہیں۔ کیا **آپ مغرب** کی طرح اینٹی کرسچن جمہوریت **کے مخلوط** دین کش **ضابطہ حیات** کو ملک میں رائج کر کے ماں، بہن، بیٹی اور **عورت** کے چادر اور چاردیواری کے تحفظ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ **مغرب** کی طرح اینٹی کرسچن جمہوریت کی روشنی میں **مخلوط** معاشرہ تیار کر کے زنا اور بدکاری کو عام اور ماں، بہن، بیٹی کی گھریلو اور خانگی زندگی کے **نظام** کو ختم کرنا اور تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ **مذہب** کے نکاح شریف کے **نظام حیات** کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے دینی مقام، ادب، عظمت، پاکیزگی اور **تقدس** کو ختم کر کے اسلامی رشتوں کی **عمارت** کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ماں، بہن، بیٹی کو فرینڈ شپ کے **تحت** جنسی **تعلق** کو استوار اور قائم کرنے کا ماحول اور گناہ آلودہ زندگی کا طریقہ کار اور اینٹی کرسچن جمہوریت کا فحاشی پھیلانے کا ضابطہ حیات مسلط کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ **عورت** کی شرم وحیا اور عصمت کی پاکیزگی اور اسکے طیب کردار کو اور اسکے انمول ضمیر کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کی روشنی میں آزادی نسواں کے نام پر مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم **ملت** کو خدا اور رسول ﷺ کا باغی اور بے ادب بنانا چاہتے ہو۔ کیا **آپ مخلوط** معاشرے کے ذریعے، عورت سے **عورت** پن، عورت سے گھریلو اور گرہستی زندگی کے تقدس کا حق چھیننا اور روندنا چاہتے ہیں۔ کیا **آپ مخلوط** معاشرہ تیار کر کے **عورت** سے ماں کی ممتا، اولاد سے ماں کی محبت، مسلم امہ سے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کے فطرتی مذہبی رشتوں انکے جذبوں کو اور مذہب کے ضابطہ حیات کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔

۸۔ مغربی عورت مخلوط معاشرے میں معاش کی تلاش میں گھر کی چار دیواری سے ایسی نکلی کہ وہ گھر کا راستہ بھول گئی، وہ جنسی درندوں کے نرغے میں آگئی، اس نے انسان کے بچوں کو جنم دیا، اولاد سے محروم رہی، ماں نہ کہلا سکی۔ اسکے جسم کو نوچنے والے مرد تو اسے کئی ملے اور خاوند یعنی جیون ساتھی کو عمر بھر تلاش کرتی رہ گئی۔ ماں، بہن، بیٹی، بیٹا اور باپ کے ازلی رشتوں کی آسمانی محبت سے محروم ہوتی گئی۔ کیا آپ پاکستان میں ایسا مخلوط معاشرہ تیار کرنا چاہتے ہیں یا اس دین کش ضابطہ حیات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ مغرب کے مخلوط معاشرے کی طرح ماں، بہن، بیٹی بیوی کو پبلک پراپرٹی بنانا چاہتے ہیں۔ اسکے ازلی رشتے ناطے ختم کر کے حیوانوں کی طرح جنسی زندگی گزارنا کے عمل میں دھکیلنا چاہتے ہیں یا روکنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ماں، بہن، بیٹی، بیوی کو دین کی روشنی میں مخلوط معاشرے کے علاوہ تعلیم اور جاب فراہم نہیں کر سکتے۔ کیا مستورات کے ذمہ بچے، بچیوں کی پرورش اور تعلیم کا بنیادی شعبہ انکو مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ مائیں تعمیر ملت کے شاہکار تیار کرتی ہیں۔ انسان کو انسانیت کی منزل پر گامزن کرتی ہیں۔ وہ گھر کی پاکیزہ درسگاہ کی معلّمہ کا فریضہ ادا کرتی ہیں، کیا سکولوں کالجوں، یونیورسٹیوں میں طالبات کی تعلیم و تربیت مستورات کے سپرد نہیں کی جا سکتی، کیا ہسپتالوں میں بچے بچیوں اور مستورات کے علاج معالجے کے تمام شعبوں کے جاب انکو مہیا نہیں کیے جا سکتے۔ کیا مستورات کو انکی فطرتی، بدنی صلاحیتوں کے مطابق زندگی کے ہر شعبہ میں جاب مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ ملی وسائل اور ملکی دولت لوٹنے والے رہزنوں اور اسی مادی وسائل سے اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں کے ذریعہ اقتدار پر قبضہ کرنے والے غاصبوں کا اگلا خواب ملت کی ماں، بہن، بیٹیوں کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے کے بعد انکو اعلیٰ تنخواؤں اور اعلیٰ سہولتوں والی ملازمتوں کا لالچ دیکر انکی عصمتوں کو لوٹنے کے عمل کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہ تو صرف اور صرف مغربی جمہوریت کے مخلوط تعلیمی نظام اور مخلوط مرد و زن کی ملازمتوں سے ہی میسر ہو سکتا ہے۔ اسطرح دولت، وسائل اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہ عورت ذات کو پبلک پراپرٹی بنانا اور جاب کے ذریعہ خرید کر اپنی ملکیت کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔ جس سے انکی جنسی بھوک کی خواہشات کی تکمیل ہو سکے۔ دراصل یہ دین محمدی ﷺ کے کلچر کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روندنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ملک میں اس مذہبی ضابطہ حیات کو توڑنا یا اسکا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مخلوط معاشرہ کے مہیا کردہ مغربی ماحول کے مطابق آپ نے ملک کے سربراہوں کو امریکہ کی طرح اپنی پرسنل سیکریٹریوں کے ساتھ جنسی تعلق کی کھلی اجازت دینا چاہتے ہیں۔ کیا اس طرح مذہبی کلچر اینٹی کرسچن جمہوریت کی مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ کی نظر ہوتا نہیں جا رہا۔ کیا آپ بھی ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ خدا اور رسول ﷺ کے عطا کردہ نظام اور ضابطہ حیات اور اسکے ازدواجی زندگی کے قوانین کو ان چند بے حیا، بدنصیب اینٹی کرسچن جمہوریت پسند سیاسی سکالروں سیاسی مذہبی دانشوروں، دین لوٹنے والے سیاسی اسمبلیوں کے ممبروں، غاصب حکمرانوں، اسلامی جماعتوں کے دینی منافقوں اور مغربی جمہوریت کے ان تمام مغربی ایجنٹوں کے ہاتھوں ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور اسکی آنیوالی نسلوں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تیار کی ہوئی ازدواجی زندگی کی نظریاتی عمارت اور دینی سرحدوں کو مسخ، اپاہج اور نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں یا فوری طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں

۹۔ اے مسلم امہ کے فرزند وغور سے سن لو! اب ایک لمحہ کی غفلت دین کی روح کو مسخ کر دے گی۔ فقیرِ وقت دورحاضر کے سامنے صبح کے بھولے کو گھر واپس بلا رہا ہے۔ اب دین اور دنیا لوٹنے والوں کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشور ممبران حکومتیں چلا نہیں سکیں گے۔ ملت دینی طور پر شورائی نظام جمہور یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کی پیروی کرنے کی پابند ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ایک فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے چند سیاستدانوں نے اسکے باطل نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات کو فروغ دینا اور اسکے اصول وضوابط کو حکومت چلانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ کیا ملت اس طرز حیات کو مزید برداشت کر سکتی ہے۔ بھول نہ جانا وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتی۔ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کی بالادستی نے مذہب کو بے بس بنا کر گھروں، مسجدوں اور عبادت گاہوں تک محدود کر نہیں رکھا ہے۔ دونوں کو الگ الگ کر کے مسلم امہ پر مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظریات کی سرکاری بالادستی قائم کر کے اس کے اصول وضوابط کی پیروی کا قانونی پابند بنالیا ہے۔ ملت مغربی جمہوریت کے وارثوں کو مسترد کر چکی ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ذریعے ملک کی مکمل معاشی طاقت ان چند ہاتھوں میں مقید ہو چکی ہے۔ ملت کی اقتصادی طاقت کا توازن بری طرح بگڑ چکا ہے۔ ملت کے زوال کا سبب مال ودولت اور وسائل کی کمی نہیں بلکہ دین کے خلاف اعتدال ومساوات کے ضابطہ حیات کو کچلنے، ملی حقوق غصب کرنے کی وجہ ہے۔
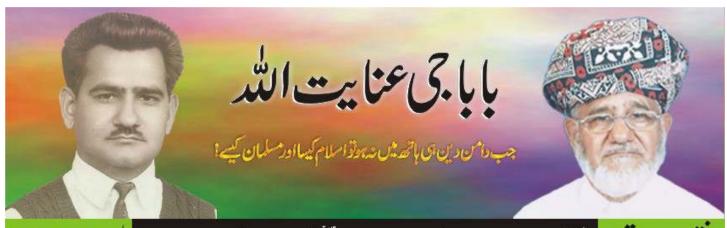
۱۰۔ بڑی بڑی سرکاری اور ذاتی قیمتی گاڑیوں کی خریداری پر اربوں ڈالر اور اسی طرح پٹرول کا اربوں ڈالر ماہانہ **ملک** کے زرمبادلہ کو یہ عیاش اڑائے اور جلائے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے سرکاری دفتروں کی عمارتوں، شیش محلوں، تاج محلوں، ذاتی رائے ونڈ ہاؤسوں، سرے محلوں، شاہی پیلسوں اور انکے سامان تعیش کے کلچر کے بجٹ کا حصہ بن چکا ہے۔ ملکی کا قیمتی زرمبادلہ اور سرمایہ ستر فیصد کسانوں انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہے۔ یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے کیسے دانشور حکمران ہیں جو ملکی خزانہ، ملی امانتوں کو بڑی بے رحمی سے شاہی محلوں، گاڑیوں، پٹرول کی چتا میں جھونکے چلے جا رہے ہیں، یہ کثیر رقم، یہ کثیر زرمبادلہ، یہ کثیر ملکی ملی خزانہ کا ضیاع ملت کی ترقی اور عوام کی بہبود میں بری طرح حائل ہوتا جا رہا ہے۔ **ملک** میں سادگی، شرافت، میانہ روی، اعتدال اور کفایت شعاری کے فلاحی اصولوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ صحت مند معاشرے کی بنیادوں کے اصول انہوں نے مسخ کر کے رکھ دیئے ہیں۔ ملت کو ان عیاش سیاستدانوں، حکمرانوں کے اس غاصب نظام کو توڑنا، اس سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ عدلیہ کے منصف ہوں یا انتظامیہ کے افسر یا انکے ساتھ انکے سرکاری اہلکار وہ سبھی ان سیاسی حکمرانوں کے غلام اور شودر کی حیثیت رکھتے ہیں، انکے احکامات بجا لانے کے پابند ہوتے ہیں، ان سے انکی نجات ضروری ہے۔ یہ انگریزوں سے جاگیریں اور سرکاری اعلیٰ عہدے حاصل کرنے والے، یہ **ملک** لوٹنے والے، یہ **ملک** توڑنے والے، یہ ملکی وسائل لوٹنے والے، یہ ملکی دولت لوٹنے والے، یہ ملکی خزانہ لوٹنے والے، یہ اقتدار کی نوک پر قرضے لینے اور معاف کروانے والے، یہ ملی خزانہ کو اپنی ملکیتوں میں بدلنے والے، یہ طبقاتی نظام حیات چلانے والے، یہ طبقاتی تعلیمی نصاب تیار کرنے والے، یہ طبقاتی تعلیمی ادارے چلانے والے، یہ مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرہ تیار کرنے والے، یہ دین کے خلاف قانون سازی کرنے والے، ٹیکسوں سے اکٹھی کی ہوئی ملی دولت کو نگلنے والے یہ چند سیاسی برہمن معاشی برتری کی بنا پر **ملک** کے اقتدار پر قابض ہونے والے، یہ ہارس ٹریڈنگ کی مارکیٹ کی پیداوار، یہ ملت اسلامیہ کی دین و دنیا لوٹنے والے۔ انہوں نے ملت کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں اسکا نظریاتی اثاثہ ہچکیاں، سسکیاں لے رہا اور دم توڑے جا رہا ہے۔

۱۱۔ انکا احتساب کتنا ضروری ہے **ملت** خود سمجھتی ہے۔ مغربی دنیا نے ٹیکس کلچر کے نظام کو اپنایا ہوا ہے۔ وہ تو ان ٹیکسوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت سے بیروزگاری الاؤنس جاری کرتے ہیں۔ انسانوں کے حقوق احسن طریقہ سے ادا کرتے ہیں۔ بوڑھوں کیلئے اولڈ ہاؤسز تعمیر کرر کھے ہیں اور انکے تمام اخراجات حکومتی سطح پر برداشت کئے جاتے ہیں۔ بیماروں کو ایک جیسا علاج مہیا کرتے ہیں۔ وہ انسانوں کی بنیادی ضروریات، خوراک، لباس اور بیماریوں کا علاج اسی فنڈ سے کرواتے ہیں۔ اسکے برعکس یہ پاکستانی سیاستدان اور حکمران اس ملی دولت سے اپنی ملکیتیں، ملیں فیکٹریاں کارخانے، شاہی محل تیار کرواتے ہیں۔ انکا خاتمہ شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت میں مضمر ہے۔ مغربی ممالک اہل وطن کے بنیادی حقوق، افلاس اور غربت دور کرتے ہیں اور یہ ملک میں بسنے والے غریبوں، مسکینوں، اپاہجوں، یتیموں، بیواؤں اور بوڑھوں سے لامتناہی ٹیکسوں سے انکا خون چوستے، اقتدار کی نوک پر اسمبلیوں کے ذریعہ کالے قوانین مرتب کرتے اور **ملت** پر مسلط کر کے ملک کی دولت، وسائل اور خزانہ اہل وطن سے چھینتے اور اس سے اپنی ملکیتیں تیار کرتے اور عیش وعشرت کی تصرفانہ زندگی گذارتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں عوام غربت اور افلاس سے تنگ آ کر خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتے ہیں یہ سیاسی حکمران عیش وعشرت کے کھیل میں مصروف سے مصروف تر ہوتے جاتے ہیں۔ یہ اینٹی کرپچن جمہوریت کی عقل کے اندھے پاکستان میں بسنے والی ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے حکمران بنے بیٹھے ہیں۔ وہ ملک و**ملت** کی دین و دنیا لوٹے جارہے ہیں۔ اس طرح یہ سیاسی برہمن ملک و**ملت** کی دولت سے اپنی ملکیتیں تعمیر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ تمام ملکیتیں اینٹی کرپچن جمہوریت کے جرائم کی بلیک منی کی پیداوار ہیں اور یہ ملک و**ملت** کی ملکیتیں ہیں۔ ان سے واپس لینا **ملت** کا حق ہے۔ شاہانہ سرکاری تفاوتی تنخواہیں اور ملی خزانہ سے شاہی اخراجات کا سلسلہ بند کرنا ہوگا۔ ایک جیسی تنخواہیں اور ایک جیسی سرکاری سہولتیں اور ایک جیسا اعتدال ومساوات پر مشتمل ضابطہ حیات کا نفاذ اس معاشرتی اور معاشی کینسر کا علاج ہے۔ انہوں نے اقتدار کے فرائض منصبی یعنی اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کے نظام کو قائم کرنے کی بجائے پاکستانی عوام کو زندہ غربت کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک رکھا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ نہ وہ اپنے کیے پر کبھی رنجیدہ ہوئے ہیں اور نہ ہی شرمندہ، انہوں نے انسانی حقوق کو ادا کرنے کی بجائے ملک کو ایک رہزن کی طرح لوٹنے کا رول ادا کرنے کا عمل جاری کرر کھا ہے اور بتدریج اسکی گرفت مضبوط بنائے جارہے ہیں، مغربی پاکستان کے اسمبلی ممبران کی تعداد ۸۰ کے قریب تھی، بارہ وزیر ومشیر حکومتی کام چلا رہے تھے، مشرقی پاکستان الگ ہو گیا، انہوں نے ایک ملک کے چار ملک بنادیئے، اب ۸۰ کی بجائے کم وبیش اٹھارہ بیس سو کے قریب ایم پی اے، ایم این اے، سینٹرز پر مشتمل ممبران موجود ہیں، حقوق نسواں کے نام پر اپنی تمام مستورات کو حکومتوں میں لے آئے ہیں، انکی تعداد بھی بتدریج ۲۵ سو کے قریب ہوتی جائیگی۔ کیا یہ ملکی خزانہ اسمبلی ممبران، وزیروں، مشیروں، وزیر اعلیٰ، گورنروں، وزیراعظم یا صدر پاکستان کا ہے۔ یا کسانوں، محنت کشوں یا عوام الناس کا ہے، فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف یا اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کا نہیں۔ انکو کس نے اجازت دی کہ وہ ملکی خزانہ کو آپس میں اس طرح ڈاکہ ڈال لیں۔ اب انکو جان لینا چاہئے کہ مسلم امہ کے فرزندان انکے ان تفاوت کے ظالمانہ نظام کیخلاف جاگ پڑے ہیں۔ کیا وہ تمہاری تمام ملکیتوں کو ملی ملکیت قرار نہیں دیں گے! کیوں نہیں! ذرا ٹھہر جاؤ! تمہارے اس اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام کو اٹھا کر گہرے سمندر میں پھینک آنے کا وقت اب تمہاری شاہ رگ کے قریب آن پہنچا ہے۔ اسی **ملت** نے دنیا میں صداقتوں کے چراغ روشن کرنے ہیں

۱۲۔ اے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں اپنے ضمیر سے ہی فیصلہ کروالو! کہ جب ملک کا خزانہ عوام کا ہو۔ بھٹوں پر اینٹیں تیار کرنے والے مزدور ہوں۔ کارخانوں میں سیمنٹ تیار کرنے والے مزدور ہوں۔ فیکٹریوں میں لوہا تیار کرنے والے مزدور ہوں۔ فیکٹریوں میں بجری تیار کرنے والے مزدور ہوں۔ اینٹیں، سیمنٹ، لوہا، بجری ریت لانے والے مزدور ہوں۔ تمہارے سرکاری شاہی محل اور نجی تاج محل تیار کرنے والے مزدور، محنت کش، معمار، ہنرمند اور عوام ہوں۔ ملیں تیار کرنے والے مزدور ہوں۔ کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں کی مشینری تیار کرنے والے ہنرمند اور مزدور ہوں انکو چلانے والے ہنرمند اور مزدور ہوں۔ ملوں اور کارخانوں کو کامیاب بنانے والے اُنتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس ہوں۔ ملک کے ستر فیصد کسان ہر قسم کا خام مال اور تمام ملک کے انسانوں اور حیوانوں کو خوراک مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہر قسم کی سبزیاں، پھل، میوہ جات، لباس اور تمام کارخانوں اور شعبہ حیات کو خام مال مہیا کرنا انہی کا فرض ہے۔ اسکے نفع کے وارث بھی یہی کسان، مزدور، محنت کش اور عوام ہی ہوں گے۔ تم کیسے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی بھیڑیئے ہو! کہ صرف اقتدار کی نوک پر تم نے ملکی امانتوں کو اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنے نام منتقل کروانے اور ملی خزانہ کو لوٹنے کے جرائم کیے۔ اسمبلیوں کے پنڈال میں بیٹھ کر طبقاتی معاشی نظام ملت پر مسلط کیا، ملکی خزانہ کو آپس میں سرکاری شاہی تنخواہوں، شاہی سہولتوں، تصرفانہ زندگی کے ذریعہ نوچا اور آپس میں قرضوں کا اجراء جاری رکھا۔ آپس میں ملی دولت تقسیم کی۔ یہ تمہاری ملکیتیں کیسے بنی اور معرض وجود میں آئیں۔ کیا تم نے کوئی مزدوری کی، کیا تم ان کارخانوں کو تیار کرنے کے ہنر سے آشنا تھے۔ تم نے یہ تمام ملکیتیں کیسے تیار کرلیں۔ کب تک اسی غاصب اینٹی کرسچن جمہوریت کی سیاست کی بالادستی سے یہ تمام سرکاری اور نجی تاج محل اور لینڈ کروزریں تمہاری وراثت بنتی جائیں گی۔ اس عدل کش کلچر کو دوام حاصل رہے گا۔ تمام ملکی خزانہ اور مال و دولت تمہاری عیاشیوں کا ایندھن بنتا چلا جائیگا۔ یہ تمام ملکی اور غیر ملکی ملکیتیں، کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور موجودہ مالکان کی اجتماعی ملکیت ہیں۔ سب کا برابر کا حصہ ہے۔ سب کو ایک جیسی تنخواہیں اور ایک جیسی سہولتیں مہیا کرنا ان سب کا بنیادی حق ہے۔ ملک کے تمام صوبوں میں ایک دوسرے صوبے کے حقوق سلب کرنے کی جنگیں جاری ہیں۔ کوئی صوبہ گیس کی رائلٹی کی ڈیمانڈ کرتا ہے۔ کوئی بجلی کی، کوئی بندرگاہ کی اور کوئی گندم مہیا کرنے کی۔ اسی کشمکش میں مشرقی پاکستان انہوں نے الگ کردیا ہے۔ ملک کے چاروں صوبوں کی عوام کے وسائل، دولت، خزانہ، زرمبادلہ اور حقوق سلب کر کے ان تمام سیاستدانوں، حکمرانوں نے اپنی اپنی ملکیتوں میں بدل رکھا ہے۔ اسکا حساب کون دیگا۔ اب اصل احتساب کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ احتساب کمیشن نہیں، عوام اب ازخود ان غاصبوں سے انکی اندرون اور بیرون ممالک تمام ملکیتیں واپس لیں گے۔ ملک میں معاشی اور معاشرتی اقدار کا توازن قائم کرنا اور انکا تحفظ کرنا امت کے فرزندان کا فریضہ ہے، جن کے حقوق اینٹی کرسچن جمہوریت کے سائے تلے سیاستدان اور حکمران ۱۹۴۷ سے غصب کرتے چلے آرہے ہیں، ملک وملت کا مال ودولت، وسائل اور خزانہ انکی ملکیت بن چکا ہے۔ اگر کسی نے انکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں کی طرح ازخود عبرتناک عاقبت سے دوچار ہو جائیں گے۔

۱۳۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل کدہ کے پیروکاروں نے عدل وانصاف کے نام پر عدالتوں کے منصفوں، ججوں، جسٹسوں، وکیلوں کی شکل میں ایک ایسے نظام انصاف کا سلگتا ہوا جہنم جو انگریز نے ایک مفتوحہ **ملک** کیلئے تیار کرر کھا تھا، جس میں انصاف کے متلاشی، جلتے، سلگتے اور تن، من، دھن بھسم کرتے رہتے تھے **ملک** میں انہوں نے کچہریوں، تھانوں، پٹوارخانوں کے جہنم علیحدہ علیحدہ تیار کرر کھے تھے۔ جنکی سپرداری جاگیرداروں، سرمائے داروں اور اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کے سپرد کر گئے تھے، انہوں نے اپنی گرفت مضبوط کرنے کیلئے مزید اصلاحات کرلی ہیں۔ جمہوریت کا تیار کردہ کچہریوں کا جدید جہنم۔

۱۴۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں انگریزی زبان سے آشنا نہیں ہوتے، انکے وکیل انگریزی زبان میں کیس دائر کرتے ہیں۔ وہ انگریزی زبان کو پڑھ نہیں سکتے، اس لئے آنکھوں سے اندھے۔ کانوں سے بہرے، زبان سے گونگے، ذہن سے ماؤف کردیئے جاتے ہیں۔ وہ کیس کو سمجھتے ہی نہیں۔

۱۵۔ اس دیس کے کسان، محنت کش، عوام اور افواج کے سپاہی پاکستان محمد الرسول اللہ ﷺ کی افواج ہیں۔ **ملک** کی عوام ہو یا افسر شاہی یا منصف شاہی یا نوکر شاہی، وہ سبھی ان حکمرانوں کے ملازمین، انکے ذاتی غلام، نوکر اور قیدی بن کر انکے احکام کو بجالانے پر مجبور ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل نظام کی پابندی کرنا اور اس کو چلانا انکی مجبوری بن چکا ہے۔ وہ بھی عوام کا حصہ ہیں۔ اس **ملک** کے سولہ کروڑ مسلم امہ کے افراد، ان سے نجات حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔

۱۶۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کا عدالتی نظام بھی جرائم اور اذیتوں کی انوکھی سزا کا عبرتناک کھیل ہے جو پاکستان کی عدالتوں میں ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص عدالت میں کیس دائر کرتا ہے تو عدالت ایک سمن کے ذریعہ دوسرے شخص کو عدالت میں طلب کر لیتی ہے۔ اسکے بعد وکیل کے ذریعہ مقدمہ کی کاپی لی جاتی ہے، مقدمہ کی ابتدا شروع ہو جاتی ہے، تاریخیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں، کئی سال تک مقدمہ کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔ اگر پانچ چھ سال تک کیس کا کوئی فیصلہ ہو بھی جاتا ہے کہ کیس بوگس اور غلط دائر کیا گیا ہے تو اپیل اگلی کورٹ میں دائر ہو جاتی ہے، دو تین سال کے بعد جو فیصلہ ہو جاتا ہے تو پھر ہائی کورٹ میں کیس برائے سماعت پیش کیا جاتا ہے، کئی سال کے بعد تاریخ پیشی نکل بھی آئے تو ہائی کورٹ کے جج صاحبان کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ تک ایسے کیس جاتے رہتے ہیں، جھوٹے، بوگس اور بے بنیاد کیس کیلئے ایک بیگناہ، بے ضرر، قانون کے ہاتھوں مجبور ایک عام شہری ایک عام انسان کو کم از کم ۱۵ سال سے لیکر ۲۵ سال تک عدالتوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، اس دوران جائیداد زمین بوس ہو جائے یا اس شخص کی نئی نسل کو اس کی ملکیت کے وراثت ناموں کا ایک نیا کیس عدالت میں دائر کرنا ہوتا ہے اور اسکے اخراجات الگ برداشت کرنے پڑ جاتے ہیں۔ ایک سول سوٹ کو نپٹانے کیلئے سول کورٹ، ایڈیشنل سول جج، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ کی عدالتوں سے گذرنا ہوتا ہے۔ چاہے وہ کیس چالیس پچاس ہزار کی ملکیت کا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے ہی کیسوں سے عدالتیں بھری پڑی ہیں۔ ظالم اور مظلوم دونوں پارٹیوں کو وکیلوں کی فیسیں، منشیانے، عدالتوں کے اخراجات، ہر پیشی پر وقت پر عدالت میں پہنچنے کی پابندی، صبح سے شام تک عدالت کے دروازے پر ایک چوکیدار کیطرح حاضر رہنے کی پابندی، دن بھر کھانے پینے کے اخراجات، رات گئے گھر پہنچنے کے اوقات، عدالت میں پہنچنے کیلئے ایک دو گھنٹے گھر سے پہلے چلنا، ایک دو گھنٹے عدالتوں کے اوقات کے بعد گھر پہنچنے کی مجبوری، دور دراز کے گاؤں یا دوسرے شہروں میں آنے جانے کی عدالتی وقت کی پابندی۔ یہ عدالتی نظام ایک معصوم، بے ضرر غریب، مفلس، اور قانونی گرفت کے عاجز شہری کو ہر تاریخ پر اپنی مزدوری، اپنے کاروبار سے محروم ہونا پڑتا ہے، بیمار ہو شوگر کا مریض ہو، گردے خراب ہوں، کسی قسم کا مریض ہو ضعیف العمر کی بیماری میں مبتلا ہو، یہ جھوٹے عدالتی کیس یہ عدالتی طریقہ کار، یہ نظام عدل، یہ عدلیہ کے جج، انکا منسلک عملہ انصاف کی بھیک لینے والے افراد کے ساتھ کیسا اذیتناک سلوک کرتے ہیں وہ کسی سے چھپا نہیں، سو ڈیڑھ سو کی لسٹ عدالت کے دروازے کے باہر چسپاں ہوتی ہے، ایک دفعہ اہلمد حاضری لگاتا ہے دوسری دفعہ جج صاحب بلاتے ہیں، کیس صرف وہی سماعت کئے جاتے ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔ باقی لوگ اگلی پیشی کی تاریخ لیکر واپس گھر چلے جاتے ہیں۔ ان وکلا اور منشیوں کا حسن سلوک کیا ہوتا ہے بس یوں سمجھ لیں کہ مدعی اور مدعا علیہ ایک گائے کی حثیت رکھتے ہیں، ایک وکیل کے پاس اگلے دو تھن اور دوسرے کے پاس دو پچھلے تھن ہوتے ہیں، وہ دونوں وکلا صاحبان بڑے آرام سے دودھ پیتے رہتے ہیں، نہ عدالت چاہتی ہے نہ وکلا چاہتے ہیں کہ کیس ختم ہوں۔ عدالتوں میں انصاف بکتا ہے۔ ایک اعلیٰ وکیل جسکی فیس بھاری ہے، دوسرا کمزور وکیل جسکی فیس کم ہے، یہی اعلیٰ، قابل وکیل ہر ماہ نئی پی ایل ڈی نئے قوانین پر مشتمل تیار کرواتے ہیں، پہلے قوانین کی ترمیم یعنی قوانین بدلوا دیتے ہیں عدالتوں میں سفارش، رشوت اور کرپشن کا ایک الگ ضابطہ انصاف ہے، جج عدالتوں میں آئیں تو سرکاری گاڑی میں یا ایک پرانی گاڑی میں، جب کسی فنکشن یا دوسرے شہر یا گھر جانا ہو تو بہترین اپنی گاڑی میں جاتے ہیں۔ یعدلیہ کا ادارہ عدل و انصاف کو کچل چکا ہے اور اپنی افادیت ختم کر چکا ہے۔ عدلیہ کا ادارہ عدل کشی کے فرائض ادا کرتا ہے۔ یہ تو صرف فوجی ڈکیٹٹروں اور انکے حکومتی ٹولہ یا این آر او کے مجرموں کے تحفظ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۷۔ عدلیہ کے ججوں کے روبرو دونوں پارٹیاں کیس کی پیروی کیلئے حاضری کی پابندی کرتی رہتی ہیں ہیں۔کورٹ عارضی حکم امتناعی جاری کرتی ہے۔عدلیہ کے بے رحم جج صاحبان کسی ایک اپنے ٹاؤٹ وکیل کو بطور کمیشن مقرر کرتے ہیں۔پارٹی ایک معقول رقم کمیشن کو ادا کرتی ہے۔اسکے بعد جب جج صاحب کو کوئی سفارش یا رقم مل جاتی ہے تو وہ ان تمام حقائق اور اس کمیشن کی رپورٹ کو مسترد کر دیتا ہے کہ کمیشن زمین کے متعلقہ واقعات سے آشنا نہیں ہے۔دراصل یہ جج دوسری پارٹی کو جائیداد پر قبضہ کروانے کا اہم رول ادا کرتا ہے۔اسکی معقول سفارش یا مناسب رقم لیتا ہے۔اپیل پر حکم امتناعی تو بحال ہوجاتا ہے۔دونوں ججوں میں ایک تو کرپٹ ہے۔لیکن اس دوران مخالف فریق قبضہ مکمل کر لیتا ہے۔دراصل ہمارا جمہوری نظام،حکمران اور عدالتیں ہی جرائم کو جنم دیتی ہیں۔توہین عدالت کا کیس دائر کر دیا جائے تو اس پر عمل کب ہوگا، کیسے ہوگا، فیصلہ حقائق پر ہوگا یا سفارش پر اسکا انحصار بھی ججوں پر ہوتا ہے۔ہمارے حکمرانوں نے ایسے قوانین اور ضابطے مسلط کر رکھے ہیں جنکے سایہ تلے جرائم جنم لیتے پرورش پاتے اور پروان چڑھتے ہیں۔جھوٹے کیسوں سے عدالتیں بھری پڑی ہیں۔ظالم مظلوم اور مظلوم ظالم بن کر انسانی زندگی کیلئے مقدمات کا کینسر بن کر معاشرے کو چٹ چکے ہیں،۱۹۴۷ سے ہمارے سیاستدان،حکمران ملک میں عدل وانصاف کو کچلتے اور عدلیہ کے ادارے کی آفادیت ختم کر چکے ہیں۔

۱۸۔ عدالتوں کو جھوٹے کیسوں کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے پٹوارخانے اپنا ایک اہم بنیادی رول ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ان سے عام مالک جائیداد، اپنی زمین کا فرد تک حاصل نہیں کر سکتا۔پٹوارخانے مالکان کو زمین کا فرد جاری کرنے سے پہلے انکو صبح شام چکر لگواتے اور انکو اچھی طرح نڈھال کر دیتے ہیں۔انکو مجبور ہو کر پراپرٹی ڈیلران کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔یہ زمین مافیہ کے ٹاؤٹ انکے ہر علاقہ کی زمین کا فرد جاری کرنے کا رشوت کا ریٹ مقرر کرتے ہیں۔وہ انکو دفتر مہیا کرتے ہیں۔انکے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔یہی زمین مافیا کے لوگ علاقہ کے ممبر،ناظم،ایم پی اے،ایم این اے،وزیر ومشیر،وزیر اعلیٰ اور سرکاری اعلیٰ عہدیدار تمام جرائم کے ملی مجرم ہیں اور پٹوارخانے اس ملک کی عوام کی معاشی اور معاشرتی اذیتوں کا سبب بنے ہوئے ہیں۔پٹواری انکی مرضی کے خلاف ایک دن بھی نوکری نہیں کر سکتا، زمین مافیہ، زمین بیچتے وقت رقبہ کسی اور جگہ پر دکھاتے ہیں اور قبضہ کسی اور خسرہ سے دیدیتے ہیں۔موقع پر نشاندہی خسرہ اور رقبہ کی پڑتال کروانا ایک عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔چھ ماہ سے لیکر ایک سال تک کا عرصہ اس کام کیلئے درکار ہوتا ہے۔نہ پٹواری صاحب کے پاس وقت ہوتا ہے اور نہ ہی گرداور صاحب مل سکتے ہیں، جب تک ان سے مک مکا نہیں ہوجاتا۔زمین مافیہ کے لوگ اپنا غاصب نظام اور باطل سسٹم قائم رکھے ہوئے ہیں۔ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی عمل میں نہیں لائی جاسکتی کیونکہ یہ زمین مافیہ کے حکمرانوں کی ذرائع آمدن کا وسیلہ ہیں۔یہ سرکاری نظام ملت کے نصیب کا حصہ بن چکا ہے جو حکمرانوں، انتظامیہ، عدلیہ کیلئے لعنت اور بدنصیبی کی داستان رقم کئے جارہا ہے۔
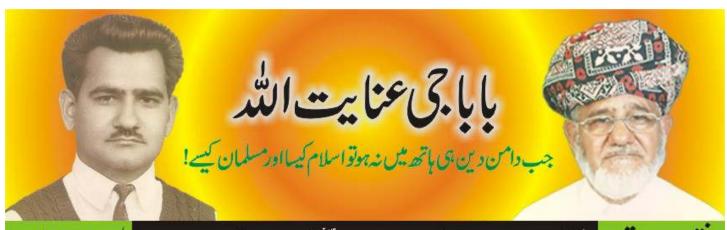
۱۹۔ قانون ناجائز قبضہ مجریہ ۲۰۰۵ مورخہ چھ جولائی ۲۰۰۵ سے نافذ العمل ہے۔ ایسے مجرم دس سال قید اور جرمانہ کے سزاوار ہونگے۔ لیکن یہ کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ ان کیسوں سے عدالتیں بھری پڑی ہیں۔ یہ کیسا قانون ہے کہ چھ جولائی ۲۰۰۵ کے قبل کے مجرموں پر یہ قانون نافذ العمل ہی نہیں۔ جسکی وجہ سے عوام ایک طویل عرصہ سے عدالتوں کا ایندھن اور مالی، بدنی اذیتوں سے دوچار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ان قانون ساز مجرموں سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ انہوں نے ایسا تفاوتی نظام ملک میں نافذ کیوں کر رکھا ہے۔ اسی طرح اگر حکمران ایک ایسا آرڈیننس جاری کر دیں کہ اگر کوئی فرد جھوٹا کیس دائر کریگا۔ اسکو دس سال قید اور جرمانہ اور دوسرے فرد کے اخراجات ادا کرنے ہونگے تو بوگس، جعلی اور جھوٹے کیس از خود ختم ہو جائیں گے۔ عدالتیں خالی ہو جائیں گی۔ جج از خود گھروں کو پہنچ جائیں گے اور وکلا اپنے بستر لپیٹ لیں گے۔ عوام سکھ کا سانس لیں گے اور دعائیں دیں گے۔ ملک کے بجٹ کا بہت بڑا حصہ بچ جائیگا۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو آدھے ملک کی نفری کو جج بنا دیا جائے تو یہ نظام اور سسٹم کرپشن تو بڑھا سکتا ہے، عدل قائم نہیں کر سکتا۔ ایسے لوگ آمبلی کے ارکان، متعلقہ محکمہ کے وزیر، مشیر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کیلئے باعث رسوائی بنے ہوئے ہیں یا یہ ان جرائم کو ختم ہی نہیں کرنا چاہتے۔ اس پالیسی کے خلاف کاروائی عمل میں لانا ازحد ضروری ہے لیکن یہ رول کون ادا کریگا۔

۲۰۔ وکلا صاحبان عدلیہ کے فنکشن میں بری طرح حائل اور انصاف کے قاتل بن چکے ہیں۔ انکو پتہ ہوتا ہے کہ کونسا کیس جھوٹا اور کونسا کیس سچا ہے۔ یہ از خود کلائنٹ کو جھوٹے کیس تیار کرنے دائر کرنے اور بے گناہ لوگوں کو سبق سکھانے کا راستہ بتاتے ہیں، گر سکھاتے ہیں، اس باطل نظام کا گیان دیتے ہیں۔ جھوٹے حلفیہ تحریری بیان ان سے تیار کرواتے ہیں۔ ان سے عدالت کے روبرو جھوٹی قسمیں اٹھواتے ہیں۔ عدلیہ ان جھوٹے کیسوں کی سماعت کیلئے مجبور ہوتی ہے۔ نہ کوئی اسکا تدارک ہے اور نہ ہی کوئی حل۔ یہی انکا ذرائع آمدن کا بدترین پیشہ بن چکا ہے۔ انہوں نے اہل وطن کو اس عدلیہ کے روائتی طریقہ کار کے کینسر میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اسکا ایک حل یہ بھی ہے، وکلا صاحبان کو عدالت کے روبرو از خود حلف نامہ پیش کرنا ہوگا اور عدالت کے روبرو یہ بیان دینا ہوگا، کہ انکے علم کے مطابق کیس سچا ہے اگر وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور ان پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ اس طریقہ کار سے عدالتوں سے جھوٹے کیس بڑی حد تک ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح عدلیہ کو بھی ہر کیس کے فیصلہ سنانے سے قبل ایسی ہی قسم اٹھانی ہوگی۔ مدعی، وکیل اور جج ایک سے نظام عدل کی اطاعت کر کے عوام الناس کو انصاف مہیا کر سکتے ہیں۔ حکمرانوں کو ایسے قوانین کا نفاذ کرنا ہوگا تا کہ ملک میں عدل و انصاف قائم ہو سکے، تمام ایف آئی آر اور پرچہ درج کرنے سے قبل ایس ایچ او تھانہ کو ایک تحریری اوتھ دینا ہوگا کہ انہوں نے تمام حالات و واقعات کو چیک کرنے کے بعد پرچہ درج کیا ہے۔ اگر انہوں نے غلط پرچہ دیا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور خدا اس پر عذاب نازل فرماویں۔ اگر کوئی مدعی، وکیل، ایس ایچ او تھانہ اور جج جھوٹی قسم اٹھاتا ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے تو اسکو ملازمت سے فوری طور پر برخواست اور مقرر کردہ سخت سزا دینا ہوگی۔ تا کہ انصاف کا حصول ممکن ہو سکے۔

۲۱۔ انگریز نے جمہوریت کی روشنی میں ایک مفتوحہ ملک کو قابو رکھنے کیلئے ایسا کالا نظام ایسے کالے قوانین اور ایک ایسا سیاہ طریقہ کار ہندوستان پر مسلط کر رکھا تھا۔ عوام اور ہر آزادی پسند انسان کو مغلوب اور کرش کرنے کیلئے انہوں نے دو ڈیپارٹمنٹ انتظامیہ اور عدلیہ قائم کر رکھے تھے۔ جن سے وہ معصوم لوگوں کو جھوٹے کیسوں میں ملوث کر کے تھانوں میں تذلیل کرتے اور عدالتوں سے سخت سزائیں دیتے۔

۲۲۔ انتظامیہ کے ذریعہ انکے خلاف جھوٹی، بے بنیاد ایف آئی آر اور مختلف نوعیت کے کیس درج کرواتے۔ انکو باغی، قاتل، دہشت گرد، چور، رہزن اور طرح طرح کے الزامات لگا کر پکڑتے، انکو تھانوں میں بھوکا، پیاسا رکھتے، مارتے پیٹتے، الٹا لٹکاتے، انکی نسوں کو مسل دیتے، انکے جسموں کو داغتے اور جسمانی طور پر بیکار بنا دیتے۔ جس قسم کا جی چاہتے قانونی تعزیرات لگا دیتے۔ کیس عدالت میں بھیج دیتے اور بے قصور ملزم کو جیل ارسال کر دیتے، جیل میں جسمانی سخت سزائیں دیتے، مونج کی رسی بنواتے، چکی پسواتے اور جو انسانیت سوز ظلم ایک باغی، گستاخ اور سرکش کے خلاف سوچا جا سکتا ہے وہ انکے خلاف بروئے کار لاتے۔ انکو قید تنہائی اور کالی کوٹھریوں میں ڈال دیتے، انکی زندگی کو اجیرن بنا دیتے۔ ان تمام عظیم ہستیوں کو سلام جنہوں نے انگریز کی یہ تمام اذیتیں برداشت کیں اور ملک کو آزادی کی منزل سے ہمکنار کیا۔

۲۳۔ انکا دوسرا شعبہ عدلیہ کا تھا۔ جو ان جھوٹے، بے بنیاد اور مختلف نوعیت کے گھناؤنے جرائم پر مشتمل بوگس کیسوں کی سماعت کرتے۔ ان بے ضمیر ججوں کو انگریزوں نے ملزمان کے خلاف ان تعزیرات کی روشنی میں کیسوں کی سماعت کرنے اور سزائیں دینے کیلئے متعین اور پابند بنا رکھا تھا۔ وہ تو ایک جلاد کی طرح معصوم، بیگناہ اور حق گو سچے انسانوں کو صرف قید و بند اور موت کی سزائیں سناتے، وکلا ججوں کے سامنے اپنا روائتی رول ادا کرتے رہتے، اس ضابطہ انصاف نے عدلیہ کے شعبہ کو ظالم، غاصب اور ناپاک بنا کر رکھ دیا تھا۔ انتظامیہ، عدلیہ، وکلا اور عوام حقائق کو اچھی طرح جانتے کہ انصاف کا حصول اس انگریز کی مسلط کی ہوئی اینٹی کرسچن جمہوریت کی طرز حکومت کی عدلیہ اور انتظامیہ کے پاس نہیں۔ پاکستان انکی قربانیوں کا چراغ بن کر ابھرا۔

۲۴۔ انگریز اپنی آمری سلطنت اور اینٹی کرسچن جمہوریت کا طرز حکومت، اپنی انتظامیہ اور عدلیہ کے تمام ارکان اور انکو تیار کرنے والے تعلیمی ادارے اپنے پالتو جاگیرداروں اور سرمائے داروں کے سپرد کر گیا۔ انگریز کے پالتو جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ نے انگریز کا مسلط کیا ہوا جمہوریت کا استحصالی الیکشن کا سسٹم اور نظام حکومت اسی طرح مسلم امہ پر مسلط رکھا۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشن میں تمام سیاسی جماعتیں حصہ لیتی ہیں جو جماعت سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتی ہے وہ ملک میں اپنی حکومت قائم کرتی ہے۔ جبکہ دوسری تمام جماعتوں کے ووٹوں کو اکٹھا کیا جائے تو جیتنے والی جماعت سے کئی گناہ زیادہ ووٹ ان تمام سیاسی جماعتوں کے ہوتے ہیں۔ عوام کی کثرت اس جیتنے والی جماعت کے خلاف ہوتی ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کا یہ طریقہ کار عدل وانصاف کے منافی ہی نہیں بلکہ نہائیت مہلک اور عوام الناس کی رائے کے خلاف ہوتا ہے۔ انگریز نے جمہوریت کا یہ طریقہ کار نافذ کر کے اپنے پسند کے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو کامیاب اور اسمبلیوں تک پہنچانے کا وسیلہ بنا رکھا تھا۔ ان اسمبلیوں کے ذریعہ اپنے من مانی کے قوانین مرتب کرنے اور عوام الناس کو قوانین کے شکنجوں سے اپنی گرفت میں لینے اور زیر کرنے کا طریقہ کار مسلط کر رکھا تھا۔ آج بھی انکے پالتو سیاستدان، حکمران اور سرکاری اعلیٰ عہدیدار انکے نقش قدم پر چل کر عوام کے بنیادی حقوق کرش کر رہے ہیں۔ آج بھی سیاستدانوں، فوجی حکمرانوں اور سرکاری اعلیٰ عہدیداروں کے زیر سایہ تھانوں میں جعلی، بوگس، بے بنیاد کیس تیار کرنے کی پالیسی جوں کی توں جاری ہے، مجرم قانون کی گرفت سے باہر معصوم، بیگناہ اور غیر متعلقہ انسان قانون کی سلاخوں میں پابند۔ سفارش، رشوت کے طریقہ کار سے مجرم معاشرے میں دندناتے پھرتے ہیں، بے گناہ افراد جیلوں میں سڑتے، سسکتے اور دار پر لٹکتے رہتے ہیں۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ انتظامیہ بھی جانتی ہو کہ کیس بنیادی طور پر غلط ہے، وکیل بھی حقائق سے آشنا ہوں، جج بھی اصل واقعات سے واقف ہوں۔ مدعی جھوٹے تحریری حلف نامے اور عدالت کے روبرو جھوٹی قسمیں کھانے کی روائت پر وکیلوں نے گامزن کر رکھے ہوں، پھر یہ ایسے جعلی کیسوں میں گواہوں کے حلفیہ بیان، گواہوں پر جرح، وکیلوں کی بحث، ججوں کا حقائق کے خلاف یہ تمام اذیتناک ڈرامے کا رول اسکے بعد ججوں کے فیصلے، پھر ہائی کورٹ میں ان کیسوں کی اپیلیں، سالہا سال کا انتظار، سپریم کورٹ میں اپیل، یہ تمام نظام انصاف اعوام الناس کیلئے، انصاف کی مقتل گاہ بن چکا ہے۔ تھانے بکتے ہیں اور جج خریدے جاتے ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے بدبودار مردے کو دفن ہونا ہے، بیداری امت کے عمل سے ان اندھیروں کو اجالوں کی روشنی کے تجسس سے ہمکنار کرنا وقت کے درویش کو عطائے رحمت العالمین ﷺ ہے اور سجدہ وشکر پیش از بندہ پرنم بارگاہ رب جلیل ہے۔ یا اللہ اس توفیق کو تاثیر بھی عطا فرما۔ امین

ا۔پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی بیشتر عوام مختلف رنگوں، زبانوں، گوتوں، قوموں، عقیدوں، مختلف نظریات و مذاہب پر مشتمل بنی نوع انسان کی ایک ہی نسل اس ملک میں رہتی چلی آرہی ہے۔ جو صدیوں سے ایک دوسرے کیساتھ وابستہ اور منسلک ہے۔ جن کی تاریخ کے کئی سنہری باب ہیں۔ اس ملک کا رقبہ وسیع و عریض پہاڑوں، میدانوں، دریاؤں، صحراؤں، بیابانوں اور سمندروں پر مشتمل ہے۔ گرمی، سردی، بہار و خزاں پر مشتمل موسموں کا سلسلہ خدائی صفات کے حسین جلوے ہیں۔ گھنگھور گھٹائیں روح کی تسکین اور دھیمی دھیمی پون دل و جان کی راحت کے اسباب، اس ملک کی دھرتی پر صدیوں سے بنی نوع انسان جنم لیتے اور انسانی نسلیں زندگی کے مختصر اور عارضی ایام گذارتی اور اس حسین و جمیل فانی جہان رنگ و بو سے یکے بعد دیگرے الوداع ہوتی چلی آرہی ہیں۔ یہ قصہ آمد و رفت جاری ساری ہے۔ اس فناہ کے دیس کی حقیقت سے عوام الناس سے لیکر دیدہ وروں تک سب اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کہ انسان اور تمام مخلوق خدا جو جنم لیتی ہے اس رنگین و دل ربا جہانِ فناہ میں قلیل سے وقت کے لئے ٹھہرتی اور مختصر عرصہ گذارنے کے بعد کسی نامعلوم منزل کی طرف واپس چلی جاتی ہیں۔ کسی کے کفن کو کوئی جیب نہیں ہوتی، انسان خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔ ادب و محبت، الفت و خدمت، پیار و شفقت، عفو و درگذر، امانت و دیانت، اعتدال و مساوات، سادگی و قلیل ضروریات اور عدل و انصاف کی قدروں سے سینچا ہوا معاشرہ امن و سکون کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ حرص و ہوس نفرت و نفاق جنگ و جدل، نفس پرستی، مادہ پرستی، اقتدار و حکومت کی خواہشات کا متمنی معاشرہ، اعتدال و مساوات، امانت و دیانت، اخوت و محبت اور عدل و انصاف سے محروم معاشرہ، راحت و خوشی کی انمول دولت سے الگ کر دیا جاتا ہے اور مہر و محبت، امن و سکون جیسی روحانی دولت کو تباہ و برباد کرنے کا سبب بنتا ہے۔ ایثار و شار کی شمع بجھتی جاتی ہے۔ انسان حیوان ناطق بن کر رہ جاتا ہے۔

۲۔ رام چندر جی، انکے نظریات کے ماننے والے ہندو، ہوں یا گوتم بدھ کے ضابطہ حیات کے اصولوں کے ماننے والے بدھ مت سے منسلک بدھی ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی مسیحائی کے ماننے والے عیسائی ہوں یا محمد الرسول اللہ ﷺ رحمت العالمین کے ماننے والے مسلمان ہوں۔ بت پرست ہوں یا توحید پرست ہوں انکے پیروکاروں میں سے عوام الناس کو آج تک کسی ایک حکمران نے بھی انکے انفرادی یا اجتماعی بنیادی حقوق، اعتدال ومساوات کی روشنی میں نہ ادا کیئے نہ انکو تحفظ فراہم کیا۔ اس دھرتی کے انسان اخوت ومحبت کے بھوکے، ادبِ انسانیت اور خدمت انسانیت کے پیاسے، حسن سلوک کو ترستے، اعتدال ومساوات کی وادی کے متلاشی، خلق عظیم اور خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے والوں کی تلاش میں صدیوں سے صحرا نوردی اور سرگردانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہندوازم کا نظریہ چار گوتوں پر مشتمل ہے جس میں برہمن وشودر کی نظریاتی تقسیم نے انسانوں میں اونچ نیچ کا تصور دیکر انسانوں کے برابری کے بنیادی حقوق کو مسخ اور سلب کر کے رکھ دیا ہوا ہے۔ شودروں کو اس اونچ نیچ کے نظام سے معاشرے میں انکی عزت نفس کچل کر رکھ دی گئی۔ ہندوازم کی اس نظریاتی تقسیم نے ان سے انسان کے برابری کے حقوق چھین لئے۔ ہندو معاشرے میں بنی نوع انسان کے شودر طبقہ کو نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح ان سے انسانی برابری کا بنیادی اور فطرتی حق چھین لیا جاتا ہے۔ انکی عزت نفس کو مجروح ہی نہیں بلکہ مسخ کر دیا جاتا ہے، یہاں کا معاشرہ آج تک اسی نظریہ کی پیروی کرتا چلا آرہا ہے۔ ہندوازم کے اس بنیادی غیر فطرتی نظریات نے ہندوؤں کے معاشرے میں برہمن اور شودر کا نظام قائم کر کے انسانوں میں اونچ نیچ کا بٹوارا ڈال دیا اور انکے بنیادی حقوق اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو روند کر رکھ دیا ہوا ہے۔ مخلوق خدا سے اخوت و محبت ادب وعزت، احترام وخدمت کرنے کا سلیقہ انکی تربیت کا حصہ ہی نہیں۔ براہمن ٹولہ معاشی معاشرتی خوشحالی سے خوشگوار اور شودر طبقہ معاشی معاشرتی بدحالی سے دوچار رہ کر بدحالی کی زندگی گذارتے جاتے ہیں۔ یہ تفریق اور یہ تضاد انسانی معاشرے میں اعتدال ومساوات کو کینسر بن کر چمٹ چکا ہے۔

۳۔ ہندوستاں میں مسلمان محمد بن قاسم کی زیر قیادت داخل ہوئے۔ کراچی کے ذریعہ ملتان تک آئے۔ محمد بن قاسم ہندوستان کی دھرتی پر قلیل سے وقت کیلئے ٹھہرے۔ ان کے ساتھ جو مسلم سپاہ اور جو مسلمان آئے وہ اپنے حسن اخلاق اور حسن کردار، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت، اخوت ومحبت اور عدل کی بنا پر ہندوستان کے ہندوازم، بدھ ازم اور دوسرے تمام نظریات کے ماننے والوں کے دلوں میں اونچ نیچ، براہمن وشودر کا نظریہ ختم کیا۔ وہ ایک محبت کی نورانی کرن اور دلکش خوشبو کی طرح انکے دلوں میں تر گئے۔ محمد بن قاسم تھوڑے سے عرصہ میں ہندوستان کی سرزمین میں انسانی ادب کے ایسے چراغ جلا کر چلے گئے کہ انکے وطن جانے اور انکے قتل کے بعد ہندوستان کی عوام نے انکی ایک دیوتا کی طرح پرستش اور پوجا کی۔ انہوں نے اسلام کے نظریات، تعلیمات کی روشنی میں اعتدال و مساوات، اخوت ومحبت، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت، امانت و دیانت، حسن خلق اور عدل کے چراغ روشن کئے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کی سرزمین پر محمود غزنوی نے اپنی بادشاہت قائم کرنے کیلئے سترہ حملے کیئے۔ اسلام کی تبلیغ اور اسلام کی آبیاری کیلئے حضرت ابوالفضل رحمت اللہ علیہ نے حضرت داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ کو غزنی سے لاہور بھیجا۔ انہوں نے دریائے راوی کے کنارے کو اپنا مسکن بنایا۔ وہاں بیٹھ کر عبادت و ریاضت اور اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ ہندوستان کی سرزمین پر اسلامی نظریات پر مشتمل تعلیمات کے الہامی دیپ جلائے۔ سادہ، مختصر اور قلیل ضروریات کے نظام کی تعلیمات کو عروج دیا۔ زبان سے ناآشنائی انکے راستے میں حائل نہ ہوئی۔ مخلوق خدا کو ادب کے ساتھ اپنے ساتھ بیٹھاتے، کھانا کھلاتے، احترام اور عزت کی دولت ان میں تقسیم کرتے۔ مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے، انکو پیار کرنے کا عمل جاری کیا، لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح انکے گرد اکٹھے ہو جاتے۔ عزت وادب اور احترام انسانیت کا خاص خیال رکھتے۔ اخوت ومحبت کی روشنیاں پھیلاتے۔ انسانی اونچ نیچ یعنی برہمن اور شودر کی تفریق کو ختم کرنے کا عملی درس دیتے۔ ہندوستاں کی دھرتی پر کالے گورے، اعلیٰ ادنیٰ، اونچ نیچ، ذات پات، برہمن شودر کے نظام اور سسٹم کو ختم کرنے کے لئے نہ صرف کوشاں رہے بلکہ برابری اور مساوات کے دینی نظریات کی تعلیمات کی عملی قندیلیں روشن کیں۔ اعتدال کا سبق سکھایا مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا راستہ دکھایا۔ انسانی عزت واحترام کے جذبوں کو مخلوق خدا میں بیدار کیا۔ اس طرح اعتدال ومساوات کے دلکش نغمات کو کردار کے ساز پر الاپا اور مخلوق خدا کو مسحور کر دیا۔ دین کی اعلیٰ، عمدہ صفات کی تعلیمات کو مخلوق خدا میں کردار کے حسین روپ کی شکل میں متعارف کروایا۔ انکے نہ مٹنے والے نشانات انکی نسلوں کی وراثت بنتے گئے۔ انہوں نے فطرتی لازوال صداقتوں کو انسانوں میں روشناس کروانے کے عمل کو جاری کیا۔ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ انکے بعد تاشقند سے ایک اور حسین وجمیل آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام لیوا ایک غلام اور ایک عظیم سپاہی خواجہ غریب نوازؒ لاہور تشریف لائے۔ داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دی۔ چالیس روز تک ان کے دربار پر چلہ کشی کی۔ اکتسابِ فیض کیا۔ علمی اور روحانی فیوض حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ایک شعر انکی شان عظیم میں کہا۔

(گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا۔ ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را راہنما)۔

۴۔ اسکے بعد وہ جود پور جو اس دور میں ہندوؤں کا مرکز اور گڑھ سمجھا جاتا تھا جسکو آج اجمیر شریف کے نام سے پکارا جاتا ہے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پر اس دین اسلام کے مبلغ نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ ہندو معاشرے میں براہمن اور شودر کی تفریق کو ختم کیا۔ ہندو معاشرے میں اعتدال و مساوات کی تعلیم عام کی۔ طبقات کے نظام کو ختم کیا، اخوت و محبت کے نور کو نگر نگر پھیلایا، ایک ہی آدم کی اولاد ہونے، ایک ہی کنبہ خدا کے تصور کا نظریہ پیش کیا۔ خدمت خلق کی اعلیٰ اور ارفع عبادت کا شعور عطا کیا، لاکھوں ہندوؤں کو دائرہ دین محمدی ﷺ میں داخل کیا۔ شمع رسالت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی سے دلوں کو منور کیا، اسکے بعد انہوں نے اپنا روحانی فیض بختیار کاکیؒ کو عطا کیا۔ اس کے بعد اس روحانی فیض کا سلسلہ بابا فرید شکر گنجؒ کے سپرد ہوا۔ انہوں نے یہ فیض جناب نظام الدین اولیاؒ، علاؤالدین صابرؒ پیا، انکے بعد یہ فیض جناب میر خسروؒ، تاج الدینؒ، خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف، تونسہ شریف، جلال پور شریف، مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ اور پھر یہ سلسلہ چشتیا اور صابریا کے بزرگان دین نے فقر کے گلستان میں ہندو پاک کی سرزمین میں الہامی اور روحانی تعلیمات کے نور کی روشنیاں پھیلانی شروع کر دیں، نسل انسانی کیلئے رشد و ہدایت اور روحانی تسلی تشفی کے چشمے جاری ساری کر دیئے۔

۵۔ دوسرا سلسلہ جس نے ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ بڑے پرتپاک انداز میں جاری کیا۔ وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تربیت یافتہ ایک عظیم قلندر حضرت میراں بہاول شیر لال قلندرؒ اور حضرت مقیم شاہؒ صاحب ہیں جنہوں نے اپنا مسکن حجرہ شاہ مقیم میں قائم کیا اور اسی لڑی اور اسی سلسلہ کے جناب پیر امیر علی بالاحضورؒ جنہوں نے ہندوستان کی زمین میں اسلام کو روشناس کروانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان سے جناب حضرت سلطان العارفین حق باہوؒ شورکوٹ ضلع جھنگ، شاہ عنایت قادری لاہوریؒ مرشد سید بلھے شاہ صاحبؒ، پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکارؒ مرشد حضرت میاں محمد بخش صاحبؒ کھڑی شریف آزاد کشمیر، حضرت سید عبدالطیف قادریؒ المعروف امام بری شریف اسلام آباد نے اکتساب فیض حاصل کیا۔ انکے علاوہ اسی لڑی کے شیخ عبدالقادر ثانی پیرکوٹ ضلع جھنگ، سائیں کرم الٰہیؒ گجرات شریف حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائیؒ قادری مقیم شاہی سندھ حضرت شہباز قلندرؒ قادری سیہون شریف ضلع دادو۔ حضرت سخی سرورؒ حضور ضلع ڈی جی خان، اسی طرح سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیا کے دینی روحانی پیشواؤں نے ہندوستان کے کونے کونے میں اسلام کا پرچار کیا اور دین محمدی ﷺ کے پھیلانے کا فریضہ بڑے احسن طریقہ سے ادا کیا۔ انہوں نے نثر و شاعری اور قلندری رنگ میں قرآن حکیم کے دنیا کی بے ثباتی کے رموز اور نقاط کو اس خوبصورت اور احسن طریقہ سے پیش کیا۔ حسن خلق اور حسن کردار سے ظلمت کدہ کو نور ہدایت کی روشنی سے منور کیا، جس سے قرآن فہمی کے راستے کی گرہ کھلتی جاتی اور اسکی روح سے آگاہی ہوتی جاتی۔ لوگ مست وار دائرہ اسلام میں داخل ہوتے جاتے۔ ان بزرگان دین نے دینِ اسلام کی اصل روح کو ہندوستان کی سرزمین میں متعارف کروایا اور اور اسکی مسحور کن خوشبو کو پھیلانے میں اہم رول ادا کیا۔ جیسے یہ سرزمین اپنے حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اسی طرح حسین وجمیل، دلسوزی و دلنوازی، روح سوزی وروح سازی، الفت ومحبت سے بھرپور شخصیتیں اس دھرتی نے پیدا کرنا اپنا نصیب بنا رکھا ہے۔ ان دینی اور روحانی پیشواؤں، فقیروں، درویشوں نے اپنی عملی زندگی میں دینی نظریات، دینی ضابطہ حیات، دینی طرز حیات، دینی تعلیمات کے چراغ اس طرح روشن کرتے کہ عوام الناس جوک در جوک دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے جاتے، آج بھی انکے کلام کے پڑھنے اور سننے والوں پر ایک رکعت آمیز کیفیات طاری ہوجاتی ہیں۔ انکے کلام سے اپنی اپنی مادری زبان میں انسان آسانی سے اسلام کی روح تک رسائی کر لیتا ہے۔

۶۔ وہ دنیا کی بے ثباتی اور توحید کے جام پلاتے ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت ﷺ کی شان عظیم کے آداب سکھاتے ہیں۔ وہ فقر کی طیب زندگی اور پاکیزہ کردار سے آشنائی فرماتے ہیں۔ وہ ذکر و فکر کی لذتوں سے متعارف کرواتے ہیں۔ وہ حیات و ممات اور فلسفہ حیات جاوداں، نیکی بدی، خیر و شر اور اس جہانِ رنگ و بو کے رموز کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ وہ امانت و دیانت کے اصول و ضوابط کی روشنی میں انسانی کردار سنوارتے ہیں۔ وہ سادہ اور سلیس زندگی کا راستے بتاتے اور اسکی افادیت سے آگاہی بخشتے ہیں۔ وہ عمل اور کردار سے مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی کردار سازی کا طیب فریضہ ادا کرتے ہیں۔ وہ پردہ پوشی اور عفو و درگذر کے عمل کے چراغوں کو جلا کر نہ ختم ہونے والی روشنیاں عطا کرتے ہیں۔ وہ اخوت و محبت کے میکدے کو لامتناہی دوام دیتے ہیں۔ وہ عدل کو اپنی زندگی پروار کرتے ہیں اور پھر اسکی تعلیم و تربیت سے انسانیت کو مستفیض کرتے ہیں۔ وہ اپنے کردار سے ایثار و قربانی کے عمل کی لازوال قندیلیں روشن کرتے ہیں۔ خداترسی، رحم دلی اور اعلیٰ ظرفی انکا شیوہ عبادت ہے۔ ہندوستان کی سرزمین میں اسلام کی شمعیں انہوں نے روشن کیں۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن خلق اور حسن کردار کے میخانے کے ساقی کا رول ادا کرتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا میں عمدہ اور اعلیٰ صفات اور فطرتی صداقتوں کا لنگر تقسیم کرتے رہتے ہیں، وہ مخلوق خدا میں عزت و ادب کے لازوال تحفے بانٹتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو امانت و دیانت، ایثار و نثار، عفو و درگذر کی آفادیت سمجھاتے اور خدمت خلق کے کشکول بھرتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو اخوت و محبت کے دلربا جام پلاتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو اعتدال و مساوات کے دلکش اور عمدہ اصول سمجھاتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا میں ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کا شعور بیدار کرتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا میں محنت و تجسس کی شمعیں روشن کرتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے نظام کی عقدہ کشائی کرتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو آقا اور غلام، برہمن اور شودر کے طبقات سے نجات دلاتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو نفرتوں اور نفاق سے بچنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا میں خیر اور بھلائی کی دولت عام کرتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو نور کا راستہ بتاتے اور ظلمات سے بچاتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا درس دیتے رہتے ہیں۔ وہ اولاد کو ماں کی نگاہ سے دیکھنے اور مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا عرفان عطا کرتے رہتے ہیں، وہ ادب و محبت کی خوشبو بن کر دلوں کو معطر کئے جاتے ہیں، انہوں نے ہی ہندوستان کی دھرتی میں اسلام کا نور پھیلایا ہے۔ آج پچپن کروڑ کے لگ بھگ مسلم امہ کے فرزندان پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں انکی محبت اور شفقت کا ثمر ہیں۔ آج بھی انکے مزار اقدس مخلوق خدا کیلئے منبہ رشد و ہدایت کی خوشبو سے معطر، گناہ میں ڈوبے ہوئے، بھولی بھٹکی انسانیت کی رہنمائی کا طیب فریضہ ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انکی نثر ہو یا شاعری یا قلندرانہ زندگی کی عملی کتاب وہ دین محمدی ﷺ کے نور سے پرنور اور لطف و کرم کے میخانے کے ساقی بنے بیٹھے ہیں۔

۷۔ داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ ہوں یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمت اللہ علیہ ہوں۔ خواجہ غریب نوازؒ ہوں یا حضرت بہاول شیر قلندرؒ، بختیار کاکیؒ ہوں یا حضرت مقیم شاہ حجرویؒ ہوں، حضرت بابا فرید شکر گنجؒ ہوں یا حضرت پیر امیر علی بالا پیرؒ ہوں، حضرت نظام الدینؒ یا سلطان العارفین حق باہوؒ ہوں، حضرت صابر پیاؒ ہوں یا بلھے شاہ قصوریؒ، مہر علی شاہ گولڑویؒ ہوں یا میاں محمد بخش کھڑی شریفؒ ہوں، وارث شاہؒ ہوں یا شاہ حسینؒ ہوں، غلام فرید مٹھن کوٹیؒ ہوں یا سر مستؒ ہوں، شہباز قلندرؒ ہوں یا امیر خسروؒ ہوں، نور محمد مہاروی ہوں یا تونسہ شریف والے ہوں۔ علامہ اقبالؒ ہوں یا واصف علی واصفؒ ہوں۔ انکے علاوہ ہر دور میں ان سلسلہ کے درویشوں، فقیروں اور ولیوں نے قریہ قریہ، نگر نگر، شہر شہر، ملک ملک انسانی دلوں پر نور کی روشنیاں پہنچائیں۔ انکا کلام عشق محمدی ﷺ اور ادب محمدی ﷺ کے الہامی اور روحانی نور سے سینچا ہوا ہے۔ انسانیت کی رہنمائی اور راہ ہدایت کے وہ ایسے درخشاں ستارے ہیں جو رشد و ہدایت کے افق پر دین اسلام کی دلکش اور مسحور کن نورانی روشنیاں پھیلاتے اور ظلمات کو ختم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہندوستان کی وہ عوام، وہ جنتا اور وہ مخلوق خدا جو مختلف نظریات، ہندوازم، بدھ ازم، آتش پرست یا کسی اور نظریہ سے بھی واسطہ تھی۔ جنکو مسلم امہ کے ان عظیم فقیروں، درویشوں اور ولیوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید پرستی کا درس۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کا تعارف، چار اہل کتاب پیغمبران اور ان پر نازل ہونے والی الہامی کتابوں کی آگاہی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا تعارف، ان پر نازل ہونے والی الہامی کتاب قرآن پاک، اسکے نظریات، دستور حیات، ضابطہ حیات، طرز حیات اور انکی الہامی، روحانی تعلیمات کی روشنیوں سے متعارف فرمایا۔ انکو خالق حقیقی سے روشناس فرمایا۔ خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی تعلیمات سے آگاہی بخشی۔ ذات پات، اونچ نیچ، برہمن اور شودر کے باطل نظریات کو ختم کیا، بت پرستی اور آتش پرستی سے نجات دلائی۔ طبقات کی بالادستی کو کچل کر رکھ دیا۔ بنی نوع انسان کی عزت نفس اور عظمت کو بحال کیا، اولاد کو ماں کی نگاہ اور مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کا عرفان بخشا اور سلیقہ بھی عطا کیا۔ ساری خدائی ہے کنبہ خدا کی گرہ کھولی، بنی نوع انسان میں انسانی عزت و عظمت، اخوت و محبت کا رشتہ استوار کیا، ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کا لطف و کرم عام کیا۔ بنی نوع انسان کو قربت خداوندی کی منزل کا مسافر بنا دیا۔ خیر کی دنیا بحال کی اور شر کو ختم کرنے کا راستہ سمجھایا۔

۸۔ آج وہ اسلام کے ہدی خواں کہاں ہیں جنہوں نے دین محمدی ﷺ کے نظام حیات کے بے سروسامانی اور قلیل سی ضروریات زندگی سے رشتہ قائم رکھا اور صبر وقناعت کا درس دیا۔ آج وہ روحانی پیشوا کہاں ہیں، جنہوں نے خالق کی مخلوق کو پیار اور ادب دیا اور مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنا سکھایا۔ آج وہ دین محمدی ﷺ کے صاحب بصیرت ہدی خواں کہاں ہیں جو بنی نوع انسان کو اخوت ومحبت کی پر لطف کیفیات عطا کرتے اور انکے دلوں میں خوشبو بن کر اتر جاتے۔ آج وہ خیر کے داعی کہاں ہیں جو شہد کی مکھیوں کی طرح انسانوں کو اپنے گرد جمع رکھتے اور دین کا درس دیتے اور انکے دل ودماغ کو منور کرتے۔ آج وہ فقر کہاں ہیں۔ جن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ انسانوں کی تقدیریں بدل دیتے جو کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا ورد قلبوں میں جاری کر دیتے۔ آج وہ شب بیدار کہاں ہیں۔ جو مخلوق خدا کی خیر، بھلائی اور فلاح کیلئے رب العزت کے دربار میں رات کی تنہائیوں میں آنسو بہاتے اور اپنی توفیقوں اور تاثیروں کیلئے ملتجی کھڑے رہتے۔ آج وہ صبر وتوکل کے پیکر کہاں ہیں۔ جو حرص وہوس میں ڈوبے ہوئے غافلوں کو بیداری عطا کرتے، صبر وتوکل کی منازل کا مسافر بنا دیتے۔ آج وہ فطرت کے رازداں کہاں ہیں۔ جو علم لدنی کے وارث اور دلوں کو تسخیر کرنے کی قدرت رکھتے۔ آج وہ عرفان کے عارف کہاں ہیں۔ جو حیات وممات اور اس فانی کائنات کی گرہ کھولا کرتے۔ آج وہ صحرانورد کہاں ہیں جو دوائے درد دل بیچا کرتے۔

۹۔ آج وہ مونس انسانیت، کہاں ہیں جو بھولے بھٹکوں کو راہ راست کی منزل کی نشاندہی کیا کرتے، کہاں گئے وہ پیکر انسانیت، جنہوں نے ہندوستان کی سر زمین میں پچپن کروڑ انسانوں کے دلوں کی کھیتی میں رحمت العالمین ﷺ پیغمبر خدا کے عمدہ اخلاق اعلیٰ کردار، لاجواب الفت ومحبت، انمول پیار، بے مثال الہامی صفات ،فطرتی صداقتوں کے چراغ جلائے انہوں نے نظریاتی نفرتوں کو محبت کا جام پلایا۔ بغیر کسی تشخیص کے، کہ کون کون ہے، ہندو ہے، برہمن ہے، شودر ہے، آتش پرست ہے، بدھی ہے یا جینی ہے عیسائی ہے یا مسلمان ہے، کالا ہے یا گورا اونچ ذات کا ہے یا نچ کا، انہوں نے تمام انسانوں کو ایک جیسی عزت دی، ایک جیسا احترام دیا، اپنے لنگر پر اپنے ساتھ بٹھایا اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا، توحید پرستی کا درس دیا، خالق کائنات اور اسکے نظام کائنات کا فلسفہ سمجھایا، نیکی بدی، خیر اور شر سے متعارف کرایا، مخلوق خدا کو کنبہ خدا کی آگاہی بخشی ۔مخلوق خدا کو اخوت ومحبت کے پاکیزہ رشتے سے منسلک کیا، انسانی حقوق کو ادب وعزت سے بجالانے کی عبادت سے آگاہی بخشی، دنیا کی بے ثباتی کا سبق یاد کرایا، اعتدال ومساوات کی آفادیت سمجھائی، برہمن اور شودر کے فرق کو ختم کیا، غریبوں مسکینوں، بے سہاروں، بھوکوں، ننگوں، بیماروں، اپاہجوں کی حاجت روائی کا حسین عمل جاری کیا، عبادت کا سلیقہ عطا کیا، رحمت العالمین ﷺ کی رحمتوں اور شفقتوں کو عام کیا، ازدواجی زندگی اور قرابت داری اور انسانی رشتوں کے تقدس کو قائم کیا۔ ہندوستان کی سرزمین میں ان درویشوں اور فقیروں نے دین کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو جنم دیا، بنی نوع انسان کو عدل وانصاف کی اہمیت سے آشنا فرمایا، تمام بزرگان دین، دین کی تعلیمات سے آراستہ ہوتے ۔ظاہری اور باطنی علوم کو سیکھتے اور ان پر فوقیت حاصل کرتے ۔بنی نوع انسان کو ظلمات کی نگری سے نکال کر الہامی روحانی روشنیوں سے ہمکنار کر دیتے ۔انہوں نے احترام انسانیت اور ادب انسانیت کے حسین کرداروں کی تشکیل فرمائی ۔انہوں نے بنی نوع انسان کو پیار کے پریم کے ساغر پلائے ۔ ایک عجمی اور عربی کا فرق مٹایا۔ برہمن اور شودر کو ایک ساتھ کھانا کھلایا۔ طبقات کو ختم کیا، انہوں نے بنی نوع انسان کو عزت وتوقیر بخشی ۔آج انکے مزارات منبع و رشد وہدایت بنے پڑے ہیں، انکی قربت میں بوئے محمدی ﷺ ۔انکے شیریں کلام دلوں کے مضراب، انکی کتب رشد وہدایت اور دین محمدی ﷺ کی تعلیمات کے روشن مینار، انکے ملفوظات روحوں کی مستی کے جام ۔انکی بات سچی، انکا عمل سچا، انکا کردار سچا ۔انکے مے خانے آباد ۔وہ خزاں سے ناآشنا، وہ صدا بہار ۔وہ انسانی گلستان میں سرسبز وشاداب، وہ میٹھی پون کے سینچے ہوئے، وہ نور محمدی ﷺ کے ہرے بھرے شجر ۔وہ تلخی دوراں کے جلے ہوئے انسانوں کیلئے سایہ رحمت اور آسمانی الہامی نور کی روشنیوں کی ٹھنڈک، وہ رشد وہدایت کے مے خانے کے ساقی ۔انکے مست نگروں میں توحید کا لنگر جاری، ساقی کوثر ﷺ کی مستی کے جام جاری۔ مستوں کو مست الست بنانے کا عمل جاری ۔خیر کی خیرات جاری، بنی نوع انسان کی بھلائی کا علم وعمل جاری، وہ بھولے بھٹکوں کے سہارے ۔وہ راہ ہدایت کے ہدی خواں، وہ دین ودنیا کے خضر راہ ۔ذرا انکو پکارو تو ۔ذرا صحرائے فانی میں انکے نقش قدم کو تلاش تو کرو۔

۱۰۔ ان کے برعکس اسلام کے نام لیوا، دین کے عملی منکر، منافق مسلمان حکمرانوں نے تقریباً نو سو سال تک برصغیر ہند پر حکمرانی کے ساز بجائے۔ انہوں نے دین اور حکومت کو جدا کر رکھا، انہوں نے بادشاہت کی عیش و عشرت کے مزے لوٹے، انہوں نے دین محمدی ﷺ کے خلاف بادشاہت کے نمرودی، فرعونی اور یزیدی نظام کو اپنی اپنی سلطنت میں رائج رکھا۔ وہ تو ہمیشہ اپنی اپنی سلطنتیں قائم کرنے اور انکے تحفظ کیلئے کوشاں و سرگرداں رہے۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے۔ کہ کربلا کا واقع کیوں پیش آیا تھا۔ انہوں نے اسلام کے خلاف جبر و ظلم کا بادشاہت کا خود ساختہ فرعونی، یزیدی نظام حیات ہندوستان کی سرزمین پر اپنی اپنی حکومتیں، سلطنتیں اور اقتدار کو قائم رکھنے اور دوام بخشنے کیلئے حسب خواہش نافذ کرتے رہے۔ تمام بادشاہ دین محمدی ﷺ کے خلاف اپنی حاکمیت کے باطل، غاصب ضابطہ حیات کو ملک پر مسلط کرتے رہے۔ وہ عیش و عشرت میں ڈوبے رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا، انکی زندگی کا مقصود ہی نہ تھا۔ اس طرح بنی نوع انسان جو ہندو تھے یا بدھ، عیسائی تھے یا مسلمان، وہ بھی دین محمدی ﷺ کے نظریات، دستور حیات اور ضابطہ حیات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی عملی شکل نہ دیکھ سکے۔ انہوں نے تو اسلام کو ان فقیروں، ولی اللہ اور درویشوں کی قرآنی، الہامی تعلیمات، انکے حسن عمل اور حسن کردار کی روحانی تجلیوں کی تاثیروں کی بنا پر اسلام قبول کیا تھا۔ وہ درویشوں، ولی اللہ، فقیروں اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، انکی تعلیمات، انکے حسن خلق، انکے حسن کردار، انکے ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کے طریقہ کار، انکے اعتدال مساوات کے آداب، انکے طبقات ختم کرنے کے سلیقے، انکے اخوت و محبت کے درس، انکے اٹھنے بیٹھنے اور ہر عمل میں بوئے محمدی ﷺ، انکے مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کے اعمال، انکے روحانی اطوار، انکی دینی تعلیمات اور کردار کے خلاف اور متضاد ان مسلمان حکمرانوں نے بادشاہت کے فرعونی نظام حیات، انکے یزیدی طریقہ کار، انکے معاشی اور معاشرتی نظام حیات اور حکمرانی کی اذیتوں کا شکار بدھی ہوں یا جینی، ہندو ہوں یا عوام الناس مسلمان ہوتے گئے۔ وہ تمام حکمران اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے سے گریزاں رہے۔ دین محمدی ﷺ اور روح اسلام کی سرکاری بالادستی اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم نہ کی۔ لیکن دین محمدی ﷺ کی تبلیغ اور فروغ جاری رہا۔ علما کرام، مسفرین قرآن، مشائخ کرام اور فقرا کرام نے انکے دوران حکمرانی میں دین کی تبلیغ کا مشن جاری رکھا۔

۱۱۔ انکے بعد انگریزوں نے ہندوستان کو فتح کیا اور ۹۰ سالوں تک انگریز ہندوستان کا حکمران رہا۔ انگریز ہندوستان میں مسلم امہ کی تہذیب و تمدن کو ختم کرنے کیلئے پوری طرح کوشاں رہا۔ اس نے اینٹی کرائسٹ جمہوریت کے ضابطہ حیات، نظریات پر مشتمل ایک استحصالی نظام حکومت ایک مفتوحہ ملک اور مقید عوام پر مسلط کیا۔ انہوں نے ملک کے چند غداروں کو جاگیریں دیں اور کچھ کو دولت سے نوازا۔ انکو اپنے ساتھ ملایا۔ انہوں نے اس مفتوحہ ملک کی عوام کو کنٹرول کرنے کیلئے جمہوریت کا جابرانہ نظام حکومت قائم کیا۔ جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات پر مشتمل نظام حکومت کا تعین کیا، اسکے ذریعے اپنے پسندیدہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں پر مشتمل سیاستدانوں کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔ اس طرح انہوں نے جمہوریت کی سرکاری بالادستی سے دین محمدی ﷺ کے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ اور مسخ کر کے رکھ دیا۔ دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کی بجائے مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کے تخلیق کردہ نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو مسلط کر دیا۔ جمہوریت کا تعلیمی نصاب مقرر کیا۔ اس نظام اور نصاب کی تعلیم و تربیت کے لئے جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی ادارے سکول کالجز، یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جمہوریت کے مذہب کا تعلیمی نصاب اور انکی سرکاری زبان انگریزی مقرر کی اور انکی تعلیمات جاری کر دیں۔ اردو، عربی، فارسی زبان کا سرکاری طور پر خاتمہ کیا۔ دین محمدی ﷺ اور دینی درسگاہوں کی سرکاری بالادستی آفادیت ختم کر دی۔

۱۲۔ ۱۹۴۷ میں ہندوستان آزاد ہوا۔ دو قومی نظریات کی روشنی میں ۱۹۴۷ میں بھارت اور پاکستان دو ملک دو قومی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آئے۔ مسلمانوں نے پاکستان دین محمدی ﷺ کے نام پر حاصل کیا۔ تاکہ مسلمان دستور مقدس کا نفاذ کر کے اپنے نظریات ضابطہ حیات اور نظام حیات کے کردار اور تشخص تیار کر سکیں گے۔ اس ملک کو مسلمانوں کیلئے ایک تجربہ گاہ یا بطور لیبارٹری استعمال میں لائیں گے اور دنیائے عالم کو اسلام کے کردار اور تہذیب کی اصل شکل پیش کر سکیں گے۔ ہندو اپنے دھرم اور نظریات کے مطابق اپنا نظام حیات رائج کر سکیں۔ ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک اہل پاکستان کے مسلمان دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، نظریات اور نظام حیات کی سرکاری بالادستی سے محروم چلے آ رہے ہیں جسکی خاطر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم نہ کر سکے۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد کے ساتھ ایک بہت بڑا دھوکہ کیا۔ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم بن چکے ہیں۔ وہی ملک وملت کے غدار جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ انگریز کے مفتوحہ ملک کی عوام پر مغربی جمہوریت کا قرآن حکیم کے متضاد اور متصادم استحصالی نظام حکومت اسی طرح نافذ العمل رکھا۔ مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت کے سکالر پرائمری سے لیکر میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی تک کا حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کا طبقاتی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے حکومتی ارکان تیار کرنے کا سلسلہ جاری ساری رکھا۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک سودی معاشی نظام کے پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک ملکی معاشیات کے سرکاری سکالروں کی گنتی ناممکن ہے۔ انگریزی زبان کے نرسری سے لیکر ایم، اے پی ایچ ڈی تک کے مغربی زبان کے سکالروں کی تعداد بھی لاتعداد ہے۔ ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق امریکن لا، برٹش لا، انڈین لا اور جیورس پروڈینس کے لا گریجوایٹ بار ایٹ لا کے مغربی تہذیب کے انتظامیہ اور عدلیہ کے دانشوروں نے ملک میں ات مچا رکھی ہے۔ مسلم امہ اور انکی نسلوں کا کیا قصور ہمارا تعلیمی نصاب مغربی جمہوریت کے طبقات کا، اسی کا طبقاتی تعلیم و تربیت کا نظام، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی ایچی سن تعلیمی انگلش میڈیم ادارے، انکے شاہی اخراجات، جن پر جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ کی اجارہ داری مسلط ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیمی ادارے حکمران اور سرکاری اعلیٰ عہدیدار تیار کرتے ہیں۔ جنکے ذریعے مسلم امہ اور انکی نسلوں کو سرکاری طور پر دین محمدی ﷺ سے محروم اور مغربی جمہوریت کے باطل، کفر اور منافقت کے نظریات کے نظام حکومت کا قیدی بنا کر رکھ دیا ہے۔ پاکستانی مسلمان حکومتی نظام کی پابندی کے تحت طبقاتی تعلیم، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی حکمران۔ مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت کے حکومتی نظام کے پابند اور دین کے باغی، منکر اور منافقت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ مغربی جمہوریت اسکے استحصالی نظام حکومت اور اسکے حکمرانوں کے زیر اثر اہل پاکستان مغربی نمرودی فرعونی اور یزیدی کلچر کا بدترین حصہ بن چکے ہیں، جمہوریت کا مذہب ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی، معاشی اور معاشرتی تہذیب کو مسخ اور روند چکا ہے۔

۱۳۔ س سے قبل مغرب میں نان کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت دو تین ارب عیسائیوں کو مسیحائی کی تعلیم وتربیت اور عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی تہذیب وتمدن کو کچل چکا ہے۔ انکے روحانی مذہبی سکالروں، دانشوروں، شب بیدار اہل بصیرت افراد کو بھی اس پر سوچنا ہوگا۔ الہامی مسیحائی کی تعلیمات کو بحال کرنا ہوگا۔ پیغمبران اور انکی امتوں کو انکے پیغمبران کی طرف رخ موڑنا ہوگا۔ تمام پیغمبران جو اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اس کائنات میں بنی نوع انسان کی بھلائی اور فلاح کیلئے بھیجے۔ انکی مقدس الہامی کتابوں کی تعلیمات پر غور وفکر کرنا ہوگا۔ مذہبی رشتوں اور بنی نوع انسان کو خالق کی نگاہ سے دیکھنا ہوگا۔ ید بیضے نے بھی اپنا کام سرانجام دینا ہے۔ مسیحائی نے بھی اپنے معجزات کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ رحمت العالمین کی رحمتوں کے نور نے بھی پورے ارض وسماوات کو آپنے احاطہ میں لینا ہے۔ آخری نبی الزماں ﷺ کی مقدس کتاب کا فیض جاری ہونا ہے۔ موجودہ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے پہلے سابقہ تمام مغربی جمہوریت کے فوجی، سیاسی نظام حکومت کے حکمرانوں کے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ انہوں نے دین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا آرڈیننس جاری کر کے مسلم امہ کی ازدواجی زندگی، چادر اور چار دیواری کا نظام ختم کیا ہے۔ دوسری طرف ۵۱ فیصد مستورت کا کوٹہ یونین کونسل کی ممبران سے لیکر ناظم تک، ایم پی اے سے لیکر ایم این اے تک، سینیٹروں، وزیروں، ایڈیشنل وزیروں۔ مشیروں، وزرائے اعلیٰ سے گورنروں تک، وزیر اعظم سے لیکر صدر پاکستان تک ۵۱ فیصد یعنی پہلے ممبران سے بھی ایک فیصد زیادہ یونین کونسل کی ممبران، ناظموں، ایم پی اے، ایم این اے۔ سینیٹروں، وزیروں مشیروں،، وزرائے اعلیٰ، گورنرز، وزیر اعظم اور صدر پاکستان کی تعداد کو بڑھا کر ایک گھناؤنا معاشی قتال کر کے رکھ دیا ہے۔ انکے علاوہ سرکاری اعلیٰ اور ادنیٰ عہدیداروں، انکی شاہی سرکاری سہولتوں، شاہی سرکاری رہائشوں، سرکاری گاڑیوں، پٹرول، سرکاری ٹیلیفونوں، بیشمار دوسری سرکاری سہولتوں کے اخراجات ۹۹۰۹ فیصد عوام الناس جو انکے عدل کش نظام حکومت کے روندے ہوئے کسانوں محنت کشوں ہنرمندوں معذوروں مفلسوں، غریبوں، بیروزگاروں، بیواؤں، یتیموں کو پیس کر رکھ دیا ہے۔

۱۴۔ ستر فیصد کسانوں انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس کے پاس نہ ذرائع آمدن، نہ وسائل، نہ ممبر، ناظم، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، نہ وزیر، مشیر، وزرائے اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور نہ ہی صدر پاکستان کے عہدے انکے پاس ہیں۔ نہ ملک کے کسی گاؤں میں انگلش میڈیم ادارہ، نہ سکول، نہ کالج نہ یونیورسٹی۔ نہ مزدور، محنت کش، ہنر مند یا عوام الناس کے پاس ان اعلیٰ اداروں کی فیسیں نہ اخراجات۔ نہ انکے پاس کوئی سرکاری اعلیٰ عہدہ، نہ وہ سیکٹری، نہ ایڈیشنل سیکٹری، نہ جائنٹ سیکٹری، نہ ڈپٹی سیکٹری، نہ سیکشن آفیسر، نہ اسٹنٹ کمشنر، نہ ایڈیشنل کمشنر، نہ ڈپٹی کمشنر، نہ کمشنر۔ نہ ڈی ایس پی، نہ ایس پی، نہ ایس ایس پی، نہ ڈی آئی جی، نہ آئی جی۔ نہ سول جج سینئر سول جج، نہ ایڈیشنل اور نہ ہی سیشن جج، نہ کوئی ہائی کورٹ کا جج، نہ چیف جسٹس، نہ کوئی سپریم کورٹ کا جج اور نہ ہی کوئی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس۔ نہ کوئی لیفٹینینٹ، نہ کوئی کیپٹن، نہ کوئی میجر، نہ کوئی کرنل، نہ کوئی لیفٹینینٹ جنرل اور نہ ہی کوئی جرنیل آج تک پاکستان کی ہسٹری میں کوئی بن سکا ہے۔ یہ ایک مغربی جمہوریت کا غاصب جاگیردار، سرمایہ دار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ ہے۔ انہوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے قرآنی نظریات، تعلیمات، اخلاقیات بھی لوٹ لیئے ہیں اور ان کو مہنگائی کی سرنجوں اور ٹیکسوں کی نشتروں سے انکا معاشی خون بھی چوس لیا ہے۔ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں تڑپتے، سسکیاں لیتے اور دم توڑے جاتے ہیں۔ انکا علاج فطرت کے پاس موجود ہے جو اس نے خونی انقلاب کی شکل میں انکے گرد ایک عبرتناک حصار قائم کر دیا ہے۔ جو بتدریج انکا دائرہ تنگ کیئے جا رہا ہے۔

۱۵۔ یہ مسلم امہ کو جمہوریت کی اگلی منزل کے عبرتناک باطل نظام حیات کا گھناؤنا اور جان لیوا پھندا ڈال چکے ہیں ۔اب ان غدار سیاستدانوں نے انگریز کی بجائے ایک سیاسی ٹولہ نے فوجی جرنیلوں کو اپنا آلہ کار بنا کر ملت کو یرغمال بنالیا ہے ۔ملت کے وسائل، مال ودولت، تجارت اور خزانہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے ۔دین کے دستور مقدس کو سرکاری طور پر منسوخ اور ختم کر کے اسکی جگہ ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کے تیار کردہ قوانین اور ضابطہ حیات کی اطاعت کا پابند بنالیا ہے ۔یعنی ہمارے پیغمبر اسمبلیوں کے ممبران بن چکے ہیں ۔جنکی اطاعت ہمارا سرکاری فریضہ بن چکا ہے ۔کتنی بدنصیبی کی بات ہے کہ بزرگان دین، ولی اللہ جنہوں نے ہندوستان کی سر زمین میں آ کر دین محمدی ﷺ کے چراغ جلائے اور روشن کیے ،جنہوں نے لاکھوں، کروڑوں انسانوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا شرف حاصل کیا، آج ان کے آستانوں پر انوار کی بارشیں ہو رہی ہیں ۔انکے وارثین، علما کرام، مشائخ کرام مسلمانوں کے ملک پاکستان میں اس باطل، بے دین اینٹی کرسچن جمہوریت کے دین کش نظام حکومت میں شامل ہو چکے ہیں، وہ بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں ۔بقایا دینی علما، دینی مشائخ کرام، گدی نشین غفلت اور بے دینی کے عذاب میں ڈوب چکے ہیں ۔عوام الناس، صاحب دل، دین کے طالب، دین محمدی ﷺ کے پروانے آج بھی ان آستانوں سے راہ راست کیلئے لپٹتے ہیں ۔وہ انکے آستانوں کے گدی نشینوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں۔ وہ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کے اعلیٰ اپنے پسندیدہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سرکاری اعلیٰ عہدیداروں، سیاستدانوں کی کامیابیوں کے لئے دعا گو بنے بیٹھے ہیں ۔یہ از خود اور انکے قربت والے پیروکار بڑے فخریہ انداز میں بیان کرتے رہتے ہیں ۔کہ فلاں فلاں وزیر مشیر، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان اور بڑے بڑے جرنیل انکے آستانوں کا طوائف کرتے رہتے ہیں ۔یہ پل میں حکومتیں لیتے دیتے رہتے ہیں ۔انکے آباؤاجداد تو آئے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر کروٹ کروٹ رحمتیں فرماویں آمین ثم آمین انکے پاس نہ ایسے آستانے تھے، نہ ایسے شاہی انتظام تھے ۔نہ شاہی لنگر تھے نہ شاہی رہائشیں تھیں نہ انکے عدل کش تفاوتی لنگر تھے، نہ شاہی گاڑیاں تھیں، نہ انکے پاس وزارتیں تھیں، نہ وہ جھوٹی سچی سفارشیں کرتے تھے، نہ وہ نذرانوں کے عوض دین فروخت کرتے تھے نہ وہ باطل حکومتوں کے سرپرستوں کو منہ لگاتے تھے ۔نہ وہ نظرانے لیتے تھے اور نہ وہ عیش وعشرت کی تفاوتی زندگی پسند کرتے تھے اور نہ ہی گذارتے تھے ۔وہ تو بے سروسامانی کی زندگی لیکر ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہوئے ۔انہوں نے کروڑوں انسانوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا ۔انہوں نے دین کی اطاعت کی، انہوں نے دین کی درسگاہیں قائم کیں، کشف المحجوب اور درالعجائب جیسے نایاب نسخے مرتب کیے، جو آج بھی رہنمائی کے روشن مینار ہیں، چشتی، قادری، صابری، جعفری یا کسی بھی سلسلہ کو ماننے والوں نے انکے نقش قدم کو مسخ اور روند کر رکھ دیا ہے ۔انکے آستانوں کے وارثوں نے تو مسلمانوں کے ملک میں مسلم امہ اور اسکی آنیوالی نسلوں کو دنیاوی غرض وغائط کی تکمیل اور ذاتی مادی آفادیت کی خاطر اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل، غاصب مذہب کے پیروکار اور وارث بن چکے ہیں ۔انکے باطل کدے ہر دور میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے فوجی ڈکٹیٹروں، سیاستدانوں، سیاسی رہنماؤں، آمروں، حکمرانوں اور سرکاری اعلیٰ عہدیداروں کیلئے مرکز رشد وہدایت بنے بیٹھے ہیں، دین کے روپ میں یہ دینی منافق مسلم امہ اور انکی نسلوں اور بنی نوع انسان کو گمراہی کے راستہ پر گامزن کرتے چلے آ رہے ہیں ۔انکو انکے ان آباؤاجداد کا واسطہ کہ وہ مسلم امہ اور بنی نوع انسان پر رحم فرمائیں۔
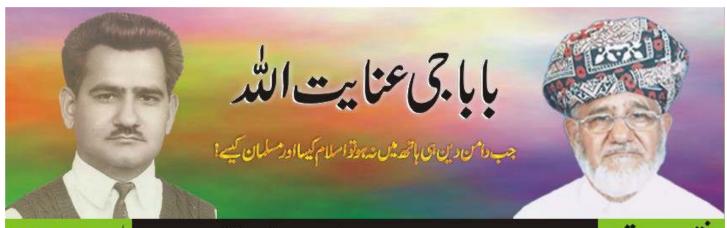
۱۶۔ فوجی سیاسی مغربی جمہوریت کے سیاستدانوں، سیاسی دینی جماعتوں کے رہنماؤں، فوجی ڈکٹیٹروں، آمروں، حکمرانوں نے دین محمدی ﷺ کو کچلنے کیلئے ملک میں دین کے خلاف اسمبلیاں میں بیٹھ کر ایسی ترامیم کیں، جسکی اختصاری تفصیل درج ذیل ہے، جس سے دین کی روح مسخ ہو گئی۔ انکے روحانی وارثوں اور گدی نشینوں کا فرض تھا کہ وہ اس بد عملی اور بے دینی کو روکتے وہ تو بد بخت از خود اس نان کرسچن جمہوریت کی حکمرانی میں شمولیت کر کے دوزخ کا خود ایندھن بن چکے ہیں، اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہی کے جہنم میں دھکیلے جا رہے ہیں، مسلم امہ پر دین محمدی ﷺ کے دستور مقدس کی بجائے مغربی جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کا تخلیق کردہ دستور، ضابطہ حیات، اسکے قوانین ضوابط، اسکا تعلیمی نصاب، اسکی تعلیمات کو ملکی سطح پر مسلط کر کے مسلم امہ اور انکی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب میں کنورٹ کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے بزرگان دین کے آستانوں، مساجد شریف، انکی درسگاہوں، انکے تعلیمی نصاب، انکے کردار سازی کی تعلیم و تربیت کے عمل کو سرکاری طور پر منسوخ اور معطل کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے تعلیمی نصاب کے سودی معاشی نظام کے سکالر، مغربی سیاسیات کے دانشور، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کے تعلیمی نصاب کے انتظامیہ اور عدلیہ کے قوانین و ضوابط، اسی تعلیمی نصاب کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کے منطقی اور فلاسفر تیار ہوتے ہیں، دینی درسگاہوں کی بجائے سکول، کالجز، اکیڈمیوں، یونیورسٹیوں کی سرکاری بالادستی مسلط ہو چکی ہے۔ مخلوط تعلیم کا قانون نافذ کیا، مرد و زن کو اکٹھا کیا، بے حیائی فحاشی، بدکاری اور زنا کاری کا راستہ ہموار کیا، دین محمدی ﷺ کے چادر اور چار دیواری کے نظام کو ختم کیا، مخلوط حکومت قائم کی مخلوط معاشرہ تیار کیا، ازدواجی زندگی کے نظام کا خاتمہ کیا، نوجوان بچے بچیوں کو جنسی کینسر میں مبتلا کیا، بچیوں، بیٹیوں، بہنوں کو مغربی تعلیمات سے آراستہ کر کے انکے دفاتر میں بطور ملازمہ، انکی تنہائیوں کو آباد کرنے اور انکی جنسی تسکین کیلئے انکو بطور داشتہ مہیا کرنے کا عمل جاری ہو چکا ہے۔ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کر کے دین محمدی ﷺ کے شاہین تیار کرنے والی دینی درسگاہوں کی ملکی سطح پر بالادستی ختم کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کی گدھیں تیار کرنے والے اینٹی کرسچن جمہوریت کے تعلیمی نصاب اور اسکے سکول کالجز، اکیڈمیوں، یونیورسٹیوں کو سرفرازی عطا کر کے ملت اسلامیہ اور اسکی نسلوں کو جمہوریت کے باطل مذہب میں کنورٹ کیا جا رہا ہے۔ ہمارے پیغمبران اسمبلیوں کے سیاسی ممبران بن چکے ہیں۔ اہل وطن کو یہ مغربی جمہوریت کے باطل کدے کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما۔ امین۔ دینی سیاسی جماعتوں کے ممبران اور لیڈران اور پیران طریقت سے گذارش ہے کیا وہ ان سوالات کی روشنی میں ملت کی رہنمائی فرماویں! ۔ ورنہ ایسے نشتر کیلئے تیار رہیں جو فطرت نے انکے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اے مذہبی رہبرو باز آجاؤ! ۔ ورنہ یہی نان کرسچن جمہوریت کا اژدہا تمہیں نگل جائیگا۔

۱۷۔ کیا دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے فوجی سیاسی حکومتی ٹول سے ملکر قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط حکومت مخلوط معاشرہ کی تلوار سے دین محمدی ﷺ کی پردہ کی دیوار کو توڑ کر، بے حیائی، بدکاری، زنا کاری کا راستہ کھول نہیں دیا۔ کیا وہ اس نظام حکومت میں شمولیت کے بعد مسلمان کہلا سکتے ہیں۔

۱۸۔ کیا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ ملکر طبقاتی تعلیمی نصاب کے قوانین ملک وملت پر نافذ کر کے دین کے خلاف طبقاتی معاشرہ تیار کرنے کا عمل جاری نہیں کر رکھا ہے۔ کیا ملک میں طبقاتی معاشی تقسیم کا گھناؤنا عمل اور برہمن وشودر، اردلی وافسر کا باطل نظام مسلط نہیں۔

۱۹۔ کیا ملک میں نان کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کی اسمبلیوں کے ممبران نے اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کے دینی ضابطہء حیات کو کچل کر دین محمدی ﷺ کے خلاف کھلی بغاوت نہیں کر رکھی، جس میں تمام سیاسی علما اور اس نظام کے تمام پیران طریقت شامل ہیں، جس سے ملک کے وسائل، دولت اور خزانہ انکی ملکیت بن چکے ہیں۔ کیا یہ زندگی یزید کی گذارتے اور عاقبت امام زماں حضرت حسین علیہ السلام کے وارث نہیں بنے بیٹھے۔

۲۰۔ کیا اینٹی کرسچن جمہوریت کے اقتدار پر مسلط فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کیلئے تصرفانہ اخراجات کے تمام دروازے کھل نہیں چکے۔ کیا پاکستان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے اسمبلی ممبران، وزیروں، مشیروں، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان، انکی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی کے شاہی طبقہ کی اعلیٰ سرکاری مشینری کی ملکیت بن نہیں چکا۔

۲۱۔ کیا دین کے خلاف نان کرسچن جمہوریت کے عدل وانصاف کے ضابطہ حیات کو مسلم امہ پر نافذ کرنا اور اسکے مطابق حاکم شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے سرکاری اعلیٰ عہدیداروں کے مفکر اور دانشور تیار کرنا۔ اس باطل نظام کو مسلم امہ پر مسلط کرنا ایک سانحہ عظیم نہیں ہے۔

۲۲۔ کیا مسلم امہ کو قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کا سودی معاشیات اور ٹیکس کلچر کی چتا میں جھونک دینا ملکی سیاستدانوں کا خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کھلی بغاوت اور جنگ نہیں ہے اور اس جنگ کا ایندھن مسلم امہ کی نسلیں بنتی نہیں جا رہی ہیں۔

۲۳۔ کیا اینٹی کرپچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے تیار کردہ باطل غاصب، استحصالی قوانین کے ذریعہ ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، انکی دولت، انکا محنت ومشقت سے اکٹھا کیا ہوا خزانہ، حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیتیں بنتی نہیں جا رہی ہیں۔

۲۴۔ کیا اینٹی کرپچن جمہوریت نے قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، مساوات، اعتدال، اخلاقیات، عدل وانصاف، اخوت ومحبت، عفودرگذر، ازدواجی زندگی کا نظام اور ضابطہ حیات، کے کلچر کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر نہیں دیا ہے۔

۲۵۔ کیا اینٹی کرپچن جمہوریت کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام حیات کو کچل کر اسمبلیوں کے ممبران کے تخلیق کردہ نظام حکومت کی بالادستی کو سرکاری سطح پر نافذ العمل نہیں کر رکھا ہے۔

۲۶۔ کیا اینٹی کرپچن جمہوریت کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے دانشوروں نے مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں کو محکوم، بے بس اور قیدی بنا کر اس باطل، غاصب استحصالی، نظام حکومت کے ذریعے انکے وسائل، مال ودولت، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ پر یک طرفہ قبضہ کر نہیں رکھا۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو انکی ملکیتوں سے محروم کر نہیں رکھا۔ کیا اس مسلم امہ کے فرزندان کو نمرودی، فرعونی، یزیدی نظام حکومت کو توڑنا انکا اولین فریضہ اور عظیم جہاد لازم نہیں ہو چکا۔ کیا یہ حکومتی طبقہ اہل دین علما، انکے طلبا اور طالبات کو دہشت گرد کہہ کر انکا قتال اور انکو ختم کرنے کا عمل جاری نہیں کیے بیٹھے۔ یہ کتنا بڑا سانحہ ہے کہ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ ملک اور ملکی عوام کا مجرم اور قاتل ہے۔ ملکی فوج اور پولیس کے سپاہیوں کو جو اہل وطن کی اولادوں پر مشتمل ہیں ان سے انکا قتال کروائے جا رہے ہیں۔ فوج، پولیس کے سپاہی اور عوام الناس کو ایک دوسرے کے قتال کے راستے پر گامزن کر کے خود عیش وعشرت کی حکومتی زندگی گذارتے چلے جا رہے ہیں، لال مسجد کے معصوم وبیگناہ اور دین پرست طلبا اور طالبات کا بیدردی سے قتال کا ردعمل ملک میں جاری ہو چکا ہے۔ یاد رکھو! وہ دن دور نہیں جب فوج، پولیس اور عوام کی جنگ جاری کروانے والے حیرت زدہ ہو نگے کہ جب یہ جنگ شکل بدل کر ان فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ یعنی سیاستدانوں، حکمرانوں اور انکی نسلوں کو کچلنے کا عمل جاری کر دے گی۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے! یاد رکھو! آسمانی آفات، بلیات انکی طرف رخ کیے بیٹھی ہیں۔ جو خالق کے حکم کی منتظر کھڑی ہیں۔ ملک وملت کا کیا حشر ہوگا۔ الفاظ اس المیہ کو بیان کرنے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ ملت کے عالی مرتبہ عاشق رسول ﷺ، عالم دین، مشائخ کرام، پیران طریقت اور شب بیدار صاحب بصیرت طیب ہستیوں کا یہ فرض بن چکا ہے کہ وہ دین کے گلستان کو ان ناسمجھ اور منافق بدنصیب مادہ پرست سیاسی علما، سیاسی مشائخ، سیاسی پیران گدی نشینوں، فوجی سیاسی سیاستدانوں اور حکمرانوں سے نجات دلائیں، ورنہ یہ حسین گلستان توحید ورسالت ﷺ کو ویران اور اجاڑ کر رکھ دیں گے۔

۲۷۔ یاد رکھو! ۔وہ تمام روحیں جنہوں نے دین کی خاطر اپنا **ملک**، اپنا وطن، اپنے در و بام، اپنے کھیت کھلیان، اپنے آباؤ اجداد کی قبریں، اپنا تمام مال و متاع قربان کر کے، اپنی ماں، بہنوں، بیٹیوں کی عزتوں اور عصمتوں کی قربانیاں دیں اور اپنی جانوں کی شہادتیں پیش کی تھیں وہ سراپا سوال بنی کھڑی ہیں! ۔خدارا انکی سسکتی، تڑپتی، چیختی، کراہتی آوازوں کی فریاد تو سن لو۔ کیا یہ **ملک** دین محمدی ﷺ کے نام پر حاصل کیا تھا یا اینٹی کرپشن جمہوریت کے باطل کدہ اور اسکے منافق سیاستدانوں کیلئے ۔ان سے اور انکے اینٹی کرپشن جمہوریت کے نظام سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں مسلم امہ بہتر جانتی ہے ۔یا اللہ انکو توفیق عطا فرما کہ وہ اس **ملک** اور دنیائے عالم میں دین کی بلندی اور سرفرازی کے فرائض ادا کر سکیں ۔ہندوستان میں مسلم امہ کے فقیروں، درویشوں، ولیوں نے جس ضابطہ حیات، طرز حیات، تعلیمات سے یہاں کے باسیوں کو روشناس کروایا ۔ان فقیروں کے علم و عمل اور قول و فعل میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا ۔انکے حسن اخلاق، حسن کردار، حسن عمل، اعتدال و مساوات، اخوت و محبت اور خدمت خلق کے جادو نے ہندی نسلوں کے دلوں پر ایسا اثر کیا ۔جس کے بعد وہ دنیا میں ایسے مسلمان بن کر ابھرے جن کی عشق رسول ﷺ کی عظیم داستانیں پوری کائنات میں پھیلتی گئیں ۔انکا ایمان و یقین اور ولولہ عشق ایک دعا بن کر ابھرا کہ عشق محمد ﷺ کا دنیا میں اجالا کر دے، ذہن ہندی کو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے سرفرازی عطا کر رکھی ہے، اس دھرتی کی ہندو جنتا نے ان فقیروں، درویشوں، ولیوں اور خاک نشینوں کے حسین و جمیل تشخص، دین کی حکمتوں اور قول و فعل کے ہر پہلو کو تجزیاتی نگاہ سے دیکھا، کھوٹے کھرے کو پرکھا، اسکے بعد دل و روح میں دین محمدی ﷺ کے نور کو ایسا سمو لیا کہ دنیا حیرت میں گم ہو گئی ۔جب مسلمانوں کی تعداد ایک معقول حد تک بڑھ گئی ۔دین کی عمدہ صفات اور انمول صداقتوں کے پیکروں نے بارگاہِ الٰہی میں ایسی صمدیت، ایسی حمد پیش کیں ۔حضور نبی کریم ﷺ کے حضور ایسی نعتیں پیش کیں جو لاجواب اور لازوال بن کر دنیا میں ابھر چکی ہیں ۔مسلمانوں کے نام سے منسوب ہے کہ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں نے نو سو سال تک حکومت کی ۔انکے زوال کے اسباب کیا تھے ۔وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں ۔ان حکمرانوں کا نہ کردار اسلامی تھا اور نہ ہی انکا تشخص اسلامی تھا ۔وہ مسلمانوں کے روپ میں ایک دینی منافق، ایک یزیدی کردار کے آمر حکمران تھے ۔انہوں نے اپنی سلطنتوں اور اقتدار کو کنٹرول کرنے کیلئے اپنی من پسند کے جابرانہ، غاصبانہ بے دین قوانین کو ہندوستان پر نافذ کر رکھا تھا ۔وہ ہر حالت میں ایک بادشاہ، ایک آمر کی طرح اپنا غلبہ اور اپنی سلطنت قائم رکھنا چاہتے تھے ۔وہ عیاشی اور عیش و عشرت میں گم اور مست رہتے تھے ۔انکی آپس میں اقتدار کی چپقلشوں، آپس کے نفاق، آپس کی نفرتوں اور قدورتوں اور آپس کی جنگوں نے ایسا ماحول پیدا کر رکھا تھا جس سے ہر کوئی بیرونی طاقت انکو اور انکی حکومت کو آسانی سے دبوچ کر، تباہ و برباد اور نیست و نابود کر سکتی تھی ۔

۲۸۔ انگریزوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور ہندوستان پر قبضہ کرلیا۔نوے سال کی تلخ غلامانہ زندگی گذارنے کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر آزادی کی تحریک چلائی اور دونظریات کی بنا پر ہندوستان کے دوملک پاکستان، بھارت معرض وجود میں آئے، بھارت اور پاکستان کی عوام صدیوں سے اکٹھے رہتے چلے آرہے ہیں۔ایک ہی دھرتی کے پروردہ ہیں۔ایک ہی نسل سے واسطہ ہیں۔مغربی ممالک اگر صدیوں سے چلی ہوئی دشمنیاں، چپقلشیں اور جنگیں ختم کرسکتے ہیں تو بھارت بنگلہ دیش اور پاکستان ایسا کیوں نہیں کرسکتے۔ان ممالک کی عوام اور صاحب اقتدار لیڈران کو غور کرنا ہوگا۔اب تو پاکستان اور بھارت دونوں ایٹمی طاقت بن چکے ہیں۔ان ممالک کے عوام اور لیڈران کو سمجھ سے کام لینا ہوگا۔اب اگر ایٹمی جنگ لڑی جاتی ہے تو بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان کی عوام صفحۂ ہستی سے ختم ہوجائے گی۔باقی جو بچ جائیں گے انکی جلدیں جلی ہونگی، انسانی جسم، پیپ، کوڑھ، کینسر اور بیشمار بیماریوں میں مبتلا ہوجائیں گے۔ان ممالک کی عوام کو نفرتوں، نفاق اور قدورتوں کو ختم کرکے ادب انسانیت اور اخوت ومحبت کا جام پینا ہوگا۔ذرا سوچو تو ہندوؤں اور مسلمانوں کی جنگ کیسی، جبکہ اس وقت بھی مسلم امہ کے بیس پچیس کروڑ کے لگ بھگ مسلمان بھارت میں موجود ہیں۔پھر یہاں کے ہندو اور مسلم ایک ہی نسل اور ایک ہی دھرتی سے منسلک ہیں۔

۲۹۔ پاکستان کا وجود اسلیئے معرض وجود میں آیا تھا کہ مسلمان اپنے دین محمدی ﷺ کے نظریات، ضابطہ حیات، طرز حیات اور دین کی تعلیمات کی روشنی میں مسلم امہ کا تشخص تیار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کریں گے۔انسانیت کو ایک خوبصورت اور دلکش اسلامی طرز حیات سے روشناس کروائیں گے لیکن بدقسمتی سے انگریز پاکستان کا اقتدار اور اسکی چابیاں اور کنٹرول اپنے ایسے ایجنٹوں کے ہاتھوں میں دے گیا۔جنکو انہوں نے جاگیریں اور وظیفے دے کر انکی ہمدردیاں خریدی ہوئی تھیں۔انہوں نے وہی اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام جس کے ذریعے انگریز نے اس ملک کی عوام کو غلام اور محکوم بنا رکھا تھا انکے حوالے کرگیا۔انہوں نے وہی جمہوریت کا نظام حکومت جس کے ذریعے وہ ہندوستان کی اسمبلیوں میں رسائی حاصل کرتے تھے اسی طرح قائم رکھا۔ کیونکہ اسی نظام کے ذریعہ صرف یہی چند ابن الوقت انگریز کے مقبول اور پسندیدہ جاگیردار اور سرمایہ دار ٹولہ معاشی اور معاشرتی برتری کی بنا پر الیکشن کیلئے کھڑے ہوسکتے تھے۔پاکستان بننے کے بعد وہی ملت کے غدار اور مجرم مسلم امہ کے رہنما بن کر اسمبلیوں میں پہنچ گئے۔ملک کی حاکمیت ان ظالم غاصبوں اور بدکردار غداروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔انہوں نے انگریز کے ایک مفتوحہ ملک اور اسکی عوام کیلئے تیار کیا ہوا اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت ملک وملت پر اسی طرح مسلط رکھا۔وہ ظالم اور غاصب دین محمدی ﷺ اور اسکے شورائی نظام حکومت کو نافذ کرنے میں آج تک گریزاں ہیں۔اسلام کی روح اور اسکی تعلیمات سے تیار ہونے والے کردار وتشخص کو مسخ کرکے رکھ دیا ہے۔جسکی آفادیت سے پوری انسانیت نے لطف اندوز ہونا اور اسلام نے سلامتی کے نظام کی روشنیاں پوری کائنات اور جہان رنگ وبو میں پھیلانی تھیں۔ارے نادانوں ہمارے بزرگوں نے جس مقصد کیلئے اس ملک کو دوقومی نظریات کی بنیاد پر حاصل کیا تھا آج بھی اس منزل کی طرف لوٹ آؤ۔بنی نوع انسان اور مخلوق خدا کو انکی گم کردہ الہامی روحانی دولت انکو مہیا کردو۔اس جہان رنگ وبو میں کب تک قیام کرلو گے۔جنہوں نے اس دھرتی میں توحید کی شمع جلائی وہ تو فقیر، درویش، ولی اللہ ٹھہرے۔جنہوں نے ان مسلم امہ اور انکی نسلوں کیلئے پاکستان بنایا وہ کون تھے۔وہ بھی ولی اللہ اور نبی کریم ﷺ کی سپاہ کے نامور سپوت تھے۔جو اہل وطن پاکستان میں قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات کے دینی درس کو رائج کرجائیں گے وہ کون ہونگے۔وہ بھی بالیقین اسی نقر کے گلستان کے سدابہار حسین وجمیل پھول ہونگے۔انکی رنگت اور خوشبو میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔یا اللہ پاکستان، عالم اسلام، دنیا بھر کے باسیوں کو یہ دن دکھا۔آمین

۳۰۔اسلام کا شورائی نظام یعنی اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت کو بروئے کار لانا اتنا سادہ، اتنا سلیس، اتنا کم خرچ، اتنا پاکیزہ، اتنا جامع، اتنا مختصر اور اجتماعی فلاح کا ضامن ہے کہ اس کے طریقہ کار کے مطابق کوئی فرد بھی از خود شورائی ممبر شپ کی سیلیکشن کے لئے از خود کھڑا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس نظام سلیکشن میں کسی قسم کے اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔حلقہ انتخاب کی تمام مساجد میں صندوقچی برائے ووٹ رکھ دینا ہوتی ہیں۔اب یہ علاقہ کے عوام کا فرض بنتا ہے۔کہ انکے نزدیک کونسا آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے اصولوں کی بہتر اطاعت کرتا ہے۔وہ ضمیر کی کھسوٹی پر پرکھتے ہیں کہ کیا وہ شخص امین ہے۔کیا وہ صالح ہے، کیا وہ طیب فطرت ہے۔کیا وہ ایک سچا انسان ہے۔کیا وہ اعتدال و مساوات کے ضابطے کی پیروی کرتا ہے۔کیا وہ عادل ہے۔کیا وہ خدمت خلق کے فرائض ادا کر سکتا ہے۔کیا وہ اس دینی ذمہ داری کو نبھانے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہے۔ایسے نیک اور صالح فطرت انسان کا انتخاب کرنا علاقہ کے عوام کا دینی فریضہ ہوتا ہے۔یاد رکھو! نماز دین کا ایک اہم ستون ہے جو انسان کی اصلاح کرتا ہے، ایک سجدہ سے بندے اور خدا کے درمیان دوری کی خلیج کو ملا دیتا ہے۔اسکو مسجد شریف میں پڑھتے ہیں۔اسکو ادا کرنے کیلئے عمل کی زندگی لمحہ بہ لمحہ جاری رہتی ہے، محنت، مشقت، ایمانداری، خلوص، پابندی اوقات اسکو عروج بخشتی ہے، ایسی آشنائی کے افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے جسکا دل نماز کی ادائیگی نے گداز بنا رکھا ہو اور مملکت کا نظام چلانے کی اہلیت بھی رکھتا ہو

۳۱۔دوسری طرف اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشن میں سرمایہ دار، جاگیردار اور وسائل والے معاشی طور پر خوشحال لوگ ہی اس نظام میں حصہ لے سکتے ہیں، ان میں سے ہی کسی ایک بہتر بد دیانت امیدوار کو ووٹ دینا مناسب ہوتا ہے۔جسکے ووٹ سب سے زیادہ ہوں وہ امیدوار ہی ممبر بن جاتا ہے۔جمہوریت کے الیکشن آمر پیدا کرتے ہیں، ملک و ملت پر آمریت کا سیاسی ٹولہ حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے۔فرض کرو جمہوریت کے ایک انتخابی حلقہ میں ایک لاکھ ووٹ ہیں، دس امیدوار اس حلقہ میں الیکشن لڑ رہے ہیں۔ایک ممبر ۱۲ ہزار ووٹ لے کر جیت جاتا ہے۔دوسرے ۹ پارٹی جماعتوں کے امیدواروں کے ۸۸ ہزار ووٹ بنتے ہیں۔وہ امیدوار بقایا ۸۸ ہزار ووٹر کا نمائندہ یا ممبر کیسے بن سکتا ہے۔وہ تو ایک جاگیردار، سرمایہ دار دہشت گرد آمر تیار ہوتا ہے۔تمام آمر اسمبلیوں میں پہنچ کر ملکی وسائل، مال و دولت، تجارت کو اپنی ملکیتیں بنا لیتے ہیں۔ملکی خزانہ انکا پاکٹ منی بن جاتا ہے۔یہ تمام وسائل، مال و دولت، ملکی خزانہ سب کچھ نگلنے کے بعد وہ ملک کی ترقی کے نام پر حاصل کئے ہوئے غیر ملکی ۳۰۰ سو ارب ڈالر کے قرضے بھی نگل چکے ہیں۔جمہوریت کے الیکشنوں میں کامیابی کے بعد وہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر ایک غاصب آمر، ملکی دہشت گرد کی طرح دین محمدی ﷺ کے خلاف اپنی مرضی کے قوانین پاس کرنے کا عمل جاری کر لیتے ہیں، ملک کی معیشت اور وسائل کا رخ اپنی طرف موڑ لیتے ہیں۔جس سے انکی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور ہر قسم کے کاروبار انکی ملکیتیں اور انکی ذاتی سلطنتیں معرض وجود میں آتی جاتی ہیں۔اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت میں اسمبلی ممبران کے پاس خدا اور اسکے رسول ﷺ کے ضابطہ حیات کے خلاف قانون سازی کے اختیارات موجود ہوتے ہیں۔جنکی وجہ سے وہ دین محمدی ﷺ کے خلاف اپنی من پسند کے قوانین و ضوابط جب چاہیں پاس کر لیں۔دین محمدی ﷺ کی سرکاری بالادستی کو مسلمانوں کے ملک پاکستان میں نافذ نہ کرنا ایک ملی نا قابل معافی جرم ہے۔جبکہ اس ملک کو اسی مقصد کے حصول کیلئے لا متناہی قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا۔

۳۲۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کے پروردہ جب چاہیں قرآن کے ضابطہ حیات اور طرز حیات کو مسخ کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے قوانین میں بدل لیں اور انکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ یہ کون ہیں!۔ جو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے اسمبلیوں کے ممبران بن کر مسلم امہ کے پیغمبر خدا کے فرائض ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو قرآن کو بدل دیتے ہیں۔ یہ کون ہیں جو دین کا ضابطہ حیات بدل لیتے ہیں، کیا یہ مسلمان ہیں۔ یہ کون ہیں جو مسلم امہ کے نظریات کو بدلتے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو مسلم امہ کی نسلوں کا ازدواجی زندگی کے نظام حیات کو بدلتے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں جو مسلم امہ، اسکی نسلوں کی جمعیت کو سیاسی جماعتوں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کو دین محمدی ﷺ کے خلاف طبقات میں تقسیم کرتے چلے آ رہے ہیں ۔ یہ کون ہیں جو مسلم امہ، اسکی نسلوں کو سودی معاشیات کے نظام کے سکالروں میں بدلتے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کے فرزندان کو دین کی تعلیمات کے خلاف پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک سودی معاشی نظام کے سکالر تیار کرتے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کے نونہالوں کو مغرب کی سیاسیات کا پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی کے دانشور تیار کیے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں۔ جو پرائمری سے لیکر لاگریجوایٹس اور بارایٹ لا تک کے انتظامیہ اور عدلیہ کے بے دین اور باطل نظام کے منصف، وکلا اور انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیداروں سے لیکر نچلے طبقہ کے عہدیدار تیار کرتے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ٹیکس کلچر کے سکالر تیار کرتے آ رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کے فرزندان کو دین محمدی ﷺ کے خلاف اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے سرکاری جبر کے تحت کلاس ایک تا چار یعنی برہمن، کھتری، کھشتری اور شودر کے ہندو دھرم کے عملی پیروکار تیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کی روشنی میں باطل الیکشنوں کے طریقہ کار کے غاصب ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر، وزیر و مشیر، وزرائے اعلیٰ، گورنرز، وزیر اعظم اور صدر پاکستان اور انکے سرکاری اعلیٰ عہدیداروں پر مشتمل لامتناہی شاہی افواج اور انکی شاہی طبقاتی اور تفاوتی بڑی تنخواہیں، انکے علاوہ تفاوتی رہائیشیں، سرکاری گاڑیاں، سرکاری پٹرول، سرکاری ٹیلیفون، گن مین، چپڑاسی اور بیشمار شاہی سہولتیں اور بیشمار رشوت، کمیشن، کرپشن اور سرکاری اختیارات اور عیش وعشرت کی تصرفانہ زندگی کے وارث اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعہ بنتے جا رہے ہیں۔

۳۳۔ یہ کیسا ڈرامہ ہے جو ملکی سیاسی علما، سیاسی گدی نشین، سیاسی پیران سیاست، ملکی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور اسکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ، مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ کے فرزندان کو اس گھناؤنے مجرمانہ حکومتی کھیل کے ذریعے روندتے آ رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو دین محمدی ﷺ کے خلاف مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ، مخلوط حکومت کے مغربی مخلوط کلچر کو تیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جس سے مسلم امہ کو بدکاری، بے حیائی، فحاشی اور زنا کاری کے تمام مواقع سرکاری طور پر مہیا کر دیئے گئے ہیں اور ملت کا دینی نظریاتی کلچر تباہ کئے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو مسلم امہ کی نسلوں کو دین محمدی ﷺ کے خلاف زر پرستی، زن پرستی اور اقتدار پرستی کے جمہوریت کے سیاسی نظام کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔ یہ کون ہیں! جو ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی دولت، وسائل، خزانہ، علاوہ ازیں انکا پیدا کردہ خام مال، محنت کشوں، ہنرمندوں کی تیار کردہ مصنوعات اور تمام اسباب اور اکٹھا کیا خزانہ ایک دہشت گرد، ایک رہزن کی طرح لوٹتے چلے آ رہے ہیں۔ ملک کا تمام مال و متاع جمہوریت کے حاکموں کی حاکم شاہی، انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کی وراثت و ملکیت بنتا چلا جا رہا ہے۔ یہ کون ہیں! جو ملت کا غیر دینی تشخص دنیاء عالم کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ جو بیج کر گندم حاصل کی جا سکے۔ اے صاحب بصیرت رہنماؤ۔ ذرا سوچو تو! مسلم امہ کی نسلوں پر اینٹی کرسچن جمہوریت کا کفر کا نظام حکومت ملکی سطح پر مسلط ہو تو دین محمدی ﷺ کہاں اور مسلم امہ کا کردار و تشخص کہاں اور کیسے تیار کیا جا سکتا ہے۔ مسلم امہ کی نسلیں اسلامی ضابطہ حیات، اعتدال و مساوات، امانت و دیانت، عدل و انصاف کہاں سے ڈھونڈ پائیں گی۔ یہ ملت کے ساتھ کتنا بڑا المیہ ہے ملک دین محمدی ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مسلم امہ اور انکی نسلیں اس مجرم، جابر، ظالم، غاصب اینٹی کرسچن جمہوریت کے بے دین نظام حکومت کے عیاش اور غاصب ٹولہ کے شکنجے کی گرفت میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ یا اللہ یہ کیسا غیر قرآنی نظام حکومت ملک و ملت پر مسلط ہے کہ ملک کا سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ اور، ملک کے سیاسی عالم دین، ملک کے گدی نشین اور پیران طریقت مل کر دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، اعتدال و مساوات، امانت و دیانت، عدل و انصاف اور ملت کے جسد کو ایک کینسر کی طرح چمٹ چکے ہیں، طبقاتی نظام حکومت، طبقاتی تنخواہیں، طبقاتی سرکاری سہولتیں، طبقاتی نظام حیات، مخلوط تعلیم، مخلوط معاشرہ، مخلوط حکومت، سود کا معاشی لعنتی نظام، مغربی کلچر کا مادہ پرست، اقتدار پرست فرعونی سیاسی حکومتی نظام، ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے مطابق امریکن لا، برٹش لا، انڈین لا، جیوری پروڈینس کی روشنی میں انتظامیہ اور عدلیہ کا عدل کش بکاؤ نظام، امیر کا لائق وکیل، غریب کا کمزور وکیل کا کیا مقابلہ، عدالتوں میں انصاف بکتا ہے۔ ہر روز پی ایل ڈی بدلتی اور ہر ماہ نئے قوانین کی نئی کتاب مرتب ہوتی جاتی ہے۔ جرائم پنپتے چلے جا رہے ہیں۔ جج اور منصف پھلتے جا رہے ہیں۔

۳۴۔ پیغمبر خدا اور مقدس کتاب اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام حیات کو ترک کر کے اسمبلیوں کے کرپٹ، رشوت خور، اقتدار پرست معاشی دجال نان کرپچن جمہوریت کے اسمبلی پیغمبران پر مشتمل اسمبلیاں۔ یا اللہ اس ملک وملت کے مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت کے سیاسی علما، سیاسی گدی نشینوں، فوجی، سیاسی پیران سیاست اور ملت کے دینی رہنماؤں نے دین محمدی ﷺ اور اسکے اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کو ترک کر کے اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کی معاشی، معاشرتی آفادیت میں گم ہو چکے ہیں۔ یہ باطل، غاصب دینی رہنما دوسرے فوجی سیاسی ملکی غدار رہنماؤں سے مل کر مسلم امہ اور اسکی نسلوں کو دین محمدی ﷺ کی منزل کی بجائے مغربی جمہوریت کے فرعونی نظام حکومت کے پنجرے میں مقید کر چکے ہیں۔ دین محمدی ﷺ کی بالا دستی قائم کرنے کا وقت آ چکا ہے۔ انکی اجارہ داری انکی حاکمیت، انکی دین کش طرز حیات سے نجات اور رہائی کا وقت ملت کا نصیب بن چکا ہے۔ یا اللہ ہمیں اپنے غضب سے بچا، ہم پر رحم فرما اور ہمیں دستور مقدس کے نفاذ کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

۳۵۔ مغربی جمہوریت کے برعکس شورائی نظام مملکت یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت اور اسکے ممبران اللہ تعالیٰ کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات ضابطہ حیات کی پیروی اور قوانین کی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور فرزندان ملت سے بھی کرواتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نظریات کی حاکمیت کی سرکاری بالا دستی قائم کرتے ہیں۔ انکے روزمرہ کے اخراجات نہ ہونے اور ایک عام شہری کے برابر، انکی بود وباش ایک عام آدمی کی طرح نہایت مختصر۔ ملکی خزانہ محفوظ۔ ملک میں اعتدال ومساوات کا عمل جاری۔ تعلیمی نصاب ایک اور جدید تقاضوں کے عین مطابق اور تعلیمی ادارے اسلامی تشخص کے کارخانے۔ اعتدال ومساوات، امانت و دیانت، علم وعمل، ادب وخدمت، اخوت ومحبت، عفو درگذر، عدل وانصاف اور اخلاق وکردار دین محمدی ﷺ کی نوری روشنیوں سے منور ہوتا جاتا ہے۔ عدل وانصاف کچہریوں، تھانوں اور عدالتوں میں نہیں، مسجد کی حدود کے اندر نامزد شورائی ممبران یہ فریضہ ادا کرتے ہیں۔ تمام حلقہ انتخاب کے عوام انکے فیصلوں کو چیک کرنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ رہائش گاہیں سادہ اور مختصر۔ خلیفہ وقت اور عوام الناس کی زندگی کی ضروریات کا تضاد ختم، سرکاری ملازمین کی تنخواہیں اور سرکاری سہولتیں ایک جیسی، ملکی وسائل، دولت اور خزانہ امین ہاتھوں میں محفوظ، اعتدال ومساوات کے چراغ روشن، معاشرے میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کی عبادت کے لطائف جاری، نفرت ونفاق کا خاتمہ، خالق کی مخلوق میں اخوت ومحبت کا رشتہ قائم اور دائم ہو جاتا ہے۔

۳۶۔ملک میں ایک جیسا تعلیمی معیار ایک جیسا۔ تعلیمی نصاب ایک جیسے تعلیمی ادارے آبادی کے قریب اور ان کا دین کی روشنی میں تعلیمی نظام اور معیار ایک جیسا۔ اسطرح بچوں کو تعلیمی اداروں تک پہنچانے اور واپس لانے کے گاڑیوں اور انکے پٹرول، گیس، ڈیزل کے اخراجات کی تلخیاں ختم ہو جائیں گی۔ نہ ایچی سن کالج جیسے طبقاتی اعلیٰ اخراجات والے انگلش میڈیم تعلیمی ادارے اعلیٰ اور ان سے طبقاتی سرکاری عہدیدار تیار کریں گے۔ نہ ہی انگلش میڈیم طبقاتی تعلیمی نصاب کو چلانے والے تعلیمی اداروں کا طبقاتی تعلیمی کینسر ہوگا اور نہ ہی ۹۹ فیصد عوام تعلیم سے محروم ہوگی۔ جبکہ یہ شاہی تعلیمی ادارے ۷۰ فیصد کسانوں، انتیس فیصد محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کیلئے شجرِ ممنوعہ بن چکے ہیں۔ نہ ہی انگریزی زبان کی تمام زبانوں پر سرکاری بالادستی ہوگی۔ نہ ہی انگریزی سرکاری زبان ہوگی۔ کار سرکار چلانے اور سمجھنے کیلئے قومی زبان اردو کو عمل میں لانا یعنی عوام کو گویائی، سماعت، بینائی اور دل و دماغ کو جو ان سے انگریزی زبان نے چھین رکھے ہیں انکو واپس دلوانے کے مترادف ہے۔ اسطرح چند جاگیرداروں چند سرمایہ داروں، چند آمروں اور چند حکمرانوں کا طبقاتی تعلیم اور طبقاتی تعلیمی اداروں کا خاتمہ ہوگا۔ اس ناقص عدل کش تعلیمی طریقہ کار، طبقاتی تعلیم نظام، طبقاتی تعلیمی اداروں مخلوط تعلیم مخلوط تعلیمی اداروں اور اعلیٰ شاہی اخراجات والے تعلیمی اداروں کا خاتمہ اور ملت کی نجات کا سبب بنے گا۔ تعلیم پر اس شاہی سیاسی طبقہ اور حکمران ٹولہ اور انکے اعلیٰ عہدیداروں کی اجارہ داری خود بخود ختم ہوگی۔ اس عمل سے نہ اس شاہی معاشی دہشت گرد ٹولہ کے کسی فرد کا احتساب ہوگا اور نہ ہی قتال ہوگا۔ یہ دہشت گرد جاگیردار، سرمایہ دار، سیاسی، حکومتی ٹولہ ملک و ملت کی تعلیمی ترقی میں رکاوٹ اور بری طرح حائل ہو چکا ہے۔ اس شاہی نظام تعلیم اور اسکے شاہی ٹولہ کی اجارہ داری ختم کرنے سے سائنسی ترقی، جدید ٹیکنالوجی اور جدید علوم چند غاصب ہاتھوں سے نکل کر ۷۰ فیصد کسانوں اور ۲۹ فیصد محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی تعلیمی شرکت سے ملک میں ایک حقیقی انقلاب پیدا ہو سکے گا۔ ملک و ملت کا غلامانہ مفتوحہ قوم والا کلچر ختم ہوگا۔ مالی وسائل، ملکی دولت اور ملکی خزانہ کا تحفظ ہوگا۔ کوئی آمر، کوئی وڈیرا، کوئی بھتہ خور سیاسی ممبر، کوئی رشوت خور سرکاری عہدیدار یا کوئی ملکی غدار ڈکٹیٹر حکمران اس اجتماعی تعلیمی ترقی، سائنسی ترقی، اقتصادی ترقی کو میلی آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکے گا۔ یہ کیسی مغربی جمہوریت ہے کہ ایک فوجی حکمران گن پوائنٹ پر سیاسی مجرموں پر مشتمل ایک سیاسی جماعت از خود تیار کر کے ہارس ٹریڈنگ کے طریقہ کار کے تحت ملک پر مسلط کر دے۔ مجرموں کے جرائم معاف کر کے تمام جماعتوں کے غداروں، مجرموں اور اقتدار پسندوں کو اکٹھا کر کے مجرموں کی ایک نئی جماعت بنا لے۔ اقتدار کی نوک پر عددی برتری حاصل کر لے۔ ہر جرم کو قانون بنانے اور ججز اور پھر سپریم کورٹ کے جج کو پابند سلاسل کر دے۔ اپنی مرضی کی انتظامیہ، عدلیہ حکومتی ایوانوں پر مسلط کر دے۔ ہر صداقت کو جرم اور ہر جرم کو صداقت بنا دے۔ کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں کی تعمیرات یا انسٹالیشن کے اخراجات کے لون یا قرضہ جات آمروں یا با اثر سیاسی شخصیات کو نہیں بلکہ ہنرمندوں اور محنت کشوں کو جاری ہونگے۔ انکو مناسب ایک جیسی تنخواہیں، ایک جیسی سہولتیں، منافع میں مناسب حصہ اور بچت سے جدید نئی فیکٹریوں کے اجرا کا عمل ملک میں از خود جاری ہوتا جائیگا۔ ملک کے وسائل، دولت اور خزانہ چند شاہی محلوں کی تعمیرات اینٹ اور پتھروں کی زینت نہیں بنے گا۔ چند غاصبوں کے شاہانہ تصرف کی نظر نہیں ہوگا۔ یہ ظالمانہ کلچر اپنے ایام پورے کر چکا ہے۔ ان سے لوٹا ہوا مال و اسباب واپس لیا جائیگا۔

۳۷۔ زراعت کو جدیداوزار اور جدید نظام کی روشنی میں خاص توجہ دینی ہوگی۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے دیہاتوں کو شہروں کی طرح جدید زراعت اور زراعت کے عملی سکالروں کی تربیت کی جائیگی۔ زراعت کے متعلق تعلیم، جدید نظام حیات، سڑکوں، بجلی سے آراستہ کرنا ایک اہم ملی فریضہ ہوگا۔ زراعت اور اس سے متعلقہ تمام فیکٹریاں، ملیں، کارخانے جہاں خام مال موجود ہوگا وہاں تعمیر کرنا ہونگے، ہمارے خام مال، تمام وسائل اور تمام ذرائع آمدن دیہاتوں سے منسلک ہیں انشا اللہ عوام شہروں سے دیہاتوں کی طرف رجوع کریں گے۔ آقا اور غلام، برہمن وشودر، مالک ونوکر، حاکم ومحکوم کے طبقات اور تصور کو اور غاصب، جابر کلچر کو ختم کرنا مسلم امہ کے پیروکاروں کا بنیادی طیب فریضہ اور عبادت ہے۔ چند عیاشوں کے سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسز اور شاہی پیلسز، بنی گالا پاہوسوں اور شاہی گاڑیوں اور سامان تعیش اور شاہانہ اخراجات اور جمہوریت کے نظام کے سرکاری آمروں، بادشاہوں، وزیراعظموں، گورنروں وزیروں، مشیروں کے تاج محلوں، انکے ملک کی دولت، وسائل اور خزانہ نگلنے کے کلچر کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ملک اور ملک کے وسائل دولت اور خزانہ چند بلیک میلروں، سیاستدانوں، سمگلروں سرمایہ داروں، جاگیرداروں، آمروں، فوجی ڈکٹیٹروں اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے چند ہارس ٹریڈنگ کے معاشی، معاشرتی قاتلوں کی ملکیت بنائے رکھنا اسلام کے نام پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ ان مذہب کش باطل جمہوریت کے جابر اور غاصب نظام حیات اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے دجالوں سے امت محمدی ﷺ کو نجات دلانا ایک عظیم انسانی نیکی اور ملت اسلامیہ کا فرض ہے۔ یہی ملت کی سرفرازی کا واحد راستہ ہے۔ یا اللہ تو اس ملت کو ایسا کرنے اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس باطل نظام کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امین

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۔ بادشاہت ہو یا آمریت، سرمایہ داری نظام ہو یا جمہوریت کا طرز حیات یہ سب نظام اور انکے پیرستار رہنما اپنے اپنے ممالک کی معاشیات پر ہر جائز و ناجائز طریقہ سے قابض ہو جاتے ہیں۔ معاشیات کی طاقت سے ملک کے اقتدار پر مسلط ہو کر، ایسے قوانین مرتب کرتے ہیں اور ایسے ضابطے ترتیب دیتے ہیں۔ ایسا نظام اور سسٹم مسلط کرتے ہیں۔ جس سے وہ قلیل سا طبقہ عوام الناس کو اپنا محکوم، خادم، نوکر، قیدی اور شودر بنا کر رکھ دیتا ہے۔ اس طرح وہ غاصب ٹولہ بنی نوع انسان پر آفاقی طور پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ ملکی وسائل، ملکی دولت، ملکی تجارت، ملکی خزانہ پر قبضہ کر لیتے اور اپنی وراثتوں میں بدل لیتے ہیں، اسی معاشی برتری کی بنا پر وہ ملک کے اقتدار پر قابض ہو کر ملک کو اپنی ملکیت اور عوام کو محکوم بنا لیتے ہیں، بین الاقوامی سطح پر اثر و رسوخ کا دامن پھیلاتے، عدل کا فقدان پیدا کرتے رہتے ہیں، اعتدال و مساوات کو کچل دیتے ہیں۔ جسکی وجہ سے معاشرہ میں ظلم کی تاریکی چھا جاتی ہے۔

۲۔ یہ سب نظام یا طرز حکومت انسانی تخلیق ہے جو بنی نوع انسان سے مساوات چھین لیتے ہیں۔

۳۔ یہ سب نظام اور طرز حکومت معاشرے سے اعتدال ختم کر دیتے ہیں۔

۴۔ یہ سب نظام انسانوں میں تفریق پیدا کرتے اور طبقات تیار کرتے ہیں۔

۵۔ یہ سب نظام بنی نوع انسان کو اونچ نیچ، برہمن و شودر، نوکر و مالک، آقا اور غلام کی محکومی کی عملی طبقاتی زندگی کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔

۶۔ مادہ پرست افراد مادہ پرستی، ہوس پرستی، اقتدار پرستی کے بتوں کو تیار کرتے اور انکی پوجا کرتے چلے جاتے ہیں۔ حکومتی ایوانوں پر قبضہ کرنے کیلئے ہارس ٹریڈنگ، وزارتوں کی رشوتوں، غبن کے کیسوں میں معافیوں کی بنا پر ممبران کی عددی برتری حاصل کرنے کے بعد، اس برتری کی بنا پر اسمبلیوں کے ذریعہ ہر قسم کے قانونی جرائم کا نفاذ کرتے اور وسائل پر قبضہ کرتے جاتے ہیں۔ ملک کے تمام غاصب، بدکردار، اقتدار پسند کریمنل اینٹی کرپشن جمہوریت کے باطل نظام حکومت کے طریقہ کار سے اسمبلیوں میں برتری حاصل کر لیتے ہیں۔ جس سے تمام ملی ملکی اسمبلی کے رہزن اور مجرم ممبران اکٹھے ہو کر اقتدار اور حکومت کے وارث اور مالک بن جاتے ہیں۔ ملک میں ممبران کی عددی برتری کی بنا پر ہر جرم کو قانون اور ملک کے تمام وسائل، مال و دولت، خزانہ کو لوٹنے کیلئے ایک منظم رہزنوں کی ٹیم ملک پر مسلط ہو جاتی ہے۔ محکوم عوام کو مغربی جمہوریت کے پنجرے میں بند کر لیتے ہیں۔ ملت کا دین اور دنیا لوٹے جاتے ہیں۔ ملکی وسائل اور خزانہ سے اہل وطن کو محروم کرتے اور اپنی ملکیت بناتے آ رہے ہیں۔ اس طرح یہ طبقہ کوٹھیوں، سرکاری محلوں، جاگیروں، کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، بنکوں، ملکی وسائل اور قومی خزانہ کو اپنی ملکیتوں میں بدل لیتے ہیں۔ عوام الناس کے بنیادی حقوق کا قتال کرتے ہیں اور اعتدال و مساوات کو کچلتے جاتے ہیں۔ اہل وطن کو جمہوریت کے نظام حکومت کا غلام، شودر، قیدی اور محکوم بنا لیتے ہیں۔ انکے حقوق اور انکی محنت و مشقت سے کمائی ہوئی دولت کو اقتدار کی تلوار سے انگنت ٹیکسوں، مہنگائی اور ہر طریقہ کار سے چھینتے اور غصب کرتے جاتے ہیں۔ یہ تمام نظام بددیانتی، حق تلفی، لوٹ کھسوٹ، بدامنی، معاشی معاشرتی قتال اور طبقات کو جنم دیتے، عدل کا رخ ناانصافی کی چتا کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ ہوس زر اور ہوس اقتدار کی آگ بجھانے کیلئے مخلوق خدا اور انسانی رشتوں کے حقوق اور تقدس کو روندتے اور مسخ کرتے رہتے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۷۔ فوجی ڈکٹیٹروں ،بادشاہوں ،آمروں ،سرمایہ داروں اور مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور انکے سپرستاروں نے تمام اہل کتاب پیغمبران حضرت داوٗد علیہ السلام ،حضرت موسیٰ علیہ السلام ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے الہامی صحیفوں زبور شریف ،توریت شریف ،انجیل شریف اور قرآن شریف کے نظریات ،ضابطہ حیات ،طرز حیات اور تعلیمات کی ملکی اور سرکاری سطح پر بالا دستی اور سرفرازی پوری دنیا میں منسوخ کر رکھی ہے۔پیغمبران کی امتوں کے فرزندان اپنے اپنے چاند ستاروں کے انوار اور انکی روشنیوں سے محروم۔پیغمبران کی امتوں کے فرزندان اپنے اپنے حسین وجمیل اور خوبصورت اخوت کے پھولوں اور محبت کی خوشبوؤں سے محروم۔پیغمبران اور انکی امتوں کے فرزندان انکے نظریات اور ضابطہ حیات اور انکے تیار کیئے ہوئے کرداروں اور انکے اعمال کی رحمتوں سے محروم۔پیغمبران اور انکی امتوں کے فرزندان انکے تعلیمی نصاب ،انکی تعلیمات کی روحانی روشنیوں سے محروم۔تمام پیغمبران اور انکی امتوں کے فرزندان انکے اعتدال و مساوات کے اسباق سے محروم۔پیغمبران اور انکی امتوں کے فرزندان انکے خدمت خلق کے اصولوں سے محروم۔پیغمبران اور انکی امتوں کے فرزندان انکے ایثار و نثار کے جذبوں سے محروم ،انکے اعلیٰ اخلاق و اطوار سے محروم ،انکے عمدہ کردار سے محروم ،انکے صبر و تحمل کے میخانوں کی مے سے محروم ،انسانوں میں نفاق اور نفرت کی آگ بجھانے کے عوامل سے محروم ،دنیا کی بے ثباتی کے درس سے محروم ،مادیت اور روحانیت کا توازن قائم کرنے کے ضابطوں سے محروم۔انہوں نے پیغمبران کی امتوں کو ایک اذیتناک المیہ سے دوچار کر رکھا ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیمونزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۸۔ پیغمبران کی تمام امتوں میں نمرود، فرعون، شداد اور یزید کے باطل، غاصب کلچر کے ایجنٹ ایسے داخل ہوئے کہ انہوں نے اپنے اپنے ممالک میں ان تمام پیغمبران کی امتوں پر پہلے معاشی اور معاشرتی غلبہ حاصل کیا۔تمام امتوں اور ان کے ممالک پر معاشی اور معاشرتی بالا دستی قائم کرنے کے بعد تمام امتوں کی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات سے ایک قیدی کی طرح محبوس، محکوم، نوکر، غلام بناتے چلے جا رہے ہیں۔اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہی الہامی صحیفے، وہی کلام الٰہی، وہی زبور شریف، وہی توریت شریف، وہی انجیل مقدس وہی قرآن شریف جو انسانی نسلوں کو امن و سلامتی، اخوت و محبت اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، حسن خلق اور ادب انسانیت کی منزلوں پر گامزن کرتے ہیں انکی سرکاری بالا دستی کو ختم کر کے انکی افادیت کو مفلوج کر دیا ہے۔تمام مذاہب کی اعلیٰ صفات اور فطرتی صداقتوں کو ان فوجی ڈکٹیٹروں، بادشاہت، آمریت، ملوکیت اور جمہوریت کے دجالوں نے نگل لیا ہے۔پیغمبران کے الہامی نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے ممبران کو فوقیت دیکر مذاہب کی روح کو مسخ کر رکھ دیا ہے۔پیغمبران کے پاکیزہ نظام حیات کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کا ایک نیا انسانی تخلیق کردہ کلچر تیار کرنے میں مصروف ہو چکے ہیں۔ڈکٹیٹر شپ، بادشاہت، آمریت، ملوکیت کے حکمرانوں کا جدید ٹیکنیکل روپ جو، اب اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے نظریات کی شکل میں تمام دنیا پر مسلط ہو چکا ہے۔جمہوریت کے حکمران اپنے رائج الوقت جبر و تشدد، ظلم و بربریت، انسانوں کا معاشی اور معاشرتی قتال، اعتدال و مساوات کو کچلنے کے طریقہ کار، عدل کو روندنے کے باطل ضابطہ حیات کو پیغمبران کی امتوں پر مسلط کر چکے ہیں۔ پیغمبران کے عدل و انصاف کی الہامی تعلیمات، انکے اعتدال و مساوات کے ضابطہ حیات اور تمام رشد و ہدایت اور فلاح کے اصولوں، ہر قسم کے انسانی حقوق کو روندنے اور بنی نوع انسان کو کچلنے کا اذیتناک عمل جاری کیا ہوا ہے۔جن کے ذریعہ چند بے ضمیر معاشی اور معاشرتی دجال عوام الناس کے معاشی حقوق کو روند کر ملکی دولت اور وسائل پر قابض ہو جاتے ہیں۔اس دولت اور وسائل کی برتری اور انکے حصول کے عمل سے آمریت، ملوکیت اور بادشاہت کے نظام کے اطاعت کی تربیت جاری ہو جاتی ہے۔جو اینٹی کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں پر انکی اجارہ داری سے پروان چڑھتی ہے۔ملک کے تمام طبقہ حیات کے حلقہ انتخاب میں، الیکشنوں کے ذریعہ اپنی اپنی دولت، وسائل اور معاشرتی برتری کی طاقت سے صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے ممبران منتخب ہوتے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۹۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے اس خود کار نظام کے تحت ملک کے تمام طبقوں اور حلقوں سے جاگیردار، سرمایہ دار۔ بھتہ خور۔ زمین مافیہ اور آمرا اپنے اپنے حلقہ کا الیکشن مال و دولت کی طاقت سے جیت کر اپنے اپنے علاقہ کی سلطنت کے وارث بن جاتے ہیں۔ تھانے، کچہریوں، ریونیو اور تمام سرکاری محکموں پر قابض اور بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس مغربی جمہوریت کے طریقہ کار سے اسمبلیوں کا جو پنڈال وجود میں آتا ہے۔ ملک و ملت انکی ملکیت بن جاتے ہیں، ان کے ذریعہ ملک میں ملوکیت پرورش پاتی چلی جاتی ہے۔ ضلعی صوبائی اور وفاقی سطح پر اپنی من مرضی کی قانون سازی کر کے جمہوریت کی آڑ میں ملک کی دولت، وسائل، تجارت پر تسلط قائم کرتے اور عوام الناس سے ٹیکسوں اور مہنگائی کے اندھے غاصب قوانین کے ذریعے انکی زندہ رہنے کی متاع حیات چھین لیتے ہیں۔ عوام الناس اپنے زندہ رہنے کی ضروریات حیات کے حصول کی کشمکش اور زندگی کے سانس لینے کی سزا میں بے بس اور گم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان جمہوریت کے قلیل سے رہزنوں کی فیکٹریوں، کارخانوں، ملوں، انکے تجارتی اداروں میں کام کرنے والے انکے ذاتی ملازم، نوکر، خادم، محکوم اور غلام بن کر رہ جاتے ہیں، ملک کے تمام وسائل، مال و دولت اور ملی، ملکی خزانہ ۱۸ کروڑ انسانوں کی ملکیت ہے جنکو یہ عوام سے اقتدار کی نوک پر چھینتے، لوٹتے، ڈاکہ ڈالتے اور اپنی ملکیتوں میں بدلتے جاتے ہیں۔ انکے جابرانہ نظام کی دستور زباں بندی ملت کی محکومی کی خاموش داستاں بنتی جاتی ہے۔ مذہب کے نظریات کے اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کی ملکی سطح پر بالادستی اور سرپرستی منسوخ اور ختم کرنے کے بعد اینٹی کرپشن جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے طبقاتی غاصب معاشی اور معاشرتی نظریات کی سرکاری طور پر حاکمیت قائم ہو جاتی ہے۔ فوج شاہی کے جرنیل، افسر شاہی کے ایس پی، آئی جی، ڈی سی، کمشنر، سیکٹری، منصف شاہی کے جج، ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس تمام محکمہ جات کے اعلیٰ سے ادنیٰ سرکاری ملازمین انکی اطاعت اور انکے نظام حکومت کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔ عوام الناس انصاف سے محروم، مساوات سے محروم، اعتدال سے محروم، اپنے حقوق سے محروم ہوتے جاتے ہیں۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور سیاستدان اقتدار اور حکومت حاصل کرنے کے بعد دنیا کی خواہشات، مال و دولت کی محبت اور اس فانی دنیا کے دلفریب حکمرانی کے شاہی لوازمات کے حصول کی جنگ میں ایک طوفان مچا دیتے ہیں۔ وہ حق و باطل، خیر اور شر، نیکی اور بدی، سچ اور جھوٹ، حلال و حرام کے ضابطوں کو روند کر رکھ دیتے ہیں۔ کہیں بنیادی ضروریات کے دلسوز حصول کے تفکرات اور کہیں عیش و عشرت کے لوازمات کی آرزوں کا جہنم جمہوریت کی پیداوار ہیں۔ جمہوریت کے مادہ پرستی، اقتدار پرستی کے ضابطوں کی تعلیم و تربیت ہی دنیا کی خواہشات میں انسان کو گم کر دیتی ہیں۔ جس سے انسان دنیا کے لالچ و لہب میں گم ہو جاتا ہے۔ انسانوں کے حقوق سلب کرتا ہے، خدمت کے جذبے انسانی روح میں نایاب ہوتے جاتے ہیں۔ جمہوریت کے مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرے کی طرز حیات کا نظام۔ جمہوریت کے آزادی نسواں اور ازدواجی زندگی کے اصول و ضوابط، جمہوریت کے جنسی آزادی کے قوانین، ضابطہ اخلاق کا نظام، جمہوریت کے ترقی یافتہ ممالک کے دنیا بھر کے غیر ترقی یافتہ ممالک کے وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن اور بنیادی ضروریات حیات چھیننے کے تجارتی اور طاقتی طریقہ کار، مغربی جمہوریت کے رہزنوں کا ملکی دولت، وسائل، خزانہ اور اقتدار پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی داستانیں ہیں۔ یہ طریقہ واردات ہیں جس سے جمہوریت اپنی آغوش میں سرمایہ داری پالتی ہے اور آمر پیدا کرتی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۰۔ جمہوریت کا طرز حکومت !۔ مالک ومزدور، برہمن وشودر، حاکم ،محکوم، آقا وغلام کے طبقات تیار کرتا ہے اور انسانوں سے برابری کے حقوق چھین لیتا ہے۔ جمہوریت کا نظام عوام الناس کا اعتدال ومساوات کا معاشی قاتل ہے۔ جمہوریت کی طبقاتی تعلیم ،طبقاتی تعلیمی نصاب ،طبقاتی تعلیمی ادارے ،طبقاتی معاشرہ ،جمہوریت کی حکومت چلانے کا ایسا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا نظام اربعہ ہے جو مذہب کی تہذیب کا کینسر ہے جو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے جارہا ہے۔ امریکہ ہو یا برطانیہ ،پاکستان ہو یا بھارت یا جمہوریت کا نظام حکومت جہاں کہیں بھی ہوگا۔ وہاں مزدور، محنت کش، ہنر مند، ملیں ،فیکٹریاں ،کارخانوں کی بلڈنگیں جائز وناجائز طریقہ سے حاصل کی ہوئی دولت سے یہی لوگ ان سے تیار کرائینگے ،اقتدار کی نوک پر گورنمنٹ کے خزانہ سے اپنے اپنے نام قرضے جاری کروائیں گے۔ تجارت کے نام پر ڈاکے ماریں گے۔ مزدور، محنت کش، ہنر منداس مشینری کو بنائیں گے، اینٹیں تیار کریں گے۔ سیمنٹ تیار کرنے کے کارخانے دن رات چلائیں گے۔ بلڈنگ تیار کریں گے۔ مشینری نصب کریں گے، اسکو چلائیں گے، عمدہ اور معیاری پیداوار مہیا کریں گے۔ انکو انکی محنت واجرت بطور خیرات کے بخشیش کریں گے۔ اس طرح جمہوریت کے نظام کے چند رہزن ،چند غاصب سپر سٹار اسمبلیوں کے ممبران ان محنت کشوں ،مزدوروں کی رات دن کی محنت کا ثمر ملوں ،فیکٹریوں ،کارخانوں کو اپنی ملکیتوں میں بدلتے اور انکے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ یہ مالکان کی حیثیت سے ایک بادشاہ ایک آمر، ایک ڈکٹیٹر اور اینٹی کرپشن جمہوریت کے پروردہ نظام کے مالک اور حاکم بنتے جائیں گے۔ حکومتی ٹولہ ہارس ٹریڈنگ اور نظریہ ضرورت کے تحت اربوں کھربوں کے قرضوں اور غبنوں کی معافیاں اور حکومتوں کے سودے کرتے جائیں گے۔ انکی اس معاشی اور معاشرتی اجارہ داری سے کسان، محنت کش، ہنر منداور عوام الناس انکے نوکر، خادم، محکوم، غلام اور شودر کی حیثیت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ مالی فراوانی کے لحاظ سے تصرفانہ اور عیاشانہ معیار زندگی ، انکی شخصیت کا نمایاں خصوصیات کا حصہ بنتی جاتی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۱۔ اس طرح یہ اپنی اپنی ملکیتوں کے ذریعہ اپنی اپنی ریاستوں کے مالک وحاکم ،آمر اور بادشاہ تیار ہوتے جاتے ہیں۔لہذا **ملک** انکا وراثت نامہ وسائل انکے ملکیت بن جاتے ہیں۔ **ملک** کی ہر شے انکی ملکیت ،سرمایہ انکا ،ملکی وسائل انکے ،دولت اور خزانہ انکا ،ملیں فیکٹریاں ،کارخانے اور ہر قسم کی تجارت انکی ،سامان تعیش اور محل ان کے ،ورکر ،ہنر مند ،اور محنت کش رعیت انکی ،وہ مالک انکے اور وہ نوکر انکے ،وہ حاکم انکے وہ محکوم انکے وہ برہمن انکے وہ شودر انکے ۔وہ آقا انکے وہ غلام انکے ۔یہ فوجی ڈکٹیٹر ،آمر ،بادشاہ ،اینٹی کرپچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کا کردار ہے۔جب کہ یہ **ملک** ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے افراد کا ساجھا گھر ہے۔مزدوروں محنت کشوں ،ہنر مندوں کیلئے بے روزگاری کا کینسر ،زندہ رہنے کیلئے بمشکل بنیادی ضروریات حیات کے چند لقمے ،جبکہ کسان ان ملوں ،فیکٹریوں ،کارخانوں کیلئے خام مال پیدا کرتا ہے۔مزدور ،محنت کش اور ہنر مند ان ملوں ،فیکٹریوں اور کارخانوں کو تیار کرتے ،چلاتے اور ہر قسم کی پروڈیکشن تیار کرتے ہیں۔ **ملک** کے لئے وسائل پیدا کرتے اور مہیا کرتے ہیں۔دولت کماتے ہیں۔خزانہ بھرتے ہیں۔ **ملک** کی معیشت کو مضبوط بناتے ہیں۔اس طرح یہ دولت ،یہ وسائل ،یہ خزانہ ۱۸ کروڑ مسلم امہ کی ملکیت ہے نہ کہ ان دھوکہ باز ،بددیانت اینٹی کرپچن جمہوریت کے چند غاصب سیاستدانوں اور حکمرانوں کی ،جنکو یہ ملی وسائل ،خزانہ اور تمام ملکی امانتیں سپرد کی جاتی ہیں۔یہ دھوکہ باز ۱۸ کروڑ انسانوں کے معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں۔ان دینی ،دنیاوی غاصب رہبروں اور رہزنوں سے نجات حاصل کرنا اور اپنی پائی پائی واپس لینا ہر اہل وطن کا حق بنتا ہے۔اسکے علاوہ تمام مزدوروں ،محنت کشوں ،ہنر مندوں کا کام ان جاگیرداروں ،سرمایہ داروں ،فوجی ڈکٹیٹروں ،آمروں ،بادشاہوں اور جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کے احکام کی پیروی کرنا ،انکے احکام کو بجالانا ،انکے قوانین کی اطاعت کرنا ،انکے جبر وظلم کو برداشت کرنا ،انکا معاشی قتال قبول کرنا ،انکے معاشرتی تشدد کو تسلیم کرنا ،انکے غنڈہ ٹیکسوں کو جمع کروانا ،انکی مہنگائی کی شرنجوں سے خون پیش کرنا ،انکے ملکیت اور کاروباروں کو جلا بخشنا۔مزدوروں ،محنت کشوں ،ہنر مندوں اور عوام الناس کا ان کے حکومتی احکام کو بجالانے کا ایک اہم فریضہ بن چکا ہے۔جو انکے جمہوریت کے دستور کا حصہ ہے۔ان سماجی دہشت گردوں نے تمام اہل وطن کی آزادی سلب کر رکھی ہے ، انہوں نے اعتدال و مساوات کو کچل کر رکھ دیا ہوا ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۲۔ انکے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانا غداری ، انکے تاج محلوں ،سرے محلوں ، رائے ونڈ ہاؤسوں ، بنی گالا ہاؤسوں ،شاہی پیلسوں کا تذکرہ کرنا بغاوت ، انکے حکمرانی نظام کے صدر ہاؤس ، انکے وزیر اعظم ہاؤس ، انکے گورنر ہاؤسز ،وزیر اعلیٰ ہاؤسز ، انکے کینونیشن ہالوں ، انکے آسمبلی ہالوں ، انکی اسلام آبا دکلبوں ، انکے اعلیٰ ہوٹلوں ، انکی کاروں ،کوٹھیوں اور عیا شانہ طبقاتی زندگی کا بیان کرنا ، انکے شاہی اخراجات کا ذکر کرنا ، انکے حکومتی محلوں کی شان بیان کرنا ، انکی سرکاری مراعات کی وجہ پوچھنا ، انکے ہضم کیے ہوئے قرضوں کی بات کرنا ، انکی ظالمانہ پالیسیوں کو روکنا ، انکے عدل کش نظام کی بابت سوال کرنا۔ انکے سامنے اسلامی نظام مملکت کے نفاذ کا ذکر کرنا انکے نزدیک دہشت گردی ہے۔عوام الناس کیلئے یہ تمام غاصب عوامل ، یہ سب گھناؤنے جرائم انکے حکمرانی کا حصہ بن چکے ہیں۔ کیا یہ **ملک** اسلامی نظریاتی **ملک** ہے۔ کیا انکے یہ تمام طریقے ، یہ ظلم وجبر ، یہ قتل و غارت ، یہ معصوم و بیگناہ لال مسجد کے طلبا اور طالبات کا بے رحمانہ قتال خونی انقلاب کی وجہ بنتے نہیں جا رہے۔ انکو فوری طور پر دین کا ضابطہ حیات اور اسکی روشنی میں اعتدال و مساوات اور عدل وانصاف کو **ملک** میں نافذ العمل کرنا ہوگا۔ انکی عیاشیوں ، انکے غیر متوازن معاشی نظام ،صدر مملکت ، انکے وزیر اعظم ،وزیر اعلیٰ ، گورنرز ،وزیر ومشیر ، انکے اردلی اور بیٹ مین کی تفاوتی ، طبقاتی زندگی کا بیان کرنا ایک نا قابل معافی جرم ، انکی کرپشن ، انکی رشوت ، انکی سفارش کی نشاندہی یا انکے نظام کا خرابا بیان کرنا جمہوریت کی توہین ۔ انکی مخلوط تعلیم ، مخلوط معاشرہ ، مخلوط حکمرانی مخلوط نظام حیات کے ازدواجی زندگی پر بدترین اثرات کی وضاحت دین کی روشنی میں کرنا انکی آسمبلیوں کی توہین۔ انکے طبقاتی نظام ، انکے سودی نظام ، انکے ازدواجی مذہبی نظام کو ختم کرنے کا سسٹم ، انکی بے حیائی ، انکی بدکاری ، انکی زنا کاری ، انکی لوٹ مار ، انکی رشوت کی داستانیں ، کرپشن کی داستانیں ، سفارش کی داستانیں ، انکی فرقہ پرستی کی داستانیں ، انکی اپنی جماعتوں سے غداری اور ان غداروں کا ملکر ایک نئی حکومت قائم کرنے کی داستانیں سنانے والا ، انکے **ملک** کو دولخت کرنے کے دکھ کے آنسو بہانے والا ، ان کی مے اور انکے میخانے کا منکر انکے نزدیک **ملک** وملت کا مجرم بن جاتا ہے۔ ان کی باطل جمہوریت اور انکے غاصب نظام کی بغاوت کا مجرم انکے روبرو کھڑا ہے ، وہ رسول اللہ ﷺ کے میکدے کا جام نوش کر چکا ہے ، اے جمہوریت کے رکھوالو! غور سے سن لو ، مکافات عمل سے نہ کوئی بچ سکا ہے اور نہ کوئی بچ سکے گا۔ تمہارے ظلم کی داستانیں فطرت کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں۔ وقت تمہارے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے۔ سرخ انقلاب تمہارے دروازے پر دستک دے رہا ہے اور کہ رہا ہے کہ۔ نبی کریم ﷺ کی امت کو جمہوریت کے نظام کی ٹکٹکی پر لٹکانے والو اس سے باز آجاؤ! انقلاب وقت سے پہلے آگاہ کر رہا ہوں۔ جانتے ہو اسکی سزا کیا ہے۔ اسکی سزا تمہاری اور تمہارے نظام کی عبرتناک موت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت کا مسافر بنائیں اور آنیوالی آفات سے محفوظ فرماویں۔ آمین

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۳۔ مزدور، محنت کش، ہنرمند امریکہ کا ہو یا برطانیہ کا، پاکستان کا ہو یا بھارت کا، سعودی عرب کا ہو یا اسرائیل کا یا کسی بھی جمہوری ملک کا ہو۔ یاد رکھو! ہر فرد اس ملک کا باشندہ، اور اس دنیا کا وسنیک اور اس جہان رنگ و بو کا برابر کا ایک عام انسان کی طرح وارث ہوتا ہے۔ ملک کی دولت، ملک کے وسائل اور ملک کا خزانہ سب کی برابر کی ملکیت ہوتے ہیں۔ یہ حاکم و محکوم کا قصہ، یہ مالک و مزدور کا قصہ، یہ برہمن اور شودر کا قصہ اور اس قسم کے تمام قصے اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ اس طبقاتی تہذیب کو نبی کریم ﷺ کے نظریات، تعلیمات، ضابطہ حیات، اور طرز حیات کی صداقتوں کی تعلیم و تربیت کے نفاذ سے اس مغربی جمہوریت کے استحصالی نظریات کو ختم بلکہ ہمیشہ کیلئے نیست و نابود کرنا ہوگا۔ دین محمدی ﷺ کی تعلیمات سے ہر انسان رحمت العالمین ﷺ کی اطاعت کا لباس پہن لیتا ہے۔ ایسا انسان پوری مخلوق خدا کیلئے رحمت بن کر زندگی گذارتا ہے، خلق عظیم کا تاج اسکی ملکیت ہوتا ہے، امانت و صداقت اسکے کردار کے روشن چراغ ہوتے ہیں۔ خوش خلقی اسکے چہرہ سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ حق کے نور کی روشنی اسکا چراغ راہ ہوتا ہے۔ اسکا قلب صداقت کی معرفت سے مالا مال ہوتا ہے۔ وہ مجسم حق اور مجسم انوار کا مجسمہ ہوتا ہے۔ اسکی گفتگو جیسے پھولوں سے خوشبو نکلتی ہو۔ اسکے ہونٹوں پر تبسم ہو تو دل اسیر محبت ہو جاتے ہیں۔ اسکی محفل ادب و احترام کی درسگاہ ہوتی ہے۔ اسکی خاموشی میں لذت گفتار پائی جاتی اور اسکی لب کشائی اسرار و رموز کے مضراب کا کام کرتی ہے۔ اسکے مسکرانے سے کائنات مسکراتی ہے۔ اسکا ہر عمل باعث رحمت ہوتا ہے۔ اسکے پاس کسی کو جھڑکنے، تلخ کلامی کرنے یا نفرت کرنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ اسکی شخصیت اخوت و محبت کی پیکر ہوتی ہے۔ اسکی زندگی اعتدال و مساوات کا خزانہ ہوتی ہے۔ اسکی ضروریات حیات قلیل، اسکی خواہشات مختصر۔ اسکی نگاہ اس دارالفناہ سے آشنا ہوتی ہے۔ اسکی پہچان خیر اور شر کی آگاہی بخشتی ہے۔ اسکا خمیر صبر و تحمل سے سینچا ہوتا ہے۔ اسکی زندگی کا محور عدل پر قائم ہوتا ہے۔ اسکی اعلیٰ صفات اور عمدہ صداقتیں عدل و انصاف کو عروج عطا کرتی ہیں۔ اسکے حسن کردار کی تجلیاں ظلمات کو روشنی عطا کرتی ہے۔ اسکا جسد نور سے پرنور اور پوری انسانیت کیلئے باعث رحمت ہوتا ہے۔ یاد رکھو! شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت کا نظام مملکت کو دنیا میں متعارف کروانا مسلم امہ کا فرض ہے۔ یہ اس پر پوری انسانیت کا قرض ہے جو اس امت نے ادا کرنا ہے۔ یہ خدائی نظام ازل سے ابد تک قابل تقلید ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۴۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم سے آشنا فرمایا۔اسلام نے مذہب اور سیاست ایک ساتھ اکٹھا کر کے انسانی کردار میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے، اسلام نے انسان کی مادی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ایک پر وقار دلکش قابل تقلید آمیزش اور حسین امتزاج مہیا کیا ہے۔جس کے بروئے کار لانے سے مادی اور روحانی تشنگی دور ہو جاتی ہے۔اسلام نے بنی نوع انسانی کو ایک ایسا ضابطہ حیات، طرز حیات اور اسکا تعلیمی نصاب عطا کیا ہے۔جس سے ہر فرد کی تعلیم و تربیت کر کے اسکو نبی آخر الزماں ﷺ کے اسوہ حسنٰی کی تعلیمات سے روشناس کروایا جا سکتا ہے۔اس روحانی ،الہامی تعلیمات کی تاثیر آفاقی ہے۔دین محمدی ﷺ کے اس تعلیمی نصاب، اسکی تربیت گاہوں کے تربیت یافتہ افراد ایسے طیب فطرت، سلیم الطبع ،خدمت خلق اور ایثار و نثار کے جذبوں کے پیکر ہوتے ہیں۔اس نظام تعلیم سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے۔وہ خوف خدا کا وارث اور الہامی، روحانی تعلیمات کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ہر فرد خیر اور بھلائی کا روشن مینار ہوتا ہے۔وہ حرص و ہوس سے پاک ہوتا ہے اور حق پرستی کا شاہکار ہوتا ہے۔اوصاف حمیدہ اسکی زندگی کا لباس ہوتے ہیں۔وہ دنیا کی بے ثباتی اور اس جہانِ فانی کی اصل سے آشنا ہوتا ہے۔اس کائنات اور اس جہانِ رنگ و بو اور اس زمین و آسماں، اس دھرتی ،اس دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت سمجھتا ہے۔یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔مخلوق خدا اسکی تخلیق ہے۔مخلوق خدا کیلئے یہ جہاں ایک عارضی مہمان خانہ ہے۔انسان یہاں عارضی طور پر خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔وہ فلسفہ حیات و ممات کا عارف ہوتا ہے۔خدمت خلق کی عبادت سے آشنا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم رکھنے کیلئے نبی کریم ﷺ نے ایک جامع ضابطہ حیات عطا کیا ہے۔اس کائنات کا نظام اور انتظام چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو شورائی جمہوری نظام کا سلیقہ عطا کیا ہے۔شورائی نظام کی روشنی میں کوئی فرد اپنا نام پیش نہیں کر سکتا۔یہ پوری امہ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب میں سے ایسے افراد کا چناؤ کرتے ہیں۔جو دین و دنیا کے نظام کو چلانے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اس ذمہ داری کو نبھانے کی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں۔انکی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے حیات مبارکہ کے قریب تر ہوتی ہے۔ایسے نظام شورائی اور اسکے ممبروں کے نام عوام از خود تجویز کرتے ہیں۔اس طرح خلیفہ وقت کا چناؤ وجود میں آتا ہے۔خلیفہ وقت نبی کریم ﷺ کے نائب ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی خود بھی پیروی کرتے ہیں، پوری امہ سے بھی کرواتے ہیں جو انسانی حقوق فرائض اور خدمت خلق جیسے دینی ضابطوں کی حفاظت کرتے ہیں۔اب اہل مذاہب اور پوری دنیا اس انقلاب کو دیکھنے کی منتظر کھڑی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیمونزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات، عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۵۔ صنعتی ترقی، سائنسی ترقی مادہ پرستی، مادی قوت، مادی طاقت کے حصول کی برتری کے نظریات ارسطو، کارلائل۔ بینجمن، ڈارون، فرانسس بیکن اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے عظیم سکالر جنکے بانی لارڈ میکالے اور ابراہیم لنکن ہیں۔ انکے نظریات پر مغربی اقوام ہمہ وقت اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ جنہوں نے صنعتی انقلاب اور جدید سائنسی ترقی کے نام پر روحانی صلاحیتوں کو مسخ کر دیا ہے، مخلوق خدا کو نیست نابود کرنے والے گیس بم، جراثیمی بم، نائٹروجن بم، ایٹم بم اور جدید ہتھیار تیار کرنے کا راستہ دکھا دیا ہے۔ جسکا لامتناہی سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ بنی نوع انسان اور تمام مخلوق خدا تباہی کی منزل کے قریب آن کھڑی ہے۔ انکی بین الاقوامی دہشت گردی کی جنگ ایٹمی جہنم کو کسی وقت بھی سلگا سکتی ہے، ایٹم بم، نائٹروجن بم، گیس بم، جراثیمی بم ایجاد کرنے والے عیسائیت کے ترقی یافتہ ممالک اور انکے فرعونی مادہ پرست حکمران اپنی جس کامیابی پر نازاں ہیں وہ پوری دنیا کو تباہ کرنے اور راکھ میں بدلنے کے عمل کو جاری کر چکے ہیں۔ یہ تیزی کیساتھ اس لمحے کے قریب پہنچ رہے ہیں، جب یہ بد بخت ترقی یافتہ ممالک کے حکمران طاقت کے نشے میں غرق اپنے ہاتھوں سے اس جنت ارضی کو جہنم میں بدل ڈالیں گے۔ اسی طرح اینٹی کرسچن جمہوریت کے نام پر پیغمبران کے نظریات اور تعلیمات اور کلچر کو کچلنے کا طرز حیات، پیغمبران کی تیار کردہ تہذیب وتمدن کی عمارت کو نیست و نابود کرنے کا عمل، ترقی یافتہ اور طاقتور ممالک کے اینٹی کرسچن جمہوریت پسند سیاسی دانشور اور حکمران غیض وغضب کی تلوار ہاتھ میں تھامے کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے انسانوں کے وسائل، دولت، خزانہ کو چھینتے آرہے ہیں بے بنیاد الزامات اور انکے مطابق غیر فطرتی جنگی سلوک ان ممالک کے حکمرانوں کا طرہ امتیاز بن چکا ہے۔ بیشمار معصوم انسانوں کا خون، مستورات کی بے حرمتی، بچے بچیوں کا بلا جواز قتال، سکولوں، کالجوں، عبادت گاہوں، عوامی مقامات، ہسپتالوں پر ہوائی حملے، آکسیجن، نائٹروجن اور جراثیمی بموں کے حملے، میزائلوں کے حملے، پیدل فوجوں کے حملے، ہوائی افواج کے حملے، ٹینکوں کے حملے، توپوں کے حملے جاری ساری ہیں۔ معاشی خوشحالی، معاشرتی برتری، جنسی بے راہ روی نے انسانی قدریں، انسانی عظمتیں، انسانی رفعتیں، الفت ومحبت کے آسمانی چشمے، اخوت ومحبت کے ساز، عفوو درگذر کے فرخ بخش اعمال غصب کر لیئے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۶۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات ،نظریات ،تعلیمی نصاب اور اسکی روشنی میں سائنسی ترقی ،صنعتی ترقی نے مخلوق خدا سے مذہب کی الہامی ،روحانی تعلیمات کو چھین لیا ہے۔مذہب کی روشن قندیلیں ،اسکے ضابطہ حیات کی اعلیٰ اقدار اور طرز حیات کی شمعوں سے منور گلستان کو انکے اقتدار کی بالا دستی نے بجھا دیا ہے ،اسطرح نسل انسانی سے امن وسکون کی لازوال دولت چھین لی ہے۔مخلوق خدا پر کیسا مشکل دور آیا ہے۔کہ حکمرانوں کی چپقلش اور نا فرمانیوں کی سزا ،غیر ترقی یافتہ اور نہتے مما لک کے بے گناہ اور معصوم عوام اور لاکھوں انسانوں کا قتال ،بیشمار زخمیوں کی چیخوں کا دلسوز سماں ،بیشمار انسانی اعضاؤں کے فضاؤں میں بکھرنے کے واقعات ،بیشمار بھوک اور پیاس کی اذیتوں سے اموات کا سلسلہ جاری ہے۔انکے علاوہ لاتعداد انسانیت سوز ،ظلم وستم خالق کی مخلوق کے ساتھ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے سائے تلے پروان چڑھتے جارہے ہیں۔اینٹی کرسچن جمہوریت کی طاقت کے دانشمندوں نے پیغمبران کی تعلیمات کو معطل ،منسوخ اور غیر مئوثر بنا کرر کھ دیا ہے۔جس سے آج کا عبرتناک دور ظہور پذیر ہو چکا ہے۔آج ہم پیغمبران خدا کی تعلیمات ،انکے نظریات ،انکے ضابطہ حیات ،انکے اخلاق وکردار ،انکے حسن کردار ،انکے مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کے آداب ،انکے انسانی عزت واحترام کے نظام ،ان کے خدمت خلق کے اصول ،انکے عفوو درگذر کے عرفان ،انکے صبر وتحمل کے خیر اور بھلائی کی تعلیم وتربیت کے انعامات سے سرکاری طور پر مکمل منقطع ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے بنی نوع انسان بری طرح ذہنی ،جسمانی اور روحانی اذیتوں کے دوزخ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکیٹٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۷۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے طریقہ انتخاب میں صرف مال ودولت ، دنیاوی وسائل اور افرادی قوت کی برتری والے افراد ہی جاگیردار، سرمایادار، زمین مافیہ ، بھتہ خور، اغوا برائے تاوان والے چند افراد جو شاہی خراجات برداشت کر سکتے وہی الیکشن میں حصہ لے سکتے ہیں۔اینٹی کرسن جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے الیکشنوں پر انکی اجارہ داری مسلط ہے۔لیکن دین اسلام نے بنی نوع انسان اور مسلم امہ کو شورائی جمہوری نظام مملکت یعنی اسلامی جمہوریت کے طریقہ انتخاب سے متعارف کروایا ہے۔جس میں نہ کوئی سیاسی پارٹی ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی شخص اپنا نام انتخاب کیلئے پیش کرسکتا ہے۔نہ ہی کوئی اخراجات اور نہ ہی کوئی افرادی قوت کام آتی ۔یہ حلقہء انتخاب یونین کونسل کی سطح پر قائم ہوتا ہے تا کہ ہر فرد اپنے حلقہء انتخاب کے افراد کے کردار و تشخص سے آشنا ہو اور یہ ہر فرد کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ دینی خوبیوں، اعلیٰ اہلیت کے وارث افراد کا چناؤ کرسکیں۔حلقہء انتخاب کا ہر فرد خاموش اسلامی کردار کا نمائندہ ہوتا ہے۔ یہ انتخاب معاشرے کی اجتماعی رائے عامہ کا مظہر ہوتا ہے۔جبکہ اینٹی کرپچن جمہوریت کے طریقہ انتخاب میں کئی سیاسی جماعتیں اپنے اپنے منشور کے مطابق الیکشن میں حصہ لیتی ہیں، ووٹر کئی سیاسی جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔تمام جماعتوں کو ووٹ ملتے ہیں۔لیکن ان میں سے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والا فرد منتخب ہو جاتا ہے۔وہ کیسے عوامی نمائندہ کہلا سکتا ہے۔جبکہ تمام دوسری الیکشن ہارنے والی جماعتوں کے ووٹ اس سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اسکو کسی حالت میں بھی عوامی نمائندہ نہیں کہا جا سکتا۔وہ تو ایک آمر تیار ہوتا ہے۔ان الیکشنوں میں سیاسی شاہی محلوں کے جاگیردار، سرمایہ دار، مادی وسائل کے اعلیٰ ٹولہ کے سیاستدان دولت و وسائل کی طاقت سے مختلف اقسام کی دھاندلیاں ، اخلاقی پستی کے طریقے استعمال کرتے ہیں جو انکے منتخب ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں۔مختلف نظریات کی سیاسی جماعتوں کے رہنما اپنے نمائندے الیکشن میں کھڑا کرتے ہیں جو الیکشن جیت کر اسمبلیوں کے ایوانوں پر قابض ہو جاتے ہیں۔۱۸ کروڑ مسلم امہ کی نظریاتی اور اجتماعی جمعیت ۱۴ سیاسی جماعتوں کے منشوروں اور انکی سیاسی جماعتوں میں بکھر جاتی ہے۔لارڈ میکالے کے صنعتی انقلاب کے نظریات کے نام پر اسکے پیروکاروں نے ایٹمی ترقی اور صنعتی ترقی کر کے جدید ایٹمی ہتھیار اور جدید اسلحہ تیار کیا۔اس جہان رنگ و بو کو بنجر، اجاڑ، بے رونق اور اس کو صحرا و بیاباں کے ویرانوں میں بدلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۸۔ اگر روئے زمین کے تمام ترقی پسند لارڈ میکالے ،فرانسس بیکن اور جمہوریت پسند ابراہیم لنکن کے مکتبہ فکر اور نظریات کے ماننے والے دل و دماغ ،کان ،آنکھیں ،زبانیں رکھنے والے انکی اینٹی کرسچن جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے باشعور دانشور ،سائنسی سکالر اور بھی خطرناک ،مہلک ایٹم بموں کا ڈھیر اکٹھا کر لیں ۔مغربی جمہوریت کے پیروکار نت نئے دہشت گردی کو ختم کرنے کے قوانین مرتب کرتے پھریں ،وہ تمام حکمران صنعت کار جو ایٹمی توانائی برائے امن تیار کرنے کے دعویدار ہیں ۔اس صنعت میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں ،وہ اور انکے ملازم سائنسدان جو اذیت ناک ایٹمی جہنم تیار کر رہے ہیں ۔وہ سب دہشت گرد مل کر انسانیت کی تباہی ،بربادی اور اس حسین وجمیل خوبصورت کائنات کو نیست و نابود اور مسخ کرنے کی منزل کی طرف تیزی سے گامزن ہو چکے ہیں ۔حالات بالا کی روشنی میں اس وقت تمام مذاہب پرست امتوں کو حقائق سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے ۔کہ صنعتی انقلاب اور فلسفہ ء جمہوریت کے حکمران بنی نوع انسان کو ہولناک تباہی سے بچا نہیں سکتے ،سوائے پیغمبران کی آغوش کے ۔انکے علاوہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشور اور اسمبلیوں کے ممبران اور دور حاضر کے ترقی یافتہ ممالک مل کر اور جدید بم بنالیں ۔تب بھی یہ دنیا میں نہ امن قائم کر سکتے ہیں ۔نہ یہ خودکش حملوں کو روک سکتے ہیں ۔نہ یہ خود بچ سکتے ہیں اور نہ ہی انسانیت کو ہلاکت اور تباہی سے بچا سکتے ہیں ۔انہوں نے پیغمبران ،انکے مذاہب کے نظریات ،انکی تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ کر کے انسانوں کی دنیا میں مادیت کو روح پر مسلط کر کے معاشرے کا توازن بگاڑ کر رکھ دیا ہے ۔آرام وآسائش ،عیش وعشرت ،جنسی آزادی ،مال و دولت ،وسائل کی برتری ،عیش وعشرت اور تصرفانہ زندگی کے لوازمات کے حصول میں نسل انسانی کو گم کر کے اس دنیا کو ایک ایسے المیہ سے دوچار کر دیا ہے ۔جس کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔

بادشاہت ہو یا آمریت، ملوکیت ہو یا کمیونزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۱۹۔ اہل بصیرت افراد کو اس ظلمت کدہ میں حق کی بات کرنی ہوگی۔ اینٹی کرائسٹ جمہوریت پسند دانشوروں کی فکر، انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات، ان کے جنسی آزادی کے قوانین، انکے دنیا بھر کے غیر ترقی یافتہ ممالک کے وسائل، دولت اور خزانہ لوٹنے اور اعتدال و مساوات کو کچلنے کے نظریات اور طریقہ کار ان کا اپنے اپنے پیغمبران کی تعلیمات نظریات کی پیروی کرنے سے انحراف، انکے انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی کے باطل جمہوری نظریات نے انسانیت کو ہلاکت اور تباہی کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔ مادی وسائل کے حصول کی خاطر عدل و انصاف کو روندنے کے اصول۔ اینٹی کرائسٹ جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں کمزور، بے بس اور غیر ترقی یافتہ ممالک اور ان میں بسنے والی معصوم، بے گناہ عوام پر بلا جواز جدید اسلحہ کی تباہ کن طوفانی بارشیں۔ انسانی بستیوں، شہروں اور ان میں بسنے والی مخلوق خدا کی تباہی کے نظریات، دہشتگردی کے مرتکب طاقتور ممالک کمزور ممالک پر قابض ہونے کے بعد اینٹی کرائسٹ جمہوریت کی وہاں ڈمی حکومت بنا کر وہاں کی معصوم اور بیگناہ عوام کو دہشت گرد قرار دینے کے ظالمانہ واقعات انسانی تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ جمہوریت کے ایسے تمام نظریات ایک جرائم کی شکل بن کر دنیا میں پھیل چکے ہیں، اصل میں مغربی ممالک کے حکمران اس جدید اسلحہ سازی کی بنا پر از خود بین الاقوامی دہشت گرد بن چکے ہیں۔ جنہوں نے مہلک ترین خود کش حملہ آوروں کو جنم دیا ہے، نہ یہ خود محفوظ ہیں نہ انکے جوہری اثاثے۔ یہ دنیا کے جتنے کمزور اور جدید اسلحہ سے محروم ممالک پر جنگیں مسلط کرتے جائیں گے، یہ جتنا ظلم کرتے جائیں گے، یہ جتنا بے گناہ، معصوم انسانوں کا قتال کریں گے اتنی ہی انکی اپنی تباہی اس میں مضمر ہوگی۔ دہشت گرد نہ انکے کسی راڈار میں آتے ہیں نہ عوام ان سے آشنا ہوتے ہیں، وہ خود کش حملہ آور انکو، انکے حواریوں کو چن چن کر نشانہ عبرت بناتے ہیں، عراق اور افغانستان انکے اور انکے اتحادیوں کے مدفن خانے، انکے ممالک انکے ماتم کدہ بن چکے ہیں۔ انکی افواج دیار غیر میں اتنی گھناؤنی جنگیں لڑنے کے قابل نہیں ہیں۔ انکی عوام کو ان کا ظلم کا ہاتھ روکنا ہوگا۔ جاپان ہو یا جرمن، ایران ہو یا عراق ہو، فلسطینی ہوں یا افغانی۔ اسی طرح دنیا کی اور مظلوم اقوام کا کوئی اذیت خردہ، کوئی دل جلا، کوئی تباہ حال انکو اور انکے ایٹمی پلانٹوں کو آگ لگانے، تباہ کرنے اور انکو صفحہ ہستی سے مٹانے میں گریز نہیں کریگا۔ ایک دہشت گردی انکے ظلم، انکے معصوم انسانوں کے قتال کا تمام حساب چکا دیگا۔ انہوں نے پیغمبران خدا کے نظریات، انکی مقدس کتابوں کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اور ادب بنی نوع انسان کو ترک کر کے اینٹی کرائسٹ جمہوریت کے ضابطہ حیات، نظریات، تعلیمی نصاب، انتظامیہ، عدلیہ، ٹیکس کلچر، طبقاتی تعلیمات، مخلوط تعلیمات، مخلوط حکومت سے تیار کیا ہوا کردار، اسکے معاشی، معاشرتی، اخلاقی اقدار سے تیار کیا ہوا ملی تشخص کو ملکی سطح پر اسکی بالا دستی مسلط کر کے خدا کے خلاف ایک کھلی بغاوت اور پیغمبر انکی امتوں کو انکا مرتد اور انکی توہین کا مرتکب بنانے کا عمل شروع کر رکھا ہے، انکے ضابطہ حیات نظریاتی تعلیمی نصاب انتظامیہ عدلیہ، کے کلچر، زکوٰۃ عشر خمس کے نظام حیات، اسکے معاشی معاشرتی، اخلاق حسنہ کی تعلیمات، اس سے تیار ہونے والے ملی تشخص سے فارغ کرنے کے عمل سے دو چار کر دیا ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیمونزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۰۔ مغربی جمہوریت کے علمبردار، تمام مذاہب کے سلامتی کے ضابطہ حیات ،نظریات اور مذہبی تشخص کا اور معصوم انسانوں کا قتال ایک دجال کی طرح کرتے جا رہے ہیں ۔لارڈ میکالے کی صنعتی ترقی کے نظریات نے کمال کر دکھایا۔ایٹمی اسلحہ سازی کی مہلک صنعت ،نائٹروجن بموں کی صنعت ،گیس بموں کی صنعت ،نیپام بم ،نیوٹران بم ،ہائیڈروجن بم ،ایٹمی آبدوزوں کی صنعت ،ایٹمی میزائلوں کی صنعت ،جنگی جہازوں کو تیار کرنے کی صنعت کے علاوہ لاتعداد مختلف نوعیت کے جنگی ہتھیار بنانے کی صنعتیں ان ترقی یافتہ ممالک کی ایجادات ہیں ۔یہ اسلحہ سازی کی صنعتیں انکی معاشی برتری اور خوشحالی کا اہم ذریعہ اور دنیا کے امن کو تباہ کرنے کی اصل وجہ ہیں ۔جو بنی نوع انسان کی معاشی موت اور انسانی قتال کا موجب بنتی چلی جا رہی ہیں ۔ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے غاصبوں ،ظالموں اور انسانیت کے قاتلوں کی یادداشت ختم ہو چکی ہے ،وہ بھول چکے ہیں کہ کوئی جاپانی ،کوئی جرمنی ،کوئی افغانی ،کوئی عراقی ،کوئی فلسطینی ،کوئی کورین ،کوئی مظلوم یا کوئی مظلوموں کا گروہ ،یا کوئی انتقامی کینہ پرور ،خودکش حملہ آور ،یا فطرت کا کوئی عمل ۔ان میں سے کسی ایک ملک کے ایٹمی پلانٹوں یا ایٹم بموں کے ذخائر تک رسائی حاصل کر گیا تو اس حسین وجمیل اور خوبصورت جہان رنگ وبو کی شکل کیسی ہوگی ،کون بتائے گا !اس دنیا کی کتنی مخلوق کا خاتمہ ہوگا ،باقی کتنے انسانی جسموں کے زخم پیپ اگلیں گے ،کتنے دردناک پھوڑے انسانی بدن پر ابھریں گے ۔کون کون سی نسل کے کینسر انسانی جسموں میں پھوٹ پڑیں گے ۔کوڑھ کے عبرتناک زخم انسانی بدنوں میں کہاں کہاں نمودار ہوں گے ۔کون کون سی بیماریاں پھوٹ پڑیں گی ۔الفاظ اس بھیانک اور دلسوز المیہ کی منظر نگاری کرنے سے عاری ہونگے ۔ابراہیم لنکن کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات ،ضابطہ حیات ،تعلیمی نصاب ،تعلیمی ادارے ،ان تعلیمی اداروں سے تیار کیے ہوئے سودی معاشیات کے سکالر ،معاشرتی دانشور ۔ان کے اداروں کے تیار کردہ عدلیہ کے منصف اور وکلا ،انکے اداروں کی تیار کردہ انتظامیہ کی افسر شاہی اور نوکر شاہی کا ہراول دستہ جن کے ذریعہ وہ نظام حکومت کو چلاتے ،اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف کو کچلتے عدل کش نظام قائم کرتے اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے مطابق معاشرے کی تہذیبی عمارت کو تیار کرتے ہیں ،اس نظریہ کے پیروکاروں نے تمام پیغمبران کے نظریات ،ضابطہ حیات ،تعلیمی نصاب اور تعلیمی اداروں کو منسوخ ،معطل اور سرکاری طور پر غیر متوثر اور بے کار بنا کر رکھ دیا ہے ۔جس سے یہ خوفناک فضا پیدا ہوئی ہے ۔
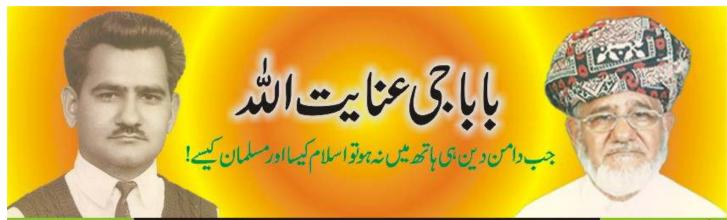
بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۱۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے پیروکاروں نے حکومتی سطح پر پیغمبران اوران پر نازل ہونے والے صحیفوں کے ضابطہ حیات اورنظریات کی تعلیمی بالادستی اسکے تعلیمی نصاب، اسکی دینی درسگاہیں اوراس سے تیار ہونے والی تہذیب کے تمام دروازے سرکاری طور پر بڑی ہنرمندی سے نہ صرف بند کر دیئے بلکہ پیغمبران کی تعلیمات ، اسکی درسگاہوں، اسکےنظریات کوسرکاری طور پرختم کر کے انکی جگہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے پاس کردہ قوانین سے تیار کیا ہوا ضابطہ حیات مسلم امہ کی نسلوں پر مسلط کر دیئے ہیں۔انکے ازدواجی زندگی کے مذہبی ضابطہ حیات کومخلوط تعلیم مخلوط حکومت اورمخلوط معاشرہ کے ضابطہ حیات میں بدل کرجنسی آزادی کے دروازے کھول دیئے ہیں،مذہبی ازدواجی اورخانگی زندگی اوراسکے پاکیزہ آسمانی رشتوں کی مالاکوبکھیر اورانکے تقدس کوختم اورروند کررکھ دیا ہے۔مذہبی تہذیب کواینٹی کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے سیاسی دانشور ایک دجال کی طرح نگلتے جارہے ہیں۔حضرت عیسٰی علیہ السلام روح القدس کی پیاری امت کے چند سیاسی اورحکومتی سکالر، سیاسی دانشوروں اورحکمرانوں کے ٹولہ نے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت سے ملت کے وسائل، مال ودولت، تجارت ،خزانہ پروہ قابض ہو چکے ہیں اوراسکی بندربانٹ میں مصروف رہتے ہیں، ان سیاسی دانشوروں نےملت کا دین بدل کررکھ دیا ہے۔جب **ملک** پرسرکاری طور پرضابطہ حیات، تعلیمی ، معاشی ، معاشرتی نظام، طبقاتی نظام، مخلوط حکومتی نظام اینٹی کرسچن جمہوریت کا مسلط ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!۔تمام فقہ کی تعلیمی درسگائیں ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں اورحکمرانوں کے دل ودماغ میں ایک آخری کانٹا بن چکا ہے جو پیغمبران کےنظریہ حیات، انکی ازدواجی زندگی کے نظام اور ہرشعبہ حیات کاڈٹ کرتحفظ اوراینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کاسختی سے مقابلہ کرتے چلے آرہے ہیں۔اس مذہبی نظریاتی حصار کوتوڑنے کیلئے انہوں نے ایک طویل عرصہ سے انکوطالبان اوردہشتگرد کے ناموں سے پکارنے اورانکی شہرت کومسخ کر کے پیش کرنے ، انکی زندگیوں کوروندنے اورانکی درسگاہوں کوبند کرنے کی مہم جاری کررکھی ہے۔اسلام کانام لینے والوں کوطالبان اوردہشت گرد کانام دیکر ان پراور انکی دینی درسگاہوں پر حملے کرنا اورمعصوم و بیگناہ طالبعلموں اورطالبات کا بے دریغ قتال انکی روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے، لال مسجد کاواقع ایک دلسوز سانحہ ہے، کئی روز کے بعد مسجد کے ملبے سے ان معصوم ، بے گناہ طالبات اورطالبعلموں کے ہاتھ پاؤں، مختلف جسموں کے اعضا انکی جلی سڑی لاشیں اس ملبہ سے نکالنا، ٹی وی چینلوں پر دکھانا ایک عبرتناک ملی المیہ ہے۔ملت کوکیا کرنا چاہئے وہ بخوبی واقف ہوچکی ہےاوران چند عناصر کاکیا حشر ہونے والا ہے وہ بھی اچھی طرح آشنا ہو چکے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۲۔ دین محمدی ﷺ کے مطابق خلیفہ ءوقت اور عام شہری کا ملک کے وسائل، مال ودولت، تجارت، خزانہ پر ایک جیسے حقوق، انسانی بنیادی ضروریات حیات کی تقسیم میں اعتدال ومساوات کے نظریات کا تحفظ، ملک کی معاشرتی زندگی میں عدل وانصاف کے نظام کی بالادستی، ملک میں معاشی مساوات کا نظام عدل سے سینچا ہوا معاشرہ بین الاقوامی سطح پر ایک فلاحی ملک بن کر ابھرتا ہے۔ اسلام کے ضابطہ حیات کے الہامی اصول، روحانی صفات، دینی صداقتیں، دستور مقدس کے نظریات کی تعلیمات دنیاء عالم میں اندھیروں کو دور اور ظلمات کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ ملک دین محمدی ﷺ کے نام پر قائم ہوا، دستور مقدس کی سرکاری بالادستی، اسکے نظریات کی سرفرازی، اسکے معاشی اصول وضوابط، اسکے معاشرتی اعتدال ومساوات کے ضابطے اور اسکے نظام حیات کی سمت کو درست رکھنے کیلئے عدل وانصاف کا انتظامی ضابطہ عطا ہوا۔ یہ نظام حیات مخلوق خدا کے حقوق کے تحفظ اور بھلائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عطا کیا۔ اسی دین محمدی ﷺ کے نظریات، ضابطہ حیات، تعلیمات سے ملت کی نسلوں کی نشونما اور کردار سازی اور ملی تشخص پروان چڑھتا ہے۔ اسی کی اطاعت سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جاتا ہے۔ اس دینی ضابطہ حیات کا نفاذ واطاعت پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ، اسکی نسلوں کا بنیادی حق ہے۔ جسکو اینٹی کرسچن جمہوریت کے مسلط کردہ ضابطہ حیات، اسکے نظریات، اسکی طبقاتی تعلیمات، اسکا رائج الوقت مخلوط تعلیمی نظام اسکے اسمبلیوں کے طبقاتی سیاسی ممبران نے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ صوبائی وقومی اسمبلی میں عددی برتری کی طاقت اور حکومت حاصل کی، مسلم امہ کی نسلوں کی جمعیت کو ختم کرنے کیلئے طبقاتی اور تفاوتی نظام میں بدل لیا ہے، نان کرسچن جمہوریت کے اسمبلیوں کے پاس کردہ قوانین جن کے تحت سیاستدانوں اور حکمرانوں نے ایم پی اے، ایم این اے، سینٹروں کی افواج، وزیر ومشیر، وزرائے اعلیٰ، وزیراعظم اور صدر پاکستان اور اعلیٰ عہدیداروں کی سرکاری شاہی سہولتوں سرکاری تنخواہوں، سرکاری بیشمار مراعات کو اسلامی عدل وانصاف کے خلاف تفاوتی، طبقاتی معاشی آمرانہ نظام کو مسلط کر کے دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، نظریات اور عملی زندگی کے نظام حیات کو کچل کر رکھ دیا ہے، دین کے اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کے نظام کو منسوخ کر کے ملت کی معاشی طاقت چھین رکھی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کمیونزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۳(۱)۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے طبقاتی تعلیمی اداروں سے ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، معماروں، ہنر مندوں اور عوام الناس کی اولادوں کو محروم کر رکھا ہے۔ پورے ملک کے کسانوں کے پاس نہ کوئی تعلیمی ادارہ ہے، نہ کالج نہ یونیورسٹی اسی طرح شہروں میں بسنے والے محنت کشوں کے پاس نہ ان اعلیٰ شاہی تعلیمی اداروں کے اخراجات ہوتے ہیں۔ اسی لئے نہ اس نیچ طبقہ کا کوئی بیٹا نہ جرنیل نہ جج، نہ ڈی سی نہ کمشنر، نہ ایس پی نہ آئی جی، نہ ممبر، نہ ناظم، نہ ایم پی اے نہ ایم این اے نہ وزیر نہ مشیر، نہ وزیر اعلیٰ نہ گورنر، نہ وزیر اعظم نہ صدر پاکستان، اسطرح اینٹی کرسچن جمہوریت کے فوجی ڈکٹیٹروں، آمروں نے ملت اور اسکی نسلوں کے حقوق سلب کرر کھے ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کے پرستاروں اور سرکاری اعلیٰ عہدیداروں نے اقتدار کی نوک پر معاشی، معاشرتی برتری حاصل کر کے مذہبی تہذیب کا گلہ گھونٹ کرر کھ دیا ہے۔ ملک کے تمام سیاسی حکمرانوں اور انکی تمام سرکاری مشینری کو حاکم و محکوم، افسر واردلی، براہمن اور شودر، کے نفرت پر مشتمل طبقات کا عمل جاری کر کے اسلام کی روح کو مسخ کرر کھا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات نے مسلم امہ کی وحدت کو توڑ کر انکی نسلوں کو طبقات کے عذاب میں مبتلا کرر کھا ہے۔ جمہوریت کے نظریات کے نظام حکومت نے مسلم امہ کو ضروریات حیات کے حصول کیلئے بددیانت، خودغرض، رشوت خور، مادہ پرست، کمیشن خور اور ہر قسم کی برائی اور کرپشن کے نظام میں مبتلا کرر کھا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی جماعتوں کے دانشوروں اور سیاسی دینی علما، مشائخ اور پیران جمہوریت کے رہنماؤں نے دین محمدی ﷺ کی سرفرازی کو باہمی مشاورت سے سرکاری سطح پر منسوخ کر کے اسکے ایک ایک ضابطے کو توڑتے، بدلتے اور ختم کرتے چلے جارہے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ کے الہامی صحیفے کے نظام اور اسکی سزاؤں کو ختم کر کے، دینی نظام توڑنے والے جرائم کے مرتکب اعلیٰ مرتبہ افراد کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے رائج کردہ قوانین کے مطابق دین کی سزائیں کیسے دی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے مذہب کی دلکش صداقتوں اور اعلیٰ صفات، ازدواجی زندگی کے نظام، چادر اور چاردیواری کے نظام، خانگی زندگی کے نظام، عدلیہ اور انتظامیہ کے نظام، امانت و دیانت کے نظام، اخلاق حسنہ کے نظام، اعتدال و مساوات کے نظام، عدل و انصاف کے نظام کو ختم کر کے دین محمدی ﷺ کی پرکشش تہذیب کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ روشن خیال اسلام اور محمد الرسول اللہ ﷺ کے روشن ضمیر اسلام میں اسی طرح فرق ہے جیسے کڑوے اور میٹھے سمندر کے پانیوں میں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۳(۲)۔ دین میں کمی بیشی کرنے والے کی سزا کیا ہے!۔خاص کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سیاسی رہنماؤں ،ملکی علما صاحبان ،مشائخ کرام کے سیاسی سربراہوں پر مشتمل قومی اسمبلی کے ممبران کا جس نے روشن خیال اسلام کی روشنی میں دین کے نظام میں ملکی سطح پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے تحت تبدیلیاں کی ہیں ،ان کے لئے اس گناہ کی سزا کیا ہے جسکے حکم سے پوری ملت کا دینی نظریہ عملی طور پر بدل کر رکھ دیا ہے ۔اے سیاسی علما کرام یہ تو بتاؤ کہ جب دین کا دامن ہی ہاتھ میں نہ ہو گا تو دین اور مسلم امہ کیسے تیار ہو گی!۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے ان سیاسی جماعتوں کے علما کرام اور دوسری سیاسی حکمرانوں نے مل کر ملک میں اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کا مذہب مسلط کر رکھا ہے ۔جسکے سرکاری پیغمبر اسمبلیوں کے ممبران بن چکے ہیں ۔خدا را خوف خدا کرو۔پاکستان میں مسلم امہ کے پاس صرف مسلمان کا نام بچا ہے ۔دینی نظریات ،دینی صفات ،دینی صداقتیں ،حسن خلق ،خدمت خلق ،امانت و دیانت ،اخوت و محبت کی تعلیمات ملک میں دینی درسگاہوں سے حاصل کی جاسکتی ہے لیکن انکے عمل کو بروئے کار لانے کیلئے ملک کے تمام سرکاری دروازے بند اور انکو دہشت گرد قرار دیا جا چکا ہے ۔اور مسلم امہ کا مکمل کردار اور تشخص اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاست کے دجال ایک ایک کر کے نگل چکے ہیں ۔ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کو یہ تمام دینی درسگاہیں ،اہل حدیث کی ہوں یا اہل تشیع کی ،اہل سنت جماعت کی ہوں یا کسی اور دینی فرقے کی ۔وہ انکے دلوں میں ایک کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہیں ۔یہ سب دینی درسگاہیں انکے اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات کے نظام کی تکمیل میں بری طرح حائل ہیں ۔یہ بات بڑی حیران کن ہے کہ ان تمام فرقوں پر مشتمل عوام ایک دوسرے کیساتھ ہمسائیگی میں ،گلی محلے ،کریہ کریہ ،گوٹھ گوٹھ ،دیہاتوں اور شہروں میں ایک دوسرے کیساتھ مل جل کر رہ رہے ہیں ۔انکی آپس میں روزمرہ کی زندگی میں نہ رنجش اور نہ کوئی جھگڑا ،نہ انکے کاروبار میں کوئی روکاوٹ ۔پھر یہ فرقوں پر مشتمل دینی درسگاہوں ،مسجدوں ،امام بارگاہوں پر ریموٹ کنٹرول سے بم بلاس کرنے والے کون ہیں ۔ایک دوسرے فرقے کے رہنماؤں کو قتل کروانے والے کون ہیں ،ذرا غور تو کرو اس فرقہ پرستی کی آگ کو لگانے والے کون ہیں ،کونسی بیرونی طاقتیں اور حکومتوں میں شامل انکے ایجنٹ ہیں جو مسلم امہ میں نفرت و نفاق کی آگ جلانے میں مصروف ہیں ۔کونسی بیرونی ایجنسیاں ہیں جو مسلم امہ کے دین اور اسکی امت کی جمعیت کو تباہ کرنے اور روندنے پر تلی ہوئی ہیں ۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۴۔ عیسائیت کے پادری ہوں یا بشپ انکے چرچ ہوں یا کلیسا، حضرت عیسیٰ روح القدس علیہ السلام ہوں یا بی بی پاکدامان مریم پاک جیسی طیب اور منزہ ہستی ہوں، انکی الہامی کتاب انجیل مقدس ہو یا یوحنا کی مقدس آسمانی کتاب، انکی ازدواجی زندگی ہو یا خانگی زندگی کا الہامی نظام، انکے خدمت خلق کے آداب ہوں یا حسن خلق کی بات، انکی بھوکوں پیاسوں کی حاجت روائی کا قصہ ہو یا بیماروں، معذوروں یا کوڑھوں کی شفا کا تذکرہ ہو، بانجھوں کو اولادیں عطا کرنے کی داستانیں ہوں یا مردوں کو زندہ کرنے کے معجزوں کا ذکر، آسمانی صفات ہوں یا الہامی صداقتیں، خوف خدا کا روح پرور عمل ہو یا عفو و درگذر کے واقعات، ادب انسانیت کی بات ہو یا خدمت انسانیت کی عبادت کا سلیقہ، دنیا کی بے ثباتی کا سبق ہو یا رہبانیت کے فقر کی گوڈری کا نور، مخلوق خدا کیلئے بے ضرر ہونے کا سلیقہ ہو یا منفعت بخش ہونے کا فلاحی راستہ ہو، اس فناہ کے دیس میں سکون دو جہاں کی راحت کے اسباب کی بات ہو یا ابر رحمت کے سایہ کی تسکین کا تذکرہ۔ یاد رکھو! اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں نے پہلے مذہب کے ضابطہ حیات کو نظام حکومت سے الگ کر دیا، مذہبی تعلیمات، عبادات اور مسیحائی کے نظام حیات کو گرجا اور کلیسا تک محدود اور مقید کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور انکی نسلوں کو گرجا اور کلیسا میں پابند سلاسل کر دیا۔ وہ انکی تعلیمات کو سیکھ سکتے ہیں، معجزات کے بارے میں پڑھ سکتے ہیں، وہ مذہب کے فلسفہ اور حکمت کی باتوں کو سمجھ سکتے ہیں، وہ انکے ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کے طریقہ کو جان سکتے ہیں، وہ زخمیوں کو مرہم، بیماروں کو دوا اور مریضوں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزوں سے آشنائی کر سکتے ہیں، ملکی اور حکومتی سطح پر مذہب کا عمل دخل ختم اور انکی ملت کو انکی آفادیت سے محروم کر دیا گیا ہے، مذہب کے اخلاقیات، اسکے حسن خلق، انکی اعلیٰ صفات اور بہترین صداقتوں کو ملکی اور سرکاری سطح پر مفقود اور انکی سرکاری بالادستی کو ختم کر دیا گیا۔ ملکی نظام حکومت اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کی سپرداری میں دیدیا گیا۔ ان کا تیار کیا ہوا ضابطہ حیات، انکا دستور حیات، انکے تعلیمی نصاب، انکے تعلیمی ادارے، سکول کالجز، اکیڈمیاں، یونیورسٹیاں انکے سیاسی دانشوروں کے تیار کئے ہوئے سلیبس کی تعلیمات سے عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ایک نئے سیاسی مذہب میں کنورٹ کرنے کا عمل جاری کر لیا گیا ہے۔ جس سے ایک نیا نمرودی مذہب، ایک نیا فرعونی معاشرہ، ایک نئی نمرودی اور فرعونی کلچر نے جنم لے لیا ہے۔ جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی ازدواجی زندگی کے نظام کو روند کر رکھ دیا ہے، جنسی آزادی سے ازدواجی زندگی کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ میاں بیوی کے آسمانی تقدس کو ختم کیا، اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں نے آزادیء نسواں کے نام پر فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زناکاری کی پذیرائی کا عمل جاری کر لیا، جنسی آزادی سے میاں بیوی کے مذہبی ازدواجی رشتہ کو نا پید کر دیا۔ عیسائی تہذیب اینٹی کرسچن جمہوریت کے کلچر میں کنورٹ کر دی گئی۔ ازدواجی رشتہ کے مذہبی بندھن سے آزاد ہو گئی، دنیا کی بے ثباتی کی عارف اور رہبانیت کی حد تک عبادت گذار ملت، ترک دنیا کرنے والی ملت کو ایسے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشور ملے، جنہوں نے ملت اور انکی نسلوں کو مذہب سے الگ کر کے مال و دولت، عیش و عشرت اور مادی دنیا کے حصول کے صحرا میں گم کر دیا۔
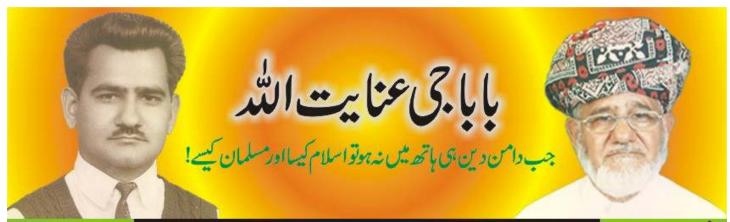
بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۵۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کو چلانے کیلئے اسکے ممبران کا چناؤ بذریعہ الیکشن ہوتا ہے، یونین کونسل کے ممبر سے لیکر ناظم تک، ایم پی اے سے لیکر ایم این اے تک، سینٹ کے ممبران سے لیکر چیر مین تک، مشیر سے لیکر وزیر تک، وزیر اعلیٰ سے لیکر گورنر تک، وزیر اعظم سے لیکر صدر پاکستان تک کے تمام لوگ اپنے اپنے طبقہ کے معاشی طاقت اور معاشرتی قوت کے مالک ہی اپنے اپنے علاقہ سے اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں کے شاہی اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ مادی طاقت اور افرادی قوت اسکے علاوہ ہر قسم کے وسائل جو انکو کامیابی کے حصول کیلئے درکار ہوتے ہیں وہ سبھی بروئے کار لا کر اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشن جیت سکتے اور اپنے اپنے طبقہ کے معاشی معاشرتی اعلیٰ آمر کامیاب ہو کر اپنے اپنے علاقہ کے ممبر بن جاتے ہیں۔اس نظام حکومت اور نظام الیکشن پر انکی اجارہ داری قائم ہے۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں کا کمال یہ ہے کہ اگر کسی الیکشن زون میں ایک لاکھ ووٹ موجود ہیں، اس الیکشن زون سے دس امیدوار الیکشن میں حصہ لیتے ہیں، اگر ایک امیدار بارہ ہزار ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہو جاتا ہے تو بقایا اٹھاسی ہزار دوسری سیاسی جماعتوں کے ووٹر کا نمائندہ کیسے کہلا سکتا ہے۔اسطریقہ کار سے جو نمائندہ کامیابی حاصل کر لیتا ہے وہ ایک اپنے علاقہ کا آمر تیار ہو جاتا ہے، اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام میں صرف معاشی اور معاشرتی آمر ہی ایسی اسمبلیوں کے ممبر سلیکٹ ہو سکتے ہے، اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشن ایک آمری نظام حکومت کی ایک بدترین شکل ہے، دنیا کے چند جمہوریت کے سیاسی آمروں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی امتوں کے ضابطہ حیات، انکی الہامی کتابوں کی تعلیمات، ازدواجی زندگی کے نظام، ساری خدائی ہے کنبہ خدا کا تصور، اعتدال و مساوات کا عرفان، اخوت و محبت کا روح پرور درس، عفو درگذر کے اسباق، زخمیوں کی مرہم پٹی، مریضوں کو دوا، بیماروں کو شفا، بھوکوں کو غذا، پیاسوں کو پانی اور مردوں کو آب حیات کا گھونٹ مخلوق خدا کیلئے بے ضرر، منفعت بخش ہونے کی تعلیمات اور ان سے تیار ہونے والے مذہبی تہذیب کی عمارت اور مسیحائی کے پورے نظام حیات کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۶۔ یاد رکھو کسی ریاست، ملک یا معاشرہ کے افراد کو اسکے مذہب کے ضابطہ حیات ،نظریات ،عقیدہ کے تعلیمی نصاب، اسکے قانونی ،عدلی، اخلاقی اقدار سے الگ یا محروم کر دیا جائے تو پھر اس معاشرہ کی شکل و تشخص متضاد تیار ہوتا ہے۔ جب کسی قوم و ملت یا نظریاتی ریاست کے عوام کی تعلیم و تربیت مختلف ضابطہ حیات کے اصول و ضوابط کے مطابق ہوگی ،تو لامحالہ وہ نظریاتی ریاست ،نظریاتی ملت ،متضاد انداز فکر میں مسخ ہو کر ختم ہو جائیگی۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے صنعتی ترقی کے پس پردہ مادی ترقی ، مادی خوشحالی ، عیش و عشرت کی حسین و جمیل ، دلفریب سائنسی ایجادات کی قیمتی دلہن چھپی پڑی ہے۔ جو ایٹم بم ، نائٹروجن بم ، ایٹمی میزائل ، ڈیزی کٹر بم ، انکے علاوہ مہلک اسلحہ پر مشتمل انگنت ہتھیار ، جو مخلوق خدا کو تباہ کرنے اور اس جہان رنگ و بو کو نیست و نابود کرنے والے ہتھیار اسی معاشیات کے عظیم مقصد کے حصول کیلئے تیار کیئے جا رہے ہیں ، انہوں نے انکی خرید و فروخت کو ذریعہ آمدن بنا لیا ، غیر ترقی یافتہ ممالک کی عوام کو جنگوں میں الجھانا ، انکو ہتھیار مہیا کرنا ، آگ لگانے والے بموں سے مخلوق خدا کو جلا دینے والے ہتھیار ، ڈیزی کٹر بموں سے مخلوق خدا کا قتال کرنا انکے اعضا فضا میں بکھیرنے ، انسانی جسموں کو زخموں سے چور کرنے ، جراثیمی بموں سے بیماریاں پھیلانے مخلوق خدا کے زخموں پر مرہم لگانے والی ، مریضوں کو دوا ، بیماروں کو شفا ، مردوں کو زندہ کرنے والی امت مسیحائی کے نظام و سسٹم اور تعلیمات کو ختم کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے نرغے میں آ گئی۔ انہوں نے اسی نان کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کے حکومتی نظام اور سسٹم کی قیدی اور بے بس بنالی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ,ملوکیت ہو یا کیموزم ,مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات ,عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ضابطہ حیات ,نظریات ، اخلاق و کردار ، ازدواجی زندگی کا نظام ، تعلیمی نصاب ، مذہبی درس و تدریس کے اداروں کو جمہوریت کے اداروں سکول کالجز ، یونیورسٹیوں میں بدل کر ابن مریم کی امت کو انکا باغی ، گستاخ ,منکر اور بے ادب بنا کر رکھ دیا۔ ابن مریم پاک کی شرم حیا کی تعلیمات سے سینچی ہوئی امت کو مخلوط تعلیمی اداروں کے سپرد کر دیا ہے۔ جس میں مخلوط تعلیم ,مخلوط معاشرہ ,مخلوط حکومتی نظام کو رائج کیا ,جس سے مرد و زن کے ملاپ کے قوانین سے فحاشی ، بے حیائی ، بدکاری ، زنا کاری کی جنسی آزادی کے کینسر میں مبتلا کر دیا۔ اس امت نے ماں ، بہن ، بیوی ، خاوند ، بیٹا ، بیٹی اور مذہبی رشتوں پر مشتمل خانگی زندگی کے الفت و محبت کے پاکیزہ نظام حیات کو تباہ ازدواجی اور گھریلو زندگی سے فرار کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ خاندان کی مذہبی عمارت کو اجاڑ کر رکھ دیا۔ مردوں نے کنبہ کی سرپرستی اور ماں ، باپ ، بہن ، بیوی ، بیٹی ، بیٹا کی معاشی کفالت کی ذمہ داری سے دست برداری اختیار کر لی ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی جنسی آزادی ، معاشی خوشحالی اور عیش و عشرت کی مادر پدر آزاد مہلک کلچر نے پیغمبران کی امت کو خود غرضی ,نفس پرستی ، مادہ پرستی ، بے حیائی ، بدکاری ، انفرادی خوشحالی اور نفسا نفسی کی چتا میں دھکیل کر مخلوق خدا کے حقوق و فرائض کے تصور سے محروم کر دیا ہے۔ انہوں نے کلیسا کے مذہبی انسٹیٹیوشن اور اسکی سرپرستی کو حکومتی سطح پر محروم کر دیا ہے۔ مذہب کے ضابطہ حیات ,نظریات ,تعلیمات اور مذہبی درسگاہوں گرجا اور کلیسا کی سرکاری بالادستی کو ختم کر دیا گیا۔ اس طرح مذہب ، اسکے معزز پادری اور بشپ کو مذہب اور کلیسا کی سرکاری بالادستی اور سرفرازی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ملت مادر پدر آزاد ہو گئی ، ابن مریم کی امت اور اسکی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی مدبروں اور دانشوروں کے تیار کردہ ضابطہ حیات ,نظریات ، اسکے تعلیمی نصاب ، اسکے تعلیمی اداروں سے انکی تعلیم و تربیت جاری کر دی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہبی ضابطہ حیات نظریات تعلیمات کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے تیار کردہ سیاسی دانشوروں کے ضابطہ حیات ,نظریات ,تعلیمات کے تضاد میں پھنسا اور الجھا کر رکھ دیا ہے۔ یہ ملت مذہب کے نظام حیات سے بتدریج دور ہوتی گئی۔ جب ملت کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی کی تعلیم و تربیت ,علم ,عمل ، کردار ، نظام اور سسٹم سرکاری طور پر تابع فرمان اینٹی کرسچن جمہوریت ہو تو ابن مریم علیہ السلام کی امت اور اسکا مذہب کیسا !۔ اس طرح یہ امت پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دور اور جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کی حکومتی گرفت میں انکے نئے تہذیبی کلچر اینٹی کرسچن جمہوریت میں کنورٹ ہوتی چلی جا رہی ہے۔

بادشاہت ہو یا آمریت ،ملوکیت ہو یا کیموزم ،مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹریہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال ومساوات ،عدل وانصاف اورمذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۸۔ اسی طرح مسلمانوں کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے سیاسی عالم دین ہوں یا مشائخ کرام یا گدی نشین یا پیر صاحبان ہوں یا انکے پیروکاروہ سب مذہب کے فرائض کی ذمہ داری اوراسکوسر انجام دینے میں بری طرح ناکام اورعملی طور پر دین محمدی ﷺ کے باغی ،نافرمان ،بےادب اور گستاخ بن چکے ہیں۔وہ دیدہ دانستہ مادہ پرستی ،غفلت اورگمراہی کی نیند سورہے ہیں۔وہ دین محمدی ﷺ سے دور ہو چکے ہیں ،وہ تو خود اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل ضابطہ حیات ،نظریات اورنظام حکومت کے پیروکار اورحکمران بن چکے ہیں۔وہ حرص وہوس میں ڈوب چکے ہیں۔وہ مادی آفادیت اوراقتدار کے حصول کی خاطر جمہوریت کے بے دین سیاستدانوں اورانکے دانشور حکمرانوں کے ساتھ مل کر قرآن حکیم یعنی کلام الٰہی کے امن اورسلامتی کے راستہ کوترک کر کے مغربی جمہوریت کے نظام کی پیروی کے برابر کے مجرم بن چکے ہیں ،انہوں نے پاکیزہ اورطیب پیغمبران کے الہامی نظریات اورانکی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے ،اوربنی نوع انسان کواس پر عمل پیرا کرنے کے عمل سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔وہ خود جمہوریت کے نظام حکومت میں شمولیت کرکے بنی نوع انسان اور مسلم امہ اوراسکی نسلوں کے دینی نظام حکومت ،معاشی اورمعاشرتی قتال کے مجرم بن چکے ہیں۔انہوں نے دوسرے سیاسی دانشوروں سے مل کر ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اورسسٹم میں مقید کرنے کے برابر کے مجرم اوراللہ تعالیٰ کی بے بس مخلوق کو معاشی اورمعاشرتی حکومتی ظلم وستم کا نشانہ بنانے کے مجرم ہیں ،اللہ تعالیٰ کے قہر اورغیض وغضب کو پکارتے چلے جارہے ہیں۔وہ سیاستدانوں سے مل کر بنی نوع انسان کو بنیادی ضروریات زندگی سے محروم کرتے اور انکے حصول کے تفکرات کا ایندھن بناتے اورخود دین محمدی ﷺ کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدانوں اورحکمرانوں سے مل کر اقتدار اورحکومت کی شاہی سہولتوں کے مزے ،عیش وعشرت کی مادی دنیا میں غرق ہوتے جارہے ہیں۔روشن خیال اسلام کے سیاسی مدبروں ،حکمرانوں کی اینٹی کرسچن جمہوریت کے باطل نظام حکومت کی اسمبلیوں میں بیٹھ کر دین محمدی ﷺ کے معاشی نظام حیات ، اعتدال ومساوات ،معاشرتی عدل وانصاف کے طریقہ کار ،دینی تعلیمات ،دینی تعلیمی نصاب ،دینی درسگاہوں دینی ضابطہ حیات ،دینی ازدواجی نظام حیات ،دینی اخلاق حسنہ ،دینی حقوق نسواں ،دینی شورائی جمہوری نظام کے تمام تعلیمی نصاب اوراس سے تیار ہونے والے کردار اورملی تشخص کو پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ اوراسکی نسلوں سے کیسے ظالمانہ طریقہ کار سے غصب کیئے جارہے ہیں۔دینی درسگاہوں سے تیار ہونے والے کردار ،اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کے روشن خیال حکمران سکول ،کالجز ،یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب اورمخلوط تعلیم کے ذریعے کیسے نگلتے جارہے ہیں۔یہ حکمرانی کے مزے لوٹے جارہے ہیں۔

بادشاہت ہو یا آمریت ملوکیت ہو یا کیموزم، مغربی جمہوریت ہو یا فوجی ڈکٹیٹر یہ تمام نظام بنی نوع انسان سے اعتدال و مساوات عدل و انصاف اور مذہب کی تعلیمات چھین لیتے ہیں

۲۹۔ یا اللہ! ان دین کش سیاسی عالموں، ان سیاسی مشائخ کرائم، ان گدی نشین پیران اور بدنصیب کرسچن جمہوری نظام کے اقتدار میں شامل دینی سیاسی دانشوروں اور روشن خیال فوجی ڈکٹیٹروں ﷺ، فوجی سیاسی حکمرانوں کو پھر سے وہ ولولہ، وہ شوق، وہ جنوں، وہ بیباکی، وہ حق پرستی، وہ حق گوئی کا الہامی دینی روشن و منور پرچم عطا فرما۔ یا اللہ انکو دین و ایماں کی فراموشی سے بچا اور اپنے خالق سے رابطہ بحال کرنے کی پھر سے توفیق عطا فرما۔ امین۔ یا اللہ ان ہوس پرستم حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی فوج شاہی، منصف شاہی افسر شاہی کے حکمرانوں میں اعتدال و مساوات قناعت کی دولت عام کر، قناعت قلیل ضروریات پر بھی ہو سکتی ہے اور ہوس کی آگ پوری دنیا کے حصول سے بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ یا اللہ ان اقتدار پسند سیاستدانوں حکمرانوں اور انکے اعلیٰ سرکاری عہدیداروں کو فلسفہء حیات و ممات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ انکو اس فانی دنیا کی فانی حثییت سے آگائی عطا فرما۔ یا اللہ انکے لئے یہ آسانی عطا فرما کہ وہ سمجھ سکیں۔ کہ یہ دنیا خدا کا بسایا ہوا گھر ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ انسان اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح آتا اور نا معلوم منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ نہ وہ کچھ ساتھ لاتا ہے اور نہ ہی کچھ ساتھ لے جاتا ہے۔ وہ ماٹی کی مورتی ہے اور ماٹی ہی اسکا دیس ہے۔ یا اللہ ان اینٹی کرسچن جمہوریت کے روشن خیال سیاستدانوں اور حکمرانوں کو آگاہی بخش کہ کامیابی اور ناکامی کے تمام دلسوز تصورات، مادی حصول کے تمام دکھ درد اور سکھ چین، ہر قسم کی مادی اور جسمانی بیماری اور شفا کے تمام واقعات، خیر اور شر کے تمام قصے، نیکی اور بدی کے تمام اعمال موت کے ساتھ ہی رک جاتے ہیں۔ عارضی زندگی کی اکٹھی کی ہوئی تمام ملکیتیں اسی دنیا میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اسکے ساتھ اسکے صرف اعمال ہی جاتے ہیں۔ یا اللہ اس ظلمت کدہ کے نگر میں پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کی امت پر مسلط روشن خیال اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کو دین کی روشنی میں خیر کا دیپ جلانے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ درس دیں اور اطاعت دیں ملت اسلامیہ اور تمام مخلوق کا نصیب بنا۔ یا اللہ امت محمدی ﷺ کو تمام کائنات کیلئے راہ راست کا سفیر بنا اور دین محمدی ﷺ کے الہامی شورائی جمہوری نظام، اسکے تعلیمی نصاب، اسکی دینی درسگاہوں کی آفادیت اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے جمہوری نظام، اسکے تعلیمی نصاب، اسکے سکول کالجز کی تعلیمات کے منفی حقائق اور تضاد سے آگاہ کرنا مسلم امہ کا مقدس فرض ہے، اسکو نبھانے کی استطاعت عطا فرما۔ تا کہ تمام امتیں اور مخلوق خدا اس سے استفادہ کر سکے،

یا اللہ مسلم امہ کو خیر اور بھلائی کے چراغ روشن کرنے کی توفیق میں اضافہ فرما۔ آمین

یہ جہانِ نو، یہ جہان رنگ و بو، یہ دھرتی، یہ کائنات، یہ میخانہء حیات وممات، یہ رات دن، یہ صبح شام، یہ نیلگوں آسماں، یہ دلکش ستارے، یہ شمس وقمر، یہ صحراؤ بیاباں، یہ پہاڑ و دامن، یہ بادِ نسیم و شمیم، یہ دریاؤ سمندر، یہ قصہء مرغ و ماہی، یہ چرند و پرند، یہ حیوانات و نباتات، یہ فضاو خلا، یہ ندی نالے، یہ میٹھی پون، یہ کالے بادل، یہ سرسبز کھیت، یہ لہلہاتی فصلیں، یہ حسین جلوے، یہ دلربا منظر، یہ چرند پرند، یہ نغمہ بلبل، یہ کوئل کی پکار، یہ حیوانات و نباتات، یہ باغ جہاں، یہ نظام جہاں، یہ قصہ آدم، یہ اماں جائے انسان، یہ نسل انسانی، یہ حسین وجمیل تخلیق، یہ شاہکار تخلیق، یہ آب وگلِ، یہ جسم و جاں، یہ عقل وشعور، یہ ودیعت گویائی، یہ نور بصیرت، یہ قوت سماعت، یہ احساس دلبری، یہ بستیاں، یہ رونق بازار، یہ شہر خاموشاں، یہ ویرانی سی ویرانی، یہ دار الفناہ، اے سلسلہ روز و شب کے مسافرو! اے دلکش، دلربا قدیم وجدید دنیا میں رہنے والے انسانوں! یہ تو بتاؤ یہ دنیا کس کا گھر ہے! یہ نگار خانہ کس کا ہے! اس جہاں کے نظام کو کون چلاتا ہے! اس جہاں کو کس نے پیدا کیا ہے! یہ مخلوق کس کی ہے! اس کا خالق کون ہے! اس کا مالک کون ہے! یہ جہاں کس کی ملکیت ہے! یہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا! اس کا حاکم کون ہے! یہ حسین وجمیل دنیا، یہ دل کش کائنات، یہ خوبصورت تخلیق، یہ دلربا جہانِ رنگ و بو، یہ زمین، یہ پانی، یہ ہوا، یہ تپش آفتاب، یہ چاند ستارے، یہ نیلگوں آسماں، یہ سیاہ بادل، یہ میٹھی پون، یہ بیج، یہ فصلیں، یہ درخت، یہ پھلدار درخت، یہ میوہ جات، یہ گل وگلزار، یہ پھول وسبزہ زار، یہ بہاروخزاں، یہ حیوان و نباتات، یہ خوراک ولباس، یہ مخفی خزانے یہ سب پیداوار، یہ ماٹی کے روپ، یہ پانی کے جلوے، یہ ماٹی کی مورتی، اسکے حسین وجمیل نقش ونگار، یہ شاہکار تخلیق، یہ حضرت انساں، یہ خلیفۃ الارض، یہ نائب خدا، یہ صبح وشام، یہ نظام حیات، یہ مخلوق خدا، یہ قصہء روزگار، یہ پیدائش و اموات، یہ گہوارہ طفولیت، یہ گوشہ لحد، یہ سلسلہء کائنات ازل سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔ زمانے کا یہی دستور ہے۔

ہر شے قانون ازلی کی پابند ہے! انسان کھنکناتی ماٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ماٹی کے بطن سے، پانی کی آبیاری سے پیدا کی ہوئی تمام اقسام کی سبزیاں، پھل، میوہ جات، تمام اقسام کے جانور بکری، گائے، بھینس، تمام اقسام کے چرند اور پرند، تمام اقسام کا گوشت، دودھ، مکھن، گھی۔ تمام اقسام کی گندم، جو، چاول، دالیں اور ہر قسم کا چارہ اور تمام اشیا خوردنی ماٹی اور پانی ہی کے روپ کے جلوے ہیں۔ جو یہ دھرتی پیدا کرتی ہے، یہ سب کچھ انسان کی بھوک و پیاس اور ضروریات حیات کا سامان ہے۔ انسان خوراک سے بھوک مٹاتا ہے اور پانی سے پیاس۔ انسان انہی سے پرورش پاتا، پروان چڑھتا اور جوان ہوتا ہے۔ ماٹی مختلف رنگ اور مختلف شکلیں اور مختلف جنسیں پیدا کرتی چلی آ رہی ہے۔ ماٹی ماٹی کو کھاتی ہے، ماٹی پھر اپنے دیس کو واپس چلی جاتی ہے۔ زندگی اور موت کا سفر اسی طرح جاری رہتا ہے۔ یاد رکھو! انسان اس جہان فانی میں خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے کفن کو کوئی جیب لگی نہیں ہوتی۔ یہ دنیا اور تمام مخلوق اور یہ حسین و جمیل جہان نو، دار الفناہ کی بستی ہے۔ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، یہ گھر مخلوق خدا کی ساجھی بستی ہے۔ زمین اسکا فرش، آسمان اسکا چھت ہے۔ یہ سبزہ و گل، یہ حسین چہرے، یہ لہلہاتی فصلیں، یہ ماٹی ہی کے جلوے ہیں، وہ خالق مطلق ہے، تمام مخلوق اسکی تخلیق ہے، وہ رب العالمین ہے، اور تمام مخلوق کو پالنے والا ہے۔ اس دنیا کی ہر شے فانی ہے، رب ذول جلال کی ذات اقدس ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے۔ اللہ جمیل و یحب الجمال۔ اے ابن آدم تمام مخلوق اور یہ جہان رنگ و بو اللہ تعالیٰ کے جمالیات کی شان ہے۔ اس سے آشنائی تیرا نصیب ہو۔ امین۔

انسان بھی اس کائنات کے خالق کی ایک شاہکار تخلیق ہے۔انسان کو دنیا میں خلیفۃ الارض بنا کر بھیجا گیا۔اللہ تعالیٰ نے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو تخلیق فرمایا۔انسان کو ہی ذریعہ آفرینش بنایا۔اسکی رہنمائی کیلئے سلسلہ ءپیغمبران جاری فرمایا۔انسان کو علم سکھایا،انسان کو انسانی رشتوں سے متعارف کروایا۔ازدواجی زندگی سے آگاہی بخشی۔میاں بیوی، باپ بیٹا،ماں بیٹی،بہن بھائی، دادی دادا، نانی نانا کے رشتوں کا شعور بخشا۔آسمان سے محبت کا انمول تحفہ ان رشتوں کے دلوں میں ودیعت کیا۔انسانی رشتہ کی عظمت اور عزت واحترام کا درس دیا۔انسانی دلوں میں اخوت ومحبت کا نور روشن کیا۔اعتدال ومساوات کا سبق سکھایا۔مخلوق خدا کو رحم اور شفقت کے دلکش عمل کی رہنمائی فرمائی۔مخلوق خدا کو عفوودرگذر کے حسن عمل کی روشنی سے باخبر کیا۔مخلوق خدا کے ساتھ صبر وتحمل اور بردباری کے طریقہ کار کی شمع روشن کیں۔حیات وممات کا فلسفہ سمجھایا۔نیکی بدی، خیر اور شر کا فرق، نیکی اور خیر کی افادیت کی قندیلیں منور کیں۔دارالفناہ کے فانی ہونے کی گرہ کھولی۔مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی راہ ہدایت عطا کی۔خدمت خلق کی عبادت سے آشنائی بخشی،ادب انسانیت کا سبق سکھایا۔حقوق العباد کی برتری کے سہانے چراغوں کا نور پھیلایا۔سادہ زندگی،قلیل ضروریات اور اختصاری زندگی کی آفادیت سے روشناس فرمایا۔دنیا میں محنت اور اسکے فلاحی ثمرات کی گرہ کھولیں۔خوف خدا کے جذبے کو انسانی دلوں میں وارد کیا۔عدل کو قائم رکھنے کی تلقین فرمائی۔عدل وانصاف کی تلوار سے بدی اور شر کو معاشرے سے ختم کرنے کی افادیت سمجھائی۔دنیا کو امن وسکون کی آماجگاہ بنانے کے تمام اصول وضوابط اور راستے بتائے۔تاکہ دنیا خیر کی نگری اور امن کا گہوارہ بن سکے۔

جب تک کسی قوم، کسی ملت، کسی ملک کے افراد پیغمبران کے الہامی اور روحانی دستور حیات اور اسکے اصولوں کے نصاب کی پیروی اور پابندی کرتے رہتے ہیں۔اس وقت تک اس دار الفناہ میں اعتدال ومساوات اور عدل کا رشتہ قائم رہتا ہے۔مخلوق خدا میں خدمت وادب کی بادشاہی بحال رہتی ہے۔مخلوق خدا اس فانی دنیا میں حسن عمل، حسن کردار، اخوت ومحبت، ایثار وثار،عفو درگذر کی عبادت سے شرسار رہتی ہے۔انسانی حقوق کو تحفظ فراہم رہتا ہے۔دنیا امن کی آماجگاہ بنی رہتی ہے۔ان فطرتی اصولوں سے سینچا ہوا معاشرہ انسانیت کیلئے فلاح وبہبود کی شمع روشن کرتا رہتا ہے۔تمام پیغمبران خدا اور تمام انبیا علیہ السلام مخلوق خدا کیلئے رب جلیل کا خیر وسلامتی کا پیغام لے کر اس دنیا میں یکے بعد دیگرے تشریف لاتے رہے۔بنی نوع انسان کیلئے خیر اور فلاح کی رہنمائی ہر دور میں فرماتے رہے،جب تک ان انبیا علیہ السلام کی امتیں انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات اور انکے تعلیمی نصاب کی پیری کرتی رہیں فلاح انکا مقدر بنا رہا۔دنیا امن کا گہوارہ اور مخلوق خدا کی عزت وتکریم کی روح بحال رہی، انکی امتیں پھلتی پھولتی رہیں۔بابا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کے تمام پیغمبران اللہ تعالیٰ کی توحید،عبادت اور فلاح کے اصولوں کی تبلیغ کرتے رہے۔لیکن حضرت داؤد علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام،عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ تک چار ایسے پیغمبران اس جہان میں تشریف لائے جن پر اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے چار الہامی کتابوں کا نزول فرمایا۔توحید پرستی اور عبادت کا راستہ بتایا، ازدواجی زندگی اور انسانی رشتوں کا علم سکھایا،مخلوق خدا کی عزت وتکریم کی گرہ کھولی،قدرت کے قانون،یعنی ایک جیسی متوازن زندگی کا درس دیا۔تمام پیغمبران کی شریعت کے قوانین اپنے اپنے زمانوں کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے۔بنی نوع انسان کی تربیت بتدریج جاری رہی۔اس پر کسی قسم کا اعتراض کسی فرد کیلئے مناسب نہیں!۔

یہودیوں کی شریعت کا حلقہ محدود اور قومیت کا رنگ لئے ہوئے تھا۔ یہودی کسی غیر یہودی سے شادی نہ کرتے جسکی وجہ سے وہ ایک قومی مذہب کی بنا پر قائم ہوا ، یہ شریعت عالمی سطح پر انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکتی تھی ۔وہ ایک قومی مذہب بن کر رہ گیا۔اس مذہب کی آفاقیت قائم نہ ہو سکی ۔عیسائیت میں شادی کا بندھن ایک بیوی اٹل اور ابدی قرار پایا گیا۔اگر یہ ازدواجی رشتہ نبھ سکے تو قابل صد ستائش اگر نہ نبھ سکے تو ابدی عذاب ۔عیسائی ملت رہبانیت پر مبنی ضابطہ حیات سے منسلک تھی ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی بادشاہت کا اعلان کیا۔عیسائیت نے نرم دلی، اختصاری ضروریات حیات، عفو و درگذر، ایثار و نثار، خدمت خلق اور دنیا کی بے ثباتی کی تعلیمات اور عمل کو فروزاں کیا۔بھوکوں کو کھانا ، پیاسوں کو پانی ،ننگوں کو لباس ، بیماروں کو شفا، مردوں کو زندہ جیسے عملی معجزوں سے بنی نوع انسان کے دلوں کو تسخیر کیا۔اس پیغمبر خدا کی نمایاں صفات ترک دنیا یعنی رہبانیت، معجزات کی بارش، مسیحائی پر مشتمل تھی ۔عیسائیت نے یہودی دور کی فرعونی مادہ پرستی کی تہذیب اور کلچر کو جو عروج پر پہنچ چکا تھا، اس کو روحانیت کی ضرب سے بڑی حد تک ختم کیا۔جب تک مسیحائی کے مذہب کی تعلیمات ،نظریات ، اخلاقیات اور کردار کی بالادستی قائم رہی اس وقت تک لوگ جوک در جوک عیسائیت میں داخل ہوتے رہے ۔جن کی بدولت آج عیسائیت کے ماننے والوں کی تعداد دنیا میں دو کروڑ سے زیادہ ہے۔لیکن رہبانیت کی انتہاپسندی نے انسان کی مادی بنیادی ضروریات کو نظر انداز کر دیا۔ایسا کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں تھا۔اعتدال ختم ہونے سے توازن قائم نہ رہ سکا۔عیسائیت میں مذہب کی حکومت چرچ کے پادریوں کے پاس تھی اور دنیا کی حکومت بادشاہوں کے سپرد تھی ۔مذہب اور بادشاہت کے نظام کا تضاد اور انکی آپس کی چپقلشیں اس ملت کے مذہبی نظریات اور کردار کا قتال کرنے میں مصروف رہیں ۔مادہ پرست، غاصب حکمرانوں کے ٹولہ نے معاشیات پر قبضہ کر کے اقتدار پر کنٹرول حاصل کیا اور اقتدار کی نوک پر چرچ پر بالادستی مسلط کر لی ۔ان حالات وواقعات کی برتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکمرانوں نے مذہب کے نظریات، تعلیمات کو مسخ کر کے رکھ دیا۔

اینٹی کرسچن جمہوریت کا ایک نیا مذہب مادہ پرست دانشوروں نے حکومتی نظام کو چلانے کیلئے تخلیق کیا۔عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر مسلط کر دیا۔ حکمرانوں نے عیسائیت کی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب کے ضابطہ حیات،، نظام حیات، اخلاقیات اور تعلیمات کے سرکاری حکومتی پنجرے میں پابندِ سلاسل کر لیا۔اینٹی کرسچن جمہوریت کا تعلیمی نصاب اور اسکی تعلیم و تربیت اور اسکی حکومتی بالادستی وقت کی تلوار کے ساتھ ملت کو اسکے مذہب کی روح سے جدا اور الگ کرتی رہی ۔پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات، ضابطہ حیات، نظام حیات اور تعلیمات کے خلاف ملت کی جمہورت پر مشتمل تعلیمی نصاب کی تعلیم و تربیت ہوتی رہی اور ملت کو عملی طور پر بڑی خاموشی کیساتھ اپنے ہی پیغمبر کے خلاف گستاخ، بے ادب، منکر اور منافق بنا کر رکھ دیا۔اس طرح ابن مریم کی امت اور اسکی نسلوں کا مذہبی زوال شروع ہو گیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت انکے نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو ترک کر بیٹھی۔انکا ملی تشخص اور کردار نان کرسچن جمہوریت کے مادہ پرستی، خودغرضی، مہلک ہتھیاروں کی ایجادات، ان ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال مخلوق خدا کا قتال، اس جہان رنگ و بو کو مسخ کرنے اور بنی نوع انسان کے قتال اور دنیا کی تباہی کا مظہر بن کر ابھری، جسکے بعد، یہ ملت ایک عظیم ٹرجیڈی اور المیہ سے دوچار ہوتی گئی۔اس ملت پر ایسے غاصب حکمران مسلط ہوتے رہے جو روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات، تعلیمات اور کردار کے مسیحائی کے عمل کو ایک ایک کر کے کچلنے، مسخ کرنے والے قوانین اور ضابطہ حیات نافذ کرتے رہے۔جس سے ملت مذہب سے دوری کے فیصلے طے کرتی رہی اور گرجے کے پادری صاحبان حکومتوں کے سامنے بے بس اور انکے زیر اثر ہوتے گئے۔حکمرانوں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت متعارف اور نافذ کیا، مذہب کا عمل دخل ختم کر کے اسکو چرچ تک محدود کر دیا گیا۔صنعتی ترقی اور مادی خوشحالی کیلئے افرادی قوت کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے اپنی مستورات کو گھروں سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے اور مادی خوشحالی کی غرض سے مخلوط معاشرے کی ابتدا کی، مذہب کی چادر اور چاردیواری کے نظام کو توڑا، مرد و زن کے ملاپ نے معاشرے کی مذہبی قدریں مزید بدل کر رکھ دیں، جس کی وجہ سے عیسائی ملت مذہب کے ازدواجی طرز حیات کو ترک کر کے جنسی آزادی، فحاشی، بدکاری، بے حیائی، زنا کاری کی زندگی سے دوچار ہوتی گئی۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اینٹی کرسچن جمہوریت کے عیسائی سیاسی دانشوروں، حکمرانوں نے حکومتی سطح پر اس نظام حیات کو نہ صرف ختم کیا بلکہ جنسی آزادی کی پذیرائی کی، انہوں نے مذہب کے ازدواجی نظام حیات کو ختم کر کے بغیر نکاح شریف کے بچے پیدا کرنے اور وکٹورین چائلڈ ہاؤسز میں پرورش کیلئے جمع کروانے شروع کر دیئے۔ نوجوان جوڑے مذہبی ضابطہ حیات اور تعلیمات سے الگ تھلگ ہوتے گئے، ان سیاسی دانشوروں اور حکمرانوں نے ایک ایک کر کے مذہبی ضابطہ حیات کو روند کر رکھ دیا، اس عظیم ملت کو مذہب کی مسیحائی کی تعلیمات سے الگ کر دیا گیا، دلوں کو تسخیر کرنے والی امت کے الہامی اور روحانی ضابطہ حیات اور اسکی تربیت گاہوں کو حکومتی سطح پر ختم کر دیا گیا، یہ عظیم ملت اپنے ہی عظیم پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کی الہامی کتاب انجیل مقدس کی تعلیمات کی منکر و منافق بنا دی گئی۔ یہ ملت ان غاصب سیاستدانوں اور حکمرانوں کی زد میں آ گئی۔ اب انسانیت اور خدمت انسانیت کی تعلیمات کی سرکاری بالا دستی ختم کر کے ملت کے کردار کو ایک غاصب، ظالم اور قاتل مادہ پرستی کے کردار کا عملی نمونہ بنا کر دنیا میں پیش کر دیا ہے۔ بیماروں کو شفا عطا کرنے والی ملت جراثیمی بموں سے بیماریاں پھیلانے والے کردار کی مالک بن گئی۔ مردوں کو زندہ کرنے والی ملت نائٹروجن اور ایٹم بموں کی خالق اور مخلوق خدا کو نیست و نابود کرنے کے عمل کی وارث بن چکی ہے۔ مذہب کی سماجی عمارت کو یہ ملت ریزہ ریزہ کر چکی ہے۔ ملت مذہب کے نظریات، تعلیمات اور مسیحائی کے کردار سے دور اور محروم ہوتی چلی گئی۔ جس سے یہ ملت عملی طور پر پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باغی اور منکر بن کر رہ گئی۔ آج یہ ملت نمرود اور فرعون کے کردار کا عملی نمونہ بن چکی ہے۔ ملت کے الہامی، روحانی پیشواؤں اور مذہب پرست اہل بصیرت افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ عیسائیت اور پوری انسانیت کو ان سیاسی دانشوروں اور انکی اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس المیہ سے نجات دلائیں۔ جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، کردار و تہذیب کو روند کر رکھ دیا۔

آخری نبی الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس جہان میں تشریف لائے۔ اسلام نے انسانیت کو الہامی تعلیم کا ایک نیا نظام حیات عطا کیا، عیسائیوں کیطرح چرچ کے پادری کی حکومت اور دنیا کے بادشاہ کی حکومت کو ختم کر کے انکی چپقلشوں سے انسانیت کو محفوظ کر لیا۔ اسلام نے انکے برعکس خلافت کا الہامی نظام متعارف فرمایا۔ دین اور سیاست ایک ہی شخصیت میں سمو دی۔ خلیفہ کو پیغمبرِ خدا کا نائب مقرر کیا۔

عیسائی تثلیث کے نظریہ کے قائل تھے، اسکے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کی ملت نے عیسائیت کے راہبوں، بڑے بڑے فقیروں درویشوں، نامور عظیم شخصیات کے بت اور تصاویر بنا کر انکی پرستش شروع کر دی تھی۔ اسلام کا دین، توحید پرستی کا ایک عظیم علمبردار، شرک اور بت پرستی کا سب سے بڑا دشمن بن کر ابھرا۔ راہب پرستی اور ترک دنیا کی بجائے انسان کی روحانی اور مادی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر دونوں میں ایسی دلکش اور روح پرور آمیزش قائم کی کہ تمام روحانی اور مادی تشنگی دور ہوگئی۔ جس سے قلبی اور روحانی سکون کے اسباب پیدا ہو گئے۔ یہودیت کو فرعونیت کے مادہ پرستی، نفس پرستی اور قتل و غارت کے کرداروں کو ختم کرنے اور اسکے باطل ضابطہ حیات سے بچانے اور محفوظ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت یعنی یہودیوں کو آپس میں رشتہ ازدواج اپنانے کیلئے پابند بنایا کہ وہ کسی غیر یہودی کیساتھ شادی نہیں کر سکتے تھے۔ تاکہ فرعونی نسل کے مادہ پرستی، نفس پرستی، اقتدار پرستی اور انسانی قتال جیسی برائیوں سے بچ سکیں۔ لیکن ایک عرصہ کے بعد یہودی امت میں فرعونی قوتیں عود آئیں جو آج تک ان کی پہچان بن چکی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کو روحانی اور الہامی ضابطہ حیات، اس دارالفناہ کی آگاہی اور رہبانیت اور ترک دنیا کے نظام حیات کا لائحہ عمل عطا ہوا، بیماروں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات کی روحانی اور الہامی مسیحائی کی طاقتیں عطا ہوئیں۔ جس نے یہودیت کی مادہ پرستی، نفس پرستی، قتل و غارت اور اس دور کی تمام اخلاقی، معاشی، معاشرتی برائیوں کا بڑی حد تک تدارک کیا اور روکا، بنی نوع انسان میں اعلیٰ مذہبی اقدار کا انقلاب رونما ہوا، عیسائیت میں درویشوں، فقیروں اور چند مخصوص شخصیات کے علاوہ رہبانیت کے عمل میں سے گذرنا عوام الناس کے بس میں نہیں تھا۔ اکثر ترک دنیا نہ کر سکنے کے سبب مذہب پر عمل پیرا ہونے کے قابل نہ تھے۔ یہ عظیم ملت اس رہبانیت کے عمل اور ترک دنیا پر زیادہ دیر نہ چل سکی، اسکے پیروکار پھر اس جہان رنگ و بو میں بری طرح کھو گئے، وہی مادہ پرستی، وہی نفس پرستی، وہی ظلم ستم، وہی قتل و غارت جیسی برائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو گھیر لیا اور وہ اسی میں وہ گم ہوتی گئی

اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے، حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی تعلیمات کے علاوہ اسلام نے ایک مکمل ضابطہ حیات ایک جامعہ نظام حیات، ایک شورائی جمہوری نظام یعنی اسلامی جمہوریت اور ایک مفصل حکومتی طریقہ کار پوری انسانیت کو عطا کیا، جسکے ذریعے عمدہ کردار، اعلیٰ صفات، عمدہ اخلاق، بہترین صداقتوں پر مشتمل افراد کا چناؤ اپنے اپنے حلقہ کے عوام کی ذمہ داری بنا دی گئی۔ اس نظام میں کسی سیاسی جماعت یا کسی فرقہ یا کسی آمر کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، اسکے ممبران کا چناؤ خیر اور شر کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، بہترین اور لا جواب اوصاف اور اہلیت کے افراد جو حکومتی نظام چلانے کی صلاحیتوں کے وارث ہوتے ہیں انکے ذمہ حکومتی قلمدان سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جو دین محمدی ﷺ کے نظام حیات اور ضابطہ حیات، تعلیمات کی خود بھی پیروی کرتے ہیں اور عوام الناس سے بھی کروانے کے پابند ہوتے ہیں۔ یہ نظام ازل سے لیکر ابد تک قابل تقلید ہے۔ جو ہر انسان کیلئے قابل عمل اور ہر شخص کو جائزہ لینے اور تنقید کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اسلام نے رہبانیت کے عمل کو ممنوع قرار دیا۔ دین محمدی ﷺ کی روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل پیرا ہونے کا راستہ دکھایا۔ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم دی، کردار سازی کی، ملی تشخص اجاگر کیا اور باعمل منفعت بخش معاشرہ تیار کیا۔ مذہب اور سیاست کو ایک ساتھ اکٹھا کر کے انسانی کردار میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ دین محمدی ﷺ نے بنی نوع انسان کو ایک مکمل دستور مقدس عطا کیا۔ مادی اور روحانی ضرریات کو پورا کرنے کیلئے ایک عمدہ آمیزش اور حسین امتزاج پیش کیا، اخوت ومحبت، اعتدال ومساوات، خدمت خلق، عبادت وریاضت، اخلاق حمیدہ، اسوہ حسنہ، دنیا کی بے ثباتی کا درس اور عدل وانصاف کا راستہ دکھایا۔ جس سے مادی اور روحانی تشنگی دور ہوگئی۔ مسلم امہ اور بنی نوع انسان کی نسلوں کیلئے دین محمدی ﷺ نے ایک ایسا ضابطہ حیات طرز حیات اور تعلیمی نصاب ازل سے ابد تک کی رہنمائی کیلئے عطا فرمایا ہے، جو انسانی نسل کی اسطرح تعلیم وتربیت کرتا ہے جس سے ہر انسان رحمت العالمین ﷺ کے عطا کئے ہوئے نظام حیات کی اطاعت کا لباس پہن لیتا ہے اور پوری مخلوق خدا کیلئے رحمت بن کر زندگی گذارتا ہے۔ خلق عظیم کا تاج اسکی ملکیت ہوتا ہے۔ امانت، دیانت اور صداقت اسکے کردار کا حصہ ہوتا ہے۔ خوش خلقی اسکے جسد سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ حق کے نور کی روشنی اسکا چراغ ہوتا ہے ۔ اسکا قلب صداقت کی معرفت سے مالا مال ہوتا ہے۔ وہ مجسم حق اور مجسم انوار کا مجمع ہوتا ہے۔ اسکی گفتگو جیسے پھولوں سے خوشبو نکلتی ہو۔ اسکے ہونٹوں پر تبسم ہو تو دل اسیر محبت ہو جاتے ہیں۔ اسکی محفل ادب واحترام کی درسگاہ بنی ہوتی ہے۔ اسکی خاموشی میں لذت گفتار پائی جاتی ہے۔ اسکی لب کشائی اسرار و رموز کے مضراب کا کام کرتی ہے۔ اسکے مسکرانے سے کائنات مسکراتی ہے۔ اسکا ہر عمل باعث رحمت ہوتا ہے۔ اسکے پاس نہ کسی کو جھڑکا دینے، تلخ کلامی کرنے یا نفرت کرنے کا نہ کوئی وقت اور نہ کوئی سوچ ہوتی ہے۔ اسکی شخصیت اخوت ومحبت کی پیکر اور زندگی اعتدال ومساوات کا خزانہ ہوتی ہے۔ اسکی ضروریات قلیل، اسکی خواہشات مختصر، اسکی نگاہ اس دار الفناہ سے آشنا ہوتی ہے۔ اسکی پہچان خیر اور شر کی آگاہی بخشتی ہے۔ اسکا ضمیر صبر وتحمل سے سینچا ہوتا ہے۔ اسکی زندگی کا محور عدل پر قائم ہوتا ہے۔ اسکی اعلیٰ صفات اور عمدہ صداقتیں عدل وانصاف کو عروج عطا کرتی ہیں۔ اسکے حسن کردار کی تجلیاں ظلمات کو روشنی عطا کرتی ہیں۔ اسکی زندگی ادب جہاں اور خدمت جہاں میں گم ہوتی ہے۔

دین محمدی ﷺ کے اس تعلیمی نصاب اور اسکی تعلیمی درسگاہوں کے تربیت یافتہ افراد ایسے طیب فطرت، سلیم طبع، خدمت خلق اور ایثار و نثار کے جذبوں کے پیکر، ادب انسانیت میں گم ہوتے ہیں۔ اس نظام حیات کی تعلیمات سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے، وہ خوف خدا کا وارث اور الہامی، روحانی تعلیمات کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ہر فرد نیکی، خیر اور بھلائی کا روشن مینار ہوتا ہے۔ وہ حرص و ہوس سے فارغ اور حق پرستی کا شاہکار ہوتا ہے۔ اوصاف حمیدہ اسکی زندگی کا لباس ہوتا ہے۔ وہ بنی نوع انسان کیلئے بے ضرر، مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہوتا ہے، وہ اونچ نیچ، براہمن وشودر اور طبقات پرستی کی طرز حیات سے نفرت کرتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی اور اس جہان فانی کی اصل سے آشنا ہوتا ہے، وہ اس کائنات اور اس جہانِ رنگ و بو اور اس زمین و آسماں اور اس دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت سمجھتا ہے۔ وہ اچھی طرح سے آشنا ہوتا ہے کہ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ مخلوق خدا کیلئے یہ ایک عارضی مہمان خانہ ہے۔ انسان یہاں مختصر اور قلیل سے وقت کیلئے عارضی طور پر خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا آشنا اور اسے من وعن تسلیم کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا مغنی اور اسی کے عطا کئے ہوئے شورائی نظام حکومت یعنی اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے مخلص و امین ارکان کا چناؤ کرتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام قائم کیا جاتا ہے دینی تعلیم سے آراستہ اور نظام کائنات کی اعلیٰ اہلیت کے افراد کو اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے فریضہ کو ادا کرنے کیلئے چن لیا جاتا ہے۔ اس طرح تمام معاشرے سے ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔ جو امانت و دیانت، عدل و انصاف، اعتدال و مساوات، اخوت و محبت، عمدہ اخلاق بہترین کردار، حقوق و فرائض اور خدمت خلق جیسے دینی ضابطوں کی تعلیمات کی حفاظت کرتے ہیں۔ خود بھی انکی اطاعت کرتے ہیں اور ملت سے بھی پابندی کرواتے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرتے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت تمام مذاہب کے ملکی حکمران مذہبی نظریات وتعلیمات کو کچلتے نہیں جا رہے؟ صفحہ 235/11

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس دینی نظام حیات کو بنی نوع انسان سے چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انبیا علیہ السلام کی امتوں سے انکی تعلیمات چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو بنی نوع انسان سے دنیا کی بے ثباتی کا درس چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں سے اعتدال ومساوات کا حق چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا سے اخوت ومحبت کی لازوال دولت کو چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں میں مادہ پرستی کی آگ کو ہوا دیتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ معاشی دجال جو ملکوں میں اپنے ہموطنوں سے ہی معاشی طاقت چھین لیتے ہیں۔کون ہیں وہ جو ساری خدائی ہے کنبہ خدا کے نظام کو توڑ رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کے بنیادی حقوق کو غصب کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کو نفرت اور نفاق کی چتا میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کو جنگوں کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا کو تباہ کرنے کیلئے ایٹم بم، نائٹروجن بم، گیس بم، جراثیمی بم، ایٹمی پلانٹ، ایٹمی میزائل اور طرح طرح کا اسلحہ تیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو کمزور ممالک پر تباہ کن ہتھیاروں سے حملے کرتے، معصوم و بے گناہ اور بے ضرر انسانوں کو، انکی بستیوں کو، انکے شہروں کو بلا کسی جواز کے نیست ونابود کرتے چلے جا رہے ہیں۔یہ کون ہیں جو نمرود فرعون اور یزید کے ایجنٹ ہیں جو پیغمبران کی امتوں میں مذہب پرست بن کر گھس آئے ہیں۔کون ہیں جو پیغمبران کے شرم وحیا، پردہ کی دیوار اور ازدواجی زندگی کے نظام حیات کی عمارت کو ریزہ ریزہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں جو مخلوق خدا میں زر پرستی، زن پرستی اور اقتدار پرستی کا دوزخ بھڑکائے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو قائم کرنے کے ابدی راستہ میں حائل ہو چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا سے مال و دولت، رشتوں کا تقدس، شرم وحیا، پردہ کی دیوار اور ازدواجی زندگی کا نظام، اخوت ومحبت کا آسمانی رشتہ، عدل وانصاف کا عمل اور دین و دنیا کو چھیننے، اسکو مسخ کرتے جا رہے ہیں، دین محمدی ﷺ پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو مسلط کئے بیٹھے ہیں، جابر آمروں، ظالم بادشاہوں اور مذہب کش اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی رہنماؤں نے جمہوریت کی بالادستی، ملکوں پر مسلط کر رکھی ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی، نرم دلی، ایثار و نثار، اخوت ومحبت، عفو ودرگذر، صبر وتحمل، عمدہ اخلاق، اعلٰی صفات اور فطرتی صداقتوں کی تعلیمات کو ختم کر کے ملتوں کے تشخص اور کردار کا حسن مسخ کر رہے ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کے رہنما مذہب پرست امتوں سے پیغمبران کی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات، نظریات کی سرکاری بالادستی ختم کر کے متاع پیغمبراں، احکام خداوندی کے ضابطہ حیات کی اطاعت اور انکے نظریات اور تعلیمات کو بنی نوع انسان سے چھین چکے ہیں۔تمام مذہب پرست امتوں کی نسلیں اپنے اپنے پاکیزہ وطیب پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور انکی افادیت سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔

ساری دنیا کی ساری مملکتوں کے سارے ڈکٹیٹروں، آمروں، سارے بادشاہوں اور سارے جمہوریت کے غاصب حکمرانوں پر مشتمل چند نفوس اور انکے نظام حکومت کو چلانے والی اعلیٰ سرکاری مشینری کے قلیل سے افراد نے مذہب پرست امتوں کو یرغمال بنا کر جمہوریت کے پنجرے میں مقید کر رکھا ہے۔ انکا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو نمرود، فرعون اور یزید کے خانوادے کے لوگ ہیں۔ انہوں نے پیغمبران انکی تعلیمات اور نظریات، اخوت ومحبت، ادب و خدمت، عفوودرگذر، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کے فطرتی اصولوں کا دیوالیہ نکال دیا ہے، تمام پیغمبران کی امتیں اینٹی کرپشن جمہوریت کے جال میں پھنس چکی ہیں۔ اپنے اپنے قیمتی شاہی محلوں کی تعمیر، عمدہ سامان تعیش کی کولیکشن، جاگیروں، کارخانوں کی ملکیتوں کی دوڑ، منافع خوری کی تجارت، لاتعداد مال وزر کے حصول کی لامتناہی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے، اینٹی کرپشن جمہوریت کی اسمبلیوں کے ذریعہ، قانون سازی کر کے ملت کی دولت خزانہ اور وسائل کو لوٹنے اور شاہانہ تصرف میں لانے اور کروڑوں اہل وطن کے وسائل، مال ودولت، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ کو لوٹنے اپنی ملکیتیں بنانے کا گھناؤنا عمل جاری کیئے ہوئے ہیں۔ ان غاصب قوانین اور باطل سسٹم کے عمل نے دنیا میں وحشت اور دہشت پھیلا رکھی ہے۔ اعتدال ومساوات کو کچل رکھا ہے، بنی نوع انسان کو اپنی ذاتی خودغرضیوں اور اپنے اقتدار کی خاطر اور اپنی سلطنتوں کے تحفظ کی خاطر جنگوں، نفرتوں اور نفاق کی آگ میں بری طرح جھونک رکھا ہے۔ ملک کے کمزور اور نہتے عوام کو اقتدار کی طاقت سے اپنے ہی ملک کے غاصب حکمران چوں چراں نہیں کرنے دیتے۔ اسی طرح کمزور اور بے بس ممالک کو ترقی یافتہ ممالک کے حکمران، طاقت کی تلوار سے کچل دیتے ہیں۔ مخلوق خدا کو نشانہ عبرت بنانا ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔

بنی نوع انسان اسی دنیا میں زندگی کی بنیادی ضروریات یعنی خوراک ،لباس، علاج اور چھت کے حصول کی خاطر سر گرداں اور مارے مارے پھرتے ہیں، حکمران سرے محلوں، رائیونڈ ہاؤسز ،شاہی پلیسز میں داد عیش دینے میں مصروف رہتے ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کا یہ طرز حکومت اور اسکے حکمران، انسانی بنیادی حقوق کو چھیننے کی عبرتناک ایک انوکھی اذیتناک داستاں رقم کیئے جا رہے ہیں۔ یہ ظالم اور غاصب عیش وعشرت میں گم ہیں۔ عوام انکے نظام کی چکی میں نفاق اور نفرت کی اذیتوں میں پسی جا رہی ہے۔ اسکا تدارک کون کریگا۔ انکی فریاد مالک حقیقی کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ فوجی ڈکٹیٹر، بادشاہ، آمر اور جمہوریت کے دانشور غاصب حکمرانوں نے مذہب کے الہامی نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں اعتدال ومساوات کا مذہبی نظام اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالا دستی اور اسکے قوانین نے ختم کر دیا ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے اخوت ومحبت کے مذہبی پاکیزہ جذبوں کو روند کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے مذہبی الہامی تعلیمات کے خلاف مادہ پرستی کی مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ مخلوط حکومت تیار کرنے کا عمل خاص کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جاری کر رکھا ہے، دنیا میں نان کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت نے آزادی ءنسواں کے نام پر مخلوط معاشرہ کے ذریعہ مذہبی ازدواجی زندگی کے طیب نظام کو ختم کرنے کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ دنیا میں یہ حکمران پہلے عورت کو آزادیء نسواں کے نام پر گھر کی چار دیواری سے باہر نکالتے ہیں۔ پھر مخلوط معاشرہ تیار کرتے ہیں۔ پھر جنسی آزادی دیتے ہیں۔ پھر ازدواجی زندگی کے مذہبی نظام کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی کی جنسی آزادی کی چتا میں بھسم کر دیتے ہیں، دنیا میں عورت اپنے مجازی خدا کو ڈھونڈتی رہتی ہے۔ اسکی جوانی کو نوچنے والے بدلتے رہتے ہیں، بچے وکٹورین ہاؤسز میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا میں عورت کو نہ مجازی خدا ملتا ہے اور نہ ہی وہ زندگی میں ماں کہلا سکتی ہے۔ اس وقت تمام پیغمبران کی تمام امتیں نان کرسچن جمہوریت کے المیہ سے دوچار ہو چکی ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت تمام مذاہب کے ملکی حکمران مذہبی نظریات و تعلیمات کو کچلتے نہیں جا رہے؟ صفحہ 237/14

دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے مذہبی اقدار، عدل و انصاف اور انسانی حقوق کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں مخلوط معاشرے کے نظام سے پردہ داری، بے حیائی، بدکاری، فحاشی اور زنا کاری کو روکنا ممکن ہی نہیں۔ اسی مخلوط نظام حکومت کی وجہ سے امریکن صدر اپنی پرسنل سیکٹری سے ناجائز جنسی تعلق کا مرتکب ہوا۔ یہ مذہب کے اصول کو توڑنے کا فطرتی نتیجہ تھا۔ اس طرح جمہوریت کا نظام حکومت مذہب کی الہامی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبہ میں نگلتا جا رہا ہے، نئی نوجوان نسل کے پاس مخلوط معاشرے کی اس بے حیائی سے بچنے کا نہ کوئی تدارک ہے اور نہ کوئی اور راستہ ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت پسند حکمرانوں نے مذہب کے ازدواجی زندگی کے ضابطہ حیات کو توڑ کر پیغمبران کی تعلیمات کو مسخ کر دیا ہے۔ انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی سلامتی کی ازدواجی عمارت کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ دنیا میں بسنے والے اربوں مذہب پرستوں کو اور خاص کر پاکستان کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو بتانا از حد ضروری سمجھتا ہوں، کہ کوئی سیاسی آمر یا فوجی ڈکٹیٹر یا حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بالا نہیں ہے، مخلوط معاشرہ دین محمدی ﷺ سے بغاوت، منافقت اور اسکی بے حرمتی کا مجرم بن چکا ہے۔ یہ نظام ملت کے جسد پر ایک لاعلاج کینسر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلی کے روشن خیال سیاسی علما، مشائخ، پیران اور سیاسی ممبران، خداوند قدوس اور رسول خدا ﷺ کے نظام حیات کو مسخ کرنے کے مجرم ہیں۔ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل ہو کر روشن خیال دینی سیاسی جماعتوں کے رہزنوں نے دین کے روشن ضمیر نظریات کا قتال جاری کر رکھا ہے اور پھر نماز باقاعدگی سے باجماعت پڑھتے بھی جا رہے ہیں۔ یہ کیسے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ذریعہ دین محمدی ﷺ کو کچلنے والے منافق مسلمان ہیں! اے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی جماعتوں کے دینی رہزنوں یہ تو بتاؤ! کہ جب تم مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومتیں جمہوریت کے مطابق، دین کے نظریات کے خلاف ملت پر مسلط کرو گے، اسکے مطابق اپنی بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں کو لیکر اسمبلیوں میں پہنچ بھی جاؤ گے۔ جب تم ان قوانین کو مسلم امہ کی نسلوں پر مسلط بھی کرو گے۔ تو بے پردگی، بے حیائی، بدکاری اور زنا کاری کو کیسے روک سکو گے۔ کیا مغربی تہذیب کا حشر تمہارے سامنے نہیں! پھر کہتے ہو کہ ملت دین سے دور ہو چکی ہے۔ تم کیسے بدنصیب دین کے محافظ ہو جو حکومتی سطح پر تم دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، نظریات، اعتدال و مساوات، معاشی اور معاشرتی قتال اور عدل و انصاف کو روندتے جا رہے ہو۔

انقلابِ وقت تمام مذاہب کے ملکی حکمران مذہبی نظریات و تعلیمات کو کچلتے نہیں جا رہے؟ صفحہ 237/15

یقیناً دین محمدی ﷺ تمہیں تحفظ فراہم کریگا انقلاب وقت پڑھ لو!۔ اے دینی سیاسی جماعتوں کے دینی رہزنوں یہ تو بتاؤ! کہ جب تم دینی معاشی نظام کو ترک کر کے اینٹی کرپچن جمہوریت کا سودی معاشی نظام اور اسکا دھوکہ، فریب دغا پر مشتمل سیاسی نظام، اسکا استحصالی انتظامیہ اور عدلیہ کا مغربی تعلیمی نصاب، اسکا مخلوط تعلیمی نظام، اسکا طبقاتی معاشی معاشرتی نظام کو ملت اسلامیہ پر نافذ کرو گے اور ملت کے فرزندان کی پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک اسی تعلیمی نصاب، طبقاتی مخلوط تعلیمی اداروں کے ذریعے تعلیم و تربیت جاری رکھو گے۔ تو مسلم امہ کی نسلیں دینی معاشی، معاشرتی نظام، اسکی عادل عدلیہ اور انتظامیہ، اسکے اسوہ حسنہ حسن خلق کی تعلیم و تربیت کہاں سے حاصل کریں گی اور کہاں بروئے کار لائیں گی۔ کیا تم نے ملت اسلامیہ کو دین محمدی ﷺ سے الگ اور منافقت کے عذاب میں مبتلا نہیں کر رکھا۔ اسکا ذمہ دار کون ہے! کیا دینی جماعتوں کے یہ دینی سیاسی رہنما یہ بتانا مناسب سمجھیں گے! کہ اینٹی کرپچن جمہوریت کے زیر سایہ طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے مالک اور نوکر، افسر اور اردلی، آقا اور خادم، برہمن اور شودر، حاکم اور محکوم کے طبقات اور معاشی تفریق کو تیار کرنے والے صاحب اختیار کون لوگ ہیں۔ انگریز نے تو ایک محکوم قوم کو قابو رکھنے اور نظام حکومت چلانے کیلئے یہ طبقاتی تعلیمی نصاب مقرر کیا تھا۔ پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کی نسلوں پر دین کے خلاف اب یہ طبقاتی تعلیمی نصاب اور طبقاتی تعلیمی ادارے کون چلا رہا ہے۔ دین کے نظام کو ختم اور ملت کو بے دین بنانے کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا دینی جماعتوں کے جمہوریت پسند رہنما یہ بتانا مناسب سمجھیں گے !۔ کہ اینٹی کرپچن جمہوریت کے زیر سایہ جمہوریت کے نظام حکومت کے نظام عدل کی تعلیم اور اس کا تعلیمی نصاب پرائمری سے لے کر بار ایٹ لا تک جس میں برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا اور ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے قوانین کی تعلیم جاری ہے۔ جس سے عدل و انصاف مہیا کرنے والے منصف تیار ہوتے ہیں۔ جس ملک کی انتظامیہ کے اہلکار ایک اپنے مخصوص طریقہ کار سے ایف آئی آر کے مطابق معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خلاف حکومتوں اور بااثر سیاستدانوں، حکمرانوں کی سفارشوں، رشوتوں کے مطابق بے بنیاد پرچے درج کرتے ہوں۔ جج حقیقت کو سمجھنے کے باوجود انکے مطابق کاروائی کرنے پر مجبور ہوں، پھر اعلیٰ اور کمتر وکیلوں کے دلائل، سفارشوں اور حکمرانوں کا دباؤ، رشوتوں کے الگ نظام، انصاف کے متلاشی تھانے کچہریوں کے اخراجات کا ایندھن بنائے جاتے ہوں۔ اس نظام سے ۱۸ کروڑ مظلوم اور محکوم طبقہ اور انکی نسلوں کو کیسے انصاف مہیا کیا جا سکتا ہے۔

ینٹی کرسچن جمہوریت کے تعلیمی اداروں کے سائے تلے پروان چڑھنے والی عدلیہ، اس عدلیہ اور انتظامیہ کے ارکان، ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو کیسے اسلامی ضابطہ حیات، طرز حیات کی زندگی مہیا کر سکتے ہیں۔ اس یزیدی نظام حکومت کو چلانے والے اور ان میں شامل دینی رہنما کون ہیں! آؤ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کی گتھی سلجھانے کیلئے ان تمام جمہوریت پسند دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو منصف ہی تسلیم کر لیتے ہیں۔ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی آنیوالی نسلوں کا کیس ان کے خلاف انکے روبرو، ان کو ہی جج مان کر، ان ہی کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ ملت کی طرف سے انکو ہی وکیل بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ انکو ہی گواہ مان لیتے ہیں۔ خدارا، ان سے جمہوریت کی روشنی ہی میں فیصلہ کروالیں۔ کہ قرآن پاک پڑھنے پڑھانے کا نام اسلام ہے۔ قرآن پاک کے ترجمہ اور اسکی تشریح و توضیح کرنے کا نام اسلام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ بیان کرنے کا نام اسلام ہے۔ شہیدین کربلا کے سانحہ کو بیان کرنے کا نام اسلام ہے۔ عالموں کے خطاب یا ذاکروں کے ذکر، ماتمی جلوسوں اور عزاداری کرنے کا نام اسلام ہے۔ کیا سیاسی دینی رہنماؤں اور سٹیجوں پر کھڑے ہو کر سانحہ کربلا کو بیان کرنے والوں کا نام اسلام ہے۔ کیا ان طیب ہستیوں کی شہادت کے پس پردہ جو حق و باطل کا نظریہ کارفرما تھا ان سے انکا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ ان میں سے حضرت امام حسینؑ پاک عالی مقام کے نظریات اور عمل و کردار کی بیعت کن نے کی ہے۔ کون انکی پیروی کر رہا ہے۔ اور کتنوں نے حضرت امام حسین عالی مقام کے خلاف یزید کے باطل جمہوریت کے نظام کی بیعت کر رکھی ہے، زندگی یزید کے نظام حیات کے کردار میں گم کردی جائے اور مدح سرائی عالی مقام حضرت امام حسینؑ اور انکے قافلے کے شہدا کی کرتے جائیں۔ ان سے پوچھ تو لو! کفر اور منافقت کس کو کہتے ہیں۔ ملت کے روبرو تمام عقائد کے عالم دین اور تمام مدح خواں سے انکی علمی، عملی بدعملی کی وضاحت طلب کرنا ان مذہبی مفکروں سے ناگزیر ہو چکا ہے۔ کیا شہیدین کربلا کا دین انہوں نے روایات میں گم نہیں کر رکھا۔ ان سے پوچھ تو لیں، کہ انکی علمی بحث کی جہالت نے ملک میں فساد اور ملک و ملت میں فرقہ پرستی، نفرت اور نفاق اور ایک دوسرے کے قتال کا عمل شروع نہیں کر رکھا۔ کیا اس عبرتناک طرز حیات کا نام اسلام ہے!

کیا حضور نبی کریم ﷺ کے ماننے والے درویشوں، ولیوں اور فقیروں کے تذکروں، انکی عظمتوں اور انکے کلام کو ترنم سے سنانے کا نام اسلام ہے! کیا حضور نبی کریم ﷺ کی نعت شریف سننے اور اس پر کیف و سرور کے اظہار کا نام اسلام ہے! کیا ان روایات کو دین کی اطاعت کہا جا سکتا ہے! جب عملی زندگی یزید کے نظام حیات کی پیروی بن چکی ہو۔ کیا دین کے نام پر اینٹی کرپچن جمہوریت کے باطل کدہ کے نظام کے ایم پی اے۔ ایم این اے، سینٹروں، وزارتوں، مشاورتوں، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم یا صدر پاکستان کے حصول کا نام اسلام ہے!۔ صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، کینونیشن ہالوں، اسلام آباد کلبوں، پنجاب ہاؤسوں، سندھ ہاؤسوں اور تمام سرکاری شاہی ایوانوں، شاہی محلوں کی تعمیرات اور ان تک رسائی کا نام اسلام ہے!۔ کیا طبقاتی نظام حیات قائم کرنے اور طبقاتی شاہی سہولتوں کی زندگی گذارنے کا نام اسلام ہے!۔ کیا مسلم امہ کے سیاسی دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو اقوام عالم کے روبرو اس طرح کا غیر دینی اور غیر اسلامی کلچر پیش کرنے کا نام اسلام ہے!۔ کیا یہ عالم دین، مشائخ اور تمام اس باطل نظام کے پیران دعا، ملت کے اور صاحب مزار ہستیوں کے نظام حیات کے باغی، منکر اور جمہوریت کے ایجنٹوں کے فرائض ادا نہیں کر رہے!۔ کیا یہ انکی سادہ و سلیس زندگی، قلیل ضروریات، دین کی تبلیغ، دینی صفات اور دینی صداقتوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ان سے خدا اور رسول ﷺ کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف کو کچلنے کے جرم کی تعزیرات اور سزا تو پوچھ لو۔ ملت کے جسد کو جمہوریت کے کینسر میں مبتلا کرنے کے جرم کا فیصلہ ان سے ہی کروا لو۔ اگلے جملے میں انکے فیصلہ کی سزا کا اندراج ان ہی سے کروا لو۔ کیا یہ تمام جمہوریت پسند علما، مشائخ اور باطل جمہوریت کے نظام حکومت کے پیران دعا، تمام نان کرپچن جمہوریت کے سیاستدان اور حکمران مسلم امہ کے اسلامی کلچر اور تہذیب کو ختم کرنے کے مجرم اور واجب القتل ہیں یا نہیں!۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انقلابِ وقت تمام مذاہب کے ملکی حکمران مذہبی نظریات و تعلیمات کو کچلتے نہیں جا رہے؟ صفحہ 239/18

دینی عالموں، مشائخ کرام اور پیران دعا نے ملک وملت پر قرآن فہمی کا درس دینے، خدا اور رسول ﷺ کی قربت اختیار کرنے کے راستوں کی نشان دہی کرنے، انکے نظام حیات کی اطاعت کا سبق سکھانے، دین کی خوشبو کو کریہ کریہ، بستی بستی، نگر نگر، کو بکو پھیلانے کے عمل کو ترک کر کے انہوں نے ملت کو اینٹی کرپچن جمہوریت کے فرقوں کی سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ مشائخ کرام نے الگ اپنے اپنے سلسلہ میں مسلم امہ کو مقید کر رکھا ہے۔ علما نے دینی مدارس اور مشائخ کرام نے آستانوں، سیاستدانوں نے حکومتی ایوانوں پر قبضہ کر رکھا ہے، ملت کی وحدت کا شیرازہ علما کرام، مشائخ کرام سیاستدانوں نے بکھیر کر رکھ دیا ہوا ہے۔ نہ یہ دین کے راہی ہیں اور نہ راستہ آشنا، لیکن دور حاضر کے پکے رہنما ہیں۔ یہ مادیت اور اقتدار کے گمراہی کے صحرا میں گم ہیں۔ علما تو اٹھارہ ہزار علما کا حصہ بن چکے ہیں۔ صاحب مزار بزرگان دین کی اولادوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ انکا منصب اور مقصد حیات کیا ہے اور وہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی توہین، گستاخی، بے ادبی از خود نہ کریں۔ انکی صاحب مزار ہستیوں سے لاتعلقی مستند ہو چکی ہے۔ وہ ان سے علمی اور عملی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکے ہیں مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی لاتعلقی، حصول اقتدار، مال و دولت کی خواہشات، شہرت کی چتا اور حکمرانوں کے ایجنٹوں کے فرائض ادا کرنے اور انکی حکومتوں کو مضبوط کرنے کے عمل سے باز آجائیں۔ ایسے اعمال انکے اور انکی اولادوں کی گمراہی کا سبب بن چکی ہیں۔ یا اللہ ملت کو دین کے دین کش رہنماؤں کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ امین۔ پیران طریقت اور مزارات سے منسلک بزرگان دین کی اولادیں جنہوں نے انکی نسبت سے بیعت لینے کا عمل شروع کر رکھا ہے خدارا وہ تو کم از کم اس اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل نہ ہوں اور نہ ہی اپنے ایسے مریدین سے روحانی تعلق کا دعویٰ قائم رکھیں چاہے وہ جمہوریت کا صدر پاکستان ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ اگر وہ یا انکی اولادیں اینٹی کرپچن جمہوریت کے یزیدی نظام کی سیاسی جماعتوں کی بیعت کے بعد وہ حکومت میں شامل ہوتے ہیں تو انکا اور انکی اولادوں کا اپنے بزرگوں کے ساتھ کوئی ظاہری اور باطنی تعلق نہیں ہے۔ انکو توبہ کرنی ہوگی۔ اپنی طیب ہستیوں کا احترام بحال کرنا ہوگا۔ اینٹی کرپچن جمہوریت مغرب کے دانشوروں کا مذہب ہے جو اس کو انگریز پاکستان پر مسلط کر گئے۔ جمہوریت کی سیاست سے منسلک علما کرام، مشائخ کرام اور سیاسی رہنماؤں نے مل کر ملک و ملت کو اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام، سسٹم اور نظریات کے شکنجوں میں جکڑ کر ملکی وسائل، دولت خزانہ، اقتدار اور حکومت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام کی سرکاری بالادستی نے دین محمدی ﷺ کے نظام، سسٹم اور نظریات کو منسوخ کر کے دین کی آفادیت، دین کی حکمت، دین کے کردار کی لذت سے ملت کو محروم کر رکھا ہے۔ دین کا ارتقائی عمل رک چکا ہے بلکہ تنزلی کے اندھیروں میں گم ہو چکا ہے۔ ملت سے دین کی منزل کا راستہ چھین لیا گیا ہے۔ روشن خیال اسلام کے منکر اینٹی کرپچن جمہوریت کی اسمبلیاں کے ذریعہ قرآن کو بدلنے میں کوشاں ہیں۔ جمہوریت کی تقلید اور اسکی محکومی میں دین کی تحقیق زوال پذیر ہو چکی ہے۔ اس وقت ملت کے پاس صرف دین کا نام باقی ہے۔ دین کی بقا اور دین کی بالادستی قائم کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اس منافقت سے انسانیت کو نجات دلا سکیں۔ فوج، سیاست، عدلیہ کے سربراہوں کیلئے غور فکر اور فیصلے کا وقت ہے۔ اپنے عدلیہ کے ممبران کو اکھٹا کرے اور ملت کو اس سانحہ سے نجات دلائے۔ اے پیغمبر انِ خدا، اے خاتم الانبیاء ﷺ تمہارے در پر جھکا ہوں، درود ابراہیمی پیش کرتا ہوں، درود تاج کا واسطہ دیتا ہوں، تیرے نواسوں کی خیرات مانگتا ہوں، رحمت العالمین ﷺ کی رحمت کا سوالی ہوں، اپنے بندوں کو ایک مرکز پر اکٹھا فرما۔ سب کو آواز حق اٹھانے کی صلاحیت اور طاقت عطا فرماؤ۔ سوچ کو درست اور الفاظ کو تاثیر کی خوشبو سے مالا مال فرماؤ۔ اے اللہ تعالیٰ جی مسلم امہ اور تمام انبیاء علیہ السلام کو ماننے والوں اور بنی نوع انسان پر رحم فرماؤ۔ تجھے تیری کبریائی کا واسطہ تو ظالموں سے مظلوموں کو نجات عطا فرما اور ظالموں کو راہ ہدایت بخش۔ آمین۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

الفاظ کی حرمت اور انکی پاسداری خالقِ کونین کا عطیہ ہے۔الفاظ خیال کا لباس ہے۔خیال کی دلہن کو انہی سے سجایا اور سنوارا جاتا ہے۔دلنوازی کا پیغام انہی الفاظ سے انسانی قلب وروح تک پہنچایا جاتا ہے۔خیر کی دنیا انہی الفاظ سے تابندہ و پائندہ ہوتی ہے۔خیر اور شر، نیکی اور بدی کی پہچان الفاظ کے دم سے ہی قائم ہے۔گلستان حیات کا حسن، الفاظ سے ہی جلوہ آرا ہوتا ہے۔الفاظ جمال کی روشنی اور نوع انسانی کے روح کا خامہ ءدلنواز ہوتے ہیں۔دلنوازی، دلسوزی اور دلربائی کے میخانہ کا مست، مستی کے جام، ہمہ دم اور دمادم جاری کرنے والا کسی صحراو بیاباں میں تنہائی کی چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔وہ دیکھ رہا ہے کہ الفاظ کے میخانہ میں مستی ءکردار کی ستار خاموش کسی صاحب اعجاز کی منتظر بیٹھی ہے۔کہ وہ آئے اور خوابیدہ ملت کو جگائے۔چشم ملت اس منظر کی بڑی دیر سے منتظر کھڑی ہے۔مسلم امہ بے بس غمگین اداس اذیتوں سے لاچار تڑپتی سسکتی، دین محمدی ﷺ کی دوری کی سزا میں مبتلا کردی گئی ہے۔جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کے پنجرے میں بند، درد سے چور، حیات وممات کی کشمکش میں بے جان ہوئی پڑی ہے۔اسکی حالت دگرگوں ہوتی جارہی ہے، اسکی حیات جاوداں جمہوریت، بادشاہت اور آمریت کی نجات اور دین محمدی ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

اینٹی کرسچن جمہوریت کی تہذیب حاضر، اسکی تعلیمات، اسکا تعلیمی نصاب، اسکا ضابطہ حیات، اسکا پرچار، اس کا کردار سازی کا عمل، امراض ملت کی وجہ بن چکی ہے ۔ملت کا قافلہ اپنے رہنما، اپنے ہدی خواں، اپنے میر کارواں سے محروم ہو چکا ہے ۔عالم دین، پیران طریقت اور حاکم وقت دین کی سرفرازی دین کی حاکمیت، دین کی بالادستی، دین کے ضابطہ حیات، دین کی تعلیمات، دین کے اصول وضوابط، دین کے اعتدال و مساوات کے نظام، دین کا شرم وحیا کا نظام، دین کے اخلاقیات کا نظام، دین کا حسن خلق اور دنیا کی بے ثباتی کا درس، دین کا مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کا شعور، دین کا صبر و تحمل کا راستہ، دین کا رشد و ہدایت کا نظام، دین کا امانت و دیانت کا ضابطہ، دین کا عفو و درگذر کا سلیقہ، دین کا سادہ اور سلیس نظام حیات کا راستہ، دین کا عدل و انصاف کا قانون جنکے بروئے کار لانے سے ملت کا اور اسکی آنیوالی نسلوں کا اسلامی تشخص اجاگر ہوتا ہے اور دین کے ان تمام ضابطوں کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی جاتی ہے ۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے سیاسی علما، سیاسی مشائخ کرام، سیاسی پیران طریقت کے رہنماؤں نے جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور انکے پیروکاروں، ملکی جاگیرداروں، سرمایہ داروں پر مشتمل سیاستدانوں کے اقتدار کے دعا گو بن چکے ہیں ۔وہ حکمرانوں کے ایجنٹوں کا فریضہ ادا کرتے ہیں ۔وہ اپنی لاعلمی کی جہالت سے مسلم امہ اور اسکی نسلوں کے دینی طرز حیات، ضابطہ حیات، نظام حیات اور تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ اور ختم کر کے مسلم امہ کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے گھناؤنے فتنہ کی تہذیب کا شکار اور ایک اذیتناک المیہ سے دوچار کیے بیٹھے ہیں ۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

جمہوریت کے نظریات کی سرکاری بالا دستی اور پیروی کے بعد مسلم امہ اور انکے تمام فرزندان کو نبی کریم ﷺ کی الہامی کتاب قرآن پاک کے عملی منکر، باغی، گستاخ، اور انکے دین سے سرکاری طور پر الگ تھلگ کردیا ہے ۔دین کے نام لیوا، بظاہر دل و جاں سے ذکر رب جلیل کا، عقیدت و محبت حضور نبی کریم ﷺ سے، اور عملی طور پر اطاعت اینٹی کرچن جمہوریت کے سرکاری دانشوروں کے غاصب نظریات اور اسمبلی ممبران کے پاس کردہ باطل قوانین کی کرتے چلے آرہے ہیں ۔ملت جمہوریت اور دین کے نظریات کے تضاد میں بکھر چکی ہے ۔کاروان ملت کو حرم سے بدگماں کیا جارہا ہے ۔ملت نا کردہ گناہ کی سزا میں مبتلا ہو چکی ہے ۔اس طرح منافقت ملت پر مسلط کردی گئی ہے ۔جس سے نجات حاصل کرنا ملت کا اولین فریضہ ہے ۔ملت کے ساتھ کتنا بڑا ہولناک سانحہ ہے کہ مسلم امہ کے ۱۸ اکروڑ نبی کریم ﷺ کے امتیوں کو اینٹی کرچن جمہوریت کے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکی تعلیمات، اسکے اصول وضوابط کی سرکاری بالا دستی میں دیدیا جائے اور ان پر جمہوریت کے دینی اور دنیاوی غاصبوں کی حاکمیت مسلط کرکے ان کو اور انکی آنیوالی نسلوں کو دین محمدی ﷺ، اسکے دستور مقدس اور ملکی مال و متاع سے عملی طور پر محروم کردیا جائے ۔اس گلستان محمدی ﷺ کو اجاڑنے والے، اسکی بالا دستی کو منسوخ کرنے والے، حضور نبی کریم ﷺ کی شان عظمت کو ختم کرنے والے، انکے اخوت و محبت کے رشتوں کو برباد کرنے والے، انکے اعتدال و مساوات کے نظام کو مسلنے والے، انکے خدمت و ادب کے چراغ بجھانے والے، انکے خیر اور شر کی تمیز مٹانے والے، انکے فلاح و بہبود کے نشان ختم کرنے والے، انکے صبر و توکل کی روشنی بجھانے والے، انکے خیر الامت کے کردار نایاب بنانے والے، انکے خلق عظیم کی درسگاہ کو بند کرنے والے، انکے دنیا کی بے ثباتی کے درس کو بھلانے والے، انکی ملت کی جمعیت کو ریزہ ریزہ کرنے والے، انکی عبادت و ریاضت کے آداب جھٹلانے والے، انکے ازدواجی زندگی کے نظام کو توڑنے والے، انکے شرم و حیا کے تمدن کو ختم کرنے، انکے نظریات کے خلاف جمہوریت کے انشوروں کی مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرہ کی اذیتوں کو پھیلانے والے، انکے عدل و انصاف کے نصاب اور انکو بروئے کار لانے والے اداروں کو ختم کرنے والے، دین کی بنیاد کو کھوکھلا کرنے والے، آداب گلستان کو رقم کرنے والوں کو کچلنے والے، یاد رکھو! ۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمرممبران اور آمرحکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت ،صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف ،ادب جہاں کے وارث ،اخوت ومحبت کے پیکر،خلق عظیم کے پیامی ،دنیا کی بے ثباتی کے آشنا،خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

۴۔ یہ سیاسی عالم دین ،سیاستدان اور حکمران ملت کو دین سے دور لئے جارہے ہیں ،انہوں نے ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے پیچ وخم میں الجھا رکھا ہے ۔یہ تو ان سے پوچھ لو ! ۔کیا یہ درست ہے کہ جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوگا تو ملت کہاں سے تیار ہوگی ! ۔

۱۔ کیا یہ دین کے غاصب حضور نبی کریم ﷺ کے گستاخ ،بے ادب اور انکی توہین کے مرتکب ہیں یا نہیں ۔

۲۔ خاکے تیار کرنے والے بھی گستاخ ہیں ،لیکن مسلمانوں کے روپ میں اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کو مسلم امہ پر مسلط کرنے ،دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں ،ملکی سیاستدانوں ،فوجی ڈکٹیٹروں اور حکومتی آمروں کے متعلق ملت کا کیا خیال ہے ۔خاکے تیار کرنے والے یا یہ دونوں میں سے دین محمدی ﷺ کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے اور یہ جمہوریت پسند حکمران کس کے ایجنٹ ہیں ۔

۳۔ ملک بھر کے علمائے دین ،پیران طریقت اور دینی سیاسی رہنما جو ان کرسچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کا حصہ ہیں ۔قرآن حکیم کے نظریات کیخلاف اور رائج الوقت اینٹی کرسچن جمہوریت کے المیہ پر خاموشی تانے بیٹھے ،حکومتی آفادیت حاصل کرتے آرہے ہیں ،انکی سزا کیا ہے ۔

۴ ۔ان تمام فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے سربراہوں کے متعلق ملت کا کیا فیصلہ ہے ،جنہوں نے اسلام کی روح کو کچل کر رکھ دیا ہے ۔ہندوستان ۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک یعنی ۹۰ سال تک انگریز کے نافذ کئے ہوئے مفتوحہ ملک کی عوام پر قرآن حکیم کے نظریات ،تعلیمات کے خلاف نان کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کی محکومی میں مقید رہا ۔۱۹۴۷ سے لے کر آج تک یعنی پچھلے ۶۷ سالوں سے اس محکوم ملک کی ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام کفر کے حکومتی ٹولہ نے قابو کر رکھا ہے ۔چار فوجی ڈکٹیٹروں اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی منصف شاہی ،افسر شاہی کے مغربی کلچر کے سکالروں نے قرآن حکیم کے نظریات کے متضاد اینٹی کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت کے کفر کے قوانین کا پھندا انگریز کے دور سے کہیں زیادہ مزید مضبوط کرلیا ہے ،جس سے یہ مسلم امہ اور انکی نسلیں چوں چراں نہ کر سکیں ۔انگریز نے انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا ۔اسکو چلانے والی انتظامیہ اور عدلیہ کی انگریزی زبان میں اعلیٰ اداروں میں خاص تربیت کی ۔اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں ایسے قوانین ،اصول وضوابط مرتب کئے جس سے انکی دولت وسائل ٹیکسوں کے ذریعہ چھین لیتے ۔انکو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رکھتے ۔چوں چراں کرنے والوں کا حشر نشر کردیتے ۔تھانے انکے خلاف جھوٹی اور بے بنیاد ایف آئی آر درج کرتے ،عدالتیں انکے مطابق کڑی سزائیں دیتیں ۔ان سے تنگ آکر تمام ہندوستان کی اقوام ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوئیں ،انہوں نے آزادی کا نعرہ لگایا اور اس جنگ کو سب نے مل کر لڑا ،انگریز یہ جنگ ہار گئے اور ہندوستان کو آزادی دینے پر مجبور ہوگئے ۔عوام غلامی اور محکومی کی زنجیروں سے آزاد ہوئے ۔سکھ کا سانس لیا ۔تہذیب نو کی منزل کی طرف رواں ہوئے ۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالی کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

پاکستان دوقومی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا، انگریز رخصت ہوتے وقت اپنے وفادار ٹولہ کے ملکی غدار جاگیر داروں سرمایہ داروں، غاصب حکمرانوں کو اپنی حکومت کا چارج دیکر ۱۹۴۷ کو رخصت ہوا ۔پاکستان ایک آزاد مملکت دنیا کے نقشہ پر بن کر ابھرا ۔انگریز بظاہر چلا گیا لیکن وہ پاکستان کو اپنے ان پالتو ملکی غدار جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ کے، حکمرانوں اور اپنی اعلی سرکاری مشینری فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے سپرد کر گیا ۔جنہوں نے اس مسلم امہ اور اسکی نسلوں کا حشر نشر کر دیا ۔ان سے دنیا بھی چھین لی اور دین بھی ۔اہل وطن کو انگریز سے تو آزادی نصیب ہوئی لیکن بدقسمتی سے ان حکمرانوں نے انگریز کے محکوم عوام پر مسلط کئے ہوئے اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت جوں کا توں مسلط رکھا ۔عوام پہلے کی طرح اینٹی کرسچن جمہوریت کے پنجرے میں بند اور محکوم ہی رہے مگر حکمران بدلتے گئے ۔حکومت کا کاروبار انگریز کے وفادار ملک دشمن حکومتی ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے کنٹرول ہی میں رہا ۔حکومتی نظام کو چلانے والی ظالم، غاصب سرکاری مشینری منصف شاہی، افسر شاہی، نوکر شاہی ویسے ہی مجرمانہ قوانین وضوابط کو سرکاری طور پر نافذ العمل کرنے کے فرائض ادا کرتی رہی ۔جمہوریت اور اسکا وفادار طبقہ، اسکی سرکاری افسر شاہی، منصف شاہی، انگریز کے مفتوحہ ملک اور محکوم عوام پر اسی طرح مسلط رہی ۔دوقومی نظریات کو کچلتی رہی، شورائی نظام حکومت یعنی اسلامی جمہوریت کا تصور ختم کرتی رہی ۔اسلامی نظریات اور اسلامی تعلیمات کو بتدریج ختم کرتی رہی ملک کی اسمبلیاں قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات کے خلاف قانون سازی کرتی رہیں، شرم وحیا اور گرہستی زندگی کو مسخ کرتی رہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کا انگریز کا جابرانہ طبقاتی استحصالی نظام اور سسٹم اسی طرح چلتا رہا ۔

انقلابِ وقت | مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے | باب 18 پیرا 06

(جمہوریت ـ حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ـ دین محمدی ﷺ ! ـ صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ـ)

اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کا سیاسی علما، سیاستدان اور فوجی ڈکیٹیٹروں پر مشتمل حکمران ٹولہ حکومتی سطح پر اعتدال و مساوات عدل و انصاف روندتے رہے، خدمت خلق کے جذبے مفقود ہوتے رہے ـ شاہی محلوں، شاہی بود و باش، شاہی گاڑیوں اور تصرفانہ زندگی کا حکومتی کلچر پھیلتا چلا گیا ـ ملک ان بھتہ خوروں، زمین مافیہ کے عیاشوں اور غاصبوں کا اڈا بنتا گیا جو اقتدار کی نوک پر ملی خزانہ لوٹتا اور ملک کا حشر نشر کرتا آ رہا ہے ـ ملکی سیاستدان، حکمران، حکومتی نظام کو چلانے والے اعلیٰ سرکاری عہدیدار، انکے لواحقین ملکی وسائل اور معاشیات اور خزانہ کو ذاتی ملکیتوں میں بدلتے آ رہے ہیں ـ ملک کی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، تجارت اور ہر شعبہء حیات پر وہ قبضہ کرتے چلے آ رہے ہیں ـ بلیک مارکیٹنگ، سمگلنگ اور منافع خوری کو ذریعہ آمدن بنا چکے ہیں ـ بے حیائی کی حد تک تصرفانہ زندگی کا کھیل جاری کر چکے ہیں ـ ملکی دولت، وسائل اور خزانہ کو غیر ضروری، شاہ خرچیوں کے لوازمات کا ایندھن بنایا جا رہا ہے ـ ملک میں انکے دیکھا دیکھی اعلیٰ سرکاری عملہ سفارش، رشوت، کمیشن اور کرپشن کے کردار میں ڈھلتا چلا آ رہا ہے ـ ملک کے اقتدار، وسائل، معاشیات اور خزانہ پر انکی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے ـ جب چاہتے ہیں مانگ اور سپلائی کا توازن بگاڑ لیتے ہیں ـ آٹا، چینی، گھی، گوشت، سبزیاں، پھل، سیمنٹ اور اسی طرح ہر ضروریات حیات سے بلیک مارکیٹنگ اور منافع خوری کے ذریعہ عوام الناس کو لوٹتے چلے آ رہے ہیں ـ ان کا تدارک کون کرے، یہی سیاستدان حاکم بھی ہیں اور تاجر بھی ہیں ـ ان میں ظالم بھی ہیں غاصب بھی ـ حکومتیں بناتے وقت حکومتی ٹولہ کے ممبران کا کورم پورا کرنے کیلئے ہارس ٹریڈنگ کے سیاسی طریقہ کار کے جرائم نافذ العمل کر لیتے ہیں ـ اپنی اپنی جماعتوں کے غدار مل کر نئی حکومتیں بنا لیتے ہیں، سیاسی جماعتوں اور ممبران کو ساتھ ملانے کیلئے وزارتوں کی رشوتیں طے ہوتی ہیں ـ اسکے علاوہ نئی اتحادی جماعتوں کی خریداری پر ملکی خزانے کا منہ کھول دیا جاتا ہے ـ

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

حکومتی ٹولہ کے سیاسی رہنماؤں کے بڑے بڑے غبن اور دوسرے طرح طرح کے لوٹ مار، کرپشن کے بھیانک کیس ختم کر کے انکو حکومت میں شامل کر لیا جاتا ہے ۔کیا یہ خزانہ عوام کا ہے یا چند حکمرانوں کا ۔کیا عوام نے ان مجرموں کو ایسے قرضہ جات معاف کرنے کی اجازت دی ہے، کیا یہ از خود ایسے اربوں کے غبن معاف کرنے کے مجاز ہیں، یہاں تک کہ زکوٰۃ کے فنڈ بھی یہ وحشی دجال نگل جاتے ہیں ۔ ملک کی دولت چاروں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں ۔شہروں میں ان غاصبوں کی شاہی محلوں پر مشتمل بستیاں الگ تھلگ قائم ودائم ہیں ۔ ملک ان حکمرانوں، غاصبوں اور آمروں کی جنت بن چکا ہے ۔ ملک میں پھیلی ہوئی لاتعداد شاہی عمارتیں، شاہی ایوان، شاہی محل اور عالیشان بستیاں، شاہی سرکاری اور ذاتی قیمتی لاکھوں کاریں، پٹرول، گیس، ڈیزل کے شاہی اخراجات ملکی زر مبادلہ کو چاٹتے چلے جا رہے ہیں ۔ان حکومتی مجرموں اور ملکی لٹیروں کے لئے لاجواب سڑکیں، بہترین جہاز اور عمدہ ائیر پورٹس ان عیاشوں کی ملکیتیں بن چکی ہیں ۔رشوت خوری، منافع خوری، قرضوں کی معافی، جرائم پیشہ افراد کو اپنی حکومت کو قائم رکھنے کیلئے ہر قسم کی معافی اور حکومتیں پیش کرنا انکا وطیرہ بن چکا ہے ۔یہ سب ملی مجرم ہیں، دین کے مطابق انکا احتساب کرنا ایک طیب عبادت کا حصہ ہے ۔کیا ہر قسم کی معافی اور حکومت پیش کرنا اینٹی کرپشن جمہوریت کے استحصالی کلچر کی کی عبادت نہیں بن چکی ۔ ملک کے تمام سیاستدان اور حکمران انہی جرائم کے شاہکار ہیں ۔اندرونی بیرونی تجارت کی لوٹ کھسوٹ انکی خوشحالی کے وسائل ہیں ۔جس سے ملک میں ۱۸ کروڑ کسان، محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس غربت، جہالت، تنگ دستی اور بدامنی سے بری طرح دوچار ہو چکے ہیں، انہوں نے ملکی معیشت کو کیسے لوٹا اور کیسے ملکی خزانہ کو عیاشیوں کی نذر کیا ۔اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کو انہوں نے کیسے کچلا، ملک کی ترقی کے اسباب کیسے تباہ کئے ۔حکومتی ایوانوں اور سرکاری اداروں میں اپنے حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا بے پناہ غیر ضروری مجرموں کا اضافہ کیسے اور کیوں کیا ۔ ملک اور ملکی ادارے کرپشن کی نظر ہوتے کیوں جا رہے ہیں ۔پھر ان اداروں کو اونے پونے داموں خرید کرنے کا عمل جاری کیوں کر لیتے ہیں ۔۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے روبرو اختصاری نقاط پیش کر دئے ہیں ان کو دیکھنا، غور کرنا اور حقائق کی تہہ تک پہنچنا ۱۸ کروڑ بھوکی ننگی، خودکشیاں، خود سوزیاں کرنے والی مسلم امہ اور انکی نسلوں کے فرزندان کا بنیادی حق ہے ۔ان مجرموں کو عوامی عدالت کے روبرو کھینچ لانا، انصاف کا ترازو انکے ہی ہاتھ میں دے دینا ۔انصاف کے تقاضے پورے کرنا اور ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا اور ان جرائم کا تدارک کرنا ایک طیب فریضہ ہے ۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت ، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی ، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

ملک میں چند بلیکیوں، رشوت خوروں، کمیشن ایجنٹوں، زمین مافیہ کے سوداگروں، سمگلروں، ڈاکہ زنوں، بھتہ خوروں، سیاسی مذہبی رہنماؤں، سیاسی لیڈروں، حکمرانوں اور انکے لوٹ مار مچانے والے چیلے چانٹوں نے حکومت کی نگرانی اور انکی اجازت سے اعلیٰ سے اعلیٰ گاڑیوں کی خرید وفروخت سے اربوں، کھربوں کے زرمبادلہ کو آگ لگا رکھی ہے اور یہ عمل بڑی بے رحمی سے جاری ہے ۔ یہ زرمبادلہ کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہے ۔ یہ انکی خون پسینہ کی کمائی ہے ۔ انکی یہ دولت، یہ خزانہ، یہ وسائل، یہ قیمتی زرمبادلہ کوئی حکمران یا راشی یا **ملک** کا امپورٹیڈ وزیر اعظم یا اسکا حکومتی ٹولہ یا اسکے لوٹ مار مچانے والے حواری ملکی دولت کو اس طرح لوٹنے کے مجاز نہیں اور نہ ہی کمیشنوں، رشوتوں اور اپنی عیش وعشرت کی خاطر اس طرح ضائع کرنے کا حق رکھتے ہیں ۔حکمرانوں نے اس طرح کی پالیسیاں مرتب کر کے **ملک** میں ات مچا رکھی ہے ۔ جبکہ سفر اور آمدورفت کا عوامی مسئلہ آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے جو آج تک بامراد نہیں ہوا ۔ وافر تعداد میں لوکل اومنی بسوں کو خرید کر اس اجتماعی مسئلہ کو احسن طریقہ اور نہائیت کم اخراجات سے حل کیا جا سکتا ہے ۔ چند رہزنوں کو اربوں ڈالر گاڑیوں گیس، ڈیزل اور پٹرول کو اس طرح ضائع کرنے سے بڑی حد تک محفوظ اور **ملک** کو کروڑوں ڈالروں کی روزانہ بچت ہو سکتی ہے ۔ قیمتی گاڑیوں کی اس پالیسی میں دوسرے ممالک کی کمپنیوں سے کتنی کتنی رشوت اور کمیشن لی گئی ہے، ان میں کون کون حصہ دار ہیں اور انکے ڈیلر کون ہیں ۔ اسکا انکشاف جرم ہے ۔ گاڑیوں اور پٹرول پر روزانہ کتنا زرمبادہ خاکستر ہوتا جاتا ہے ۔ **ملک** کا مال ومتاع ان گاڑیوں کی ایڈوانس بکنگ پر کتنا ادا کیا جاتا ہے، سات سال کی اقساط تک **ملک** کا زرمبادلہ کتنا ادا کرنا ہوگا، ان گاڑیوں کیلئے کتنا روزانہ پٹرول، ڈیزل، گیس کا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے ۔ ملکی قرضے تین سو ارب ڈالر تک پہنچ چکے ہیں، پچھلے سالوں میں کتنے سو ارب ان قرضہ جات پر سود ادا کیا جا چکا ہے، کشکول ہاتھ میں نہیں انہوں نے گلے میں ڈال رکھا ہے ۔ روپے کی قیمت کا اندازہ لگالو کہ پونڈ اور ڈالر کا کیا ریٹ ہے اور روپے کی کیا قیمت ہے ۔ اس قسم کی لاتعداد غیر ضروری اشیا پر زرمبادلہ کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے ۔ حکومتی ٹولہ انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ **ملک** کی معاشیات کو تباہ کرتے جا رہا ہے ۔ انکی سزا کیا ہے، ایسے کیسوں کا فیصلہ ۱۸ سو کروڑ عوام کی عدالت از خود کرلے گی ۔

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

ملک میں یہی سیاستدان، حکمران ٹولہ اوران سے منسلک اس نظام کے کارندے ملک میں چینی، گندم، گھی، گوشت، سبزیاں، پھل، میوہ جات سیمنٹ، لوہا جیسی روزمرہ کی اشیا کا بحران پیدا کرکے اربوں روپے کماتے ہیں اور اربوں روپوں کا زرمبادلہ انکی نذر ہوجاتا ہے۔اسکی خریداری میں علیحدہ کمیشن کھاتے ہیں۔یہ مانگ اور سپلائی کے نظام کو از خود درہم برہم کرتے ہیں اور منافع خوری سے تجوریاں بھرتے رہتے ہیں۔انکو ان جرائم کی کون سزا دے سکتا ہے، یہ تو تمام کارخانے انہی سیاستدانوں، حکمرانوں اور آمروں کی ملکیتیں ہیں۔چور بازاری انکے ذرائع آمدن ہیں۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالٰی کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

اربوں روپوں کے غیر ملکی مشروبات جس سے عوام کے گردے، معدے، جگر، بینائی سماعت خراب ہوتے ہیں، انکے اشتہارات کے اخراجات اربوں روپوں کا زرمبادلہ ان معاشی دجالوں کی نذر ہو جاتا ہے ۔تمام مشروبات کی ایجنسیاں ان مجرموں کے پاس ہیں ۔کیا یہ تمام مشروبات ملک میں تیار نہیں ہو سکتے ۔لیکن یہ ایسا کیوں کریں ۔انکو غیر مناسب منافع انکے علاوہ اور طریقہ سے نہیں مل سکتا اور نہ ہی انکی اجارہ داری قائم ہو سکتی ہے ۔

ت ۔کیا ملک میں بیشمار کاسمیٹکس، سگریٹ، صابن، شیمپو اور بہت سی غیر ضروری اشیا کی ایجنسیاں انکے پاس نہیں ۔انکی خریداری سے اربوں، کھربوں روپوں کا زرمبادلہ خاکستر نہیں ہوتا جاتا ۔کیا اسے روکا نہیں جا سکتا ۔فورطور پر روکا جا سکتا ہے لیکن یہ معاشی دجال کیوں روکیں !۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا گوشت ہماری روزمرہ کی ضروریات کا بنیادی حصہ نہیں ۔ چند معاشی دہشت گردوں کو مالا مال کرنے کیلئے بیرون ممالک انکو گوشت فروخت کرنے کی اجازت دے کر ملکی غاصبوں کو چار چاند نہیں لگا دیئے ۔ ملک کے ۱۸ کروڑ عوام کے منہ سے خوراک کا لقمہ چھین نہیں لیا گیا۔ انکی بنیادی ضرورت نایاب اور ساٹھ روپے کلو سے ۶۰۰ روپے کلو تک قیمت بڑھا نہیں دی گئی ۔ یہ اخراجات صرف سمگلر، رشوت خور اور معاشی دہشت گرد ہی برداشت کر سکتے ہیں ۔۹۹ فیصد کسان، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس نہیں ۔ یہ پالیسی ساز معاشی دہشت گرد اور ملی مجرم کون ہیں ۔عوام کے منہ سے لقمہ چھیننے والے کون ہیں ۔اس طرح زرمبادل کو حاصل کر کے اسکو انمول گاڑیوں، پٹرول، ڈیزل، گیس کے ذریعے خاکستر کرنے والے کون ہیں ۔مہنگائی اور بیروزگاری کو پھیلانے والے کون ہیں ۔ان جرائم کا ذمہ دار کون ہے ۔انکی سزا کیا ہے اور انکو سزا کون دیگا ۔یاد رکھو سرخ انقلاب انکی دہلیزوں پر پہنچ چکا ہے !

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

ملکی دولت ،ملکی وسائل اور ملکی خزانہ کے بہت بڑے حصہ کو اس مخصوص طبقہ نے بڑے بڑے محلوں ،شاہی پیلسوں ، عالیشان بلڈنگوں کے نایاب میٹیریل ،سنگ مرمر اور قیمتی سازو سامان کی زینت بنا کر رکھ نہیں دیا۔اس تصرفانہ زندگی کا کلچر کون پھیلا رہا ہے جنکے پاس مال و دولت ہے۔کیا یہ ملک کا تمام سرمایہ منجمد اور بیکار نہیں ہو رہا۔کیا ان اربوں ،کھربوں روپوں کا نقصان جو ہر سال ہو رہا ہے، اس سے ملک کی سڑکیں ، کارخانے اور زراعت میں انقلاب پیدا نہیں کیا جا سکتا تھا۔کیا انکا یہ غاصبانہ عمل جاری نہیں ۔ان بدبختوں کو کون روکے گا۔جبکہ ان جرائم کے مرتکب جمہوریت کے عدل کش نظام حیات کے حکمران ہی ہیں۔ان کا یوم الحساب کا وقت ان کے سر پر آن پہنچا ہے۔ملک کی پائی پائی کا حساب ان سے چکایا جائیگا۔انکی تمام جائدادیں بحق سرکار ضبط ہونگی ،انکو کوئی فرد روک نہیں سکے گا۔انکے استحصالی نظام حکومت کا خاتمہ ہوگا۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔ دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا ملک میں حکومتوں نے ضرورت سے ساٹھ ستر فیصد زیادہ فلور ملیں لگوا کر ملک کا سرمایہ ضائع نہیں کروایا ۔کیا ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کو ضرورت سے زیادہ انسٹال کرنیکی اجازت دینا مناسب ہے۔ کیا یہ ملیں سرکاری کوٹہ حاصل کرنے اور بلیک، رشوت، کمیشن کے نظام کو چلانے والی ایجنسیاں نہیں ہیں۔ کیا یہ حکمران جانتے نہیں ہیں ۔ یہ اچھی طرح جانتے ہیں، کیونکہ یہ از خود ہی ان جرائم میں ملوث اور انکے مالک ہیں ۔ یہ دولت انہوں نے محنت ،مشقت سے نہیں کمائی ، یہ تو کسانوں ، محنت کشوں ، ہنر مندوں اور عوام الناس کی محنت کا ثمر ہے۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے ان جرائم پر مشتمل قوانین سے یہ اہل وطن کی دین اور دنیا لوٹے جا رہے ہیں۔

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ!۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا ملک کے تمام کارخانے، ملیں، فیکٹریاں اور اندرونی، بیرونی تجارت اور ہر قسم کے کاروبار کے اجازت نامے، قرضہ جات اور ہر قسم کی مراعات اسمبلیوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے تعاون سے حاصل نہیں کرتے، کیا یہی طبقہ ملکی وسائل اپنے نام منتقل کرواتا چلا نہیں آرہا۔کیا یہ سرکاری خزانہ سے حاصل کئے ہوئے قرضے ایک دوسرے کو معاف کرتے چلے نہیں آرہے۔کیا یہ تمام ملک اور تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ملکیتیں جمہوریت کے قانونی جرائم کی پیداوار نہیں ہیں۔کیا بنکوں میں رقم عوام کی نہیں۔کیا ملکی وسائل، دولت اور تمام خزانہ کسانوں، محنت کشوں اور عوام کی اجتماعی ملکیت نہیں ہیں۔کیا ۱۸ کروڑ عوام ان تمام ملکی وسائل، دولت، خزانہ کے برابر کے مالک اور حصہ دار نہیں ہیں۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا یہ ملک ستر فیصد کسانوں ، انتیس فیصد محنت کشوں ، مزدوروں ہنرمندوں ، اور عوام الناس کا ہے یا چھ ، سات ہزار ظالم ۔غاصب سیاستدانوں ، اسمبلی ممبران یا حکمران ٹولہ کا ہے یا انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کا۔ان غاصبوں ، سیاستدانوں ، حکمرانوں اور آمروں کو اس بات کی سمجھ کیوں نہیں آرہی ۔کیا یہ ملک میں انارکی پھیلا نہیں رہے۔وقت انکے ہاتھوں سے بڑی تیزی سے نکلتا جارہا ہے۔انکے یہ ظالمانہ اعمال ملک کو خانہ جنگی کی منزلیں تیزی سے طے کرواتے چلے جارہے ہیں ۔وقت ہے سنبھل جاؤ!۔ورنہ تم کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمرممبران اورآمرحکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اوراللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افرادمہیا کرتا ہے ۔)

نمبر۱۶۔ کیا کسان پورے ملک کواناج، کھانے پینے پہننے کی ہرقسم کی اشیا ملک کے ہرفردکومہیا کرتا چلانہیں آرہا۔اسکے علاوہ ہرقسم کا خام مال ملک کے تمام صنعتی اداروں کوانکی ضرورت کے مطابق مہیا کرتا چلانہیں آرہا۔کیاانکی ملکیت پرچند غاصبوں کا قبضہ نہیں ہوچکا۔

نمبر۱۷۔ کیامزدورمحنت کش، ہنرمنداورہرقسم کے ورکرملکی صنعتوں کوچلاتے اورمعیاری سٹاک مہیا کرتے چلےنہیں آرہے۔کیادنیاانکی محنت، ہمت، ذہانت صلاحیتوں کوتسلیم نہیں کرتی، کیاانہوں نے ملک وملت کودنیا کےترقی یافتہ ممالک کی صف میں لاکھڑانہیں کیا۔کیایہ اعتدال کشی ان کے اس جرم کی سزاہے۔

نمبر۱۸۔ کیا کسان ملک کی تمام صنعتوں کوخام مال اورملک کے ۱۸کروڑانسانوں کوخوراک ،لباس اورہرقسم کا پھل، سبزیاں، میوہ جات، ہرقسم کی مرغی، مچھلی کا گوشت، ہرقسم کی لکڑی، ہرقسم کے جانوربرائے گوشت وافرمقدارمیں انکے سٹاک مہیا کرتا چلانہیں آرہا۔کیایہ زرمبادلہ کمانے کیلئے وافرمقدارمیں اعلیٰ قسم کے چاول، اعلیٰ قسم کی سبزیاں، اعلیٰ قسم کے پھل، ہرقسم کا گوشت، ہرقسم کا بہترین کپڑا، اعلیٰ قسم کی روئی، اعلیٰ اقسام کے پتھراوربیشماراشیابیرون ممالک سے زرمبادلہ حاصل کرنے کیلئے مہیا کرتا چلانہیں آرہاہے۔اگرتمام وسائل یہی پیدا کرتا ہےتوملک کی دولت اورخزانہ کس کاہے۔اگرمالک اپنی ملکیت واپس لےلےتو، غاصبوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے!۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا مزدور، محنت کش، ہنر مند، عوام اور کسان اس ملک کے وارث، اور ملک کی ہر چیز انکی برابر کی ملکیت نہیں ہے۔کیا انکی زندگی قلیل ضروریات، مختصر اور سادہ خوراک، سادہ لباس، بیماری کیلئے نہ دوا، نہ پیسہ، نہ ہسپتال، نہ علاج کیلئے جدید آلات، نہ ڈاکٹر، نہ علاج۔بچوں کی تعلیم کے لئے نہ سکول، نہ کالج، نہ کوئی یونیورسٹی۔نہ تعلیم حاصل کرنے کیلئے اور نہ بیماری کے علاج کیلئے، نہ پائی نہ پیسہ۔ملک کے انتیس فیصد محنت کشوں، ستر فیصد کسانوں کو ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں اور ان سیاستدانوں اور حکمرانوں اور انکی اعلیٰ سرکاری مشینری نے ان کے حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔یہ آمر انکی تمام مال ومتاع، ان کے تمام وسائل، انکی تمام مال ودولت، انکا تمام اکٹھا کیا ہوا خزانہ اپنی ذاتی ملکیتوں میں بدلتے جارہے ہیں۔یہ تمام معاشی اور معاشرتی دجال اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام عدل کی تلوار سے انکا دین اور دنیا ایک رہزن کی طرح چھینتے اور ایک غاصب وفاجر کی طرح لوٹتے چلے آرہے ہیں۔انکو عوامی عدالت کا فیصلہ سنادو ۔ملک کے تمام کارخانے ملیں، فیکٹریاں، تمام رائے ونڈ ہاؤسز، سرے محل، شاہی پیلسز، تمام شیش محل، تمام تاج محل تمام سرکاری اور غیر سرکاری محل، تمام گاڑیاں، تمام سازوسامان تعیش بحق سرکار ضبط ہونا ہے۔یہ تمام ملکیتیں کسانوں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کی ملکیت ہیں۔انکو ایک عام آدمی کی طرح زندگی گذارنی ہوگی۔ملت کے ساتھ الجھنے کا عذاب مول نہ لینا۔سول نافرمانی سے انسانی نسلیں ختم کروابیٹھو گے۔پانی بند، ملیں بند، بجلی بند، گیس بند، سڑکیں بند، گاڑیاں بند، جہاز بند۔شاپس بند، یہ ملک وملت اور حکمرانوں کیلئے نہایت مناسب ہوگا کہ وہ کسانوں، محنت کشوں، مزدوروں اور عوام الناس کا معاشی اور معاشرتی قتال بند کردیں۔مظلوم ومحکوم عوام تمہارے ظلم وجبر کی کوکھ نے جنم دیئے ہیں اور وہ اس نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔تمہاری زبان میں یہ دہشت گرد اور خودکش حملہ آور ہیں جو تمہارے گھروں میں گھسے ہوئے ہیں۔نہ تم بچ سکو گے، نہ تمہاری اولادیں اور نہ ہی تمہارا مال ومتاع تمہارے کسی کام آسکے گا۔وقت سے پہلے اطلاع کردی گئی ہے۔اس سول نافرمانی کی آگ اور عبرتناک المیہ سے بچ جاؤ، اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم اور اس انسانی سانحہ سے نجات عطا فرماویں۔آمین۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کے تہذیبی جسد سے اسلام کی روح، اسکے نظریات ضابطہ حیات، اخوت و محبت، اعتدال و مساوات عدل و انصاف کی تعلیمات اور اسکے تعلیمی اداروں، درسگاہوں کو اینٹی کرپشن جمہوریت کی حاکمیت کی تلوار سے ان ظالم سیاستدانوں، حکمرانوں اور آمروں نے کچل کر رکھ دیا ہے۔ جمہوریت کے آمروں نے ملک کے تمام وسائل، دولت، خزانے کو اپنی ملکیتوں میں بدلنے کا عمل جاری کر رکھا ہے۔اسکے علاوہ ان تمام اسباب کو شاہی اخراجات اور تصرفانہ زندگی کی چتا کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔اس ظلم اور جبر نے ملت کے ۱۸ کروڑ عوام کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دیا ہے۔ان آمروں کو اس تمام نظام کو ترک اور ختم کرنا ہوگا۔اسی میں انکی نجات ہوگی۔پاکستان ۱۸ کروڑ مسلم امہ کا ملک ہے۔دین کی روشنی میں ایک ہی تعلیمی نصاب پورے ملک میں نافذ کرنا ہے۔اردو زبان کو سرکاری بالادستی دینی ہوگی۔ایچی سن کالج کے پڑھے ہوئے کو اردو کیسے آئیگی۔وہ تو یہی کہے گا، اردو زبان ابھی ادھوری زبان ہے۔ظالمو! جھوٹ نہ بولو، علامہ اقبالؒ کا کلام دنیا کی ہر زبان میں ٹرانسلیٹ ہو رہا ہے۔اردو زبان کی صلاحیت، فوقیت دنیا مان چکی ہے، ملک کے تمام ادارے ایک ہی تعلیم سے ملک کے تمام بچوں کی ایک جیسی تربیت کرنے کے پابند کرنے ہیں۔ملک کے تمام طالب علموں کا لباس ایک جیسا ہونا ہے۔استاد گرامی کی عزت و احترام اور اسکا اعلیٰ باوقار سماجی مقام معاشرے میں متعین کرنا ہے۔ملت کی کردار سازی انکا طیب فریضہ ہے۔ہر بچے کا پیدائشی حق اسکو مہیا کرنا ہے۔اس ملک میں دین کی روشنی میں مثالی عدل قائم کرنا ہے۔اس ملک کو ایک اسلامی لیبارٹری کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ طالبعلموں کو بیرون ممالک تعلیم اور ہنر سیکھنے کیلئے نہیں بھیجنا بلکہ ان سکالروں کا اپنے ملک میں بندوبست کرنا ہے۔ایک کیلئے نہیں تمام طالبعلموں کیلئے ایک جیسا معیار قائم کرنا ہے۔

انقلابِ وقت | مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے | باب 18 پیرا 21

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

ملک کی ضرورت کے مطابق ہر شعبہ حیات کا ہنرمند تیار کرنا ہے ۔ملک کی زراعت اور انڈسٹری کا معیار عالمی سطح کے مطابق قائم کرنا ہے ۔ملک کی تمام انڈسٹریاں جہاں خام مال ہوگا ان دیہاتوں کے مرکز میں انسٹال کی جاتی ہیں ۔ملت کا تہذیبی ڈھانچہ دین کی روشنی میں تیار کرنا ہے ۔میر کارواں، اسکے نظام مملکت کے اعلیٰ عہدیداراں، نظام مملکت کے اہلکاروں، محنت کشوں اور کسانوں کا معیار زندگی ایک جیسا کرنا ہے ۔کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں ہو گی ۔اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کی بالا دستی ہوگی ۔ جو اس نظام اور سسٹم کو توڑے گا، قانون اسکا پورا پورا احتساب کرے گا ۔ورنہ ان غاصبوں کو پوری امت کا سامنا کرنا ہوگا ۔ملک کے وسائل، دولت، خزانے کی چابیاں، کاروبارِ حیات امین لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگا ۔اگر مغربی حکومتیں عمرلاز کے تحت اپنے ہموطنوں کو بیروزگاری الاؤنس اور روزگار اور علاج معالجہ مہیا کر سکتی ہیں تو پاکستان میں مسلم امہ ایسا کیوں نہیں کر سکتی ۔ ملت کو محنت، امانت، دیانت، محبت اور ڈسپلن کا خوگر کیوں نہیں بنایا جا سکتا ۔جبکہ یہ مغربی ممالک میں ٹیکسی کار، گاڑی، جہاز ڈسپلن کے ساتھ چلا سکتے ہیں ۔مغرب اور ساری دنیا میں اپنی محنت، مہارت اور ڈسپلن کا سکہ زندگی کے ہر شعبہ میں منوا چکے ہیں تو پھر اپنے ملک میں کیوں نہیں ۔یہ غلطی اور بد دیانتی ہمارے نظام حکومت اور حکمرانوں کی پیدا کردہ ہے جو عظیم ملت کی رسوائی کا باعث بنے بیٹھے ہیں ۔اینٹی کرپشن جمہوریت کے اس ظالمانہ، غاصبانہ نظام اور سسٹم کو ختم کرنا اور دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات کو نافذ کرنا ایک افضل ترین عبادت ہے ۔نماز کی قضا کی جا سکتی ہے، خدمت کی قضا نہیں ہو سکتی ۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدیﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

آج کی دنیا معاشیات واقتصادیات کی جنگ میں مصروف ہے۔حال ہی میں روس دنیا کی عظیم طاقت ہونے کے باوجود جب اقتصادی طور پر مفلوج ہوگیا تو اسکا شیرازہ بکھر گیا۔وہ ملک کئی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا۔کوئی شخص یا کوئی ادارہ یا کوئی ملک اپنی آمدنی سے بڑھ کر شاہی اخراجات کرتا ہے تو وہ کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتا بلکہ تباہی اسکا مقدر بن جاتا ہے۔ہمارے حکمران اس تصرفانہ زندگی کے مجرم ہیں جو ملک کی معیشت کو ملک کے زرمبادلہ کو بری طرح تباہ کررہے ہیں اور ملک وملت مقروض ہوتی جارہی ہے۔انہوں نے ملکی خزانہ کو اس چتا میں جھونک رکھا ہے۔انکے طبقاتی اور تفاوتی نظام کو روکنا اور ۱۸ کروڑ عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا انقلاب وقت کی پکار ہے۔جب ملک کے چند افراد پر مشتمل سیاستدان، حکمران طبقہ ملک کی تمام دولت، وسائل اور خزانہ اقتدار کی نوک پر آپس میں تقسیم کرلیں۔لوٹا ہوا اربوں ڈالر اور تمام جرائم معاف کروانے والے ملک کے مجرم ہیں، ملک وملت، غریب مقروض اور گروی پڑ جائے۔یہ اقتدار کی نوک پر ملک کے تمام اندرونی، بیرونی قرضے ہضم کر جائیں۔ملت سود در سود قرضے ادا کر رہی ہو۔یہ غاصب اور آمر ٹولہ اس اقتدار کی نوک پر لوٹے ہوئے مال سے اپنی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور کاروبار مستحکم بناتے جائیں۔اسکے علاوہ شاہی محل، رائے ونڈ ہاوسز، سرے محل شاہی پیلسز، پاکستان کے اندر اور بیرون ممالک تعمیر کرتے جائیں۔انکا لوٹا ہوا ملکی خزانہ کروڑوں، اربوں ڈالر سوک بنکوں دوبئی، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، اٹلی ، جرمنی، جاپان چین کے بنکوں میں جمع پڑا ہو۔دنیا کے تمام ممالک میں انکی ملکیتیں اور انکے بنک بھرے پڑے ہوں۔انکے تمام جرائم حکومتیں از خود اخباروں، ٹی وی پر مشتہر کرتی چلی آرہی ہوں۔انکے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کی جارہی ہو۔تمام حکمران ایک دوسرے کو تحفظ فراہم کئے جارہے ہوں۔عوام ۱۹۴۷ یعنی ۶۷ سال سے یہ انسانیت سوز معاشی اور معاشرتی ڈرامے دیکھے جارہی ہو۔یہ تمام سیاستدان ملکی خزانہ بیرون ملک منتقل کرنے میں مصروف ہیں۔انکو پتہ ہے کہ ملک میں غدر اور خونی انقلاب آنے والا ہے، اس سے قبل یہ ملکی دولت بیرون ملک منتقل اور اپنے بیٹے، بیٹیوں کی شادیاں بیرون ملک کئے جارہے ہیں۔

انقلابِ وقت | مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے | باب 18 پیرا 23

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

ایک حکومتی میاں فیملی جلاوطنی کی زندگی بسر کررہی ہے ۔دوسری بی بی فیملی بچوں سمیت بیرون ملک بھاگ چکی ہے ۔ایک الطاف بھائی کو جگہ ٹیکس لندن میں پہنچ رہا ہے ۔ وہ بھی وہاں شاہانہ زندگی گذارر ہے ہیں، سوک بنک انکے بھرے ہوئے ہیں، وہ فکر معاش سے آزاد ہیں ۔تمام حکمران اسی پالیسی پر گامزن ہیں ۔ان سے نجات کا وقت آن پہنچا ہے یہ کیسا جمہوریت کا نظام حکومت ہے کہ ستر فیصد کسان اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس ملک کے وسائل، دولت اور خزانہ اکٹھا کرتے رہیں ۔ یہ معاشی اور معاشرتی دہشت گرد اس خزانہ کو لوٹتے رہیں ۔یہ اینٹ، سیمنٹ، لوہا تیار کرتے رہیں ۔یہ اس سے شاہی سرکاری اور ذاتی تاج محل، قلعے پیلس اور فرعون کو شرما دینے والی اندرون ملک، بیرون ملک الگ تھلگ ہاؤسز تیار کرتے رہیں، وہ دولت اکٹھی کرتے رہیں یہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر اس دولت سے اپنی ملیں، فیکٹریاں اور کارخانے اور ہر قسم کی ملکیتیں تیار کرتے رہیں ۔وہ معیار زندگی نہیں بلکہ دو وقت کے کھانے، تن ڈھانپنے کو کپڑے اور سر چھپانے کو چھت کی کشمکش میں خودکشیاں، خود سوزیاں کرتے جائیں ۔یہ غاصب صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، کینونیشن ہال، اسمبلی ہال، گورنر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، وزیر ہاؤسز، مشیر ہاؤسز، چیف سیکٹری ہاؤسز، سیکٹری ہاؤسز، افسر شاہی ہاؤسز، منصف شاہی ہاؤسز، انکی طبقہ وار ڈیکوریشنز، انکی حسب مراتب قیمتی زرمبادلہ نگلنے والی سرکاری اور نجی گاڑیاں، انکے اربوں، کھربوں کے زرمبادلہ کے اخراجات، انکی خزانہ چاٹنے والی تنخواہیں، انکی بے پناہ سرکاری سہولتیں، انکے بے پناہ سرکاری اور ذاتی تصرفانہ زندگی کے اخراجات جاری رہیں ۔ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹرز کی اسمبلیوں میں مستورات کے کوٹوں کے اضافے، کبھی منسٹروں کے اضافے کبھی منصف شاہی، کبھی نوکر شاہی کی تعداد میں اضافے ۔ یہ نظام اور یہ شاہی طبقہ کے مرد وزن ملک وملت کی معیشت کو چمٹتے جائیں تو ملک کیسے بچ سکتا ہے ۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

پیشتر اسکے کہ ملک دیوالیہ اور صفحہ ہستی سے مٹ جائے کسانوں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کو جاگنا ہوگا۔اقتدار امین اور اہل بصیرت، اہل دل ہاتھوں میں دینا ہوگا۔کیا خوب نظام اور سسٹم ہے کہ انکی نسلوں کیلئے بیرون ممالک تعلیمات کے انتظامات اور شاہی اخراجات۔اگر ملک میں رہیں تو انکے بچوں کو چھوڑنے کیلئے سرکاری گاڑیاں، اور اعلیٰ لاجواب معیار کے الگ تھلگ تعلیمی ایچی سن کالجز جیسے بہترین طبقاتی ادارے۔انکے بچے جج، جرنل کمشنر تیار ہوتے رہیں۔ستر فیصد کسانوں کے پاس پورے ملک میں اس قسم کا اعلیٰ طبقاتی تعلیمی ادارہ پورے ملک کے دیہاتوں میں موجود نہ ہو۔شہروں میں انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور عوام الناس کے پاس ان اعلیٰ معیار کے تعلیمی اداروں کے لئے اتنے شاہانہ اخراجات کہاں۔وہ تو دو وقت کی خوراک کو ترستے ہیں۔اگر کسانوں، محنت کشوں کے بچے اردو میڈیم میں میٹرک کر بھی لیں تو وہ ملک میں درجہ چہارم کے ملازم یعنی فوج میں بیٹ مین، سپاہی، ڈرائیور، چوکیدار، اردلی، مالی، باورچی اور گن مین بھرتی ہوتے رہیں گے۔یہ سلسلہ کب تک چلے گا۔اسکا انجام عبرتناک ہوگا۔

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

سپریم کورٹ کی انمول بلڈنگ جہاں انصاف کی خیرات جاری اور تقسیم ہوتی ہے۔ جہاں دین محمدی ﷺ کے خلاف کرسچن جمہوریت کے نظریات کا راج ملک میں قائم کیا جاتا ہے۔ جہاں دین محمدی ﷺ کو ترک کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے قوانین جاری کئے جاتے ہیں۔ جہاں دین محمدی ﷺ پر جمہوریت کے ضابطہ حیات کی سرفرازی نافذ کی جاتی ہے۔ جہاں دین محمدی ﷺ کے دستور مقدس کے خلاف جمہوریت کا دستور مسلط کیا جاتا ہے۔ جہاں جمہوریت کے نظام کے اسمبلی ممبران کے تخلیق کردہ دین کش قوانین و ضوابط کو مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد پر سرکاری طور پر نافذ العمل کرنے کے اجازت نامے جاری کئے جاتے ہیں۔ جہاں جسٹس صاحبان خدا اور رسول ﷺ کے دستور مقدس کو روندتے اور اسکے خلاف جمہوریت کی روشنی میں نئے قوانین نئی ترامیم کی نئی کتابیں ہر روز مرتب اور ہر ماہ شائع کرتے چلے آرہے ہیں۔ جہاں نبی کریم ﷺ کی شان عظیم کے تہذیبی خاکوں اور دینی کردار کو روندا جاتا ہے۔ اس بلڈنگ کا انگ انگ ان عادلوں، منصفوں کے جرائم کی داستاں رقم کئے جا رہا ہے۔ جنکی زیر نگرانی دین محمدی ﷺ کے خلاف یہ قانونی جرائم جنم لیتے اور پرورش پاتے چلے آرہے ہیں۔ کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کی یہ عظیم الشان اور شان و شوکت میں لاجواب شاہکار بلڈنگ انکے طبقاتی، تفاوتی، تصرفانہ اور شاہانہ گھناؤنے کردار کی عکاسی کرتی جارہی ہے۔ اسی کلچر کا تیار کیا ہوا کنونشن ہال، اسمبلی ہال، وزیر اعظم ہاؤس، پریذیڈینٹ ہاؤس اور اسی طرح اس طبقہ کے روائتی محلوں کے عجوبے پورے ملک میں سادگی، اعتدال و مساوات اور انسانی حقوق کو کچلنے کے منہ بولتے منظر پیش کئے جارہے ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار،اعتدال ومساوات کے عارف،ادب جہاں کے وارث،اخوت ومحبت کے پیکر،خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا،خوف خدا کی دولت سے مالا مال اوراللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

انکے برعکس دوسری طرف صحراؤں اور بیابانوں کو آباد کرنے والے کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں، اورعوام الناس کے سر ڈھانپنے کی مشکلات کا اندازہ ان میں سے کون کریگا۔انکی غربت ،تنگدستی ،بھوک ، پیاس ،بیروز گاری، اور گھروندوں کی خستہ حالی کا تدارک کون کریگا۔اس باطل نظام اور بے دین ،حیا سوز کلچر کو مسلم امہ پر مسلط کرنے ،انکے حقوق غصب کرنے اور اس نظام کی اجارہ داری قائم کرنے کا یہ جواب دینے سے پریشان اور قاصر کیوں ہیں۔ یہ کیسے عادل ہیں کہ خود ہی طبقاتی نظام قائم کر کے اعتدال ومساوات کو کچلتے ،ملکی دولت وسائل اور خزانہ کی امانتوں کو بے دریغ خرچ کرتے ،اپنی اور چند غاصبوں کی ملکیت بناتے ،انکے محلوں میں ڈھالتے ،انکے کارخانوں میں بدلتے ،انکی شاہی گاڑیوں کی زینت بناتے ،انکو پٹرول میں جلاتے ،انکو مشروبات کی نظر کرتے ،انکو شاہی اخراجات کا ایندھن بناتے ،شاہانہ زندگی گذارتے ،ملکی معیشت کو بے دریغ طریقہ سے تباہ کرنے کے عمل سے فروزاں کئے جارہے ہیں۔چور اور چوکیدار مل چکے ہیں۔ ملک اور معیشت انکی ملکیت اور ۱۸ کروڑ عوام انکے قیدی اور غلام بن چکے ہیں۔وہ خرکارے ۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو اس سپریم کورٹ کے عادلوں کی عدل کشی کی چھڑی سے گدھوں کی طرح ہانکے لئے جارہے ہیں۔کنونیشن ہال کے حکمران ٹولہ نے سپریم کورٹ کے عدل وانصاف کے ادارے کو ملک میں ملت سے اسکا دین اور دنیا لوٹنے کیلئے مسلط کر رکھا ہے۔ججوں، منصفوں، جسٹسوں کا یہ اولین فریضہ تھا کہ وہ پاکستان میں مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان کے دینی نظریات، دینی ضابطہ حیات، دینی نظام حیات ، دینی طرز حیات، دینی کردار اور دینی کلچر کی نگہبانی اور تحفظ کا طیب فریضہ ادا کرتے۔وہ دین کی روشنی میں اعتدال و مساوات کے عمل کو بروئے کار لاتے ۔جسکے وہ پابند تھے۔جن کے ذریعہ اسلامی کلچر تیار ہوتا۔انہوں نے تو جمہوریت کی اسمبلیوں کے ممبران کے پاس کردہ قوانین اور انکے دین کے خلاف ضابطوں کو روکنا اور ختم کرنا تھا۔لیکن بدقسمتی سے وہ تو انکی سرپرستی کے فرائض ادا کیئے جارہے ہیں۔جمہوریت کے کلچر کو فروغ دینے میں انکا یہ اہم رول ملت کی کردار سوزی کا بدترین گھناؤنا جرم ہے۔کیا وہ ان حقائق کو جانتے اور ان جرائم کا تدارک کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ انکو ایسا کرنے کی توفیق دے۔امین۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔ دین محمدی ﷺ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

سپریم کورٹ کے ان جسٹسوں کے زیر نگرانی **ملک** میں اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام حکومت کے طبقاتی تعلیمی ادارے ملت کو طبقات کی اذیتوں میں مبتلا کرتے چلے جا رہے ہیں ۔اینٹی کرپچن جمہوریت کے حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے پاکستان میں مسلم امہ کا نظام حیات ختم کر کے مغرب کا مخلوط کلچر کا نظام حیات مسلط کر دیا ہے ۔فوجی ،سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے **ملک** وملت کے ساتھ ایک بہت بڑا معاشی معاشرتی قتال کر کے رکھ دیا ۔۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اسی مجرم حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کو حکومتی ایوانوں پر لا بٹھایا اور فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے حکومتی اداروں کے قلمدان حکومتی طبقہ کی مستورات کو مہیا کر دئے ۔ ۵۱ فیصد انکی مستورات **ملک** کے اقتدار اور حکومت پر قابض ہو گئیں ۔۱۸ کروڑ عوام کے حقوق غصب کر لئے ۔عوام کے تمام وسائل، ذرائع آمدن، تجارت اور خزانہ انکی ملکیت بن گئے ۔انہوں نے **ملک** میں انگریزی زبان کو سرکاری درجہ دے رکھا ہے ۔جس سے **ملک** کا اعلیٰ طبقہ، اعلیٰ طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کر کے **ملک** کی اعلیٰ کمانڈ پر قابض ہو جاتا ہے ۔۱۸ کروڑ عوام کو انہوں نے آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرہ، زبان سے گونگا، ذہنوں سے محروم کر کے پوری ملت کی اجتماعی اہلیت کو کچل کر رکھ دیا ہوا ہے ۔یہ ۱۸ کروڑ انسانوں کی ان فطرتی ایجنسیوں کو انگریزی زبان کی تلوار سے کاٹ کر محرومی اور جہالت کی گہری نیند سلاتے جا رہے ہیں ۔**ملک** وملت انگریزی کی اس سرکاری بالادستی سے انکی محکوم اور غلام بن کر رہ گئی ہے ۔کیا یہ جرم قابل معافی ہے ۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی ، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

اردو زبان ملت کی سرکاری زبان ہے ۔لیکن ملک میں انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی قائم ہے ۔جسکی وجہ سے اعلیٰ سرکاری مشینری کے افسران اردو زبان سے نابلد ہوتے ہیں ۔انگریزی زبان نرسری سے لیکر اعلیٰ انگلش میڈیم سکولوں، ایچی سن جیسے کالجوں سے سیکھ کر اس زبان میں مہارت حاصل کر لیتے ہیں ۔ اعلیٰ طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی ادارے عوام الناس کیلئے اعلیٰ اخراجات کی وجہ سے شجرِ ممنوعہ بن چکے ہیں ۔حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی انگلش زبان کی تعلیمی بالادستی اور اجارہ داری نے قومی سطح پر اردو زبان کی اہلیت ،فوقیت اور بین الاقوامی حثیت کو ختم کر رکھا ہے، طبقاتی تعلیمی ادارے، طبقاتی انگریزی زبان اور طبقاتی تعلیمی نصاب اس ملت کی تباہی کا باعث بنتے چلئے آرہے ہیں ۔ایک تعلیمی نظام اور ایک قسم کے معیاری تعلیمی ادارے ملک وملت کی بنیادی ضرورت ہے ۔کیا حکمران اور انکے نظام حکومت کو چلانے والی سرکاری مشینری کے اعلیٰ عہدیدار افسر شاہی ، منصف شاہی اور نوکر شاہی تیار کرنے والے طبقاتی تعلیمی ادارے ۱۸ کروڑ انسانوں کو آنکھوں سے اندھا کیونکہ وہ لکھا ہوا دیکھ سکتے ہیں پڑھ نہیں سکتے، کانوں سے بہرہ کیونکہ وہ انگریزی زبان سن سکتے ہیں سمجھ نہیں سکتے ذہنی طور پر ماؤف کیونکہ وہ دیکھ اور سن سکتے ہیں سمجھ نہیں سکتے ۔ملت کے ساتھ کتنا بڑا ظلم اور جرم ہے کہ اسکی بنائی گویائی اور سوجھ بوجھ غصب کر رکھی ہے ۔کیا ۹۹ فیصد عوام اس زبان کے جاہل نہیں ہیں ۔کیا یہ ظلم ، جرم اور ملی المیہ ان عادلوں کے زیر نگرانی پروان چڑھتا چلا نہیں آرہا ۔کیا چین ، جاپان ،ڈنمارک ،فرانس، روس اور روس سے آزاد ہونے والی بارہ ریاستیں اور دنیا کے بیشمار ممالک جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل نہیں ہے، کیا ان تمام ممالک نے صنعتی ترقی ، سائنسی ترقی نہیں کی ۔کیا ان سب ممالک نے دوسری زبانوں کے علوم کو اپنی زبان میں منتقل نہیں کیا، کیا پاکستان ایسا نہیں کر سکتا! ۔کیا چین ، روس اور دوسرے ممالک کی زبانوں کو انگریزی کی طرح سیکھنا ضروری نہیں ۔انگریزی سیکھنا اسلئے ضروری ہے کہ ہماری فوج شاہی ، افسر شاہی ، منصف شاہی انگریزی زبان کے علاوہ کوئی زبان نہیں جانتی ۔کیا اس انگریزی زبان کی سرکاری بالادستی کے ظلم سے ملک وملت کو نجات دلانا ضروری نہیں ۔

انقلابِ وقت | مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے | باب 18 پیرا 29

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

اس سپریم کورٹ کی موجودگی میں ملک دو ٹکڑے ہوا۔حمود الرحمان کمیشن رپورٹ کتنے سالوں تک اس شاہکار بلڈنگ کے تہہ خانوں میں دفن رہی۔ایسا کیوں کیا گیا، اسکے عوامل و محرکات کیا تھے، ان مجرموں کو بے نقاب کیوں نہ کیا گیا، اس گھناؤنے جرم کا کیس کیسے التوا میں پڑا رہا، اسکے مجرم کون تھے۔جنہوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ان مجرموں کو کیا سزا دی گئی۔اس ملک کو توڑنے کے ملی سانحہ کی تمام ذمہ داری عوام پر ہے یا اس وقت کے سیاستدانوں، فوجی ڈکٹیٹر حکمرانوں اور سپریم کورٹ کے جسٹسوں پر جنہوں نے اپنا فریضہ ادا نہ کیا، یہ ادارہ ملک و ملت کا مجرم ہے، آج بھی اس ادارے کے منصفوں کی نگرانی میں غاصبوں، آمروں کو اسی طرح تحفظ فراہم ہوتا جا رہا ہے۔این آر او کے مجرم آج بھی شاہی ایوانوں پر قابض ہیں۔انکے خلاف مت لب کشائی کرنا، ان مجرموں کے جرائم کی نشاندہی کرنا، اسکی سزا برداشت کرنا ممکن نہیں۔کیونکہ اس ملک کی تباہی میں سیاستدان، فوجی ڈکٹیٹر حکمران اور عدلیہ عوام کی عدالت میں ملک توڑنے، ملت کو دین کی دوری کی سزا میں مبتلا کرنے، ملت کو طبقات میں تقسیم کرنے، ملت کو دین کے خلاف مخلوط تعلیم، مخلوط حکومت کا قانون مسلط کرنے، معاشی طبقاتی زندگی کی اذیت میں مبتلا کرنے، ہارس ٹریڈنگ سے ملک کا خزانہ لوٹنے، مجرموں کو حکومتوں میں شامل کرنے، تجارت کے ذریعہ زر مبادلہ لوٹنے، انگریزی زبان کی بالا دستی مسلط کرنے، ملت کی بینائی، سماعت اور ذہن ماؤف کرنے اور ملک کو دولخت کرنے کے المیہ اور اس حد تک تباہ کرنے کے یہ سب مجرم ہیں۔عدلیہ کا شعبہ سیاستدانوں، فوجی ڈکٹیٹر حکمرانوں نے اپنے تحفظ کیلئے قائم کر رکھا ہے۔منصف انکے غلام اور قیدی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

۳۰۔ کیا سپریم کورٹ کے منصفوں اور جسٹسوں نے مخلوط تعلیم کے نظام کو مسلم امہ پر نافذ کرنے کا کوئی تدارک کیا یا ان دینی غاصب حکمرانوں کا ساتھ دیا جنہوں نے مسلم امہ کی شرم وحیا اور ازدواجی زندگی کے دینی نظام اور انکی چادر اور چاردیواری کی دینی تہذیب کی دیوار کو توڑا۔

۳۱۔ کیا انہوں نے طبقاتی انگلش میڈیم تعلیمی اداروں کو ختم کرنے کا فریضہ ادا کیا یا انکے فروغ میں معاونت کر کے ملت کو طبقوں میں تقسیم کرنے کا بدترین رول ادا کیا۔اسکا ملت کے کردار پر کیا اثر پڑا۔ملت کا کریکٹر اونچ نیچ، برہمن شودر، حاکم ومحکوم کی معاشی اور معاشرتی چتا میں جھونک دیا گیا۔ملت کے برابری کے حقوق کو سلب کرلیا گیا۔ملت کے اعتدال ومساوات کے نظام کو روند دیا، ملت پر قرآن حکیم کے آئین کے خلاف اینٹی کرسچن جمہوریت کا غاصب حکومتی نظام مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد پر مسلط کرنے اور اسکی تقلید کروانے میں عدلیہ نے اہم رول ادا کیا۔

۳۲۔ کیا سپریم کورٹ نے ملت کے ۱۸ کروڑ فرزندان کو، انکے دینی نظام کو، انکی معیشت کو، انکے معاشرتی حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے یا اینٹی کرسچن جمہوریت کے ان چند سیاستدانوں، چند آمروں، چند حکمرانوں اور انکے نظام حکومت کو چلانے والی اعلیٰ مشینری کے چند دانشوروں کے تیار کیے ہوئے جمہوریت کے نظام کے غاصب قوانین وضوابط کے پنجرے میں ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے فرزندان کو مقید کرنے کا ظالمانہ رول ادا کیا ہے۔ملت یہ کس جرم کی سزا پا رہی ہے۔عدلیہ کو ان گھناؤنے جرائم کا جواب ملت کو دینا ہوگا۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔ دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

۳۳۔ کیا سپریم کورٹ کے جسٹسوں نے مسلم امہ پر دین کے خلاف سودی معاشیات کا نظام تعلیم ختم کرنے، اسکا تدارک کرنے کا کوئی رول ادا کیا یا اسکی آبیاری کا حکومتی فریضہ ادا کیا۔ جس سے ملک کی معاشیات کا سودی نظام ملت پر مسلط ہے۔

۳۴۔ کیا سپریم کورٹ کے منصفوں نے اینٹی کرپشن جمہوریت کی روشنی میں پورے ملک میں بیگناہ، معصوم انسانوں کے خلاف جھوٹے کیسوں کی ایف آئی آر درج کرنے کی روایات کا کوئی سد باب کیا ہے۔ کیا اس ظالمانہ طریقہ کار سے ہمارے منصف اعلیٰ آگاہ نہیں ہیں۔ ان جھوٹے کیسوں کی سماعت، بڑی بڑی فیسوں والے وکیلوں کی بحثیں، اس عدل کش سسٹم پر مسلط منصفوں کے فیصلے۔ یہ عادل کیسے ملی عدل کے جسد پر ناسور بن کر چمٹے ہوئے ہیں۔ کیا ایسا نظام اور سسٹم عدل وانصاف کا قاتل نہیں ہے۔ آج تک جتنے معصوم بیگناہ، مجبور، بے بس، انسانوں کو ایسے ناکردہ جرائم کی قید و بند کی سزائیں یا انکو پھانسی کے پھندے پر لٹکایا جا چکا ہے کیا یہ انکے مجرم نہیں۔ ایسے نظام اور سسٹم میں انصاف کہاں! عوامی عدالت انکو ان الزامات پر مشتمل کیس کی سماعت کا پورا موقع دے۔ کہ ملک میں انہوں نے اسکا تدارک کیوں نہیں کیا اور انکی سزا کیا ہے۔

۳۵۔ کیا ان واقعات کی روشنی میں ججوں، منصفوں اور جسٹسوں اور وکلا کا رول ملت کے جسد کو کینسر بن کر چمٹ نہیں چکا۔ قانون کا پیٹ بھرنے اور کیس مضبوط اور جیتنے کیلئے وکلا صاحبان جھوٹ پر مشتمل اضافی بیان اور حقائق کے خلاف کیس تیار کرنے کیلئے مدعی کو راستہ پر گامزن نہیں کرتے۔ وکیل جھوٹے کیس لیتے۔ جھوٹے کیس تیار کرتے۔ جھوٹے حلف نامے ساتھ لگاتے اور عدالت کے روبرو جھوٹی قسمیں اٹھوانے کا اہم رول ادا نہیں کرتے ہیں۔ کیا عدلیہ اور اس کا تمام نظام مسلم امہ پر ایک عبرتناک ناسور بن کر ابھر نہیں چکا۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

۳۶۔ کیا عدلیہ ان حقائق سے واقف نہیں ہے! کیا وہ انصاف کے نام پر مسلم امہ کے دین، دنیا اور عدل کو کچلتے چلے نہیں آ رہے! ایک حسین وجمیل داشتہ اپنا خوبصورت نازک ونرم جسم کو فروخت کرتی ہے اور لذت نفس دیتی ہے۔ایک ذہین وفطین وکیل اپنا انمول ضمیر اور ذاتی تشخص کو فروخت کرتا ہے۔داشتہ لذت نفس دینے کا گناہ کرتی ہے۔اور وکلا بیگناہ انسانوں کو انسانی اذیتوں میں مبتلا کرنے اور معصوم انسانوں کو اذیتیں دینے اور انکی زندگیوں سے کھیلنے کے گھناؤنے جرائم کی اذیتوں کے مجرم کا رول ادا کرتے ہیں۔نہ جج قسم اٹھا کر فیصلہ سناتا ہے کہ وہ حقائق کی روشنی میں درست فیصلہ دے رہا ہے، نہ وکیل قسم اٹھاتا ہے کہ وہ جھوٹا کیس دائر نہیں کر رہا۔وہ تو مدعی سے ہی ایسی عبرتناک قسمیں اٹھوانے کے عذاب میں برابر کے شریک ہیں۔ایسے واقعات، ایسا ماحول ،ایسا میزان عدل یہ تمام ظلم وجرائم جمہوریت کے نظام حکومت اور اس نظام حکومت کے اعلیٰ منصفوں کے ہیں۔جنکا تدارک آج تک نہ حکمرانوں اور نہ ہی ان عدلیہ کے مجرموں نے کیا ہے۔مسلم امہ کو اس نظام عدل کو توڑنا اور دینی نظام عدل کو قائم کرنا ہوگا۔

۳۷۔ رشوت، کرپشن، سفارش اور ہر قسم کی برائی اور ظلم کے زخم اس نظام عدل کی پیداوار ہیں۔اسکے منصف اس فتنہ کے ذمہ دار ہیں۔یہ نظام اور سسٹم ملت کے کردار کی تباہی کا باعث بنتا جا رہا ہے۔انصاف کے متلاشیوں کے یہ زخم ناسور میں بدل کر زندگی بھر لا علاج بن کر انسانوں کی زندگیوں میں شامل ہوتے ہیں اور موت کی دہلیز تک پہنچاتے جاتے ہیں۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال و مساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت و محبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

۳۸۔ کیا ملک میں کسی شخص کو جرات ہے کہ وہ ان سیاستدانوں، حکمرانوں، وزیر و مشیر، وزیر اعلیٰ و گورنر، وزیر اعظم اور صدر پاکستان اور انکے اعلیٰ سرکاری عہدیداروں اور عظیم منصفوں سے پوچھ سکے کہ تمہارا حصہ تو ملک کے ۱۸ کروڑ افراد میں ایک ہی تو ہے ۔ محنت کش، ہنر مند، کسان اور عوام اس ملک کے وسائل، دولت اور خزانہ پیدا کرتے ہیں اور وہ اسکے وارث ہیں ۔تم سب انکے ملازم، نوکر اور خادم ہو ۔ مالکوں اور وارثوں کے پاس نہ خوراک نہ لباس، نہ گھر نہ گھروندا، نہ بچوں کی تعلیم کیلئے پائی نہ پیسہ، نہ علاج کیلئے کوئی رقم، اسکے برعکس ملک کے نظام کو چلانے والی حکومت کا طبقاتی نظام ۔اعلیٰ طبقہ کی شاہی تنخواہیں، شاہی سرکاری سہولتیں، شاہی سرکاری اور ذاتی رہائشیں، سرکاری شاہی اور ذاتی گاڑیاں، سرکاری پٹرول، انکے گن مین، ڈرائیور، اردلی، مالی، چوکیدار کے اضافی اخراجات اور تعیش کی زندگی ۔اس باطل اور غاصب بے حیا نظام کو عدل کا غسل کس نے دینا تھا ۔کیا انہوں نے یہ سوچا ہے کہ یہ خزانہ، وسائل، مال و دولت، ۱۸ کروڑ کسانوں، محنت کشوں، ایک مفلس، ایک اپاہج، ایک بوڑھے ایک یتیم، ایک بیروزگار، ایک بیوہ کی ملکیت ہے، جنہوں نے بجلی، گیس، پانی کی ادائیگیوں، انگنت ٹیکسوں، مہنگائی کی سرنجوں سے یہ خزانہ جمع کیا ہوا ہے ۔کیا یہ تمام سیاستدان، فوجی ڈکٹیٹر اور منصف وقت ملت کے خادم ہیں یا معاشی اور معاشرتی رہزن، ڈاکو، لٹیرے، غاصب، ظالم، جابر جمہوریت کے نظام حکومت کے ملکی عوام کے معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں ۔ یہ ایسا کیوں ہے عدلیہ اسکا جواب دے ۔کیونکہ ۱۸ کروڑ اہل وطن نے نظام عدل انکے سپرد کر رکھا ہے ۔

۳۹۔ ملک کی تمام ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تمام تجارتی ادارے، اندرون، بیرون ممالک تمام ذرائع آمدن ان چند سیاسی غاصبوں اور معاشی معاشرتی مجرموں نے قبضہ کر رکھا ہے اور ملک انکی ذاتی ملکیت بن چکا ہے ۔ کیا اسلام انکی اجازت دیتا ہے ۔یہ کونسے نظام عدل کا قرینہ ہے ۔کیا سپریم کورٹ کے جسٹس ان حقائق کو جھٹلا سکتے ہیں کہ یہ تمام جرائم انکے زیر قیادت پنپ نہیں رہے ۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

۴۰۔ کیا ملت سرکاری طور پر حکومت شاہی کے وزیروں مشیروں، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر پاکستان افسر وماتحت کے طبقات میں تقسیم نہیں کی گئی ۔کیا یہ تمام طبقاتی معاشی اور معاشرتی نظام ملک میں اس سپریم کورٹ کے ادارے کے زیر سایہ چلایا نہیں جا رہا ۔کیا عدلیہ نے ان تمام ظالموں، غاصبوں، معاشی اور معاشرتی قاتلوں کے ان جرائم کو ختم نہیں کرنا تھا ۔ملک میں دین مقدس پر اینٹی کرپشن جمہوریت کی بالا دستی قائم کرنے والے کون ہیں ۔

۴۱۔ عوامی عدالت سے جمہوریت کے حکمرانوں ان سپریم کورٹ کے جسٹسوں کے بارے میں ان الزامات پر مشتمل ان جرائم کا فیصلہ لے لو ۔ان سب کی سزا کیا ہے ۔یہ کیسے بے حس سیاستدان، غاصب فوجی ڈکٹیٹر حکمران ہیں جن کے قلوب سوز سے خالی اور روحیں احساس سے محروم ہو چکی ہیں ۔ملک وملت معاشیات کے مرض میں مبتلا کر دی گئی ہے، بے زری اسکی بیماری ہی نہیں ۔یہ تو بے دینی، عدل کشی اور اعتدال ومساوات کے فقدان کی اذیتوں میں دم توڑ رہی ہے ۔انہوں نے مل کر ملک میں دین کو نایاب اور ملت کو ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا ہے ۔فطرت اقوام عالم کے اعمال پر نظر رکھتی ہے ۔کڑکتی بجلیاں اس نظام اور اسکے چلانے والوں پر کوندرہی ہیں ۔

۴۲۔ ہارس ٹریڈنگ کا نظام ایک ایسا نظام حکومت ہے کہ ہر ملی رہزن، ملکی خزانہ اور مال ودولت اور وسائل پر ڈاکہ ڈالنے والا مجرم، حکمران اور اسکی حکومتی جماعت سے سودا بازی کرتا ہے، کیس معاف کرواتا ہے اور حکومت میں شامل ہو جاتا ہے ۔پھر ان مجرموں کی عددی برتری سے نئی حکومت قائم ہو جاتی ہے ۔تمام جماعتوں کے غداروں پر مشتمل حکمران اپنی عددی برتری سے ملک کے سیاہ سفید کے مالک بن جاتے ہیں ۔اسی عددی برتری سے ملک کیخلاف ،ملت کے خلاف، دین کے خلاف قانون بنائے جاتے ہیں ۔کیا ان جرائم کو روکنے کا کوئی حل ہے ۔ہاں ملک میں دین محمدی ﷺ کو نافذ کر دو، گھوڑا ابھی بچ جائیگا اور سوار بھی ۔ورنہ فطرت کے عمل کیلئے تیار رہو ۔انقلاب وقت ان کے دروازے پر دستک دے رہا ہے ۔یا اللہ ہمیں اس عبرتناک سانحہ سے بچا آمین ۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔ دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی ، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

۴۳۔ دین کے علم وعمل کو فقط علم کلام بنانے والو، مسلم امہ کے کردار کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے ظلمات میں ڈبونے والو، اعتدال ومساوات کو کچلنے والو، اخوت ومحبت کے حسین گلستان کو نفرت اور نفاق کی چتا میں جھونکنے والو، ایثار و نثار کے جذبوں کو خود غرضی، نفس پرستی کی آگ میں دھکیلنے والو، دین کی شرم وحیا کی تہذیب کو مخلوط تعلیم سے روندنے والو، مسلم امہ کو طبقاتی نظام کی تقلید کروانیوالو، نبی کریم ﷺ کی امت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی تہذیب کے صحرا میں گم کرنے والو، عشرت منزل کے مسافرو، عشرت کدوں کی تباہی سے بچ جاؤ۔ نوشتہ دیوار تو پڑھ لو، توبہ کا وقت ہے۔ ورنہ یہ حقائق تمہاری داستاں لکھ جائیں گے۔ تلاش کرو تمہارا علاج سیاسی ملاؤں ومشائخ یا جمہوریت کے دانشوروں کے پاس نہیں دین محمدی ﷺ کی آغوش میں مضمر ہے۔

۴۴۔ ہم نے تو یہ ملک دین کی روشنی میں اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز اور ایک اسلامی ضابطہ حیات کی لیبارٹری بنانا تھا، ہم نے تو دین کی روشنی میں ملی تشخص تیار کرنا تھا، ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا تھا، ہم نے تو شورائی جمہوری نظام کا بنی نوع انسان کو راستہ دکھانا تھا، ہم نے تو شورائی جمہوری نظام جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرتا ہے اور اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام جو نمرود فرعون اور یزید کی حاکمیت کو قائم کرتا ہے کے حقائق سے تمام پیغمبران کی امتوں اور بنی نوع انسان کو روشناس کروانا تھا۔

مغربی جمہوریت حکومتی آمر پیدا کرتی ہے

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

۴۵۔ ہم نے تو بنی نوع انسان کو آگاہ کرنا تھا کہ اسلام میں کسی سیاسی جماعت کی گنجائش نہیں، اسلام تو حلقہ انتخاب میں صرف ایسے شخص یا فرد کو منتخب کرنے کا حکم دیتا ہے جو دین کے حسن خلق، حسن کردار، حسن عمل ادب انسانیت خدمت انسانیت کی اعلیٰ صفات، امانت و دیانت اور عدل و انصاف، جیسی عمدہ صداقتوں کا مرقع ہو۔وہ اللہ تعالیٰ کے ضابطہ حیات اور دستور حیات کی خود بھی اطاعت کرتا ہو اور مخلوق خدا سے بھی کرواتا ہو، ایسے شورائی جمہوری نظام کے ممبران نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنیٰ کے جمیل خصائل کی صفات کی خوشبو سے بنی نوع انسان کے دل و دماغ کو مادی اور روحانی خوشیوں سے معطر اور محظوظ کرنے والا ہو۔وہ مخلوق خدا کے دلوں میں اترنے اور انکو تسخیر کرنے کے عمل کا عامل ہو۔

۴۶۔ دین محمدی ﷺ کسی سیاسی جماعت یا نمائندہ کو حلقہ انتخاب میں از خود کھڑا ہونے کا تصور نہیں دیتا۔یہ حلقہ کے افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ حلقہ انتخاب میں خیر کے داعی اور حکومتی ذمہ داری ادا کرنے کی اہلیت کے وارث کا انتخاب کریں اس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو اس دنیا میں قائم کیا جاتا ہے۔

۴۷۔ اسکے برعکس کرپچن جمہوریت کے نظریات اور ضابطہ حیات کے مطابق سیاسی جماعتیں اپنا اپنا منشور پیش کرتی ہیں اور الیکشن کیلئے اپنے نمائندے کھڑے کرتی ہیں، الیکشن میں کئی سیاسی جماعتیں حصہ لیتی ہیں، قوم یا ملت سیاست کی جماعتوں کے کئی منشوروں میں تقسیم یا مذہب کی طرح کئی فرقوں میں منقسم ہو جاتی ہے، کرپچن جمہوریت وحدت ملت اور جمعیت ملت کا تصور ختم کرتی ہے۔جمہوریت مادہ پرستوں، سرمایہ داروں کا سیاسی کھیل ہے جس میں مادہ پرست دانشور ہی حصہ لے سکتے ہیں۔تمام جماعتوں کے امیداروں میں سب سے زیادہ ووٹ لینے والا نمائندہ اپنے حلقہ انتخاب میں منتخب ہو کر صوبائی یا قومی اسمبلی میں پہنچ جاتا ہے، غور سے سن لو! وہ ہرگز اپنے حلقہ کا حقیقی نمائندہ نہیں کہلا سکتا، فرض کرو ایک حلقہ انتخاب میں ایک لاکھ ووٹ ہیں۔دس مختلف سیاسی جماعتوں کے نمائندے الیکشن کیلئے کھڑے ہیں، ایک نمائندہ بارہ ہزار ووٹ لیکر کامیاب ہو جاتا ہے، جبکہ دوسری تمام سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کا ووٹ بنک اس کے حاصل کردہ ووٹوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔وہ کیسے اس حلقہ کا نمائندہ کہلا سکتا ہے۔اسطرح اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں کے ذریعہ ایک معاشی اور معاشرتی غاصب یا آمر اور دہشت گرد تیار ہوتا ہے۔اسکو ایک لاکھ ووٹر کا نمائندہ نہیں کہہ سکتے۔

(جمہوریت ۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے ۔دین محمدی ﷺ ! ۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے ۔)

۴۸ ۔ کرپچن جمہوریت ملک کے سازشی ٹولہ کے چند جاگیرداروں سرمایہ داروں آمروں اور فوجی ڈکیٹیٹروں کے محلوں کی پیداوار ہے ۔جو مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ افراد سے قرآن پاک کے نظریات، اسکی تعلیمات، اسکے سادہ وسلیس اور عتدال ومساوات کی زندگی کے اصول، اسکی امانت ودیانت اور افکار وکردار کے ضابطے، اسکے حسن خلق اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم وتربیت کے ادارے، اس کے عفوو درگذر اور محبت وشفقت کے آداب، اسکا شرم وحیا اور چادر وچاردیواری کا نظام حیات، اسکے اخوت ومحبت کے سلیقے، اسکے بنی نوع انسان کیلئے بےضرر اور منفعت بخش ہونے کا علم وعمل، اسکے ادب انسانیت اور خدمت انسانیت کو تیار کرنے والے دینی ادارے، اسکا عدل وانصاف کو قائم کرنے والا نظام حکومت ۔حضور نبی کریم ﷺ کی اعلیٰ صفات، عمدہ صداقتوں کا نور جو حرص وہوس کی آگ کو بجھاتا، دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتا، خوف خدا کا لباس عطا کرتا، معاشی معاشرتی زندگی کے عدل کے آداب سکھاتا، حاکم وقت اور عام آدمی کی زندگی کا تضاد ختم کرتا، دین محمدی ﷺ کی روشنیوں کو پھیلانے والے دینی نور کو، ان جمہوریت کے چند غاصبوں نے پاکستان کے ۱۸ کروڑ امت محمدی ﷺ کے فرزندان سے چھین رکھا ہے۔

۴۹ ۔ نوے سالوں کی انگریزوں کی غلامی اور ۱۹۴۷ سے انکے پروردہ جاگیردار اور سرمایہ دار آمروں اور فوجی ڈکیٹیٹروں کے اینٹی کرپچن جمہوریت کے طرز حکومت کی سرکاری بالادستی، اس کے نظریات، اسکے ضابطہ حیات، اسکا مخلوط طبقاتی تعلیمی نظام مخلوط تعلیمی طبقاتی ادارے، مخلوط حکومتی نظام، مخلوط معاشرتی طرز حیات، اسکا چادر چاردیواری کے خاتمے کا قانون، جس کے ذریعہ آمر حکمرانوں نے پردہ کی دیوار کوتوڑ کر مغرب کی طرح فحاشی، بے حیائی، بدکاری اور زنا کاری کو عام کرنے اور ازدواجی زندگی کی طرز حیات کو ختم کرنے کی مسلم امہ کے مرد وزن کے ساتھ ایک گھناؤنی سازش سے ملت کو دوچار کر دیا ہے۔

(جمہوریت۔حکومتی اسمبلیوں کے آمر ممبران اور آمر حکمران پیدا کرتی ہے۔دین محمدی ﷺ !۔صاحب بصیرت، صاحب کردار، اعتدال ومساوات کے عارف، ادب جہاں کے وارث، اخوت ومحبت کے پیکر، خلق عظیم کے پیامی، دنیا کی بے ثباتی کے آشنا، خوف خدا کی دولت سے مالا مال اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔)

کیا ملت اسلامیہ کے مرد وزن کو علیحدہ علیحدہ جاب مہیا کیئے نہیں جاسکتے، کیا دین کی روشنی میں ایک تعلیمی نصاب تیار اور نافذ نہیں کیا جاسکتا، کیا مستورات کو پرائمری تک بچے بچیوں کی تعلیم، ہائی کلاسز کالجز اور یونیورسٹیوں تک کے لڑکیوں کے تعلیمی ادارے مستورات نہیں چلا سکتیں، کیا ہسپتالوں میں بچے بچیوں اور مستورات کا علاج معالجہ مستورات ہی نہیں کرسکتیں، انکے علاوہ اسی طرح بہت سے شعبے انکے سپرد کئے نہیں جاسکتے جہاں وہ اپنا اہم رول ادا کرسکتی ہیں۔یہ جان بوجھ کر دین کو ختم کرنے فحاشی، بیحیائی، بدکاری اور زنا کاری کو عام کرنے کے مخلوط نظام کو مغرب کی طرح پھیلانا چاہتے ہیں۔دراصل یہ مرد وزن سے ازدواجی زندگی کو چھیننا اور مخلوط کلچر پھیلانا چاہتے ہیں۔اسکے علاوہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے پجاریوں نے پاکستان میں سودی معاشی نظام جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے وہ ملت پر ان آمر حکمرانوں نے مسلط کر رکھا ہے۔اسی طرح اینٹی کرسچن جمہوریت کے تیار کردہ ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے تحت انتظامیہ اور عدلیہ کے قوانین وضوابط جو عدل وانصاف کو کچلتے، ان غاصبوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں، جن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے، ملت اچھی طرح جانتی ہے، کہ ملک میں انتظامیہ اور عدلیہ سے حکومتیں کیا کام لیتی چلی آرہی ہیں وہ کسی سے چھپا نہیں۔یہ ملت کے نظریات اور اسکی تعلیمات اور اسکے تعلیمی اداروں کو ختم کیئے جارہی ہیں۔وہ مسلم امہ کے فرزندان کو سودی معاشیات مغربی سیاسیات، ۱۸۵۷ کے ایک کے مطابق انتظامیہ اور عدلیہ کے پی ایچ ڈی سکالر، انگریزی زبان اور مغربی تعلیم کی پروردہ انتظامیہ اور عدلیہ، اسی طرح انگریزی زبان اور مغربی قوانین وضوابط کے نظام کے بارابٹ لا، انگریزی زبان کی بالا دستی، قومی زبان اردو کا خاتمہ انکا مشن بن چکا ہے۔کیا فرانس، جاپان، جرمنی، ڈنمارک، چیین، روس اور بارہ ریاستیں جنہوں نے حال ہی میں آزادی حاصل کی ہے۔کیا انہوں نے انگریزی زبان کیوجہ سے ترقی کی ہے۔دراصل ہمارے ملک کی عدلیہ اور انتظامیہ اور اسکے اعلیٰ عہدیداران اعلیٰ انگلش میڈیم سکولوں اور اعلیٰ ایچی سن کالجوں سے طبقاتی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے وہ اردو زبان سے نابلد ہوتے ہیں، لہذا ان چند شاہی خاندان کے افراد کیلئے ملت پر انگریزی بطور قومی زبان نافذ کیئے ہوئے ہیں۔کیونکہ انگریزی زبان اینٹی کرسچن جمہوریت کی حکومت کا حصہ ہے۔اللہ تعالیٰ انکو راہ راست سے آگاہی بخشیں۔انکو معاف فرمائیں اور راہ ہدایت کا مسافر بنائیں۔ آمین۔

میرے مولا الفاظ کو ملے اک اشارہ
بری پاک کا کرم ہو آشکار

وہ بندہ تیرا، تیرے احمد کا پیارا
وہ انہی کے نقش قدم کا تارا

وہ مولٰی کا نور اور انہی کا ظہور
وہ مظہر حسن، سیرت کا پیارا

وہ قادری نسبت کا، تاجور دلارا
وہ راستہ دکھائیں بھولے ہوؤں کو تمہارا

پہاڑوں کا دامن ، چشموں کا پانی
آب و ماہی کا سحر انگیز نظارہ

یہ چلہ گاہ ان کی یہ خلوت کدہ ان کا
یہاں سے عرفان ، کا کھلا راز سارا

نیلاں بھو تو مسکن، ان کے کرم کا
یہاں سے ہی پھیلا ہے فیض ان کا سارا

وہ بحر و بر ہیں محو فغاں ہیں
وہ ڈوبتی نیا کو بخشیں کنارا

ذرا پاس آ کر دیکھو تو ان کے
وہ دیتے ہیں صدقے میں سارے کا سارا

عطا کرتے ہیں کملی والے سے لے کر
اخوت و محبت حضوری نظارا

کرم کیجیو عنائیت پر بنام لطیف
ملے کملی والے کا ہر دم سہارا

باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نہ جنوں ہوں نہ خرد شناس

وہ شبستان حیات کا، اس حسین و جمیل کائنات کا
وہ جود و سخا کا کلام ہے، وہ روشن منور پیغام ہے
وہ مستی میں ڈوبا مست گر، وہ مست نگر بسا گیا
وہ گرتے گرتے گر گیا، میخانے کے در پہ مٹ گیا
وہ میخانہ کھولے بیٹھا ہے، وہ آج بھی نقد پلاتا ہے
وہ خانوں کا گھر، وہ مہری حجرہ، وہ وزیر علی کا میخانہ
اہ ریت یار نبھا گئے، اک نیا لاہور بسا گئے
میں نقش پا کو ڈھونڈتا ہوں، میں ہر ذرے کو چومتا ہوں
جو نہ مرے نہ مارا جائے ہے۔ میں اک الست خیال ہوں
میرا حال احوال نہ پوچھ تو، میں بزمِ رونق سجاتا ہوں
میں باسی حق نگر کا ہوں مجھے جانے نہ یہ بے خبر
نہ جنوں ہوں نہ خرد شناس، میں ادب جہاں میں گم ہوں
اے روح روتی رلاتی ہے، میں ست گراں سناتا ہوں
بجے ڈھول ڈھمکہ، پڑے دھمال، میں سر تان لگاتا ہوں
میں کیا بتاؤں کہ کیا ہوا، کہ چراغ نور ہے بجھا ہوا
یاں کفر کی پوجا ہوتی ہے، میں نصاب کفر جلاتا ہوں
اس ظلمت کدے کے نگر میں، میں خیر کا دیپ جلاتا ہوں
واصفؔ با کمال کوید، میں خاموش پاس بیٹھا رہا
مجھے ذوق سفر عطا ہوا، میں اسی سفر میں فناہ ہوا
اس صدا، ندا کی بات نہ پوچھ، ہمہ وقت محشر بپا رہا
جب مشخص ہوا صفات سے، تب خواب سے بیدار ہوا

وہ معرفت و اسرار کا، ایک دیدہ ور شہباز ہے
وہ جلوہ حسن یار ہے، وہ صدا بہار کی بات ہے
وہ علی ولی کا غلام ہے، وہ خردکدے کا امام ہے
وہ موجوں کی طرح رواں ہے، وہ بحر بیکراں ہے
درود تاج سنانے والا، یاں دل کی مرادیں پاتا ہے
بلھے شاہ اساں مرنا نائیں، وہ قصور میں نور نگر بھی ہے
مجھے ڈاچی مہار پکڑا گئے، میرا ہمنوا صحرا میں ہے
میں مستم جلوہ میم ہوں، میں مست الست پیار ہوں
مجھے جب کسی نے یاد کیا، میں سینہ بسینہ فگار ہوں
میں خاموش گیت سناتا ہوں، میں سوز کی دھن بجاتا ہوں
میں پیار کا اک الاپ ہوں، میں روپ نگر کا خیال ہوں
یہ میرا نصیب یہ میرا سفیر، میں راہ راست کی بات ہوں
اہ گنگی تتلی ذکر کرے، میں فکر کا ساز بجاتا ہوں
اس کرم نگر کی راہ میں، دن رات گھنگرو چھنکاتا ہوں
فرعون بمع اہل و عیال، اس ملت پر ہے مسلط ہوا
اس پیاری خیر الامت کو، پھر درس دین سناتا ہوں
نیم شب جب ہوتی ہے، میں تنہا تنہا جلتا ہوں
یہ کیسے بتاؤں اے ہم نشین، اک راز تھا سو چھپا رہا
اس فکر لا مکاں میں، میں پاسباں بنا رہا
یہ تازیانہ الفاظ کا، میری روح کو جگاتا رہا
تو خوش نصیب عنایتؔ ہے، جو باب رحمت پہ جھکا رہا

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام میں مغربی جمہوریت کی طرح نہ کوئی سیاسی جماعت اور نہ کوئی سیاسی رہنما ہوتا ہے۔ نہ ہی مسلم امہ کی جمعیت مختلف سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا نظام مملکت قرآن حکیم کے آئین، نظریات، اخلاقیات، تعلیمات کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام مملکت میر کارواں یعنی امیر المومنین کے ذریعے نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے لئے خلیفہء وقت اور ممبران کے چناؤ کے لیے عمر کا تعین کرنا، ۲۵ سال کی عمر کے افراد کے ممبران کے چناؤ کا حق دینا یا کسی بھی عمر یا ماہ و سال کے باہمی مشاورت سے طے کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں۔ اصل مقصد تو قرآن حکیم کی روشنی میں جدید علوم پر مشتمل اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی درسگاہوں کے ذریعے، اسلامی معاشرہ، اسلامی تہذیب کا حصول ہے۔ جسکے ذریعے ایسا نظام مملکت قائم کرنا ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جا سکے۔

۲۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں کسی زانی، شرابی، بدکردار، راشی، مجرم، دھوکہ باز، بددیانت، فرقہ پرست رہزن، لٹیرے، نامعقول، نااہل افراد کا چناؤ نہیں کیا جاتا۔ اگر کسی رکن کا چناؤ ہو بھی جاتا ہے تو ثبوت کی روشنی میں اسکی رکنیت ختم کر ہو جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کو چلانے کیلئے قرآن حکیم کی روشنی میں بہترین دینی اوصاف و کردار کے افراد کا چناؤ مسلم اُمہ کے فرزندان کا طیّب فریضہ ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں ہر فرد یا ووٹر کا حق بنتا ہے کہ اس کے قریب جو آدمی زیادہ پرہیزگار، امانت و دیانت میں یکتا ہو۔ اس کا نام برائے نمائندہ چنے۔

۵۔ کوئی جاگیردار یا سرمایادار یا کوئی فرد کسی دوسرے فرد کو اس کے نام کے چناؤ کے لیے نہ کہہ سکتا ہے نہ ہی مجبور کر سکتا ہے۔ یہ انتخاب، ووٹر کی ضمیر کی آواز ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریت یعنی اسلامی جمہوری نظام میں کسی قسم کی رکاوٹ بننے والے فرد کو سختی سے نمٹا جاتا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے چناؤ میں کسی خاتون کو چنا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ مستورات کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری مردوں پر ہوتی ہے۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی مستورات جیسے الہامی رشتے انسانی روح کی محبتوں، حرمتوں کے پاکیزہ روشن و منور چراغ ہوتے ہیں انکی عصمت و عفت، تقدس و حرمت اور پردہ کے تحفظ کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ انکی خدمات چادر، چار دیواری کی حدود و قیود میں رہ کر لی جاتی ہیں۔

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۷۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران دنیا کی بے ثباتی، خوفِ خدا، اور اس جہانِ رنگ وبو کی بے ثباتی اور فناہ کے دیس کی حقیقت سے آشنا ہوتے اور جانتے ہیں کہ انسان اس جہانِ رنگ وبو میں صرف خالی ہاتھ آتا، خالی ہاتھ واپس نامعلوم منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ دنیا کی اصل حقیقت کے عارف ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں محنت یوں کرتے ہیں جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرتے ہیں جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے۔

۸۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران کے چناؤ کیلیے جسمانی ذہنی روحانی دینی اہلیت کا وارث ہونا اور اعلی صلاحیتوں سے مالا مال ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۹۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے ارکان کا یونین کونسل کی سطح پر چناؤ کا عمل، یونین کونسل سے تحصیل، تحصیل سے ضلع، ضلع سے صوبہ اور صوبہ سے وفاق تک نظام مملکت کو نافذ العمل کرنے کا طریقہ رائج کرتے ہیں۔ یونین کونسل کے ممبران سے لیکر وفاق کے ممبران تک، ایک اسلامی نظام مملکت کے ممبر سے لے کر صدر مملکت یعنی امیرُ المومنین یا خلیفہ وقت تک، یعنی نظامِ مملکت چلانے والے تمام ارکان اور میر کارواں کا قرآن حکیم کی روشنی میں معیارِ حیات قائم کیا جاتا ہے۔ ان کے گھر کے افراد کے مطابق ایک کسان، مزدور محنت کش کی کٹیا کے مطابق سرکاری رہائش مہیّا کی جاتی ہے۔ ایک عام کسان، محنت کش شہری، ایک معمار، معلم، ایک ہنر مند سپاہی، ایک خاموش قلم کار، ایک شب بیدار دعا گو کے مطابق ان کو ملکی خزانہ سے ضروریاتِ حیات مہیّا کی جاتی ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور ان کی نسلوں کے لئے قرآنِ حکیم کے آئین کی پابندی دین محمدی ﷺ کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ اس سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے وہ اسلامی کردار و تشخص کی نمائندگی کرتا ہے۔

۱۰۔ اسلامی جمہوریت کا جمہوری نظام مملکت کے ممبران کے چناؤ کا بہترین معیار یہ ہے کہ جس شخص کی زندگی جتنی نبی کریم ﷺ کے اسوہِ حسنہ، حسن خلق کے قریب ہوگی، عبادت وریاضت، اخوت ومحبت، امانت ودیانت، عفو ودرگذر، ایثار وشار، صبر وتحمل، ادب وخدمت، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف اور تمام اعلی اوصاف حمیدہ کے قریب ہوگی وہی انسان نظام مملکت چلانے کیلئے چناؤ کا مستحق اور حق دار ہوگا

۱۱۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے خلیفہ مملکت یعنی صدر مملکت اور شورائی ممبران یعنی اسمبلی ممبران کے چناؤ کا کتنا فطرتی عدل کا مظہر، صاف ستھرا، پاکیزہ ومنزہ، طریقہ کار ہے۔ جس میں یونین کونسل کی سطح کے حلقہء انتخاب کا ہر فرد خاموش امیدوار اور سلیکشن کے حقوق کا حقدار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی، منشا اور ضمیر کے مطابق ہر فرد کی دینی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسے فرد کا نام سلیکٹ کرے جو نیک بھی ہو اور صالح بھی، دیانت دار بھی ہو اور امین بھی، پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی، سادہ بھی ہو اور اعتدال پسند بھی، عادل بھی ہو اور عدل پسند بھی روشن خیال بھی ہو روشن ضمیر بھی۔ اہل دل بھی ہو اور اہل درد بھی، مسلم امہ کے ہر فرد کا طیب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ مسلم امہ کے ایسے افراد جو اعلی خوبیوں، عمدہ اوصاف اور انمول کردار اور اعلی اہلیت کے مالک ہوں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لانا، انکے سپرد نظام مملکت کرنا عین اطاعت خدا و رسول ﷺ ہے۔ یہی چناؤ کا سسٹم یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ وقت یعنی صدر مملکت تک بروئے کار لایا جاتا ہے۔ یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہء وقت تک بیت المال یعنی خزانہ سے ایک عام کسان، مزدور معمار محنت کش ہنرمند معلم، کے معیار حیات کے مطابق بنیادی ضروریات حیات ملکی خزانہ سے مہیا کی جاتی ہیں۔ مسجد شریف عوام الناس اور نظام مملکت چلانے والوں کی تربیت گاہ کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ قرآن حکیم کے آئین کی روشنی میں اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، امانت و دیانت، اخوت و محبت، اسوہ حسنہ، حسن خلق، انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے، خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے، سادگی و شرافت کی زندگی گذارنے اور دنیا کی بے ثباتی سے متعارف کروانے پر مشتمل قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی نصاب قائم کرنا اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام مملکت چلانے والے ارکان کو تیار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مسجد شریف مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی انتظامیہ اور عدلیہ کی آماجگاہ بھی ہے۔ معاشی، معاشرتی عدل کا محور اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ادا کرنے والے ارکان مملکت کی تربیت گاہ بھی ہے۔ اسلامی نظام مملکت کو چلانے والے ارکان یا امیر المومنین یا صدر مملکت ہوں۔ وہ ملکی وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ کے امین ہوتے ہیں۔ نہ وہ جاگیردار ہوتے ہیں اور نہ ہی سرمایا دار۔ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے ہیں، نہ انکی کوئی مل، فیکٹری یا کارخانہ انکی ملکیت ہوتا ہے۔ نہ کوئی سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس یا شاہی پیلس جیسے شاہی محل انکے پاس ہوتے ہیں۔ نہ وہ معاشی دہشت گرد، نہ معاشی قاتل اور نہ ہی ملکی ملکیتوں کو اپنی وراثت بنانے والے ہوتے ہیں۔ انکو ملکی خزانہ سے ایک عام کسان، محنت کش، ہنرمند، معلم، ڈرائیور، اردلی، سپاہی، گن مین، جھاڑو کش اور عوام الناس کے مطابق ملکی خزانہ یعنی بیت المال سے ضروریات حیات مہیا کی جاتی ہیں۔ انکی رہائش ایک عام کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند کی طرح ایک سادہ سی رہنے کیلئے کٹیا مہیا کی جاتی ہے۔ ملک ہو یا ریاست، وہ تمام اہل وطن کا سانجھا گھر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عمر لازی کی بجا آوری کرنا ارکان اور صدر مملکت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک ہر فرد کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ خلیفہء وقت ہو، امیر المومنین ہو یا صدر مملکت ہو ملک کا ہر فرد ان سے پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کرتا کیسے بنایا ہے۔ وہ تمام اہل وطن مسلم امہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۲۔ مغربی جمہوریت کے مادہ پرستوں کے کلچر کی پہچان قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف کے خلاف وسائل مال و دولت، ذرائع آمدن ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، تجارتی ادارے، انکی ذاتی ملکیتیں اور ملکی عوام انکے ذاتی غلام محکوم ہوتے ہیں۔ انکی زندگی کا مدعا، انمول ذاتی یا سرکاری گاڑیاں، شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، شاہی رہائشی محل، شاہی ریسٹ ہاؤس انمول ہوٹل، لاجواب عشرت کدوں پر مشتمل عیش و عشرت کا نظام حیات اور تعیش سے بھرا ہوا نظام حکومت کا سلسلہ انکی وراثت کا حصہ ہوتا ہے۔ ملکی وسائل ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ پر انکی مکمل بالادستی قائم ہوتی ہے۔ اس مقصد حیات کے حصول کیلئے ملک کے کم و بیش چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار انگریز کے پروردہ ملکی غدار اور چار فوجی ڈکٹیٹروں، انکے چند کور کمانڈروں کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے متضاد ملک پر مغربی جمہوریت کے نام پر استحصالی ظالمانہ، دلسوز مجرمانہ باطل، غاصب مغربی جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کر رکھا ہے۔ اسی ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور ایک سیاسی لیڈر مسٹر بھٹو نے باہمی مشاورت سے حکمرانی کے حصول کی خاطر ملک کو دولخت کیا اور مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا۔ مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھا۔ وفاقی حکومت کے علاوہ مزید چار صوبائی حکومتیں اور ایک سینٹ کی سپریم اسمبلی قائم کی۔ ملک کے تمام جاگیردار، سرمایا دار ٹولہ کو صوبائی حکومتوں اور سینٹ کے سپریم ایوان کا حصہ بنا دیا۔ سینٹروں، ایم این اے، ایم پی اے کے اسمبلی ممبران کو پھیلایا اور ملک پر اپنے ٹولہ کی اجارہ داری مزید مضبوط بنا کر ملک اور ملکی عوام کو یرغمال بنالیا۔ مغربی جمہوریت کے فوجی سیاسی غاصب ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر اسکے چند کور کمانڈروں نے ۹ لاکھ سپاہ اور چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کے سیاستدانوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو محکوم، غلام، قیدی بنا کر رکھ دیا۔ اس طرح پاکستان ایک جیل اور عوام اسکے قیدی بن چکے ہیں۔ انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور انکے اس ظالمانہ استحصالی نظام حکومت کے جلاد بنا دیئے۔ چاروں صوبوں کے مشیروں، وزیروں کی افواج، وزیر اعلیٰ، گورنر، انکے علاوہ وفاقی حکومت کے ایم این اے، مشیروں، وزیروں کی افواج وزیر اعظم صدر مملکت اور سینیٹروں کا شاہی حکومتی ٹولہ، انکی شاہی تنخواہیں، بیشمار شاہی مراعات انکا خود ساختہ حکومتی حق بنتا گیا۔

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

حکومتی اقتدار ملکی پیداوار، ملکی وسائل، ملکی، غیر ملکی قرضے، ملکی خزانہ انکی ملکیت کا حصہ بنتا گیا۔فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا حکومتی شاہی طبقہ حکومتی ٹولہ کے معزز دہشت گردوں کی ایسی سپاہ ہے جو ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، خزانہ اور ملک پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔عدلیہ انتظامیہ اور فوج شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کی حفاظت پر معمور اور اہل وطن کے قتال پر مجبور ہوتا ہے۔ملک اسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت، خزانہ انکی پاکٹ منی بنتا آرہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان، انکی نسلیں مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے قیدی، غلام، مجبور، اپاہج، معذور اور محکوم بنتے آرہے ہیں۔کتنے ظلم کی بات ہے کہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت، اسکے سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت اعتدال و مساوات، عدل وانصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ملکی وسائل، ذرائع آمدن ملکی خزانہ ان سے چھین کر انکو غربت تنگدستی، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم کر کے خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل رکھا ہے۔فوجی ڈکیٹیٹر یحیٰی خان اور مسٹر بھٹو کے بعد ملکی غدار، ملک دشمن، اسلام دشمن دوسرا فوجی ڈکیٹیٹر پرویز مشرف اسکا تیار کردہ سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، شیخ رشید اور اسکی ہمنوا تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو ملک کا شمسی ائیر بیس افغانستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کے قتال اور اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے پاکستانی عوام اور فوجی سپاہ کی مرضی کے خلاف مہیا کر دیا۔ امریکہ نے شمسی ایئر بیس کو اپنی چھاؤنی بنالیا۔افغانستان کے پانچ چھ لاکھ مسلمانوں، انکے بچے بچیوں اور انکی بستیوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔پاکستانی عوام جو افغانستان کے عوام کی مدد و معاونت کرتے اور اسلام کے نفاذ کی بات کرتے امریکہ، اسکے اتحادی ممالک اور فوجی ڈکیٹیٹر پرویز مشرف اسکے مجرم سیاسی، فوجی ٹولہ انکو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرتا رہا۔قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا قانون پاس کر کے اپنی ۵۱ فیصد مستورات کیلئے حکومتی ایوان اور اسکے علاوہ ۵۱ فیصد مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کیلئے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے حکومتی اداروں کے دروازے کھول لئے۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مرد و زن ملک کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کی لوٹ مار میں شامل ہوگئے۔

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

اسطرح فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے حقوق نسواں کے نام پر اپنی ہی مستورات کے ذریعے ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی حکومتی ایوان اور ملکی خزانہ اپنی ملکیت بنا لیا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کا پابند بنالیا اور ملک لوٹ لیا۔ مخلوط حکومت سے قرآن حکیم کے آئین نظریات، تعلیمات، اور اسلامی تہذیب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ ۵۱ فیصد مستورات کا اضافی بجٹ کا مزید بوجھ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں پر ڈال دیا اور انکو خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل دیا۔ پاکستان کو ریڈ ایریا بنا کر رکھ دیا۔ لال مسجد اسلام آباد کے مدرسہ حفصہ کے سات، آٹھ ہزار طلبا طالبات نے اس قانون کے خلاف آواز اٹھائی تو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے کم وبیش تین ہزار طلبا اور طالبات کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دے کر انکا قتال کر کے رکھ دیا۔ بیشتر مجاہدین اس واقع کے بعد حکومتی ٹولہ اور اپنی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف ملک چھوڑ کر برطانیہ بھاگ گیا۔ بدقسمتی سے اسکا ہمنوا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اسی طرح ملک پر قابض رہا۔ اب وہی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے مطابق اسلامی جمہوریت کے آئین نظریات تعلیمات، اخلاقیات کے متصادم مغربی جمہوریت کے کفر کے مخلوط، طبقاتی، سودی، سیاسی، معاشی معاشرتی استحصالی نظام حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرنا حکومتی ٹولہ انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مجبوری اور انکی بقا کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کو حل کرنے کیلئے ملک میں ہندوستان کی را، اسرائیل کی مساد امریکہ کی بلیک واٹر، سی آئی اے اور دنیا بھر کے ممالک کی خفیہ ایجنسیاں اسلامی تحریک کے خاتمے کیلئے انہی کی اجازت سے ملک میں داخل ہوئی ہیں اور دہشت گردی کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ وہ امریکہ اسرائیل انڈیا کی خفیہ ایجنسیاں جعلی بوگس طالبان اور دہشت گردوں کے روپ میں جدید اسلحہ اور ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرتی ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مردوزن اپنی اور اپنے مغربی جمہوریت کے مخلوط استحصالی نظام حکومت اسکے، معاشی معاشرتی استحصالی طبقاتی نظام کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور دینی اداروں کے طلبا اور طالبات کو دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال جاری اور انکی اسلامائزیشن کی تحریک کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے میڈیا کے ایجنٹ انکے تحفظ کا رول ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ مسلم امہ کی اسلامائزیشن کی آواز کو دبانے اور مغربی جمہوریت کے مبلغ اور کفر کا کلچر پھیلانے کیلئے وہ ہر ظلم اور ہر جرم کرتے آ رہے ہیں۔

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز نے اس استحصالی مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کو ہندوستان کی عوام پر مسلط رکھا اور آزادی مانگنے والوں کا قتال جاری رکھا۔ اب اسلامی نظام جمہوریت کے نفاذ کا نام لینے والوں کا قتال مغربی جمہوریت کے جاگیردار، سرمایادار انگریز کے پروردہ ملکی غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن کا قتال اپنی حکومتی اجارہ داری کیلئے ضرورت کا حصہ بنا رکھا ہے۔ دہشت گرد اور مجرم پہلے انگریز تھا اب یہ جاگیردار، سرمایادار، ایک فوجی ڈکٹیٹر، اس کے چند کور کمانڈر سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مغربی جمہوریت کے مردو زن ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹ کے ممبران انکے مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر مملکت، یعنی فحاشی بے حیائی بدکاری، زناکاری کے مجرم، معاشی قاتل، زمین مافیہ، پراپرٹی ڈیلر، بھتہ خور اور اغوا برائے تاوان کے معاشرتی دہشت گرد اور ملک لوٹنے والے رہزنوں نے ملک اور ۱۸ کروڑ فرزندان اسلام اور انکی نسلوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ جوں جوں انکی تعداد ون یونٹ کو توڑنے کے بعد وفاق سے نکل کر چاروں صوبوں اور سینٹ کے ایوانوں تک پھیلتی گئی اور پھر ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی مستورات کو حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا حصہ بنالیا۔ ظلم اور جرم اسی تناسب سے پھیلتا گیا۔ عوام الناس کا جینا دشوار سے دشوار ہوتا جارہا ہے۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلیں اس مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے نجات چاہتے ہیں۔ مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اپنے سیاسی اسمبلیوں کے ممبران کے کلچر اور تعلیمی اداروں سے طبقاتی طالبان، دہشت گرد، معاشی، معاشرتی اور انسانی قاتلوں کا مجرم فوجی سیاسی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور کارندے پیدا کرتا آرہا ہے۔

مغربی جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس سے ایک ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر نو لاکھ سپاہ اور انکا تیار کردہ چھ ہزار سیاسی ٹولہ کے مردو زن مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، انکا شیخ رشید جیسا اتحادی ٹولہ ملکی آئین توڑنے والے ملک دشمن، ملک غدار ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم ہیں۔ این آر او کے مجرموں کے ظلم، معاشی معاشرتی قتال اور ملک دشمن جرائم کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا قتال آج تک جاری ہے۔

اے رب جہاں۔ اے رب رحیم۔!۔ ہمیں اس مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے فوجی سیاسی مردو زن کے مجرموں سے نجات عطا فرما۔ ہمیں این آر او کے مجرموں سے ۹۷ ارب ڈالر جو انکے رشوت، کمیشن، کرپشن، ملکی خزانہ، وسائل، آئی ایم ایف کے قرضے اور لوٹ مار سے اکٹھے کیے ہوئے ڈالر مغربی بنکوں میں موجود ہیں انکو واپس لانے اور این آر او کے مجرموں کے تمام قتال کے کیس، قرضے، لوٹ مار، تمام ملک اور غیر ممالک میں پھیلی ہوئی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاروبار، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، حکومتی شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، وزیر و مشیر ہاؤس لاکھوں انمول گاڑیاں اور انکا ایندھن یعنی اربوں ڈالر کا زر مبادلہ کا پٹرول، ڈیزل، گیس کو دھواں بنانے کا عمل ختم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں انکے معاشی معاشرتی قتال سے بچا۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ہمارے بیشتر دانشور، سکالر، تجزیہ نگار، صحافی، قلم کار، اینکرز مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب کے شاہکار، ملکی غدار دانشور ہیں۔ جو امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے زرخرید ٹی وی چینلوں کے ایجنٹ ہیں۔ جو امریکہ اور مغربی جمہوریت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے مردوزن کے استحصالی نظام حکومت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو دہشت گرد بناتے اور انکا قتال کرواتے آرہے ہیں۔ حکومتی ایوانوں کے مجرموں کو تحفظ فراہم کرتے آرہے ہیں۔

۱۔ انہی ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگاروں، قلم کاروں، کالم نویسوں، ذرائع ابلاغ کے ملک دشمن عناصر کا کمال یہ ہے۔ کہ غریب، بے بس، بیروزگار، تنگ دست، ضروریات حیات سے محروم جو بجلی کا بل ادا نہ کرسکیں تو اس پر پچاس روپے جرمانہ تو واپڈا کا چیرمین، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان اور چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف پاکستان تو معاف نہ کرسکیں۔

۲۔ لیکن ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اور اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا سیاسی حکومتی ٹولہ تمام ملک دشمن، غدار، آئین توڑنے والے مجرم ۱۸ کروڑ عوام کو نو سال تک مارشل لا کی گن پوائنٹ پر قیدی اور یرغمال بنائے رکھیں۔ ملک وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، حکومتی ایوانوں کے شاہی اخراجات سے عیاشانہ زندگی گذارتے رہیں۔ رشوت، کرپشن، کمیشن سے مال و دولت جمع کرتے رہیں۔ تمام محکموں میں اپنے پسندیدہ افراد کو ملازمتیں مہیا کرتے رہیں۔ ملکی خزانہ اور ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کرتے رہیں۔ انکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۳۔ ۵۱ فیصد مستورات کے نام پر ملک کا ۵۱ فیصد بجٹ لوٹنے کا قانون بناتے رہیں۔ اسلام آباد کے مسجد حفصہ کے طلبا طالبات کے پر احتجاج تین ہزار طلبا طالبات کا قتال کر کے رکھ دیں ان مجرموں کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۴۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اسکے چند کور کمانڈر اور مسٹر بھٹو ملک کو دولخت کر دیں، ون یونٹ کو توڑ کر چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، چار وزیر اعلیٰ، چار گورنر، چار سپیکر، چار اسمبلیوں کے ممبران، حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی ایوانوں، شاہی رہائشوں کے اخراجات کون دیگا۔

۵۔ فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو پاکستان کی ۹۳ ہزار افواج کو ہندوستان کا قیدی بنا دیں، انکو تختہ دار تک پہنچانے کی بجائے حکومتی ایوان مہیا کر دیے جائیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، ذرائع ابلاغ کے مبلغ اس پر کیوں خاموش ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نعت شریف

دہر میں پھیلی ہوئی ہے ہر سو یہی اک صدا   شمس و قمر کی روشنی ، تپش و تسکیں جا بجا

صلِ علیٰ فغاں فغاں، صلِ علیٰ محمد

شب صحرا، کوہ و دمن، محو ترنم حمد و ثنا،   باد نسیم ، باد شمیم، دے رہی ہیں یہی ندا

صلِ علیٰ میں بڑا مزا صلِ علیٰ محمد

نور ہیں پرنور ہیں آب و گل فشاں فشاں   کوہ و بیاباں کی خموشی، ان پہ ہوئی ہے فدا

صلِ علیٰ مے مدنی پلا صلِ علیٰ محمد

ہنگامہ ہائے کائنات میں تیری نوا تیری نوا   تیرے فقیروں کو ملی شب بیداری کی عطا

صلِ علیٰ ہے سب کی نوا صلِ علیٰ محمد

ملے فضل و کرم ہوں دور الم، نگر نگر پھرے تیرا گدا   ید بیضا ہو مسیحائی ہو اور رحمتِ عالم کی شفا

صلِ علیٰ ذرا سنتا جا ، صلِ علیٰ محمد

کبھی لذت وصل مسیحا بنی کبھی سوز جدائی میں تڑپتا رہا   کبھی باب العلم پہ جھکا رہا کبھی در رحمت پہ کھڑا ہوا

صلِ علیٰ ذرا مکھڑا دکھا صلِ علیٰ محمد

تیرے فقیر روشن ضمیر، مے وصل کے ہیں گدا   آغوش میں ان کی تجلیاں، فکر میں محشر بپا ہوا

صلِ علیٰ ہر دکھ کی دوا صلِ علیٰ محمد

کوہ وبیاں ہیں جلوہ گاہ ، خلوتوں میں یوں چپ ہوا   چراغ نور منزل بہ منزل راہ راست روشن ہوا

صلِ علیٰ درود و صلوۃ صلِ علیٰ محمد

واصفؔ کو دیا واصفؔ نے پیا جھوما اور مستی میں کہا   عنایتؔ بھی کھڑا چپ سادھ رہا جب نظر پڑی انمول ہوا

صلِ علیٰ ہے داستان خدا صلِ علیٰ محمد